A

TREATISE ON THE CONTROVERSY

BETWEEN

CHRISTIANS AND MUHAMMEDANS.

BY THE

REV. C. G. PFANDER, D.D.

THIRD EDITION.

LONDON:
W. M. WATTS, CROWN COURT, TEMPLE BAR.

1862.

b

کتاب

میزان الحق

حکمت جواہرات سے بہتر ہی اور کوئی
مرغوب چیز اسکی برابر نہیں ہوسکتی
قول سلیمان

دوسری دفعہ چھاپی گئی
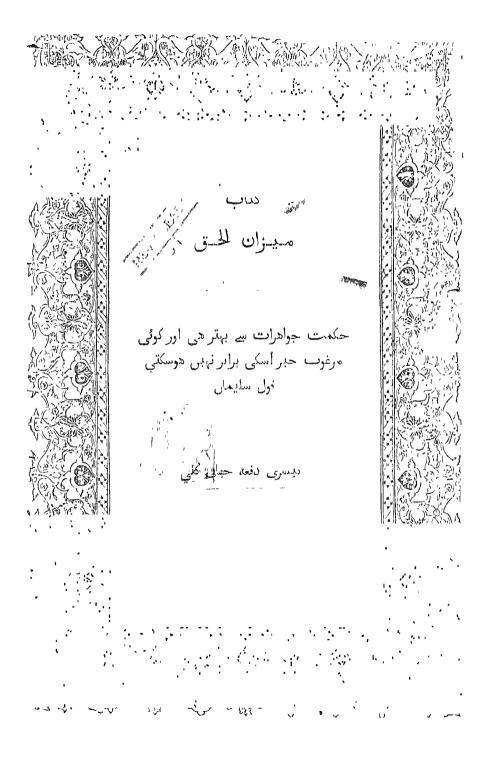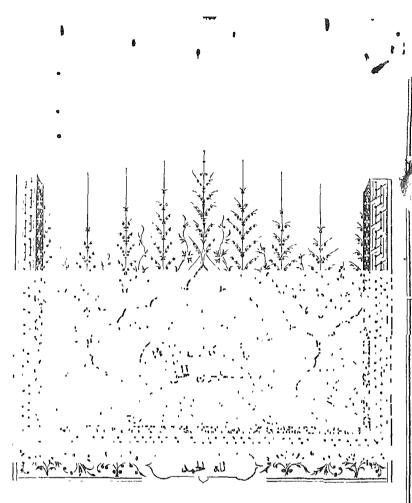
شکر اور تعریف بیحد خداے واحد و قدیم اور مقدس و عادل و رحیم کو واجب و لائق هی جسکي ذات پاک کی روشنی متغیر هونے سے معرّا اور اُسکي بزرگی کا جلال بدل جانے سے مبرّا اور حقیقت و معرفت کا سرچشمه اور هدایت و رحمت کا منبع وهي هی اور بیحد و بیشمار بخشش و کرامات اُسکي رحمت بیکران سے ظاهر و آشکار اور سبهي بهجان کا حق اُسکي مهربانی کے پرده میں پوشیده و برقرار اور اُس حق کو اُن ڈهونڈ هنے والوں پر جو اِس مرتبه کا رتبه راستي سے ڈهونڈهیں اور اُن چلنے والوںکو جو اِس منزل کي راه درستي سے چلیں بخشنے والا اور عطا کرنے والا هی *

بعد ٭ پوشیده نرهے که علم حقیقت کے جاننے والوں اور مرتبه معرفت کے

پہنچنے والوں پر ظاہر اور روشن ہی کہ وہ علم جو آدمی کو پیدایش کے مکتب خانہ میں پہلے پہل واجب و لازم ہی سو اپنی پہچان کا علم ہی کیونکہ وہ ایک ایسی کنجی ہی جس سے خدا کی پہچان کا دروازہ بھی کھل جائیگا یعنی جو کوئی اپنی روحانی و باطنی آرزوؤنکی طرف متوجہ نہوا اور اُنہیں نہ پہچانا اور جسنے اپنے دلکی ہوس اور خواہشونکی تلاش نکی تو وہ اپنے باطنی احوال کے پہچاننے سے بیگانہ و محروم ہی اور خدا کی پہچان سے بھی آشنا نہیں سو ایسے شخص پر خدا کی پہچان کا دروازہ بند ہی اور جب تک وہ اپنے باطنی احوال دریافت کرنیکی خواہش نکرے اور دلکی چاہونکی طرف متوجہ نہووے خدا کی پہچان کا دروازہ اُسپر نہ کھلیگا اِس لیئے اپنے تئیں نہ پہچاننا اُس مرتبے تک خدا کے نہ پہچاننے کا سبب ہوا ہی کہ بہت لوگ خدا کے الہام کا یا انکار کرتے یا ذلیل جانتے ہیں اور جو کوئی اپنی بابت فکر کرے اور اپنی روح و دلکی آرزوؤں پر متوجہ ہووے جلد دریافت کرلیگا کہ اُن سب آرزوؤنکی اصل جو اسے شوق دلاتی اور عمل پر لاتی ہیں ایک آرزو ہی اور انسان کے سب عملونکا مطلب و مقصد اُسکے پورا کرنے میں ہی اور یہہ عمدہ و اصل آرزو جو سب آدمیونکے دل میں یہاں تک کہ جنگل کے رہنے والوں میں بھی پائی جاتی ہی دلکی اُس تمنّا اور خواہش سے مراد ہی جسکے سبب سے آدمی سدا کی خوشحالی کا طالب ہی اور جب تک آدمی اُسے نہیں پاتا اُسکے دل کو چین نہیں آتا اور کسیطرح آپ کو بدبختی کی حالت میں نہیں دیکھتا اور اِسی سبب سے ہر کوئی اپنے گمان کے موافق کوشش کرتا ہی کہ اپنے دل اور روح کی آرزو پوری کرے اور اِسی راہ سے نیکبختی و خوشحالی کی منزل پر پہنچ جاے اور بعضے یہہ فکر کرتے ہیں کہ اُس خوشحالی کو طرح طرح اور قسم قسم کے عیش و عشرت میں پاوینگے اور اِسی وسیلے سے اپنی روح کی آرزوئیں بر لاوینگے پس عیش و عشرت میں مشغول ہونے اور آپ کو کھیل کود میں ڈالکر اُس میں زیادتی کرتے ہیں اور باوجودیکہ مقدور بھر

جسماني حرص و خواهش پوري کرکے دنیا کا خوب مزا اٹھا لیتے هیں پر
آخر کو اِسکي عوض که اپني جان و روح کے لیئے کچھ چین پاوں اور
تقاضاے دلي پورا کریں اپنے دلکي بیقراري اور زیاده بڑھانے اور ابدي خوشحالی
کی جگهه روح کا رنج حاصل کرکے آگے سے بهي زیاده نا اُمید اور بدبخت
هوتے هیں اور بعضے لوگ اپني خوشحالي کو دنیا کے مال کی بهتایت میں
سمجهکر خزانه پر خزانه جمع کرتے اور هرچند که مالدار هیں تو بهي اور
ڈهونڈهتے هیں اور کسي وقت کسي چیز پر قناعت نهیں کرتے آخر موت
اُنهیں کهینچ کهینچ کر انکے چاندي سونے سے جدا کرتي هی اور اُس خزانه
کو جس پر وے بهروسا رکهتے تهے که حقیقی خوشحالي اُنکی روح کو پہنچاوینگا
چاهیئے که اُسے چهوڑکر اُس عالم کو کوچ کریں اور بعضے اِس اُمید میں
هیں که وه خوشحالي علم اور اُسکي زیادتی میں پاوینگے پر جب تک یهه تمام
صرف علم انساني هي اور آدمي نے الهام رباني کے مکتب میں وه علم نهیں
سیکها تو یهه علم عیش و عشرت مذکوره کي مانند دنیاے فاني سے حاصل
کیا گیا اور فاني و مجازي بنیاد پر رکها گیا هي اِس صورت میں روح ابدی
جو حقیقي خوشحالي ڈهونڈهتي هی ایسے علم سے جو فنا کو قبول کرے
کیونکر تسلي پاویگي اور بعضے ایسا خیال کرتے هیں که اپني روح کي
خوشحالي دنیا کي عزت و حرمت اور بزرگي میں پاوینگے اور بعضے اَور اَور
چیزوں میں سوچتے هیں غرض که هر کوئي ایک ایک راه سے ایک ایک
خوشي ڈهونڈهتا هی مگر هی یوں که اُنمیں سے کوئی وه خوشحالی ناوندا
جیسے ڈهونڈهتا هی اور جسمیں اُسکي امید لگي هی آیا ممکن هی که آدمی
کی ابدي روح فانی اور جسمانی غذا سے آسوده هو اور یهه سے فهام دنیا جو
اپني تمام شادی و خوشي اور مال و ملک سمیت گذری جاتی هی کیا تو
سکتا هی که آدمي کي ابدی روح کو تسلی بخشے اور خوش کرے ظاهر هی
که آدمي اپنی روح کي خواهش اور تمنّا جو همیشه کی خوشی کی هی
دنیا اور اُسکي عزت اور مال و عشرت میں نهیں حاصل کر سکتا [illegible]

کہ اُسکو روحانی عالم اور حقیقی و بے زوال وجود میں جو خدا ہی ڈھونڈھے کیونکہ آپہی خوشحالی کو صرف اُسمیں اور اُسکی پہچان میں پا سکتا ہی اور بس سو جو کوئی کہ اپنی روح کی خواہش پایا اور حقیقی خوشی حاصل کرنا چاہتا ہی اُسے لازم ہی کہ سب چیزوں سے پہلے اُس حقیقی خوشی کے سرچشمے کو جو خدا ہی پاوے اور اُسکی رضامندی اپنے شامل حال کرے اور آدمی کی پیدایش کا اصل مطلب بھی یہی ہی نہ کھانا پینا اور دولت و مال جمع کرنا اور لوگونکے سامھنے عزت و حرمت ڈھونڈھنا بلکہ آدمی بندگی اور ہمیشہ کی سعادت کے واسطے پیدا ہوا اور چاہیئے کہ جب تک اس جہان میں ہی اِسی عبادت و سعادت ابدی کے لیئے مستعد رہے الحاصل پہلا اور بڑا کام جو ہرکسی پر واجب ہی یہہ ہی کہ اِس مطلب و مقصد کو پہنچے اور جب تک اُسنے خدا کو نپایا اور نہ پہچانا ہو چین نلیوے پر جو کوئی اِس بات کو لحاظ نہیں کرتا اور اپنے بیش قیمت وقت عزیز کو صرف دنیا کے مزے حاصل کرنے میں صرف کرتا ایسا شخص خدا کے غضب کے لایق ہی ×

مگر خداے مطلق اور بے انتہا کو جو نہ دریافت میں آتا اور نہ دیکھا جاتا ہم کیونکر پاویں اور کسطرح خیال میں لاویں عقل تو صرف ایسی چیزوں کو سمجھہ سکتی ہی جنکو ظاہری حواس کی طاقت سے اپنے دخل و تصرف میں لاتی اور عقل کے دخل و حکم میں صرف یہہ عالم ہی جو دیکھا جاتا نہ وہ عالم جو دیکھنے میں نہیں آتا بس آدمی عقل کے وسیلے سے خدا کی بابت صرف اِتنا ہی سمجھہ سکتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جہان کے پیدا کرنے کے سبب اپنی اَن دیکھی ذات کو بیان کیا ہی اِس باعث سے آدمی قدرت رکھتا کہ مخلوقات سے خالق کا اور بنائی ہوئی سے بنانیوالے کا سراغ لگا لیوے اور جہان کا موجود ہونا اور برقرار رہنا آدمی کو اِس خیال کی طرف کھینچ لیجا سکتا ہی کہ اُسکا ایک پیدا کرنیوالا ہی اور وہ مخلوقات سے بالا اور اختیار والا اور مطلق ہی اور

اُن قدرتون سے جو موجودات کی جنبش کا سبب اور اُس هر جنس کی مدد سے ایک دوسري جنس کو جو مخلوقات میں ظاهر هي اور هر چیز کو ایک خاص اوزار کے سانهه بیدا کیئے جانے سے جیسے کہ آنکهه دیکهنے کو اور کان سننے کو اور بہت اشیا سے آدمی سمجهه سکتا کہ خدا قادر و قدیم اور علیم و حکیم و کریم هی اور جب آدمي بهلے بُرے کا فرق اور عدل و ظلم اور خدا کی پسند اور ناپسند کی تمیز اور جزا و سزا کا علم اپنے دل اور عقل میں دریافت کر سکتا هی تو اِنکے جاننے سے معلوم کر سکتا کہ دنیا اور آدمي کا پیدا کرنیوالا چاهیئے کہ خداے عادل اور مقدس اور نیکوں کا دوستدار اور اجر دینیوالا اور بدوں سے نفرت کرنیوالا اور سزا دینیوالا هو مگر جب تک آدمي نے خدا کے کلام سے کچهہ علم حاصل نہیں کیا خالق کو مخلوقات کے نشان و اشارہ سے اِسّے زیادہ نہیں پہچان سکتا اور اگرچہ آدمي خدا کو اوصاف مذکورہ کے سانهه پہچان لے پهر بهي ایسي تهوڑی پہچان میں پوري یقین کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا چنانچہ بت پرستوں کے فرقے اِس مطلب کے گواہ هیں کہ باوجود عقل و دانائی اور علم و هوشیاری کے جو اُن میں سے بہتوں نے اگلے وقتوں میں حاصل کي نهي ابتک اپنے هي طور کی عبادت میں رهے اور بت پرستی کی قید سے نچهوٹے اور ایمان کے اُس مرتبے کو بهي نہ پہنچ سکے کہ خدا کو یقین کے سانهه واحد و قدیم اور قادر و علیم اور حکیم و رحیم اور عادل و مقدس اور آسمان و زمین کا پیدا کرنیوالا جانیں پوشیدہ نرهے کہ ایسا نہیں هی کہ آدمی کي سرشت اور اُسکو جنبش دینیوالي صرف عقل هو اور بس بلکہ وہ نفس بهي رکهتا هی اور اُسکي نفسانی هوسیں ایسی قوي هو گئي هیں کہ اکثر اوقات اسکی بصیرت کی آنکهہ تاریک بلکہ اندهي کرکے اُسپر غالب هو جاتي هیں اِسی لیئے آدمی کو ممکن نہیں اور کسي وقت نہیں هو سکتا کہ وہ صرف اپنی عقل کے زور سے خدا شناسی کے اُس مذکورہ درجے کو پہنچے اور یہہ بهي هونی نہیں کہ آدمی اپني

طرف سے ایسی طاقت حاصل کرے جسّے نفس کو زیر کرے اور حس
چیز کو نیک اور فائدہمند جانے ہر حال اور ہر وقت عمل میں لاوے اور
اگر ہم ایسا بھی خیال کریں کہ گو آدمی اپنی عقل سے خدا شناسی کے اُس
مرتبے کو پہنچا ہو تو بھی اپنی روح کی خواہش و تمنا پوری نہیں
کرسکتا کیونکہ آدمی اپنی عقل سے خدا کی اُن مذکورہ صفتوں کی
بابت پورا یقین حاصل نہیں کرتا اور نہ آپ سے آپ دریافت کر سکتا
کہ خدا کا ارادہ آدمی کے حق میں کیا ہی اور اُسکے حکم کیا ہونگے اور
آدمی اُسکی مرضی کیونکر حاصل کریگا چنانچہ اِن عمدہ مطلبوں کی
بابت علماے یونان نے بھی جو بت‌پرستوں کے مشہور عالموں سے ہیں
اپنی ناسمجھی اور کم‌عقلی اور کم‌فہمی کا اقرار و اعتراف کیا ہی بر ظاہر
ہی کہ جب‌تک آدمی اُن مذکورہ مطلبوں سے خبردار نہووے خدا کے ارادہ
کو بجا نہیں لا سکتا اور جب‌تک خدا کے ارادہ کو نہیں بجا لایا خدا کی
رضامندی بھی اُسکے شامل نہیں ہوگی اور خدا کی رضامندی جسکے شامل
حال نہیں ہوئی وہ حقیقی و ابدی خوشی کو کس طرح سے پاویگا پس
ضرور ہی کہ آدمی کی روح کی خواہش و تمنّا پوری کرنیکے لیئے کہ
ہمیشہ کی خوشی کا پانا ہی خدا اپنا ارادہ جو انسان کے حق میں رکھتا
ہی اُن وسیلوں کے ساتھہ جن سے مطلب کو پہنچتا ہو ظاہر و بیان کرے
اور شک نہیں کہ خداے تعالیٰ نے ہمیشہ کی خوشحالی کی طلب ہر ایک
آدمی کے دل میں صرف اِس لیئے لکھہ دی اور نقش کی ہی کہ آدمی
اُس خوشی کو جسے ڈھونڈھتا ہی پہنچے اور جب ثابت ہوا کہ آدمی
خدا کے الہام بغیر اُس خوشحالی کو نہیں پہنچ سکتا تو ظاہر ہی کہ خدا
کا الہام آدمی کو خواہ نخواہ ضرور ہی پس جو شخص گمان کرے کہ الہام
کچھہ ضرور نہیں اور ایسا سوچے کہ آدمی صرف عقل کی رہنمائی سے
خدا اور اُسکے ارادہ کو پہچان سکتا ہی اور اُس راہ کو معلوم کریگا جسمیں
خدا کی رضامندی اپنے شامل حال اور ہمیشہ کی خوشی اپنی روح کے

لیئے حاصل کرے ایسا شخص جھوٹھے خیال اور گمراھي کی راہ میں ھی یہاں تک کہ یہہ بھي بھول گیا کہ اُس سے بہلے اب تک بہتوں نے اسي ایسي فکروں کے دریا میں غوطہ لگایا مگر اسمیں سے گوھر مراد کسیکے ھاتھہ نہ آیا کیونکہ عقل کي دھندھلي اور تاریکی آمیز روشني آدمی کو منزل مقصود تک ھرگز نہیں پہنچا سکتي بلکہ صرف کلام اللہ کے آفتاب کي روشنی سے انسان وھاں تک پہنچ سکتا ھی اور خدا نے بھي آدمي کو ایسا خاص الہام مرحمت و عنایت کیا ھی جسکے وسیلے سے وہ ایسي چیزیں سمجھہ اور سیکھہ سکتا جنکے دریافت میں عقل عاجز ھی اور جسمیں خدا نے اپنے اُس ارادہ کو جو آدمي کے حق میں رکھتا ھی بیان فرمایا ھی اُس خداے کریم کو جسنے اِتنی بڑي بخشش جو سب بخششوں سے بہتر ھی انسان پر کي ابدالاباد تک شکر اور حمد ھوجیو *

لیکن درحالیکہ دنیا میں طرح طرح کے مذھب ھیں اور ھر قوم اپنے مذھب کو سچا جانتي تو اس صورت میں نہیں ھو سکتا کہ وے سب سچے اور خدا کي طرف سے ھوں بلکہ اُن سب میں سے صرف ایک مذھب سچا اور خداؔ کي طرف کا ھوگا اور بس اِس حال میں سوال لازم آتا ھی کہ حق مذھب کي نشانیاں کیا ھیں * جواب * حقیقي الہام اور طریق حق کي نشانیاں پانا مشکل نہیں کیونکہ جس حال میں کہ آدمي کي روحاني تمنا اور اُسکے دلي انصاف کي مرغوب و مطبوع چیزوں اور خدا کي صفتوں پر جو موجودات سے سمجھي جاتي ھیں اگر اِن سب پر غور کیا جاے تو وہ نشانیاں جلد پائي جاتي ھیں یعنی درحالیکہ خدا قدیم اور اُسکي ذات بدلنے اور متغیر ھونے سے پاک ھی تو چاھیئے کہ جس طور پر کہ خدا نے عالم کي پیدایش اور جہان کي محافظت اور آدمي کے دلي انصاف میں اپنے تئیں بیان و ظاھر کیا ھی اپنے کلام میں بھي آپکو اُسي طور پر ظاھر و بیان کرے بس حقیقی الہام اِن پانچ شرطوں سے پہچانا جاتا ھی *

پہلی شرط یہہ ھی کہ الہام حقیقی آدمی کی روح کی خواھش اور تمنا کو جو ھمیشہ کی خوشی کا باعث ھی پورا کرے اور روح کی یہہ خواھش کئی قسم کی ھی ٭

پہلی قسم یہہ کہ آدمی اپنی نسبت اور خدا کی نسبت حق بات جاننے کا محتاج ھی یعنی آدمی کو لازم ھی کہ معتبر خبریں خدا کی صفتوں کی بابت جانے اور خدا کے ارادہ و احکام اور اپنے پیدا ہونے کے مطلب سے خبردار اور اسکے انجام کرنیکے علاج سے آگاہ ہووے کیونکہ اگر آدمی اِن مطلبوں سے واقف نہو اور اِنکو خوب نجانے تو حقیقی خوشی کو کیونکر پہنچ سکیگا ٭

دوسری قسم یہہ کہ آدمی اپنے گناھوں اور تقصیروں کی معافی حاصل کرنیکا محتاج ھی یعنے آدمی کا دل اُسے جتاتا ھی کہ اپنے پروردگار کے سامہنے تقصیروار و گنہگار ھی کیونکہ اُس کا دلی انصاف اُسپر ظاھر کرتا کہ جو فکریں اور باتیں اور چال چلن اُسکو لازم ھیں عمل میں نہ لایا بلکہ اکثر دفعہ برعکس اُنکے کیا پس خدا کے سامہنے گنہگار ھی اور جو کوئی اپنے باطن کے احوال سے خبردار اور اپنے تئیں قربت دینے کے ارادے میں ہووے وہ بالضرور اپنی تقصیروں پر اقرار کریگا پھر ظاھر ھی کہ آدمی ہر صورت طرح طرح کے گناھوں سے خدا کے سامہنے تقصیروار اور قرضدار ھی اس حال میں لازم ھی کہ آدمی اپنی تقصیروںکی سزا سے نجات پاوے اور اپنا قرض ادا کرے نہیں تو اُس خوشحالی کو جو صرف خدا میں ھی نہ پہنچ سکیگا کیونکہ تقصیروار اور گنہگار کس طرح اپنے پروردگار کا مقبول ہوگا ٭

تیسری قسم یہہ کہ گناھونکی معافی کے سوا آدمی کی روح نیک اور پاک ہونے کی بھی محتاج ھی یعنی آدمی کو لازم ھی کہ روز بروز خوبیٔ و پاکی میں ترقی کرے اور کمال کو پہنچکر خدا کا مقرّب ہو جاے کیونکہ جب تک روح کی یہہ خواھش حاصل اور باطن پاک و صاف نہووے

خداے پاک و مقدس کی رضامندی بھی اُسکو نہ ملیگی اور اِس سبب
سے کہ آدمی کی حقیقی خوشحالی اِسی باطنی پاکی پر موقوف ہی تو
بغیر اُسکے وہ حقیقی خوشحالی حاصل نکر سکیگا اور آدمی کی روح کی
سب تیزوں خواہشیں اُس عمدہ آرزو کے اندر جو ہمیشہ کی خوشحالی
کا پانا ہی صاف پائی جاتی ہیں اُس صورت میں جبتک آدمی حقیقت
کو نپاوے اور اُسکے گناہ سب معاف نہوں اور اپنے دلکی صفائی کو نہ
پہنچے اُس ابدی و حقیقی خوشحالی کا مزا جو صرف خدا ہی میں
ہی نچکھیگا اور اِس خواہش کے حاصل کرنیکی آرزو بتپرستوں میں
بھی معلوم ہوتی ہی چنانچہ وے بھی آپ کو حقیقت کا محتاج جانتے
اور اپنے گمان کے موافق گویا ہمیشہ حق کے طالب ہیں اور اُنکی قربانیاں
وغیرہ یقینی دلیل ہیں کہ اپنے تئیں گنہگار اور معافی کا محتاج جانتے
ہیں کیونکہ چاہتے ہیں کہ اُنکے وسیلے سے معافی حاصل کریں اور اُنکی
طرح طرح کی ریاضتیں اور نذریں اِس بات کی گواہ ہیں کہ پاک ہونیکی
خواہش و آرزو اُنکو بھی ہی اور اِنہیں سببوں سے یقین ہی کہ بتپرستوں
میں بھی حقیقی خوشحالی کی تمنا و خواہش ظاہر ہوتی ہی مگر جبتک
وے خواہشیں جو خدا نے آدمی کی روح میں رکھا دی ہیں پوری نہوویں
آدمی خوشحال اور سعادتمند نہو سکیگا اور ذکر ہو چکا کہ کوئی آدمی اپنی
روح کی خواہش و تمنّا کو نفس کی لذت اور عقل کی قوت سے رفع
نہیں کر سکتا اور حال آنکہ خدا نے اُس خواہش کو صرف اِسیواسطے روح
میں نقش کر دیا ہی کہ پوری ہووے اور آدمی اِسی طرح ہمیشہ کی
خوشحالی حاصل کرے پس چاہیئے کہ الہامی کتاب میں ایسی راہ بتائی
جاے جسّے آدمی کی روح کی وہ خواہش و تمنا پوری ہو کیونکہ خدا کے
الہام کا مطلب یہی ہی کہ اُنکو حاصل کرے اور آدمی کو دیکبخت بناوے
ورنہ الہام بیفائدہ ہوگا سو یہہ غیر ممکن ہی کہ الہام الہی بیفائدہ ہو
پس ہر ایک مذہب کی کتابیں اگر روح کی خواہش و تمنا پوری

نکرین بھی بڑی دلیل ھی کہ وے کتاب و مذھب خدا کی طرف سے نہیں ×

دوسری شرط یہہ کہ چاھیئے کہ الہام حقیقی اُس شریعت اور انصاف کے ساتھہ جو خدا نے آدمی کے دل میں نقش کیا ھی عدل رکھتا ھو اور انصاف وہ باطنی قوت ھی جو خدا نے ہر ایک کے دل میں ایسی نقش کر دی ھی کہ ہرگز نہیں مٹتی اور آدمی اُسّے بھلے بُرے ظلم و عدل جانا کی پسند ناپسند ھونے کی بنا پر اور سزا جزا کے لائق ھونے کو دریافت کرتا ھی اور اگرچہ انصاف کی قوت نقش کے قوی ھونے سے اکثر آدمیوں میں بہت ضعیف ھو گئی یہاں تک کہ بعضوں میں نہونے کے برابر ھی تسپر بھی سب آدمیوں میں قوت انصاف اِس بات میں معلوم دیتی ھی کہ بھلے برے اور ظلم و عدل اور خدا کے پسند ناپسند اور اجر و سزا کے لائق ھونے میں تفاوت جانتے ھیں اور اکثر قوموں میں انصاف کا تشخیص و تمیز کرنا یہاں تک مطابق پڑتا ھی کہ جھوٹھہ بولنے فریب دینے زناکاری چوری رھزنی قتل وغیرہ کو بُرا سمجھہکے سزا کے لایق جانتے اور راستی اور بردباری اور مہربانی اور رحمدلی کو اچھا اور اجر کے سزاوار گنتے ھیں بس چاھیئے کہ الہام حقیقی اِس اِنصاف کی قوت و شریعت سے موافقت و مطابقت رکھے ایسا کہ جس چیز کو دلی انصاف بُرا اور ناحق اور خدا کے ناپسند اور سزا کے لایق سمجھاوے الہام حقیقی بھی اُسکو ویسا ھی بتاوے اور جو چیز کہ انصاف کے رو سے اچھی اور خدا کی پسندیدہ ھو الہام بھی اُسکو اسی طرح بیان کرے کیونکہ نہیں ھوسکتا کہ خدا کا الہامی کلام انصافی شریعت کے برخلاف بیان کرے و حال آنکہ شریعت انصافی خود خدا نے آدمی کے دل میں ثبت کر دی ھی مگر یہہ ھوسکتا بلکہ ضرور ھی کہ اُسکو اور بھی سمجھاوے اور زیادہتر بیان و عیان کرے ×

تیسری شرط یہہ ھی کہ جب خدا نے آدمی کے دلی انصاف میں اپنے تئیں مقدس اور عادل بیان کیا ھی اور اِن صفتونکے مطابق خدای تعالی

دوست رکھنیوالا اور اجر دینیوالا نیک کارون کا اور نفرت کرنیوالا اور سزا دینیوالا بدکاروں کا هی پس چاهیئے که الهام حقیقی بهی خدا کو اِنهیں صفتوں میں بیان کرے اور جس طرح که دلی انصاف نیکی اور پاکیزگی حاصل کرنیکے لیئے آدمي کو اُبهارنا هی اسی طرح چاهیئے که الهامی کتاب بهی آدمیون کی فکر اور مقصد کو اِسی عمده مطلب کی طرف کهینچے اور اِسکے حاصل کرنے میں آدمی کو اُبهارے یہاں تک که آدمی صرف ظاهرا نهیں بلکه باطناً بهی پاک هووے جیسا که خدا پاک هی *

چوتهي شرط یهه که جب خدا قدیم اور مطلق اور اپنی ذات و صفات میں تغیر و تبدیل سے دور اور پاک هی پس لازم هی که الهام حقیقی بهی اُسے ویسا هی بیان کرے جیسا خدا نے آپ کو موجودات سے بیان کیا هی یعنی جس وقت عقل کی نظر سے موجودات پر ملاحظه هونا هی تو یه جانا هی که چاهیئے خدا واحد و قدیم اور قادر و عالم و حکیم و رحیم اور آسمان زمین کا پیدا کرنیوالا هووے پهر لازم هی که الهام حقیقی بهی خدا کو ویسا هی بیان کرے *

پانچوں شرط یهه هی که الهام حقیقي میں معانی کا اختلاف نہووے یعنی لازم هی که خدا کی الهامی کتابوں میں سب عمده مطلب اور تعلیمیں آپس میں موافق و مطابق هوں کیونکه غیر ممکن هی که مطلب اور تعلیم آپس کے برخلاف هوتے هوئے دونوں سچ هووں اور کلام کا اختلاف نامضبوطي و نقص کو ظاهر کرتا هی اور اِس لیئے که خدا میں جو کامل اور تغیر سے پاک هی اِن ناقص صفتوں کا هونا ممکن نهیں پس یونهیں خدا کے کلام میں بهی ایسی بات کا هونا محال هی *

لیکن یهه هو سکتا هی که وہ کلام جسمیں اوپر کي شرطیں سب پائی جاتی هوں اور اُنهیں کی رو سے الهام حقیقی اور خدا کا کلام هی ایسے مطلبوں اور حقیقتوں کو بیان کرتا هو جو الله تعالی کے بهید هیں اور انسان کي عقل کے احاطه و حکم سے دور اور باهر هووں اسطرح پر که آدمی اپنی

ضعیف عقل سے خدا کی بیان کی ہوئی باتوں کے عالی مضمون کو نہ پہنچ سکے کیونکہ خالق کا علم و حکمت آدمی کے علم و حکمت سے نہایت زیادہ ہی ہاں ایسے بھید جو عقل کے درک سے باہر ہوں الہامی کتاب میں ہو سکتے ہیں کیونکہ خدا کا بیان موجودات کے ساتھہ بھی ایسے بھیدوں سے بھرا ہی کہ آدمی کی عقل اُنہیں دریافت نہیں کرسکتی اور ہرچند کہ آدمی موجودات کی قوتوں کو ہمیشہ کام میں دیکھتا اور بہت اُسسے فائدہ اُٹھاتا ہی تو بھی اُنکی باطنی کیفیت و سبب کو نہیں دریافت کرسکتا اور سواے اِسکے ممکن ہی کہ خداے تعالیٰ اپنی الہامی کتاب میں بھی اپنی ذات پاک کی ایسی صفتیں ظاہر و بیان کرے کہ کسی موجودات میں اُن صفتوں کی مثل و مانند نہوں اور انسان کی عقل کے دخل سے باہر ہوں کیونکہ ممکن بلکہ واجب ہی کہ خدا کی ذات پاک میں ایسی صفتیں ہوں کہ خاص خدا ہی میں ہوں اور کسی مخلوقات میں ویسی نہوں تاکہ خدا اُنکے سبب ساری موجودات سے اعلیٰ اور بری ہو نہیں تو خالق و مخلوق اور عابد و معبود میں کچھہ فرق نہوتا بس اِس حال میں کسکو جرأت اور طاقت ہی کہ خدا کی ذات پاک کو اپنی عقل ناقص اور فکر کوتاہ سے تولے اور بےانتہا و لاید رک کے واسطے حد و انتہا ٹہہراوے یا ایسا مقرر کرے کہ خدا کی ذات پاک میں صرف فلانی فلانی صفتوں کا پایا جانا چاہیئے یا کہ وہ عارف اور قادر و حکیم کے ساتھہ بحث دریش کرے کہ چاہیئے تہا کہ فلانی صفتوں کو فلانے مرتبہ تک ظاہر و بیان کرتا حالآنکہ ایسے خیال کفر فاحش ہیں کیونکہ آدمی آپ کو اُن باتوں سے خدائی کے دعوی کو پہنچاتا ہی خلاصہ الہامی کتاب کی لازم صفتوں کے بیان میں اِتنے ہی پر کفایت کرکے سچے پیغمبر کی صفتیں اِس کتاب کے آخر باب کے شروع میں بیان کرینگے *

اب اگر کوئی بت پرستوں کے مذہب کی کتابوں کو دیکھکر اور شروط مذکورہ کے ساتھہ مقابلہ کرکے تمیز دیوے تو اُسے بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ

هو هي نهيں سكتا كه اُنكي عبادت كے طور اور اُنكي كتابوں كي بابت الهام
حقيقي سے نكلي هوں كيونكه روح كي خواهش و تمنا كو جو حقيقت
پانے اور پاكيزگي و خوشحالي حاصل كرنے سے مراد هي پورا نهيں كرتے بلكه
خدا كي ذات و صفات اور ارادے كي بابت اُنسے دلائل اور باطل گمان
پيدا هوتے هيں يہاں تك كه آدمي كو بت‌پرستي كي راه دكھلاتے هيں پس
وے سب برخلاف و باطل اور ايسے اعتقادوں كو گمراهي اور هلاكت كي
طرف لے جاتے هيں اِسي واسطے محمدي شخص كو جو حقيقت كا طالب
هي بت‌پرستوں كے مذهب كي تلاش لازم نهيں كيونكه اُنكي تلاش سے كچھ
حاصل نهيں هوتا مگر ايسے شخص كے ليئے ضروري سوال اور عمده تلاش يه
هوگي كه آيا حقيقت ميں قران جسكو وه خدا سے جانتا خدا كا كلام هي
يا انجيل و توريت جو مسيحيوں كي مقدس اور مروج كتابيں هيں يا قران
و انجيل دونوں حقيقي الهام اور خدا كا كلام هيں ليكن درحاليكه قران و
انجيل كے مطالب آپس ميں نهيں ملتے جيسا كه هرشخص پر جو اُنكے معاني
سے واقف هي ظاهر و آشكار هي اور اِس رساله ميں بهي اپني جگهه پر
ثابت هوگا اِس صورت ميں ممكن نهيں كه وے دونوں خدا كے كلام هوں
بلكه صرف ايك اِن ميں سے سچا اور خدا كا كلام هو سكتا هي اب هم طرفداري
و حجت كو كنارے ركھكر صاف دل اور بڑي تحقيق سے دريافت كريں كه قران
اور انجيل ميں سے كونسا خدا كا كلام هي اُميد كه الله تعالى حقيقت جوئي
ميں مدد كركے هدايت كا نور عنايت فرماوے كيونكه يهه امر ايسا بڑا كام
هي كه جو كوئي اپني هميشه كي خوشي كا ڈهونڈهنے والا اور طالب هي بهتر
كبهي اِس امر ميں غفلت نهيں كرسكتا اسواسطے كه نجات و هلاك اسي
كے ساتهه لگي هي كيونكه جس كسي نے هدايت كي راه پائي هي پس
گمراهي كي راه اسكو خدا سے جدا كركے هميشه كي هلاكت ميں لے جاوتي
اور راه حق كے ڈهونڈهنيوالے كو لازم هي كه خدا سے جو دانائي اور هدايت
كا نور بخشنيوالا هي دعا مانگكر بڑي كوشش سے تلاش كرے اور جب‌تك

راہ حق بتاوے دعا مانگنے سے ہاتھ نہ اُٹھاوے اور اِس رسالہ سے ہمارا مطلب
کچھ حجت و بحث نہیں بلکہ صرف یہی ہی کہ ہم حقیقت کی راہ
اُن محمدیوں سے جو حقیقت کے ڈھونڈھنیوالے ہیں بیان کرکے حقیقت
کا پانا اُن پر آسان کریں پس ای اسلاموالے اِن باتوں پر کہ تیرے ایک دوست
نے جو تیری ہمیشہ کی بہتری چاہتا ہی مہربانی کی راہ سے لکھیں دل
سے اور بڑی غور سے متوجہ ہو اور اِس رسالہ کے پڑھنے میں کچھ کمی نکر
بلکہ بڑی سوچ اور فکر سے آخر تک بار بار مطالعہ کر اور حقیقت پانے کے لیئے
اُس خدا سے جو اصل نور ہی دعا مانگ کہ تجھکو عالم بالا سے منور کرے
اور جو اُسکا نور تجھے منور نکریگا تو حقیقت کے دیکھنے اور پانے کی طاقت
تجھے نملیگی کیونکہ جس طرح آفتاب صرف آفتاب کے نور سے دیکھا جاتا
ہی اِسی طرح خدا بھی خود اُسیکے نور سے پہچان میں آتا ہی لیکن جس
وقت کہ خدا کی توفیق و عنایت سے تو نے حقیقت کو پایا پھر جس
حکمہ اور جس کتاب میں پاوے اُس سے منہہ مت موڑ کیونکہ حقیقت
کو حقیر و ناچیز سمجھنا خدا کو ناچیز سمجھنا ہی اور جو کوئی خدا کو
ناچیز سمجھیگا خدا بھی اُسکو ناچیز سمجھیگا اور جہنّم میں داخل کریگا ×

یہہ رسالہ تین باب پر تقسیم کرکے اِس مطلب کو کہ خدا کا کلام
انجیل یا قران ہی اُن تینوں باب میں تحقیق کرینگے اور اُن میں سے
پہلے باب میں تفتیش کرینگے کہ انجیل و توریت کا منسوخ اور تحریف
ہونا سچ ہی یا نہیں اور دوسرے باب میں عمدہ تعلیمیں انجیل اور توریت
کی بیان کرکے دیکھینگے کہ آیا وے اُن شرطوں اور علامتوں کو جو الہام حقیقی
کے اثبات کے لیئے ہمنے ذکر کیں پوری کرتی ہیں یا نہیں تیسرے باب
میں محمد کی پیغمبری کے دعوی کو تفتیش اور تشخیص کرینگے ×

پہلا باب

اس بات کے ثبوت میں کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں منسوخ و تحریف نہیں ہوئیں اور اس باب میں تین فصل ہیں

پہلی فصل اِس بات کے بیان میں کہ قران سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ انجیل اور عہد عتیق کی کتابیں جنکا مسیحیوں میں رواج ہی خدا کی طرف سے ہیں دوسری فصل اِس بات کے ثابت کرنے میں کہ کسی زمانے میں وے کتابیں منسوخ نہیں ہوئیں تیسری فصل اِس بات کے اِثبات میں کہ اُن مقدّس کتابوں نے تحریف اور تبدل نہیں پائی *

پہلی فصل

اس بات کے بیان میں کہ قران سے بھی ظاہر ہوتا ہی کہ انجیل و توریت خدا کی طرف سے ہیں

پوشیدہ نرہے کہ ہر محمدی کو جو اپنے مذہب کا منکر نہووے چاہیئے کہ مسیحیوں کی کتابوں کو جو انجیل و توریت سے مراد ہی خدا کا کلام جانے اور اُنپر اعتقاد رکھے کیونکہ قران کی اکثر جگہوں میں اہل کتاب کے احوال کا ذکر ہوا اور کہا ہی کہ خداے تعالیٰ نے وے کتابیں موسیٰ و داؤد اور اور پیغمبرونکی معرفت اور مسیح کے وسیلہ سے اہل کتاب کو دیں پس ضرور نہیں کہ ہم اُن کتابونکے خدا کا کلام ہونے کی بابت دلیل لاویں اُنکا برحق ہونا محمد کی اُمت پر ثابت کریں کیونکہ خود محمدی اور قران اس

بات کا اقرار کرتے ہیں جیسا کہ ذکر ہوگا اِس صورت میں ہمنے اُن دلیلوں کے اظہار سے یہاں تامل کیا جنسے مسیحی اور یہودی مقدس کتابوں کا حق ہونا ثابت کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اُن دلیلوں کے ظاہر کرنے کے لئے فرصت پاکر دوسرے باب میں لکھینگے پر یہاں صرف قران کے وے مقام ذکر کرینگے جنسے معلوم اور ثابت ہو کہ قران آپ اقرار کرتا ہی کہ مسیحی اور یہودیوں کی مقدس و مروج کتابیں خدا کی طرف سے ہیں جیسا کہ سورۂ شوری میں لکھا ہی کہ * ' و قل امنت بما انزل اللہ من کتاب و امرت لاعدل بینکم اللہ ربنا و ربکم لنا اعمالنا و لکم اعمالکم لا حجۃ بیننا و بینکم * ' یعنی ای محمد کہہ کہ میں اُن کتابوں پر ایمان لایا جو اُتاریں اللہ نے اور مجھکو حکم ہی کہ انصاف کروں تمہارے بیچ اللہ رب ہی ہمارا اور تمہارا ہمارے لیئے ہمارے کام اور تمہارے لیئے تمہارے کام کچھہ جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں * اور سورۂ عنکبوت میں مرقوم ہی کہ * * و لا تجادلوا اهل الکتاب اِلا بالتی هی احسن الا الذین ظلموا منہم و قولوا امنا بالذی انزل الینا و انزل الیکم و الہنا و الہکم واحد و نحن لہ مسلمون * * یعنی ای محمدیو تم اہل کتاب سے جھگڑا مت کرو مگر اسطرح پر جو بہتر ہو اُن کے سواے جو تم پر ظلم کرتے ہیں اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو اُترا ہمکو اور اُترا تمکو ہمارا خدا اور تمہارا ایک ہی اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں * اور سورۂ مائدہ میں لکھا ہی کہ * * الیوم احل لکم الطیبات و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لہم * * یعنی آج سے تم پر پاکیزہ چیزیں حلال ہوئیں اور کتاب والوں کا کھانا تم پر حلال ہوا اور تمہارا کھانا اُنکو حلال ہوا * جاننا چاہیئے کہ ہر ایک محمدی پر ظاہر ہی کہ وے فرقے جنکو کتاب ملی اور وے لوگ جو اہل کتاب کہلائے سو مسیحی اور یہودی ہیں چنانچہ سورۂ بقر میں یہود و نصاریٰ کی بابت کہا گیا ہی * * وهم یتلون الکتاب * * یعنی یہود و نصاریٰ نے کتاب پڑھی ہی * اور یہہ بات بھی قران سے معلوم اور ثابت ہي کہ جو کتابیں یہودی اور مسیحیوں کو

ملیں توریت و انجیل ہیں کیونکہ سورۂ آل عمران میں مذکور ہی کہ * * و انزل التورٰیۃ و الانجیل من قبل ھدی للناس * * یعنی خدا نے توریت و انجیل آگے سے اُتاری تہیں کہ لوگوں کی ہادی رہیں * اور لفظ توریت سے غرض یہہ ہی کہ جو کلام خدا سے یہودیوں کو ملا توریت کہلاتا ہی اور یہہ ایک لفظ ہی کہ عبرانی سے نکلا کیونکہ عبرانی یا یہودی لوگ قدیم از زمان محمد تا حال اُن کتابوں کو جو خدا نے پیغمبروں کے وسیلہ سے اُنہیں بہیجیں توراہ کہتے ہیں کہ اِس لفظ سے مراد تعلیم یا شریعت ہی اور یہودیوں کی اُن کتابوں کو تین حصے کرکے ہر ایک کا جدا جدا نام رکہا چنانچہ پہلی قسم کو جو صرف موسیٰ کی پانچ کتابیں ہیں توریت اور دوسری قسم کو پیغمبروں کی کتابیں اور تیسری قسم کو رسائل یا زبور کہتے ہیں اور اِنکے زبور کہنے کا سبب یہہ تہا کہ تیسری قسم داؤد کی زبور سے شروع ہوتی ہی لیکن مسیحی اُن سب کتابوں کو کہ ہر وقت اُنمیں مروج تہیں عہد عتیق یعنی پرانے عہد کی کتابیں کہتے ہیں اِس سبب سے کہ خدا نے اُن کتابوں کو مسیح سے پہلے دیا تہا اور انجیل کو عہد جدید یعنی نئے عہد کی کتابیں کہتے ہیں اور یہ دونوں مجموعہ کتب عہد عتیق و جدید اور خدا کا کلام اور مقدس کتابیں اور بیبل بہی کہی جاتی ہیں اور بیبل یونانی لفظ ہی بمعنی کتاب اور جس وقت کہ اُن کتابوں کی بابت اِس رسالہ میں گفتگو ہوگی اُنکو اِن ناموں سے ذکر کرینگے *

خلاصہ قرآن کی مذکورہ آیتوں کے موافق ہو ہی نہیں سکتا کہ محمدی مقدس کتابوں کے حق میں جنکا مسیحیوں میں رواج ہی غفلت کرکے اُنکی طرف متوجہ نہوں کیونکہ قرآن کے مضمون کے مطابق چاہئے کہ محمدی بہی اُن کتابوں کو خدا کا کلام جانیں لیکن یہہ بات کہ قرآن کو کس مرتبہ میں کیا چاہئیے ہم تیسرے باب میں ذکر کرینگے اور قرآن کی ان آیتوں کے لانے کا سبب یہہ نہیں کہ گویا انجیل قرآن کی گواہی کی محتاج ہووے بلکہ اِس واسطے ہی کہ محمد کی اُمت جان لیں کہ قرآن جسے وے

حق جانتے ہیں اقرار کرتا ہی کہ وے مقدس کتابیں خدا کی طرف سے ہیں *

دوسری فصل

اس بیان میں کہ انجیل و عہد عتیق کی کتابیں کسی وقت میں منسوخ نہیں ہوئی ہیں

اِس باب میں محمدی دعوی کرتے ہیں کہ جسطرح زبور کے آنے سے توریت اور انجیل کے ظاہر ہونے سے زبور منسوخ ہوئی اُسی طرح انجیل بھی قران کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہوگئی اب لازم ہی کہ ہم بڑی دقت سے اِس دعوی کی حقیقت دریافت کریں کیونکہ اگر سچ ہو تو پرانے اور نئے عہد کی کتابیں اگرچہ خدا کی طرف سے ہووں پر کسی کو ضرور نہیں کہ اُنکے حکموں کا تابع ہووے *

پوشیدہ نرہے کہ محمدیوں کے ایسے دعوی کا کوئی اَور سبب نہیں مگر یہہ کہ جیسا چاہیئے ویسا انجیل اور توریت کے مضمون و مطالب سے واقف نہیں ہیں کیونکہ اگر کوئی فکر و دقت سے مقدس کتابوں کو مطالعہ کرے تو جلد دریافت کرلیگا کہ حقیقت میں اُنکے معنی ایک دوسرے سے شامل اور مطالب و تعلیمات میں بڑی موافقت و مناسبت رکھتے ہیں اِس طرح کہ وے سب خدا کی پہچان اور اُسکی محبت کا ایک عجایب مکان و عمارت سے ہیں جسکی اصل و بنیاد توریت یعنی موسیٰ کی کتابیں ہیں اور اَور کتب مقدسہ اُسکے کامل و تمام کرنیکے واسطے ہیں اس مضمون سے کہ توریت میں خدا کا وہ ارادہ جو آدمی کے حق میں رکھتا ہی اِس طرح پر بیان ہوا ہی کہ اُسکی مرضی یوں ٹھہری ہی کہ بنی آدم اُسکے یعنی خدا کی سچی پہچان اور حق عبادت کے وسیلہ سے روح کا تقاضا پورا کرکے

حقیقی اور همیشه کی خوشی کو پہنچیں اور موسیٰ کے بعد نبیوں کی کتابوں اور زبور میں بیان ہوا ہی که خدا نے اپنی معرفت و محبت کے مطابق طرح طرح کی راهوں سے آدمیوں کو خصوصاً بنی اسرائیل کو روز بروز اپنی پہچان کے نزدیک کھینچا هی اور عبادت کے لیئے آماده اور طیار کیا آخر کو انجیل بیان کرتی هی که خدا نے کس طرح اور کس طور بر اُس عمده مطلب کو مسیح کے وسیله سے پورا کیا اور ایسی عبادت مقرر کی که ظاہری آداب اور عبادتوں سے نہیں بلکه روح اور دل اور سچائی سے هی اور یہ بات بھی انجیل اور پیغمبروں کی کتابوں میں بیان ہوئی هی که آخر کو جہان کی سب قوم انجیل کی سچی عبادت کے فیض کو پہنچیگی اور یہ بات که توریت کی ظاهری عبادت روحانی اور باطنی عبادت سے بدل جاویگی کچهه نئی بات نه تهی کیونکه پرانے عہد کی کتابوں میں ذکر ہوا تها که ایسے دن آوینگے که ظاهری عبادت کے بدلے روحانی عبادت مقرر ہوگی جیسا که * ارمیا نبی کی ۳۱ فصل کی ۳۱ آیت سے ۳۳ تک مذکور هی که * دیکهه وے دن آتے ہیں خداوند کہتا هی که میں اسرائیل کے گھرانے سے اور یہوداه کے گهرانے سے نیا عہد باندهونگا اُس عہد کے موافق نہیں جو میں نے اُنکے باپ دادوں سے باندها جس دن میں نے اُنکی دستگیری کی که زمین مصر سے اُنہیں نکال لاؤں اور اُنہوں نے میرے اِس عہد کو توڑا باوجودیکه میں اُنکا شوہر تها خداوند کہتا هی بلکه یہه وه عہد هی جو میں اسرائیل کے گهرانے سے باندهونگا بعد اُن دنوں کے خداوند فرماتا هی میں اپنی شریعت کو اُنکے اندر رکهونگا اور وے میرے لوگ ہونگے * پس اِن آیتوں میں صاف بیان ہوا هی که ایسے دن آوینگے جنمیں خدا ایک نیا عہد مقرر فرماویگا اور اپنی شریعت لوگوں کے دل میں نقش کردیگا اور یہه اُس روحانی وباطنی عبادت سے مراد هی جو یسوع مسیح کے وسیله سے عمل میں آئی چنانچه خود مسیح نے یوحنا کے ۴ باب کی ۲۳ و ۲۴ آیتوں میں فرمایا هی که * اب وقت آتا هی بلکه اب هی که سچی پرستش کرنیوالے روح اور

راستی سے باپ کی پرستش کرینگے کیونکہ باپ ایسی پرستش کرنیوالوں کو چاہتا ہی خدا روح ہی اور وے جو اُسکی پرستش کرتے ہیں ضرور ہی کہ روح اور راستی سے پرستش کریں × اور یہہ بات کہ وہ حقیقی و روحانی عبادت جسکی خبر و اشارہ توریت میں ہی مسیح کے وسیلے سے عمل میں آئی انجیل میں عبرانیوں کے مکتوب کے ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ بابوں میں بھی بتفصیل بیان ہوئی ہی جو چاہے سو ان بابوں کو دیکھہ لے ×

جاننا چاہیئے کہ توریت کے حکم دو قسم کے ہیں یعنی ظاہری احکام جو یہودیوں کی عبادت کے آداب اور اُنکی عادات و حکومت سے نسبت رکھتے تھے اور باطنی احکام جو خدا شناسی اور دل کی پاکیزگی اور نیک چال سے منسوب ہیں پہلی قسم کے احکام کا مطلب و مقصد دو طرح پر ہی اول یہہ کہ بنی اسرائیل اُن حکموں کے سبب بت پرستوں اور اُنکی عادت و مذہب سے کنارا کریں دوسرے یہہ کہ اُس روحانی عبادت کا اشارہ اور نمونہ ہووے جو مسیح کے وسیلہ سے مقرر ہوئی ہی پس ظاہری احکام مسیح کے ظہور سے پورے ہوکر اِس طرح منسوخ ہوئے کہ پھر انکی پاسداری ضرور نہوئی چنانچہ توریت کی مذکورہ آیتوں میں اِسی تغیر و تبدیل کا اِشارہ ہوا ہی لیکن توریت کی اِس ظاہری تبدیل سے اُسکے باطنی حکم جو اصل الاصول ہیں مبدل اور منسوخ نہوئے بلکہ مسیح نے انجیل میں اُنکو تفصیلاً واضح و عیان کیا ہی جیسا کہ آگے ذکر ہوگا اور فروعات و ظاہرات کے بدل جانے سے پرانے عہد کی کتابیں یعنی توریت نہ رد ہوئی اور نہ منسوخ بلکہ جو چیزیں کہ توریت میں ظاہری اور نمونہ کے طور پر تھیں اب انجیل میں باطنی اور روحانی ہوکر کامل اور تمام ہوئیں × اب ہم کئی ایک نمونے ذکر کرکے اِس مطلب کی توضیح کرینگے مثلاً توریت میں حکم ہوا تھا کہ گناہوں کی بخشش کے لیئے جانوروں کی قربانی کرو مگر ظاہر ہی کہ ایسی قربانیاں گناہوں کو نہ چھپا سکینگی اور قربانیوں کا اصل مقصد بھی یہہ نہ تھا بلکہ اُس ایک قربانی کا نمونہ تھیں جسے مسیح نے

اپنی ذات میں پورا کیا جیسا کہ پرانے عہد میں وعدہ ہوا تھا کہ آنیوالا مسیح اپنا جسم آدمیوں کے گناہوں کے واسطے قربان کریگا چنانچہ ۱۰ زبور میں ۶ آیت سے ۸ تک اور اشعیا نبی کے ۵۳ باب میں اِس بات کا اشارہ ہوا ہی اور دوسرا مطلب جانوروں کی قربانی سے یہہ تہا کہ قربانی کرنیوالے اپنے گناہ مان لیویں اور اِس بڑی اور اصل قربانی کی طرف دل لگاکر اُسپر ایمان لاویں اور اُنکے گناہوں کی بخشش کا سبب صرف وہی بڑی قربانی تہی جو مسیح میں پوری ہونے کو تہی اور اب کہ مسیح آیا اور اپنے تئیں آدمیوں کو گناہوں کے واسطے قربان کیا اور یہی قربانی اُنکے لیئے جو اُسپر ایمان لاتے ہیں گناہوں کا کفارہ ہی اِس صورت میں وے نمونے کی قربانیاں پہر ضرور نہیں کیونکہ پوری ہوچکی ہیں چنانچہ یہہ مطلب انجیل میں عبرانیوں کے مکتوب کی ۹ و ۱۰ فصل میں صاف ذکر ہوا ہی اب مسیحی شخص کو واجب قربانی خدا کی حمد اور شکر کی قربانی ہی کہ اُسے صرف بات سے نہیں بلکہ چاہیئے کہ عمل سے بہی خدا کے حضور میں گذرانے جیسا کہ رومیوں کے مکتوب کی ۱۲ فصل کی پہلی آیت میں اور پہلے پطرس کی ۲ فصل کی ۵ آیت میں لکہا ہی * پہر توریت میں غسل و طہارت اور نہانے دہونے بدن پاک کرنے کے واسطے حکم ہوا تہا سو غرض اِس دہونے دہانے سے یہہ تہی کہ آدمی دریافت کرے کہ روح بدن سے زیادہ پاکیزگی کی محتاج ہی پہر یہہ دہونا اور جسم کی پاکیزگی اُس روحانی پاکیزگی کا نمونہ تہا جو انجیل کے وسیلے سے عمل میں آتی ہی اِس حالت میں پہر ویسا نہانا دہونا لازم و واجب نہیں بلکہ اب روحانی و باطنی طور پر عمل میں آتا ہی جیسا کہ عبرانیوں کی ۱۰ فصل کی ۲۲ آیت میں اور طیطس کی ۳ فصل کی ۵ آیت میں ذکر ہی اور ظاہر ہی کہ وہ شخص جسکی روح گناہ کی ناپاکی سے پاک ہوئی ہو اپنے بدن کے پاک رکہنے میں قصور نہ کریگا مگر ظاہر کی پاکیزگی کو اُس درجہ میں سمجہیگا کہ گویا نجات کے لیئے ایک حد تک ہی ضروری اور فائدہ مند * پہر اوریشلیم کا عبادت خانہ جو یہودیوں کی قربانگاہ

اور عبادت کی جگہہ بہی اور خداے تعالیٰ اپنے تئیں وہاں ایسا ظاہر کرتا تھا گویا اُس جگہہ میں رہتا تھا سو یہہ ہیکل اِس بات کا نمونہ تھا کہ چاہیئے آدمی کا دل خدا کا گھر ہووے پس جس صورت میں مسیح پر ایمان لانے سے آدمی کا دل خدا کا گھر بنتا ہی تو پتہر کا عبادت خانہ یعنی ظاہری ہیکل ضرور نہیں کیونکہ وہ روحانی ہیکل کہ جو خدا کا گھر اُسکا نمونہ تہا اب ایمانداروں کے دلوں میں بنا ہی چنانچہ پہلے قرنتیوں کی ۳ فصل کی ۱۶ و ۱۷ آیت میں لکہا ہی * پہر وے عید کے دن جو توریت میں مقرر ہوئے تہے جن میں کسی کو پروانگی نہ تہی کہ کوئی دنیوی کام کرے بلکہ صرف خدا کی بندگی اور آخرت کی فکر میں مشغول رہے سو یے عید ظاہری دل کی اُن عیدوں کے نمونے تہیں جو قرب و محبت الٰہی سے مراد ہی اور انجیل کا بہی مطلب و مقصد ہی کہ آدمی کے تئیں معرفت الٰہی میں اُسی درجہ کو پہنچاوے اور جو کوئی انجیل کے حکموں پر صدق دل سے عمل کریگا بیشک اُس مرتبہ کو پہنچیگا چنانچہ فلسیوں کی ۳ فصل کی ۱۲ و ۱۷ آیتوں میں اور رومیوں کی ۱۴ فصل کی ۱۷ آیت میں اور پہر رومیوں کے ۸ باب میں ذکر ہوا ہی * پہر ختنہ جو بنی اسرائیل کو امر ہوا تہا پرانے عہد کی ایک ظاہری نشانی ہونے کے سواے نفس کی خواہش کاٹ ڈالنے کا ایک نمونہ تہا جیسا کہ اب انجیل پر ایمان لانے کے سبب نفس کی خواہشوں کو کاٹ ڈالنا عمل میں آتا ہی کیونکہ اُس شخص کو جو حقیقت میں مسیح پر ایمان لایا خدا سے ایسی فضل و قوت حاصل ہوتی ہی کہ اپنے نفس کی خواہشوں کو زیر کرے اور خدا کے حکموں پر چلے اور نئے عہد میں خدا کی قوم یعنی روحانی اسرائیلی یا سچے مسیحی کا نشان یہی ہی پس اِس صورت میں ظاہر کا ختنہ پہر ضرور نہیں اِس سبب سے کہ اب دل میں روحانی طور پر عمل میں آتا ہی چنانچہ رومیوں کی ۲ فصل کی ۲۸ و ۲۹ آیتوں میں اور فلسیوں کی ۲ فصل کی ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ آیت میں لکہا ہی اور ہم ایسے نمونے اَور بہی لکہہ سکتے ہیں کیونکہ پرانے عہد کی عبادت کے

سب آداب اُس حقیقی و روحانی عبادت کے نمونے تھے جسے مسیح نے
نئے عہد میں مقرر کیا ہی بس انجیل پرانے عہد کی کتابوں کو باطل نہیں
بلکہ پورا کرتی ہی اِسی طرح پرکہ جو چیزیں پرانے عہد کی مقدس کتابوں
میں ظاہری تہیں اب نئے عہد میں باطنی سے بدل گئیں اور جو چیزیں
کہ وہاں نمونہ کی طرح دیکھی جاتی تہیں یہاں حقیقت دیکھنے میں آتی ہیں
اور جو وہاں شروع و تدبیر کے طور پر مقرر ہوئی تہیں اس جگہہ پوری
ہوئیں اور اِسی واسطے جس وقت یہودی ایسا خیال کرنے لگے کہ گویا وہ
توریت کو اُلٹ پلٹ اور منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتا ہی جوں مسیح نے
اُنکو کہا یہہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ
کرنے آیا میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا چنانچہ متی کی
پانچویں فصل کی ۱۷ آیت میں مذکور ہی *

اور ظاہر ہی کہ انجیل نے توریت کی کوئی بات جو خدا شناسی اور
دل کی پاکیزگی اور نیک چال چلن پر شامل ہی باطل و منسوخ نہیں
کی چنانچہ جو کوئی تامل و فکر سے دونوں کو مطالعہ کرے اِس مطلب کو
جلد دریافت کر لیگا اور اِس امر کے ثابت کرنے کو دو تین بات یہاں
ذکر کرینگے صفات کی بابت ظاہر ہی کہ وہی صفات جو توریت میں
بیان ہوئی ہیں انجیل میں بھی ہیں اِس تفصیل سے کہ محبت و رحمت
اور تقدس و عدالت انجیل میں اور زیادہ عیان اور وحدت تثلیث کے
ساتھہ بیان ہوئی ہی اور باطنی احکام بھی توریت اور انجیل میں وہی
ہیں مگر انجیل میں اَور بھی توضیح کے ساتھہ مذکور ہوئے ہیں مثلاً توریت
میں قتل کرنا منع ہی لیکن مسیح کہتا ہی کہ خدا کے سامنے قتل کی
سزا کے لائق صرف وہ آدمی نہیں ہی جسنے قتل کیا بلکہ وہ آدمی بھی
ہی جو اپنے بھائی سے بغض رکھتا اور بدزبانی عمل میں لایا اور اُسکی برائی
چاہتا ہی پھر توریت میں منع ہوا ہی کہ زنا نہ کرو لیکن مسیح کہتا ہی
کہ وہی آدمی صرف زناکار نہیں جو اس کام کو عمل میں لایا بلکہ وہ بھی

جو شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ اپنے دل میں اُسکے ساتھہ زنا کرچکا پھر بنی اسرائیل کی سخت دلی کے سبب توریت میں طلاق کا حکم جاری ہوا تھا لیکن مسیح نے نکاح کے عمدہ معنی واضح کرنے کے لیئے یہہ پروانگی صرف اُس وقت میں دی ہی کہ جورو خصم میں سے ایک نے زنا کرنے کے سبب نکاح کو باطل کیا ہو پھر توریت میں حکم ہوا ہی کہ اپنی قسم کو اپنے خداوند سے پورا کر جب کہ یہودی تھوڑی سی وجھہ اور بے سبب اور بالائق کاموں کے واسطے قسم کھاتے تھے اِس لیئے مسیح نے فرمایا کہ جب تک کوئی بڑا کام نہ پڑے اور ضرور ہو قسم نکھاؤ بلکہ تمھاری بات چیت ہاں ہاں اور نہیں نہیں کے ساتھہ ہووے یعنی چاہیئے کہ تمھارا ہاں اور نہیں کہنا ایسا سچ اور درست ہووے کہ بجاے قسم کے گنا جاوے پھر توریت میں حکم ہی کہ اپنے ہمسایہ کو آپ سا دوست رکھہ لیکن یہودیوں نے اِس طرح کی دوستی و محبت صرف اپنی ہی قوم کے واسطے ٹھہرائی ہی مگر مسیح نے ایسا بیان کیا کہ دوست صرف نزدیکی اور ایک قوم والے نہیں بلکہ سب ہیں اور یہاں تک فرمایا ہی کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُنکے لیئے برکت چاہو اور جو تم سے کینہ رکھیں اُنکا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھہ دیوں اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو پس صاف ظاہر ہی کہ انجیل پرانے عہد کی کتابوں کو باطل نہیں بلکہ پورا کرتی اور تکمیل کو پہنچاتی ہی لیکن یہہ نہیں کہ ایسے پورے ہونے کے سبب پرانے عہد کی کتابیں باطل و منسوخ ہو گئی ہوں ہرگز نہیں بلکہ پھر وے سب نئے عہد کی کتابوں کی بنیاد ہیں یعنی پرانے عہد کی کتابوں کا مطلب یہہ تھا کہ بنی اسرائیل اور سب پڑھنیوالوں کو حکم و نصیحت اور حکایتوں سے سمجھاویں کہ آدمی کا احوال کس طرح بُرا ہوا ہی اور وہ اپنے خداوند کے سامنے کیسا گنہگار ہی اور نجات دینیوالے کا محتاج ہونا۔ اُنکو معلوم کرواکے اُنکے دل مسیح کی طرف جسکا وعدہ ہوا تھا پھیریں اور اعتقاد پر لاویں اور باوجودیکہ اب مسیح آچکا ہی پھر پرانے عہد کی کتابوں

کے مضمون اُسی مطلب پر اشارہ کرتے ہیں صرف اتنا فرق ہی کہ مسیح سے آگے وے کتابیں آدمی کو اُس نجات دینیوالے کی طرف جو آنیوالا تھا پھیرتی تھیں اور اب کہ مسیح ظاہر ہوا اُس نجات دینیوالے کی طرف پھیرتی ہیں جو آ چکا مگر یہہ کہ کس لیئے اکثر یہود نے اُس نجات دینیوالے یعنی مسیح کو جسکا وعدہ توریت میں ہوا قبول نہیں کیا من بعد بیان ہوگا × اِس صورت میں کہ توریت و زبور اور نبیوں کی کتاب یعنی پرانے عہد کی سب کتاب معنی و مضمون میں موافقت رکھتی ہیں اور انجیل سے مطابق ہیں تو کتب مقدسہ ہرگز ایک دوسرے کو باطل نہیں کرتیں بلکہ سب یک دیگر کو زیادہ واضح اور پورا اور کامل کرتی ہیں پھر اِس حالت میں محمدیوں کا دعوی بے اصل و بیجا ہی جو کہتے ہیں کہ زبور توریت کو اور انجیل اِن دونوں کو منسوخ کرتی ہی ایسا دعوی صرف وہ شخص کریگا جو کتب مقدسہ اور اُنکے معنی و مطالب کے میل سے خبر نہیں رکھتا یا اُنکے مطالب پر کچھہ غور نہیں کی ہی *

اور وہ دعوی کہ گویا قران کے سبب انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں منسوخ ہو گئی ہوں سو ایسا دعوی دو وجہہ سے باطل ہی اول وجہہ یہہ کہ ایسے نسخ عام مان لینے سے دو نقص لازم آتے ہیں اولا یہہ کہ گویا خدا کا ارادہ یوں ٹھہرا تھا کہ توریت کو دیگر ایک اچھا اور فائدہمند کام کرے پر نہو سکا پھر اُسکے بعد اُس سے بہتر زبور دی جب اُس سے بھی مطلب نہ نکلا تو اُسکو بھی منسوخ کرکے انجیل دی جب اِس سے بھی فائدہ نہوا آخرکو قران سے مطلب پورا کیا خداکی پناہ جب کبھی ایسا خیال دل میں لایا جاوے تو خدا کی حکمت و قدرت باطل ہوگئی بلکہ خدا ایک بادشاہ اور ناسمجھہ ناتوان آدمی کی مانند ہوگا کیونکہ ایسا امر صرف آدمی کی ناقص ذات میں ہو سکتا ہی نہ کہ خدا کی کامل ذات میں ثانیا اگر وہ بات نہیں کہہ سکتے تو منسوخ ہونے کے قاعدہ سے یہہ خیال لازم آتا ہی کہ خدا نے چاہا کہ ناقص چیز جو مطلب کو نہ پہنچاوے دیوے اور

بیان کرے پر کیونکر ہو سکتا ہی کہ کوئی ایسے جھوٹھے اور ناکارے خیال خدا کی قدیم ذات و کامل صفات کے حق میں کرے *

اور اگر بعضے کہیں اِس لیئے کہ لوگ روز بروز علم و دانائی میں ترقی کرتے ہیں بس اسی سبب خدا نے ہر زمانے کے واسطے ایک خاص مذہب مقرر کیا اور اسی لیئے موسیٰ کے زمانے کا مذہب مسیح کے زمانے کے ایسے مناسبت نرکھتا تھا اور مسیح کا مذہب محمد کے زمانے کے لیئے کچھہ مناسب نہ تھا تو یہہ گمان اگرچہ بنظر اولیٰ سچا معلوم ہوتا ہی لیکن بلحاظ آنیوالے سببوں کے باطل ٹھہرتا ہی پہلے جاننا چاہیئے کہ انجیل نے پرانے عہد کی کتابوں کو منسوخ نہیں کیا بلکہ توریت و انجیل دونوں آپس میں موافق و مطابق ہیں جیسا کہ اوپر ذکر اور ثابت ہوا دوسرے وے لوگ جنہوں نے دانائی اور علم کی زیادتی کو مذہبوں کے منسوخ ہونے کا سبب خیال کیا ہی چاہیئے کہ جانیں کہ اِس جھوٹھے خیال کا سارا سبب یہہ ہی کہ دین اور علم آپس میں مخلوط کرکے ایسا سمجھتے ہیں کہ گویا دینداری صرف عقل و علم سے علاقہ رکھتی ہی حالآنکہ ایسا نہیں کیونکہ الہام الہی کا مطلب یہی ہی کہ آدمی کی روح کی خواہش و تقاضا پورا کرکے اُسے حقیقت اور بےتقصیری اور دل کی پاکی اور نیک چال اور ہمیشہ کی نیکبختی کو پہنچاوے نہ کہ عقل کو دانائی اور علم سے بھردے اور ساری پوشیدہ اور چھپی باتیں اُسپر ظاہر اور روشن کرے کیونکہ آدمی صرف دانائی سے بھلا نہیں ہو سکتا اور دل کی پاکیزگی اور نیک چال اور خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے واسطے علم کی زیادتی ضرور نہیں بلکہ یہہ چاہیئے کہ آدمی کے دل میں ایسی فکر اور خواہش ہو کہ خدا کی حکم برداری کرے پس دینداری صرف ارادہ اور دل اور عمل سے علاقہ رکھتی ہی اور اگر انسان خدا کے حکموں کے علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہی تو اِسکی بابت اُسے ضرور نہیں کہ بڑا عالم و فاضل ہو بلکہ صرف ایک عقل صحیح درکار ہی سو وہ بھی خدا نے ہر وقت آدمی کو بخشی ہی لیکن

الہام الہی عقل کو بھی روشن کرتا ھی پر عقل کا یہہ روشن ہونا خدا کے حکموں کو عمل میں لانے کے ساتھہ ایسا میل رکھتا ھی کہ خدا اپنی نورکو اپنے کلام پر عمل کرنیوالوں کے تئیں صرف اُنکی کوشش کے موافق عنایت کرتا ھی جیسا کہ یوحنا کی ۷ فصل کی ۱۷ آیت اور ۸ فصل کی ۳۱ و ۳۲ آیت اور ۱۴ فصل کی ۲۱ آیت میں لکھا ھی اور ہرچند کہ آدمی دانائی و علم میں تفاوت رکھتے ہیں لیکن ہر دل کی خواہش و دعاء ہر جگہہ اور ہر وقت و ہر قوم میں وہی ھی جو ھی اس الہامی کتابوں جنکا مطلب روح کی خواہش پوری کرنا ھی جس زمانہ میں کہ ہو کئی ہوں ضرور ھی کہ عمدہ تعلیموں اور مطلبوں میں موافقت رکھکر آدمی کو ہر وقت اُنہیں وسیلوں کی طرف حق سے روحانی تعلیم پورا اور نجات حاصل ہونے ھی رجوع کریں اور اِسی سبب سے نہیں ہو سکتا کہ اُنکی تعلیم اور عمدہ مطلب آپس میں برخلاف ہوں بلکہ یہہ ممکن ھی کہ یک دیگر کے مطلب کو تفصیل کرکے زیادہ ظاہر و بیان کریں سو پرانے اور نئے عہد کی کتابیں آپس میں موافق اور اِسی منوال پر ہیں جیسا کہ پہلے ذکر و ثابت ہوا پس وہ دعوی کہ گویا ہر زمانے کے لیئے ایک خاص مذہب خدا سے ملا ہو باطل ھی *

دوسری وجہہ اِس دعوی کے بطلان کی کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں قرآن کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہو گئیں یہہ ھی کہ کلام الہی کی آیتوں میں صاف کہا ھی کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں ہرگز منسوخ نہوونگی بلکہ جب تک زمین و آسمان برقرار ہیں اُنکے حکم بھی جاری رہینگے جیسا کہ مسیح نے لوقا کی انجیل میں ۲۱ فصل کی ۳۳ آیت میں فرمایا ھی * کہ آسمان و زمین ٹل جاوینگے پر میری باتیں کبھی نہ ٹلینگی * اور پھر متی کی ۵ فصل کی ۱۸ آیت میں فرمایا ھی * کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نجاے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا جب تک سب کچھہ پورا نہو *

اور پھر پہلے پطرس کی ۱ فصل ۲۳ و ۲۵ آیت میں لکھا ھی * کہ تم نہ تخم فانی سے بلکہ غیر فانی سے یعنی خدا کے کلام سے جو ھمیشہ زندہ اور باقی ھی سر نو پیدا ہوئے ابکی خداوند کا کلام ھمیشہ رھتا ھی یہہ وھی کلام ھی جسکی خوشخبری تمہیں دی گئی * اور یسعیاہ کی ۴۰ فصل کی ۸ آیت میں لکھا ھی * کہ گھاس مرجھاتی ھی پھول کمھلاتے ھیں پر ھمارے خدا کا کلام ابد تک قایم ھی * اور گلتیوں کے پہلے باب کی ۹ آیت میں مرقوم ھی کہ اگر کوئی تمہیں کسی دوسری انجیل کو سوا اُسکے جسے تم نے پایا سناوے وہ ملعون ہووے پس اِن آیتوں کے مضمون سے صاف معلوم و ثابت ھی کہ انجیل اور نبیوں کی کتابیں اور زبور و توریت کسی وقت میں منسوخ و باطل نہیں ہوئیں اور ہونگی بلکہ ضرور ھی کہ خدا کا کلام ھمیشہ رھے کیونکہ خدا نے ایسا ھی چاھا اور فرمایا ھی *

اور اگر بعضے لوگ نادانی کی راہ سے کہیں کہ انجیل آسمان پر اُٹھہ گئی تو ایسی بودی اور بے اصل بات کی طرف جو قرآن سے بھی موافقت نہیں رکھتی متوجہ ہونا اور رد کرنا کچھہ ضرور نہیں صرف اِتنے ھی پر کفایت کرتے ھیں کہ انجیل لوگوں کی ھدایت کے لیئے دی گئی ھی پس چاھیئے کہ زمین پر رھے نہ کہ آسمان پر اور درحالیکہ انجیل روزقیامت تک لوگوں کے لیئے ھادی و رھنما رھیگی تو ظاھر ھی کہ قیامت تک زمین ھی پر موجود رھیگی * غرض اِن دلیلوں سے معلوم و یقین ھی کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں نہ منسوخ ہوئی ھیں اور نہ ہونگی لہذا اُنکے امر و نہی نہ صرف مسیحیوں کے حق میں بلکہ محمدیوں کے حق میں بھی حتیٰ کہ عالم کی ساری قوموں کے حق میں جاری ھیں *

تیسری فصل

اِس بات کے ثبوت میں کہ محمدیوں کا یہہ دعویٰ کہ کتب مقدسہ تحریف و تبدیل ہوئیں باطل ہی

علماے محمدی دعویٰ کرتے ہیں کہ مسیحی اور یہودیوں نے اپنی مقدس کتابیں تحریف کیں اور اُن آیتوں کو جو محمد کی طرف اشارہ تہیں نکالکر دوسرے لفظ اُنکے مقام پر رکھہ دیئے ہیں اور اِس سبب سے مقدس کتابیں جو اب اُنکے یہاں موجود اور رائج ہیں صحیح اور قابل اعتماد و اعتقاد نہیں ہاں واجب اور ضرور ہی کہ ہم بڑی دقت سے اِس دعوی کی تحقیق پر متوجہ ہوویں *

جب کہ ہم محمدیوں سے اِس دعوی کا ثبوت چاہتے ہیں تو تعجب ہی کہ اُنمیں سے کسی نے اب تک اِس دعوی کو معتبر دلیلوں سے ثابت نہیں کیا ہی اور وے اِن چار سوالوں کے جواب دینے میں کہ آیا پرانے اور نئے عہد کی مقدس کتابیں کس وقت میں اور کن لوگوں کی معرفت اور کیونکر تحریف ہوئیں اور پہیرے بدلے لفظ کونسے ہیں اب تک مسیحیوں کے قرضدار رہتے ہیں اور سب محمدی صرف دعویٰ بلا دلیل پیش لاکے حکومت کی راہ سے کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہی اور ضرور ہی کہ ایسا ہی ہو کیونکہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں قران کے موافق نہیں ہیں اور قران میں بہی مسیحیوں اور یہودیوں کی مقدس کتابوں کی تحریف کا اِشارہ ہوا ہی لیکن جب تک کہ محمدی لوگ اپنے اِس دعوی کو معتبر دلیلوں سے ثابت نکریں اور اُن چار سوالوں کا جواب ندیویں مسیحیوں کو کچھہ ضرور نہیں کہ اُنکے اِس دعوی پر توجہ کریں اور جواب دیں کیونکہ جس دعوی کے ثبوت کی معتبر دلیلیں نہوں وہ بیجا و بیفائدہ ہی بلکہ بغیر دلیل دعویٰ کرنا عقلمندوں کا کام نہیں *

پوشیدہ نرہے کہ مسیحی لوگ بطریق اولی کہہ سکتے ہیں کہ قران نے تحریف پائی ہی اور یہہ قران جو اب محمدیوں میں مروج ہی اصل قران نہیں ہی کیونکہ پہلے تو اُسے ابوبکر نے اکٹھا اور مرتب کیا پھر عثمان نے دو بارہ ملاحظہ کرکے اصلاح دی ہی حالآنکہ شیعی لوگ اِن اشخاص کو کافر اور بیدین جانتے اور کہتے ہیں کہ عثمان نے کئی سورتوں کو جو علي کی شان میں تہیں قران سے نکال ڈالا اور فانی کی کتاب دبستان میں یوں مسطور ہی کہ کہتے ہیں کہ عثمان نے قران کو جلاکر بعض سورتیں جو علي اور اُسکی اولاد کی شان میں تہیں نکال ڈالیں اور کتاب عین الحیات کے ۲۰۸ ورق کے ۲ صفحہ میں ایک حدیث مرقوم ہی کہ امام جعفر نے فرمایا ہی کہ سورۂ احزاب میں قریش کے اکثر مرد و عورت کي برائیاں تہیں اور وہ سورت سورۂ بقر سے بڑی تہی لیکن کم کی گئي اور مشکاۃ المصابیح میں جو اہل سنت کی معتبر و مشہور کتاب ہی کتاب فضائل القران کی پہلی فصل میں لکہا ہی کہ × × عن عمر بن الخطاب قال سمعت هشام بن حكيم بن حزام يقرء سورة الفرقان علي غير ما اقرءها و كان رسول الله صلي الله عليه و سلم اقرانيها فكدت ان اعجل عليه ثم امهلته حتى انصرف ثم لببته بردائه فجئت به رسول الله صلى الله عليه و سلم فقلت يا رسول الله اني سمعت هذا يقرء سورة الفرقان على غير ما اقرانيها فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم ارسله اقرا فقراء القراءة التي سمعته يقراء فقال رسول الله صلي الله عليه و سلم هكذا انزلت ثم قال لي اقراء فقراءت فقال هكذا انزلت ان هذا القران انزل على سبعة احرف فاقرءوا ما تيسر منه متفق عليه و اللفظ لمسلم × یعنی عمر ابن الخطاب کہتا ہی کہ میں نے ہشام ابن حکیم ابن حزام کو سنا کہ وہ سورۂ فرقان میري قراءت کے خلاف پڑہتا تہا حالانکہ مجہکو وہ سورۃ رسول الله صلی الله علیه و سلم نے پڑہائي تہی تس پیچہے میں نے چاہا کہ جلد اُسے منع کروں لیکن میں نے اُسے مہلت دي یہاں تک کہ وہ پڑہہ چکا بعد اِسکے میں اُسکي چادر پکڑکر رسول الله صلی الله

علیہ و سلم پاس لیگیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے اِس شخص کو سورۂ فرقان ایک اوٗر قراءت سے پڑھتے سنا ہی خلاف اُس قراءت کے جو آپ نے مجھے بتائی ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مجھسے فرمایا کہ اُسے چھوڑ دے اور اُسے کہا پڑھہ پس اُسنے وہی قراءہ پڑھی جو میں نے اُسے پڑھتے سنی تھی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ اِسی طرح نازل کی گئی ہی پھر مجھسے فرمایا کہ تو پڑھہ پس میں نے بھی پڑھی فرمایا کہ اِسی طرح نازل کی گئی ہی اور قرآن سات قراءت پر نازل ہوا ہی جس قراءت پر آسان ہو اُسپر پڑھو یہہ حدیث متفق علیہ ہی اور عبارت مسلم کی ہی * پھر تیسری فصل میں مرقوم ہی ۱ * عن زید بن ثابت قال ارسل الي ابوبکر مقتل اهل اليمامة فاذا عمر بن الخطاب عنده قال ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استمر يوم اليمامه بقراء القران و انی اخشی ان استمر بالقتل بالقراء بالمواطن فيذهب كثير من القران و انی اری ان تامر بجمع القران قلت لعمر كيف يفعل شيئا لم يفعله رسول الله صلي الله عليه و سلم فقال عمر هذا و الله خير فلم يزل عمر يراجعني حتی شرح الله صدری لذلک و رايت فی ذلک الذی راے عمر قال زيد قال ابوبکر انک رجل شاب عاقل لانتهمک و قد کنت تکتب الوحی لرسول الله صلی الله عليه و سلم فتتبع القران فاجمعه فوالله لوکلفونی نقل جبل من الجبال ما کان اثقل علیّ مما امرني من جمع القران قال قلت کيف تفعلون شيئا لم يفعله رسول الله صلي الله عليه و سلم قال هو و الله خير فلم يزل ابوبکر يراجعنی حتی شرح الله صدري للذي شرح له صدر ابی بکر و عمر فتتبعت القران اجمعه من العُسُبِ اللخاف و صدور الرجال حتی وجدت آخر سورة التوبة مع ابی خزيمة الانصاری لم اجدها مع احد غيره * لقد جاءکم رسول من انفسکم ، حتی خاتمة براءة فکانت الصحف عند ابی بکر حتی توفاه الله ثم عند عمر حيوته ثم عند حفصة بنت عمر رواه البخاری * * یعنی زید ابن ثابت کہتا ہی کہ ابوبکر نے مقتل اہل یمامہ میں آدمی بھیجکر مجھے بلوایا

میں گیا دیکھا تو عمر بھی اُسکے پاس تہا ابوبکر نے مجھہ سے کہا کہ
عمر نے میرے پاس آکر کہا کہ یمامہ کی لڑائی کے دن قران کے قاری بہت
مقتول ہوئے میں ڈرتا ہوں کہ اگر اور مقاموں میں بھی ایسا ہی مقاتلہ
ہوگا تو قران میں سے بہت جاتا رہیگا میں ایسا بہتر جانتا ہوں کہ تم قران
کے جمع کرنے کا حکم دو میں نے عمر سے کہا کہ وہ کام جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تم کیونکر کروگے اُسنے کہا خدا کی قسم یہہ
اچہا ہی پس عمر بتکرار یہی بات مجھہ سے کہتا تہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے
میرے دل کو اُس امر پر آگاہ کیا اور وہ فائدہ جو قران کے جمع کرنے میں
عمر کو معلوم ہوتا تہا مجھے بھی معلوم ہوا اب زید کہتا ہی کہ ابوبکر نے
مجھہ سے کہا تم مرد جوان و عاقل ہو سہو اور تہمت سے مبرا ہو اور تم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وحی لکہا کرتے تہے پس تم
قران کی تتبع کرکے اُسے جمع کرو خدا کی قسم اگر لوگ مجھے ایک پہاڑ
اُٹھانے کی تکلیف دیتے تو مجھہ پر بھاری نہ پڑتا جیسا قران کا جمع کرنا
بھاری پڑا میں نے اُنسے کہا کہ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہیں کیا تم کیونکر کرتے ہو اُنہوں نے کہا واللہ یہہ بہتر ہی پس ابوبکر
نے مجھہ سے بتکرار کہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو بھی اُس امر
کے فائدہ پر آگاہ کردیا جس پر ابوبکر اور عمر کے دل کو آگاہ کیا تہا پس
میں نے قران کی تتبع اور تلاش کی اور خرما کے پتوں اور پتہروں اور حافظ
لوگوں کے دلوں سے لیکر اُسے جمع کیا حتیٰ کہ سورۃ التوبۃ کی آخر کی یہہ
آیت * * لقد جاءکم رسول من انفسکم * * خاتمہ براءۃ تک ابی خزیمہ
انصاری کے سوا کسی کے پاس لکہی ہوئی پائی پس قران کے وہ اجزا ابوبکر
کے پاس رہے جب اُنہوں نے وفات پائی تو عمر کے پاس رہے اُنکے بعد اُنکی
بیٹی حفصہ کے پاس رہے یہہ بخاری کی روایت ہی * * و عن انس
بن مالک ان حذیفۃ بن الیمان قدم علی عثمان و کان یغازی اہل الشام
فی فتح ارمینیۃ و آذربیجان مع اہل العراق فافزع حذیفۃ اختلافہم فی

القراءة فقال حذيفة لعثمان يا اميرالمومنين ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود و النصارى فارسل عثمان الى حفصة ان ارسلي الينا بالصحف ننسخها في المصاحف ثم نردها اليك فارسلت بها حفصة الى عثمان فامر زيد بن ثابت و عبدالله بن الزبير و سعيد بن العاص و عبد بن الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف و قال عثمان للرهط القرشيين الثلاث اذا اختلفتم انتم و زيد بن ثابت في شئى من القران فاكتبوه بلسان قريش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمان الصحف الى حفصة و ارسل الى كل افق بمصحف مما نسخوا و امر بما سواه من القران في كل صحيفة او مصحف ان يحرق قال ابن شهاب فاخبرني خارجة بن زيد بن ثابت انه سمع زيد بن ثابت قال فقدت آية من الاحزاب حين نسخنا المصحف قد كنت اسمع رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم يقراء بها فالتمسنا ها فوجدناها مع خزيمة بن ثابت الانصارى * من المومنين رجال صدقوا ما عاهد وا الله عليه * فالحقناها في سورتها في المصحف رواه البخارى * * يعنى انس ابن مالک کہتا ہی کہ حذیفه ابن یمان عثمانؓ کے پاس آیا درحالیکه وہ ارمینه میں اہل شام کے ساتھہ اور آذربیجان میں اہل عراق کے ساتھہ جہاد کررہا تھا اور قاریوں کی مختلف قراءت سے ڈرکر عثمان سے کہا کہ ای امیرالمومنین اِس اُمت کی خبر لیجیئے قبل اُسے کہ وے کتاب میں اختلاف کریں جیسے یہود و نصاریٰ نے اختلاف کیا پس عثمان نے حفصه کے پاس آدمی بھیجا کہ تم اجزا ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم اُسکے متعدد نسخے لکھیں اور پھر تمہیں دیدیں حفصه نے وہ اجزا عثمان کے پاس بھیجدئیے تب عثمان نے زید ابن ثابت اور عبدالله ابن زبیر اور سعید ابن العاص اور عبدالله ابن الحارث ابن ہشام کو مامور کیا اُنہوں نے اُسکو متعدد نسخوں میں لکہا اور عثمان نے ان تینوں شخصوں (یعنی عبدالله ابن زبیر اور سعید ابن العاص اور عبدالله ابنؑ حارث) سے جو قوم قریش تہے کہا کہ جس وقت تم تینوں شخص

اور زید قران کے کسی امر میں اختلاف کرو تو اُسے قریش کے لہجہ پر لکھنا
کیونکہ قران اُنہیں کی زبان میں نازل ہوا ہی بس اُنہوں نے ایسا ہی کیا
جبکہ اجزا کو متعدد نسخوں میں لکھ چکے تو عثمان نے اُسے حفصہ کے پاس
پھر بھیجا اور ہر طرف ایک ایک صحیفہ اُن نسخوں میں سے جنہیں اب
لکھا تھا بھیجدیا اور اُسکے ماسوا جتنے قران کے صحیفے تھے اُنکے جلادینے کا
حکم دیا ابن شہاب کہتا ہی کہ خارجہ ابن زید ابن ثابت نے مجھے خبر
دی کہ اُسنے زید ابن ثابت یعنی اپنے باپ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ
جس وقت قران کو ہم نے لکھا سورۂ احزاب کی ایک آیہ جو میں نے رسول
الله صلی الله علیه و سلم کو پڑھتے سنا تھا مجھے ابھی ہوئی نہ ملی تب
ہم نے اُسے ڈھونڈھا تو خزیمہ ابن ثابت انصاری کے پاس پائی اور وہ آیت
یہہ ہی × × من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه × × بس ہمنے
اُسے سورۂ احزاب میں لاحق کرکے کتاب میں داخل کیا یہہ بخاری کی
روایت ہی × اب مشکوہ کی اِن حدیثوں سے کئی ایک باتیں ثابت ہوتی
ہیں پہلے یہہ کہ خود محمد کے وقت میں ایک شخص نے ایک آیت کو
ایسا اور دوسرے نے اُسی آیت کو ویسا پڑھا تھا دوسرے یہہ کہ قران محمد
کے وقت میں ایک جلد میں جمع نہیں ہوا تھا بلکہ ابوبکر نے آیات کو
جمع کرنے کا حکم دیا اگرچہ محمد سے اِس کام کے واسطے اُسکو حکم نہیں
ملا تھا بلکہ صرف مصلحت کی راہ سے کیا تاکہ مبادا آیات گم ہوجاویں
تیسرے یہہ کہ عثمان نے خلافت کے تخت پر بیٹھکر جب دیکھا کہ لوگ
پھر بھی قران کے پڑھنے میں فرق کرتے ہیں اور ڈرا کہ قران میں آگے اور زیادہ
خرابیاں ہوں تو زید وغیرہ کو حکم دیا کہ قران کو دوبارہ صحیح کریں اور
سب آیات قریش کی زبان میں لکھیں چونکہ اُس نے سب اگلے نسخے
جمع کرکے جلادیئے اور اُس نئے نسخہ سے اور نسخے لکھواکر سب جگہ
بھیجدیئے اور اِسی طرح اُسکو مشہور کیا اب ہم پوچھتے ہیں کہ عثمان
نے کس واسطے اگلے سب نسخوں کو جلادیا اگر وہ دیا نسخہ جو اُسنے مشہور

کیا اور اب مستعمل ہی اگلے نسخوں سے مضمون اور الفاظ میں بعینہ برابر اور موافق تھا اور اُسنے صرف آیات اور سورتوں ہی کی ترتیب اور ترکیب اوٗر طور پر کی تھی تو کیا سبب تھا کہ اُنکو جلادیا بلکہ لازم تھا کہ اگر سب کو نہیں تو بعض کو تو ضرور ہی رکھہ چھوڑتا تا اگر کوئی کہے کہ تم نے قران کو تغیر دیا اور بدل ڈالا تو اُن اگلے نسخوں کو اُسکے سامنے رکھے اور کہے کہ لو یہ اگلے نسخے ہیں دیکھو اور مقابلہ کرو تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ یہہ قران مضمون اور الفاظ میں اگلے نسخوں سے موافق اور مطابق ہی لیکن اس بات سے کہ عثمان نے ایسا نہیں کیا بلکہ سب اگلے نسخوں کو جلادیا تو کچھہ اوٗر گمان نہیں ہوتا مگر یہی کہ اگلے نسخوں میں سے ہرایک اوٗر طرح کا تھا یا یہہ کہ جیسا شیعے کہتے ہیں کہ اُسنے قران کو قصدا کم کیا اور بعض آیات میں تغیر و تبدیل کی ہی اور اُس نسخہ کو جو حفصہ کے پاس تھا اور عثمان نے اُسکو پھیر دیا اسکی خبر کسی کو پھر ملی اور نہ کسی نے اُسکو پھر دیکھا شاید عثمان نے من بعدہ اُسکے جلادینے کا بھی حکم دیا ہوگا اگر کسی محمدی پاس ہو تو اُسے ظاہر کرے تا اب کے قران کو اُس سے مقابلہ کریں اور معلوم ہووے کہ یہہ اُس سے مطابق ہی کہ نہیں اب اس صورت میں کہ شیعے ایسا کہتے ہیں اور سنیوں کی مشہور اور معتبر کتاب میں بھی ایسی باتیں لکھی ہیں تو ہر صاحب فہم و شعور کے دل میں قران کے صحیح اور اصل ہونے کی بابت شک کلی ہوگی اگر محمدی ایسی باتیں توریت و انجیل کی بابت مسیحیوں کی مشہور اور معتبر کتابوں سے نکال لاسکتے تو البتہ اُنکا یہہ ادعا کہ کتب مقدسہ تحریف ہوئی ہیں بیجا نہوتا ؁

اب اگرچہ کچھہ لازم نہیں کہ محمدیوں کے اُس دعوی بلا دلیل پر توجہ کریں پر اِس لیئے کہ یہودیوں اور مسیحیوں کی مقدس کتابوں کے تحریف ہونے کا دعوی بہت مشہور ہی پس ہم اُن محمدیوں کی خاطر جو حق جو ہیں اُس دعوی پر غور کرکے معلوم کرادیں کہ آیا مقدس کتابوں کی تحریف کسی وقت ہوئی ہی یا نہیں ہاں ایسی تحریف کے زمانہ کے ایئے قران

کی آیتوں میں کچھہ خبر ہی چنانچہ سورۂ انبیا میں لکھا ہی کہ × × و ما ارسلناک قبلک الا رجالا نوحی الیہم فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون × × یعنی ہم نے تجھہ سے پہلے کسی کو نہیں بھیجا مگر اُن آدمیوں کو جنہیں اپنے ارادے بتاں کیئے پس اہل ذکر یعنی اہل کتاب سے پوچھو اگر تم اُسے نہیں جانتے × اور پہر سورۂ یونس میں لکھا ہی کہ × × فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئال الذین یقرؤن الکتاب من قبلک × × یعنی اگر تو اُن چیزوں کے حق میں جو ہم نے تیرے لیئے نازل کیں شک رکھتا ہی تو اُن لوگوں سے پوچھہ جو تجھہ سے پہلے کتاب کو پڑھتا ہی × پس قران کے اِن مقاموں سے ثابت ہوتا ہی کہ محمد کے زمانہ تک اہل کتاب کی مقدس کتابیں تحریف نہیں ہوئی ہیں نہیں تو اگر بالفرض قران سچا ہو تو کیونکر ہوسکتا ہی کہ خدا اِن آیتوں میں حکم کرے کہ مسیحیوں اور یہودیوں کی کتاب پر متوجہ ہو اور شک کے وقت اُن سے پوچھو کیونکہ نہیں ہو سکتا کہ خدا کسی کو ایسی کتاب کی طرف جو تحریف ہوئی رجوع کرے مگر اِس شرط پر کہ معلوم کیا ہو کہ اِس کتاب کے کون کون سے مقاموں میں تحریف ہوئی ہی حال آنکہ قران میں کوئی بات ایسی نہیں جسّے معلوم ہو کہ نئے اور پرانے عہد کی کتابوں کے کون مقام اور کون آیتیں تحریف ہوئی ہیں بلکہ صرف یہہ کہا ہی کہ مسیحیوں خصوصا یہودیوں نے اپنی مقدس کتابیں تحریف کیں چنانچہ سورۂ بقر میں لکھا ہی کہ × × یا بنی اسرائیل لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون × × یعنی ای بنی اسرائیل سچ کو جھوٹھہ نکرو اور سچ کو نہ چھپاؤ جس حال میں کہ اُسے جانتے ہو × اور اسی سورہ کی دوسری جگہہ میں لکھا ہی کہ × × افتطمعون ان یومنوا لکم و قد کان فریق منہم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ و ہم یعلمون × × یعنی کیا جانتے ہو کہ وے لوگ یعنی یہودی تم پر یقین لاویں اور حال آنکہ اُنمیں سے ایک فرقہ نے خدا کا کلام سنا بعد اُسکے تحریف کی اور یہہ بھی سمجھنے اور جاننے کے بعد کیا ہی ×

اِن دونوں آیتوں میں تحریف بلا تعین وقت ایک عام معنی سے بیان ہوئی
ہی اب ہم اُن آیتوں کو لاتے ہیں جن میں تحریف کے زمانہ اور وقت کا
اشارہ ہوا ہی چنانچہ سورۂ بینہ میں لکھا ہی کہ ” لم یکن الذین کفروا
من اہل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیہم البینہ رسول من اللہ یتلوا
صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمہ وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما
جاءتہم البینۃ “ یعنی اہل کتاب اور مشرکوں نے حق سے منہ نہ پھیرا
جب تک کہ روشن دلیل یعنی قرآن اور پیغمبر یعنی محمد خدا کی طرف
سے اُن پاس نہ آئے کہ وے مقدس کتابوں کو جن میں مضبوط حکم آئے ہیں
اُن سے بیان کریں اور اُن لوگوں نے جنکو کتاب ملی تھی جدائی نہ کی مگر
اُسکے بعد کہ اُنہیں روشن دلیل پہنچی * پس اگر ہم بالفرض مان لیں کہ
قرآن کا یہہ دعویٰ سچا ہی تو اِس آیت سے یہہ نکلتا ہی کہ یہودی اور
مسیحیوں نے اپنی مروج کتابوں کو محمد کے ظاہر ہونے اور تعلیم کے شروع
کرنے کے بعد تحریف کیا ہی نہ پہلے مصنف کتاب استفسار نے بھی آیت
مذکورہ کا مضمون ۱۴۸ صفحہ میں اسطرح بیان کیا ہی کہ نبی آخر الزمان
کے اعتقاد رکھنے سے جدا یا اسکے اعتقاد رکھنے میں مختلف و منحرف نہیں
ہوئے مگر جبکہ یہہ نبی آیا اِن معنوں کی راہ سے البتہ یہہ کہا جا سکتا ہی
کہ نبی آخر الزمان کی بشارتوں میں اُسکے ظہور کے زمانے تک کچھہ تحریف
و تبدیل نہیں واقع ہوئی ورنہ وے اُسکے منتظر ہوتے اِسطرح پر کہ جب
وہ آویگا تو ہم مانینگے اور اُس پر ایمان لاوینگے سو اِسکا جواب یہہ ہی کہ
اِس استدلال سے درصورتیکہ صحیح اور درست کیا جائے اِتنا ہی ثابت
ہوا کہ صرف نبی کے لیئے جو بشارتیں تہیں اُن میں تحریف و تبدیل
نہیں واقع ہوئی مگر بعد ظہور اُس نبی کے نہ یہہ کہ بائبل بہر میں اَور کہیں
کسی طرح کی خرابی نہیں ڈالی گئی مگر بعد ظہور اُس نبی کے تم کلامہ
اب ہم کہتے ہیں کہ مصنف استفسار کی یہہ تقریر عین ہمارا مطلب ہی
کیونکہ درحالیکہ اُن آیتوں میں جنہیں محمدی بشارتیں کہتے ہیں تحریف

و تبدیل واقع نہوئی تو اور آیات میں کس لیئے ہوئی اور یہہ بات کہ فی الحقیقت کتب مقدسہ میں کسی وقت تحریف واقع نہیں ہوئی آگے حلکر بیان و مدلل ہوگی اور محمدی اور علما بھی کہتے ہیں کہ مسیحی اور یہودی محمد کے ظاہر ہونے کے منتظر تھے لیکن ظاہر ہونیکے بعد عداوت کے سبب اُسّے روگردان ہوگئے اور اکثر اُن آیتوں کو جن میں محمد کے آنے کا اشارہ تھا اپنی مقدس کتابوں سے نکال ڈالا تا کہ وے اِس طرح اپنی بے ایمانی کے واسطے ایک عذر بناویں لیکن جب قران میں اِس دعوی کی کوئی دلیل مذکور نہیں ہی اور بلحاظ اُن سببوں کے جو ہم بعد ذکر کرینگے قران کو بے دلیل نہیں قبول کر سکتا تو نہیں ہوسکتا کہ صرف قران کے دعوی پر اِس بات میں ہم سکوت اختیار کریں بلکہ لازم ہی کہ جب قران میں اِس دعوی کے ثابت کرنے کے لیئے کوئی دلیل نہیں تو تلاش کریں اور دیکھیں کہ شاید ہم اِس طرف سے اِس دعوی کے بیجا ہونے کے واسطے کوئی معتبر دلیل پاویں اوراس طرح سے حقیقت کو دریافت کریں *

اس مطلب کی تحقیق کے وقت پہلا سوال یہہ ہی کہ آیا مسیحی و یہودی ایسے کام کے لیئے کوئی جہت یا سبب رکھتے تھے یا نہیں کیا مقدس کتابوں کی تحریف کرنے سے اُنھیں کچھہ فائدہ ملا یا محمد اور اُسکی اُمت کے آگے عزت‌دار ٹھہرتے یا دولت حاصل کرتے تھے یا خلیفوں اور اسلام کے بادشاہوں کے ملکوں میں چین سے گذران کرتے یا اِس کام کے باعث خدا کی رضامندی اُنکے شامل حال ہوئی ہرگز نہیں بلکہ بالفرض اگر مقدس کتابوں کو تحریف کرتے تھے تو کیا اِس جہان میں اور کیا اُس جہان میں خلاف مطلب حاصل کرتے تھے چنانچہ اِس جہان میں اِس سبب سے کہ محمدیوں نے مقدس کتابوں کے تحریف ہونے کا گمان کیا اور اِس تحریف کو اُنکی بے ایمانی کا باعث سمجھا ہی مسلمانوں کی عملداری کے ہر ایک ملک میں جسمیں مسیحی اور یہودی رہے ہیں بہت سا ظلم اور بڑا ہی عذاب مسلمانوں سے اُٹھایا اور اُٹھاتے ہیں اور وہ جو قیامت کا عذاب ہی

اُسکی بابت مقدس کتابوں میں صاف خبر دی گئی ہی کہ خدا کے کلام میں کمی و بیشی کرنیوالے بڑے عذاب میں پڑینگے چنانچہ موسیٰ کی پانچویں کتاب کے ۴ باب کی ۲ آیت میں لکھا ہی * کہ تم اِس بات میں جو میں تمہیں کہتا ہوں نہ کچھہ زیادہ کیجیو نہ کم تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے حکموں کو جو میں نے تم تک پہنچائے حفظ کرو * پھر مکاشفات کی ۲۲ فصل کی ۱۸ و ۱۹ آیت میں لکھا ہی * کہ میں ہرایک شخص کے آگے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہی یہہ گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی ان باتوں میں کچھہ بڑھاوے تو خدا اُن آفتوں کو جو اس کتاب میں لکھی ہیں اُسپر بڑھاویگا اور اگر کوئی اِس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھہ نکال ڈالے تو خدا اُسکا حصہ کتاب حیات اور شہر مقدس اور اُن باتوں سے جو اِس کتاب میں لکھی ہیں نکال ڈالیگا * پس اِس حال میں کس طرح خیال کیا جاے کہ مسیحی اور یہودیوں نے یکبارگی بے سبب و بے جہت ایسا کام کیا ہو باوجودیکہ خوب جانتے تھے کہ اِس طرح کا کام اُنکو اِس جہان میں مسلمانوں کے ظلم اور اُس جہان میں خدا کے غضب میں گرفتار کریگا اور اِس کے برخلاف اگر محمد سے ضد نہ کرتے اور اُسکا کہا مان لیتے تو محمدیوں کے ظلم سے بچ کر مسلمانوں کی ولایت میں آرام سے رہتے اور محمد کے جہاد و غزوات میں عزت و اعتبار حاصل کرکے دشمنوں کی لوٹ کے مال میں سے بھی حصہ پاتے پس اگر فی الحقیقت مسیحی اور یہودیوں کی مقدس کتابوں میں محمد کی خبریں ہیں تو البتہ ایسا کوئی سبب نہ تھا کہ محمد کا انکار کرکے اپنی کتابوں میں تحریف کریں اور یہہ جو مسیحی اور یہودیوں نے محمد کو قبول نکیا اور اُسکے نہ قبول کرنے کے سبب نہایت سختیاں اُسکے اور اُسکے تابعداروں سے اٹھائیں اِسکا باعث صرف یہہ تھا کہ انکی کتابوں میں اُسکی کچھہ خبر نہ تھی اور اُنہوں نے اُسکی تعلیم کو پاک مقدس کتابوں کے موافق نہ پایا *

قطع نظر اِسکے کہ مقدس کتابوں کی تحریف ہونے کا کوئی سبب نہ تھا

اگر کبھی کوئی ایسی نالایق فکر کرتا بھی تو اُسکا انجام ممکن نہ تھا کیونکہ محمد کے وقت میں بلکہ اُسّے کتنے برس آگے مسیحی دین اکثر ملکوں میں پھیلا تھا اِس طرح پر کہ اناطولی اور شام اور یونان اور مصر اور افریکہ کے اوپر طرف والے سب مسیحی تھے اور سواے اِسکے عرب اور عجم اور ھندوستان میں بھی مسیحی رہتے تھے اور ایطالیہ اور فرنس اور ھسپانیہ اور انگلش کے ملک کے رھنیوالوں اور جرمنی کے ملک کے اکثر حصہ کے لوگوں نے دین مسیحی کو قبول کیا تھا پس یہ ہزاروں مسیحی جو دور اور نزدیک ملکوں کے چاروں طرف تھے کس طرح ھو سکتا تھا کہ ایسے بُرے کام کے لیئے متفق ھوں اور اُسکے سواے یہودی اور مسیحی ھمیشہ آپس میں ایسی عداوتیں رکھتے تھے کہ کبھی ممکن نہ تھا کہ وے ایسے کام میں سب یکدل ھو جاویں اور بالفرض اگر متفق ھوتے بھی تو دونوں طرف ایسے ایسے لوگ بھی تھے جو اِس بات کو ظاھر کرکے پردہ فاش کر دیتے ٭

اور اِسکے سوا محمد کے وقت میں اور اُسکے زمانے سے پیشتر خود مسیحی بھی ایسی غیرت اور آپس کی حجت اور نگہبانی میں پڑے تھے کہ جب کبھی ایک فرقہ نے دوسرے فرقہ کی تعلیم میں کچھہ برخلافی پائی اُسی وقت بیان و ظاہر کر دیا پس ظاھر ھی کہ ایسی کوشش و باریک بینی اور اِس قدر طرفداری کے ساتھہ کیونکر ھو سکتا تھا کہ وے سب دور و نزدیک کے رھنیوالے اپنی مقدس کتابوں کی تحریف کرنے کے لیئے جمع اور متفق ھوئے ھوں اور فرض کیا کہ اگر بعضے مسیحی مثلاً وے جو عرب و شام میں رھتے تھے انجیل کی تحریف کرنے میں قدم بڑھاتے بھی تو دوسری ولایت کے مسیحی جلد اِس بات کو دریافت کرکے ظاھر کردیتے لیکن اگلوں کی تواریخ میں جن میں اگلے مسیحیوں کے سب احوال کی کیفیت اور اُنکی آپس کی حجت و تکرار جو بیجا و نا مناسب حرکتیں تھیں صاف بیان ھوئی ھیں ایسی تحریف کی کچھہ خبر نہیں انسے فقط اِتنا سمجھا جاتا ھی کہ اُنکے جھگڑوں کا سارا سبب یہہ تھا کہ بعضے معلموں اور مفسروں نے کتب

مقدسہ کی بعض آیات کو اَوْر طرح اور بعض نے اَوْر طرح پر شرح کیا ہی مگر کتب مقدسہ کی تحریف ہونے کی بابت کبھی کچھہ حجت اور جھگڑا نہیں ہوا پس اِن باتوں سے ظاہر و یقین ہی کہ ممکن نہ تھا کہ کوئی کتب مقدسہ کو تحریف و تبدیل کرے × جیسا کہ اب محمدیوں کے لیئے غیر ممکن ہی کہ اُس سب غیرت و تعصب کو جو اُنکے مختلف فرقوں میں اب واقع ہی چھوڑ کر سارے قُرانوں کو جو نزدیک اور دور کے ملکوں میں محمدیوں کے پاس ہیں تحریف کرنے کے واسطے جمع کریں اور تحریف کرکے اسطرح امر پہنچاویں کہ کچھہ معلوم نہووے اور مسیحی بھی اس بات سے آگاہ ہوں پس جیسے کہ یہہ بات ناممکن ہی اِسی طرح مسیحیوں کے واسطے بھی محمد کے وقت اور اَوْر ایام میں اپنی مقدس کتابیں تحریف کرنا محال و غیر ممکن تہا ×

اور یہہ بات کہ نئے اور پرانے عہد کی مقدس کتابیں حقیقت میں تحریف و تبدیل نہیں ہوئیں اگلے نسخوں کی طرف رجوع کرنے سے صاف ظاہر و ثابت ہوتی ہی کیونکہ اب مقدس کتابوں کے ایسے نسخے موجود ہیں جو محمد کے زمانہ سے بہت پہلے یونانی زبان میں جو انجیل کی اصل زبان ہی قلم سے پوستین کے کاغذ پر مرقوم ہوکر اب تک برقرار ہیں کہ اُن میں سے بعضوں میں پرانے اور نئے عہد کی سب کتابیں لکھی گئیں اور بعضوں میں صرف کئی حصے نئے اور پرانے عہد کی کتابوں کے لکھے گئے ہیں چنانچہ اُن میں سے ایک جلد جو ہجرت سے دو سو پچاس برس پہلے لکھی گئی اور ہمارے وقت تک باقی اور اُسکا نام قدکس واطیکانوس ہی شہر روم واقع ولایت اطالیہ کے کتب خانہ میں ہی اور ایک اَوْر جلد جو ہجرت سے دو سو برس پہلے لکھی گئی شہر لندن میں موسوم بہ برطانیہ کے کتب خانہ میں موجود ہی اور اُسے قدکس الکسندریوس کہتے ہیں پھر ایک اَوْر جلد کہ اُسی کتاب کی مانند پرانی ہی پارس شہر کے ایک کتب خانہ میں موجود ہی اور اُسے قدکس افریمی کہتے ہیں اور ان نسخوں کے سوا اس طرح کے اَوْر بہت نسخے مسیحیوں کے پاس ہیں کہ محمد سے پہلے اور بعضے اُسی وقت

میں اور بعضے اُسکے بعد یونانی و عبری زبان میں لکھے گئے تھے اور جو کہ عبری زبان میں لکھے گئے پرانے عہد کی کتابیں ہیں اِس لیئے کہ وے در اصل اُسی زبان میں لکھی گئیں اور اُن سب نوشتوں کا سارا احوال یہاں بیان کرنا ضرور تھا لیکے ہم نے اِسی قدر ظاہر کرنے پر کفایت کی اور اگر اُن نسخوں کو جو محمد سے پہلے لکھے گئے اُن نسخوں سے جو بعد لکھے گئے اور کتب مقدسہ کے اُن نسخوں سے جو اب مسیحیوں میں رائج ہیں ملاویں اور مقابلہ کریں تو ثابت ہوتا ہی کہ قدیم نسخے باہم موافق اور اِس زمانہ کہ مروج نسخوں سے مطابق ہیں یعنی سب میں وہی گذارشات و تعلیمات و احکام و نصایح پائے جاتے ہیں مثلاً مسیح کا تولد اور اُسکے معجزات و تعلیمات اور اُسکی موت اُسکا قیام و عروج اور اُسکی ابنیت و الوہیت اور تعلیم تثلیث وغیرہ سب نسخوں میں اُسی مضمون و تفصیل پر مذکور و مسطور ہیں چنانچہ اِس راہ سے بھی ظاہر اور روشن ہی کہ نئے اور پرانے عہد کی مقدس کتابوں میں کبھی کچھہ تحریف نہیں ہوئی *

اوپر کا مطلب ثابت کرنے کے واسطے ایک اَور دلیل اُن معلموں اور دین کے خادموں کی کتابوں سے جو حواریوں کے بعد تھے حاصل ہوتی ہی اور بے مسیحیوں کے مشہور معلم محمد سے بہت مدت آگے ہوئے اور بہت سی کتابیں لکھیں کہ اُن میں سے اکثر اب تک مسیحیوں کے درمیان موجود ہیں اب اِس جگہہ ہم اُن میں سے کئی ایک اشخاص کا ذکر کرکے اُنکے زمانوں کو بھی معین کرتے ہیں اِس طرح پر کہ سنہ مسیحی کی پہلی اور دوسری صدی میں کلیمنس نامی اسقف اور اگناتیوس اور یوسطینوس شہید اور ایرینیوس اور کلیمنس الکسندریہ اور ترطولیانوس نے کتنی کتابیں تصنیف کیں کہ اب تک اُن میں سے بعضی تمام اور بعضی کسی قدر موجود ہیں اور اُن معلموں میں سے بعض تو حواریوں کے شاگرد اور بعض حواریوں کے شاگردوں کے شاگرد تھے غرض کہ حضرت مسیح کے نوّے برس بعد سے دو سو برس تک یعنی سنہ ہجری کے چار یا پانچ سو برس پہلے اُنہوں نے یے کتابیں

لکھیں اور پھر سنہ مسیحی کی تیسری صدی میں یعنی سنہ ہجری کے ڈاں سو برس پہلے اوریگنس و کیپریانوس نے بعضی کتابیں بنائیں جو اب تک ہیں اور اِسی طرح بڑے اشخاص یعنی اتھناسیوس و افرم ساءی و امبروشیوس و باسیلیوس و خریسوسطموس و ہیرونیموس و اگوستانیوس بھی جو مسیحی قوم میں بڑے مشہور معلم تھے سنہ ۴۰۰ و ۵۰۰ مسیحی میں یعنی سنہ ہجری سے ۲۰۰ و ۱۰۰ برس آگے بہت سی کتابیں بناکر چھوڑ گئے جو اب تک باقی ہیں اور وے سب کتابیں مسیحی دین کے دفاع میں لکھی گئیں اور اکثر اُن میں سے نئے اور پرانے عہد کی کتابوں کی شرح و تفسیر پر شامل ہیں اور اِسی سبب پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کے بہتیرے مقام اُن میں لکھے ہیں اور مقدس کتابوں کے وے مقام جو اُن میں ہیں اگر ہم اُنکو کتب مقدسہ کے اُن نسخوں سے جو اب مسیحیوں میں رائج ہیں مقابلہ کریں تو وے سب آیتیں جنکا ذکر اُن معلموں نے اپنی کتابوں میں کیا ہی ٹھیک ویسے ہی ہیں جیسے اب مسیحیوں کے مروج نسخوں میں لکھی ہیں پس اِس سے بھی بالیقین معلوم ہوتا ہی کہ انجیل کسی وقت میں تحریف نہیں ہوئی اور اِس انجیل کے سوا جو اب مسیحیوں کے پاس ہی کوئی اَور انجیل نہ تھی اور اصل انجیل یہی ہی ؛

اور اگر کوئی یہہ دعویٰ کرے کہ جب کہ محمد کے وقت میں کتب مقدسہ قدیمہ کو تحریف کیا تو اُن معلموں کی کتابوں کو بھی تحریف کر ڈالا سو اِسکے واسطے ہمارا یہہ جواب ہی کہ پہلے تو اِس دعوی کے ثابت کرنے کی کوئی دلیل نہیں محض دعویٰ ہی اور بس دوسرے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کرچکے ہیں کہ مسیحیوں کو کوئی سبب نہ تھا کہ محمد کے وقت میں پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کو تحریف کریں اِسی طرح اِن قدیم کتابوں کے تحریف کرنے کا بھی کوئی سبب نہ تھا تیسرے جس طرح محمد کے وقت میں کتب مقدسہ کے سارے نسخوں کا تحریف کرنا غیر ممکن تھا اِسی طرح یہہ دعویٰ بھی ہرگز واقع نہیں ہوسکتا اور جیسے کہ اب تک زمانا اُن سب

کتب دینیّہ کی جو محمدیوں کے پاس ہیں تحریف کرنا اور اُن مقاموں کا
جن میں محمد کے واسطے اشارے ہیں نکال ڈالنا غیر ممکن ہی ایسے ہی
محمد کے وقت میں مسیحیوں کی بیشمار کتابوں کی تحریف بھی ممکن
نہ تھی ۔

قطع نظر اِن سب باتوں سے محمد کے مرنے کے بعد عمر خلیفہ نے اُس
وقت کے مسیحیوں کے کئی ایک بڑے بڑے کتب خانے اپنے قبضہ میں کرلیئے
اُن میں سے شام کی ولایت میں قیصریہ کا کتب خانہ اور مصر میں
اسکندریہ کا کتب خانہ تھا اُن کتب خانوں میں کتب مقدسہ کے قدیم
نسخے اور اکثر مسیحی معلموں کی کتابیں تھیں جیسا کہ اُنکی تواریخ سے معلوم
ہوتا ہی پس اس صورت میں محمدیوں کو آسان تھا کہ مقدس کتابوں کے
قدیم نسخے اور قدیم معلموں کی کتابیں ظاہر کرکے تحریف کا دعویٰ ثابت
کرتے حال آنکہ اُن کتب خانوں کے چھین لینے کے بعد عمر نے اُنکے جلادینے کا
حکم دیا اور اُس وقت کے اَور محمدیوں کا بھی یہہ حال تھا کہ جو پرانی کتابیں
پاتے تھے برباد کرتے سو اِس برباد کرنے میں یا تو پرانی کتابوں کی قدر نہیں
جانتے یا یہہ سمجھتے تھے کہ اُنکا مضمون قرآن کے خلاف ہونے پر گواہی دیتا
ہی اور یہی قدیم کتابوں کا برباد کرنا محمدیوں کی ایسی بیخبری کا باعث
ہوا ہی کہ وے مسیحیوں کے اگلے حالات اور اَور قوموں کی کیفیت و حقیقت
سے جو محمد کے پہلے تھے اتنی خبر و آگاہی نہیں رکھتے کہ ایسے ایسے
دعوی کرتے ہیں مثل دعوی تحریف کتب مقدسہ وغیر ذالک اور اِس
لیئے کہ محمدی قدیم کتابوں اور مسیحیوں کی تاریخوں سے کچھہ اطلاع نہیں
رکھتے پھر اُنکے واسطے تواریخ سے دلیل لانا مشکل ہی اور سواے اِسکے محمدیوں
نے اُن کتابوں کی بھی تلاش و جستجو اب تک نہیں کی جو فرنگستان کے
مسیحیوں کے پاس ہیں لیکن اِس زمانہ کے محمدی اگر باپ دادوں کے تعصب
کو کنارے رکھکر انصاف کی راہ سے ایام گذشتہ کا عوض کیا چاہیں تو فرنگستان
میں جاکر وہاں کے کتب خانوں کو دیکھیں کہ اُن میں کتب مقدسہ کے وے

پرانے نسخے اور مسیحی معلموں کی وے کتابیں جو ہم نے ذکر کیں دیکھہ سکتے هیں اور اگر اُن کتابوں کی زبان سیکھہ لیں تو اُنکا پڑھنا بھی اُن سو آسان هو جائیگا اور اُن کتب خانوں میں ایسی کتابیں بھی بہت پاوینگے جن میں یے مطالب جو هم نے اِس فصل میں لکھے مفصل و مشرح مذکور هیں اور کتب سابق الذکر کے قدیم هونے کی اسناد بھی ان میں بتفصیل بیان هوئی هی *

جس حال میں هم دلیل لا چکے که مقدس کتابیں نه محمد کے وقت میں اور نه اُسکے بعد تحریف و تبدیل هوئیں پس هم نے محمدیوں کے دعوی کے خلاف هونے کو بجواب شافی ثابت کردیا اور اب هوسکتا تھا که هم بے تامل اِس مطلب کو چھوڑکر دوسرے باب کے مطالب بیان کرنے لیکن درحالیکه بعضے محمدی کبھی کبھی قرآن کے معنی نه سمجھنے سے یا تعصب و کج بحثی کی راه سے کہتے هیں که کتب مقدسه محمد کے وقت سے پہلے تحریف هوئی هیں اور حال آنکه ایسی بات قرآن کے بھی بر خلاف هی مگر اب هم اس حجت کا بھی مختصر جواب دیتے اِس طرح سے اولاً مخفی نرهے که جو کچھه هم نے اب تک پرانے اور نئے عهد کی کتابوں کے تحریف نهونے کی بابت ذکر کیا اِس حجت کے رد میں بھی جواب کافی هی کیونکه هم ذکر کرچکے که مسیحیوں میں کتب مقدسه اور قدیم معلموں کی کتابوں کے ایسے نسخے اتک موجود هیں جو محمد کے زمانے سے کچھه مدت آگے اور بعضے اُن میں سے خود حواریوں کے زمانے کے نزدیک لکھے گئے اور یہه بھی هم نے اُنهیں جگھوں میں بیان کیا هی که کتب مقدسه کے وے قدیم نسخے اُن نسخوں سے جو اب مسیحیوں کے درمیان هیں خوب ملتے هیں پس صاف معلوم هوگیا که کتب مقدسه محمد سے پہلے اور هر وقت ایسی هی تهیں جیسی اب هیں دوسرے یہه که اگلے مسیحیوں نے حواریوں کے وفات سے تین سو برس تک مسیح پر ایمان لانے اور انجیل قبول کرنے کے سبب یہودیوں اور بت‌پرستوں سے بہت ظلم اور دکھه سہے جدا جدا طور

اُسسے دشمني رکھتے اور دکھہ دیتے اور اُنکا مال و متاع زبردستی سے چھین لیتے تھے اور اُن زخموں اور مصیبتوں میں صرف ایک اِتنی تسلی اُنکے لیئے باقی تھی کہ مسیح پر اعتقاد اور اُنجیل کے مضمون سے تسلی دلی اور خوشحالي روحانی اُنہیں حاصل تھي پھول کی خاطر خلش خار کے متحمل ہوتے اور خوش رہتے تھے لہذا اس دنیا میں اُنکا بڑا خزانہ یہی انجیل تھی اور بس سو اِسی سبب اپنی دولت و مال اور ہرچیز خوشی سے دیڈالتے تھے تا کہ اِس خزانہ کی نگہبانی کریں یہاں تک کہ بعض اُنمیں سے اپنا قتل ہونا اُس سے بہتر سمجھتے تھے کہ بت‌پرست اُنکي انجیل کو جلا دیویں بس کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایسے مسیحی اپنی کتب مقدسہ کی تحریف و تبدیل پر راضی ہوئے ہوں اِس صورت میں ایسي حجت اور بحث درمیان میں لانا بڑی بے خبری اور کم عقلی ہی بس بالیقین معلوم ہوتا ہی کہ محمد سے پہلے بلکہ حواریوں کے زمانے تک بھی کبھی مسیحیوں کی مقدس کتابوں کے تحریف ہونے کا اتفاق نہیں ہوا اور پرانے اور نئے عہد کي کتابیں جیسي اصل میں تھیں اب تک ویسي ہی ہیں *

خلاصہ بعضے شخصوں کے اِس قول پر بھي ہم متوجہ ہوکر تحقیق کرتے ہیں کہ گویا یہودیوں نے مسیح کے وقت میں دشمنی کے سبب اُن مقاموں کو جن میں مسیح کا اشارہ تھا پرانے عہد کی کتابوں سے نکال ڈالا اِسکا جواب یہہ ہی کہ جس طرح محمدیوں کا وہ اگلا دعویٰ بے دلیل تھا اِسي طرح یہہ دعویٰ بھی ثابت نہیں ہوا بلکہ صرف ایک خیال ہی بے بنیاد کیونکہ اگر یہودی مسیح کی خبریں اپنی مقدس کتابوں سے نکالتے تو پہلے اُن آیتوں کو نکالتے جو صریح اور صاف گواہی دیتی ہیں کہ مسیح جسکا وعدہ یہودیوں کو دیا تھا یسوع ہی مثلاً اشعیا کي ۷ فصل کي ۱۴ آیت اور اُسی کتاب کی تمام ۵۳ فصل اور دانیال کي ۹ فصل کی ۲۴ آیت سے ۲۷ تک اور موسیٰ کي پہلي کتاب کی ۴۹ فصل کی ۹ آیت سے ۱۲ تک اور میخا کی ۵ فصل کی ۱ و ۲ آیت اور زکریا کي ۱۲ فصل کي ۱۰ آیت اور

۲۲ زبور کی ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ آیت ٭ سوائے اسکے درحالیکہ خدا نے یہودیوں کو
تاکید کے ساتھہ فرمایا تھا کہ اپنی کتابوں میں کچھہ کمی بیشی نکریں جیسا
کہ موسیٰ کی ۵ کتاب کی ۱۲ فصل کی ۳۲ آیت میں لکھا ہی پس اِس
حکم کے بموجب یہودی کتب مقدسہ کی محافظت پر ایسے متوجہ ہوئے
ہیں کہ اُنہوں نے پرانے عہد کی ہرایک کتاب کے تمام لفظ اور حرف گن گن
کر جمع کیئے ہیں کہ مبادا ایک لفظ یا ایک حرف کم و بیش ہو جاے اور
اگر پرانے عہد کی کتابوں کے وے نسخے جو مسیحیوں کے پاس موجود ہیں اُن
نسخوں سے جو یہودیوں میں رائج ہیں مقابلہ کیئے جائیں تو ثابت ہوتا
ہی کہ بلا کم و بیش ٹھیک ٹھیک آپس میں موافق ہیں ۔ پہر پہلے
مسیحی اکثر یہودی تھے پس اگر یہود کے معلم مسیح کے زمانے میں یا اُس
سے پہلے پرانے عہد کی مقدس کتابوں کو تحریف کرتے تو وے البتہ اِس
بات سے آگاہ ہوکر مسیحی ہونے کے بعد اُسکو ظاہر کرتے حال آنکہ مسیحیوں
کی کتابوں میں کچھہ خبر نہیں ہی کہ یہودیوں نے مقدس کتابوں کی اُن
پیشین گوئیوں کو جو مسیح کی طرف اشارہ تھیں نکال ڈالا ہو ہاں مگر
مسیحی دین کے پہلے معلم فقط یہی سچا دعوے کرتے ہیں کہ یہودیوں نے
اُن آیات کو جن میں یسوع مسیح کا اشارہ ہی نالایق اور نامناسب طور
پر تفسیر اور خلاف بیان کیا ہی سچ ہی کہ جسٹین نے جو قدماے مسیحیوں
میں سے تھا دعوی کیا تہا کہ یہودیوں نے توریت کی بعضے آیات حرف
کی ہیں لیکن اُسنے سہو کیا وہ عبرانی زبان سے واقف نہ تھا پس جب
اُسنے دریافت کیا کہ توریت کا یونانی ترجمہ کہ اُسکے پاس تھا اُس عبرانی
نسخہ سے جو یہود کے پاس موجود ہی سب باتوں میں نہیں ملتا لہذا اُسنے
گمان کیا کہ یہودیوں نے اپنے نسخہ کو تبدیل و تحریف کیا مگر حقیقت
حال یہہ ہی کہ یونانی ترجمہ بعضے مقاموں میں غلط ہی نہ توریت کے
عبرانی نسخہ ٭ اور مسیح یا حواریوں نے بھی کسی جگہہ کوئی بات نہیں
کہی کہ یہودیوں نے اپنی مقدس کتابیں تحریف کی ہوں یا اُسکے برعکس

گواہی دی ہی کہ عہد عتیق کی مقدس کتابیں سب کی سب خدا کا کلام ہیں اور اُسکے پڑھنے اور مطالعہ کرنے کا حکم دیا ہی اِس طرح پر کہ مسیح نے یوحنا کی ۵ فصل کی ۳۹ آیت میں فرمایا ہی کہ * کتابوں میں ڈھونڈھو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ اُن میں تمہارے لیئے ہمیشہ کی زندگی ہی اور یے وہی ہیں جو میرے لئے گواہی دیتی ہیں * اور دوسرے تیموتھوس کی ۳ فصل کی ۱۶ آیت میں لکھا ہی * کہ ساری کتاب (یعنی عہد عتیق کی ساری کتاب) الہام سے ہی اور تعلیم اور الزام اور سُدھارنے اور راستبازی میں تربیت کے واسطے فائدہ مند ہی * اور متی کی ۵ فصل کی ۱۷ و ۱۸ آیتوں میں مسیح نے یہودیوں سے کہا * کہ یہہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے آیا میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جاے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا جب تک سب کچھہ پورا نہو * پھر جیسا کہ یوحنا کی ۵ فصل کی ۴۶ و ۴۷ آیتوں میں لکھا ہی اُن سے فرمایا * کہ اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھہ پر بھی ایمان لاتے اِس لیئے کہ اُسنے میرے حق میں لکھا ہی لیکن جب تم اُسکے لکھے ہوئے پر ایمان نہیں لاتے تو میری باتوں کو کیونکر یقین کروگے * اور متی کی ۲۲ فصل کی ۳۱ و ۳۲ آیتوں میں کہا ہی * کہ مُردوں کے جی اُٹھنے کی بابت خدا نے جو تمہیں فرمایا کیا وہ تم نے نہیں پڑھا کہ میں ابرہام کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں خدا مُردوں کا نہیں بلکہ زندوں کا خدا ہی * پھر یوحنا کے ۱۰ باب کی ۳۵ آیت میں یہودیوں کی نسبت فرمایا * کہ اُنکے پاس خدا کا کلام آیا * اور لوقا کے ۲۴ باب کی ۲۵ آیت سے ۲۷ تک اپنے شاگردوں سے کہا کہ * اے نادانو اور نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سست مزاجو کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح دکھہ اُٹھاوے اور اپنے جلال میں داخل ہو اور موسیٰ اور سب نبیوں کی وے باتیں جو سب کتابوں میں اُسکے حق میں ہیں شروع سے اُنکے لیئے بیان

کہیں × اور لوقا کے ١٦ باب کی ٢٩ و ٣١ آیتوں میں مرقوم ہی کہ مسیح نے ایک تمثیل میں فرمایا × کہ ابراہیم نے اُس سے (یعنی دولتمند سے) کہا کہ اُنکے پاس موسیٰ اور نبی ہیں چاہیئے کہ وے اُنکی سنیں پھر فرمایا کہ جب وے موسیٰ اور نبیوں کی نہ سنینگے تو اگر مُردوں میں سے کوئی اُٹھے اُسکی نہ مانینگے × پس اِن آیتوں میں مسیح نے کھلا کھلی اقرار کیا اور گواہی دی کہ پرانے عہد کی کتابیں جو اُن دنوں یہودیوں میں مستعمل تھیں حق اور صحیح اور خدا کی طرف سے ہیں اگر یہودی اُن میں کچھہ دخل و تصرف یا تحریف و تبدل کرتے تو مسیح ایسے امر قبیح کو مشہور کرکے تحریف کی ہوئی آیتیں سب بتا دیتا اور اُنھیں صحیح بھی کر دیتا × اور اِس بات سے یہہ بھی نکلتا ہی کہ جب کہ بنی اسرائیل بابل میں قید ہوئے اُس وقت بھی کتب مقدسہ تحریف و تغیر سے بچی رہی ہیں کیونکہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ایسا ہوا ہو اور مسیح نے اُس امر کی حقیقت بیان نہ کرکے جھوٹھی حامی بھری ہو الحاصل کتب عہد عتیق کی صحت اور حقیت کے لیئے مسیح کی گواہی ایک بڑی دلیل ہی اِس صورت میں ادعاء مذکورہ کی کچھہ بھی اصل نہیں اور خوب یقین ہی کہ یہودیوں نے اِنہی کتب مقدسہ کو نہ مسیح کے عہد میں تغیر و تبدیل کیا نہ بابل میں قید ہونے کے زمانہ میں بلکہ اب تک ویسی ہی ہیں جیسی خدا کے ہاں سے پیغمبروں کی معرفت اُنہیں ملی تھیں ×

پوشیدہ نرہے کہ کتاب استفسار کے مصنف نے بڑی جد و جہد کی ہی تاکہ خواہ نخواہ کتب عہد عتیق و جدید کا محرف ہونا ثابت کرے اور جتنے اعتراض کہ اِس بات پر بعبارت طول طویل اپنی کتاب میں اُسنے مندرج کیئے ہیں اُن سب کا خلاصہ بارہ دلیل میں ٢٢٧ صفحہ سے ٢٤٠ تک لکھا ہی مگر تعجب یہہ ہی کہ اُن بارہ دلیلوں میں جنہیں مصنف نے نہایت معتبر جانا اور جا بجا اُن پر رجوع کیا ہی صرف ایک ہی دلیل بجا اور مطلب کے موافق و مناسب ہی باقی کوئی دلیل کتب مقدسہ

کی تحریف سے علاقہ نہیں رکھتی جو حالانکہ مثبت تحریف ہو اِس تفصیل
سے کہ پہلی اور دوسری اور تیسری اور پانچویں دلیل میں تو وہی ایک
اعتراض پیش کیا ہی یعنی بیبل نری کلام اللہ نہیں ہی بلکہ اُسمیں
اوروں کا کلام بھی جا بجا داخل ہی اور ساتویں اور آٹھویں اور نویں اور دسویں
دلیل میں پھر اِسی مطلب کا ذکر کیا ہی صرف اِتنا فرق ہی کہ توریت
و انجیل کی بعضی آیتوں کو خلاف بیان کرکے اپنے مطلب کے موافق بنالیا
پس سے آٹھ دلیلیں صرف اِسی ایک بات پر رجوع کرتی ہیں کہ بیبل
میں غیروں کا کلام ملکر اُسمیں خرابیاں پڑگئی ہیں اور بہت جگہہ یہہ
بھی کہا ہی کہ یے خرابیاں ابتدا سے بلکہ اِن کتابوں کی تالیف کے وقت
سے پڑی ہیں جیسا کہ ۱۴۲۰ و ۱۴۳۰ و ۱۴۳۵ و ۱۴۵۹ وغیرہ صفحوں میں اِسی
قسم کی باتیں لکھی ہیں سو بالفرض اگر مصنف کا دعویٰ درست بھی ہو
تب بھی اُس سے یہہ ثابت نہوگا کہ کتب مقدسہ میں تحریف واقع
ہوئی بلکہ یہہ پایا جائیگا کہ وے کتب کلام الہی نہیں ہیں مگر شخص
محمدی توریت و انجیل کے کلام اللہ ہونے سے منکر نہیں ہوسکتا ہی اور
تحریف صرف اُس وقت ثابت ہوگی جب معتبر دلیلوں سے مدلل و
مثبت ہوجائے کہ اب کی کتابیں اگلی کتابوں کے موافق و مطابق نہیں ہیں
حال آنکہ اِس بات کے اثبات میں اُن دلیلوں کے درمیان ایک حرف
بھی نہیں ہی امر واقعی تو یوں ہی کہ کتب مقدسہ ہر وقت ایسی ہی
تھیں جیسی اب ہیں اور مصنف نے بھی انجان اِس بات کی گواہی دی
ہی چنانچہ اُس نے مواقع مذکورہ میں اقرار کیا ہی کہ وہی خرابیاں جن کو
اُس نے دلیل تحریف بنایا ہی ابتدا سے اور تالیف کے وقت سے ہوئی ہیں
لیکن وے کتابیں اگر ابتدا سے ایسی ہی تھیں جیسی اب ہیں تو ظاہر
ہی کہ تحریف و تبدیل نہیں ہوئیں اور یہہ کہنا کہ ابتدا سے کلام غیر داخل
ہوا ہی تو یہہ وہی بات ہی کہ توریت و انجیل کلام اللہ نہیں حال آنکہ
محمدی اِتنا نہیں کہہ سکتے ×

چوتھی دلیل میں کہا ھی کہ انجیل کی روایتوں میں اختلاف ھی اور گیارھویں دلیل میں کہا ھی کہ بیبل کے ترجمے جو مختلف بولیوں میں کیئے ھیں مطابق نہیں ھیں لیکن اِسّے بھی ثابت نہیں ھوتا کہ کتب مقدسہ میں تحریف و تبدیل ھوئی ھی اگر انجیل کی روایتوں میں فی الحقیقت اختلاف معنوی نکلتا تو اِسّے یہہ ثابت ھوتا کہ انجیل حق اور خدا کی طرف سے نہیں ھی نہ یہہ کہ تحریف ھوئی اور اُن اختلافوں سے جو ترجموں میں واقع ھوئے ھیں صرف مترجمین کا سہو معلوم ھوتا نہ یہہ کہ کتب مقدسہ کے اصل نسخوں میں اختلاف پڑگیا ھو تحریف جیسا کہ مذکور ھوا صرف اُس حالت میں ثابت ھوتی کہ اصل نسخے یونانی و عبرانی کے درمیان اختلاف معنوی ھو اور بارھویں دلیل میں مصنف نے محمد کے قول کو تحریف کی دلیل ٹھہرایا ھی لیکن اوروں کے نزدیک محمد کا قول دلیل نہوگا جبتک کہ اُسکی رسالت معتبر اور صحیح دلیلوں سے ثابت نہولے پس یہہ دلیل بھی بیجا اور بے مطلب ھی *

باقی رھی چھٹی دلیل سو ایک وھی مطلب کے موافق و مطابق ھی اور وہ یہہ ھی کہ سرکیس ھاروی نے جو مسیحی معلموں میں سے تھا اور جس نے پوپ اُربانوس ثامن کے زمانہ میں بیبل کے عربی ترجمہ کو صحیح کیا دیباجہ میں کہا ھی کہ کاتبوں کے سہو سے کتب مقدسہ کے اصل نسخے عبرانی و یونانی میں ایک تھوڑا سا خلل پڑگیا ھی چنانچہ معلم مذکور کا قول کتاب استفسار کے ٧٣ صفحہ میں نقل ھوا ھی * * کہ من سہو الکاتبین في اصل العبراني و اليوناني نقص يسير او غلط صغير الخ × × یعنی کاتبوں کے سہو سے اصل کتاب عبرانی و یونانی میں تھوڑا سا نقصان اور غلطیاں تھوڑی سی ھیں × اب اگرچہ مصنف مذکور نے مبالغہ کی راہ سے تھوڑے سے خلل کو بہت سا بیان کیا اور کج فہمی سے اُسکو فساد و تحریف کی دلیل ٹھہرایا اور ٧١ صفحہ میں کہا ھی کہ ھرگاہ حمایت کرنیوالا اُس کتاب کا تھوڑے سے نقصان اور فساد کا اقرار کرتا ھی تو واقع میں نہ معلوم کتنا تھا جسکو

وہ تھوڑا لکھنا ھی اور بعضے محمدی نے جو انگریزی دان ھیں ھماری کتب اسناد میں سہو کاتبوں کے باب میں یہہ بات پاکر کہ قدیم نسخوں کے مقابلہ کرنے سے کئی ھزار سہو کاتب اور اختلاف نقل پائے گئے بس اُنہوں نے بھی اُسی دعوی کو کرکے کہا کہ اِس سے ثابت ھوتا ھی کہ انجیل تحریف و تبدیل ھوئی ھی مگر ظاھر ھی کہ اِس سے بھی تحریف و تبدیل ثابت نہوگی کیونکہ ھر عارف و منصف کو معلوم و یقین ھی کہ کاتبوں کے سہو سے کتاب کی تحریف و تبدیل ثابت نہیں ھوتی سہو کاتب تو قران کے نسخوں میں بھی پایا جاتا ھی لیکن اِس سبب سے کوئی یہہ نہ کہیگا کہ قران تحریف پاگیا پوشیدہ نرہے کہ اِس زمانہ کے مسیحی معلموں نے ھزار طرح سے محنت کرکے قریب و بعید سے کتب مقدسہ کے سارے پرانے نسخے جو اب تک موجود رھتے آئے جمع کرکے بڑی دقت سے مقابلہ کیا تاکہ معلوم ھو جائے کہ کاتبوں کے سہو سے کتب مقدسہ کے مضمون و مطلب میں خلل پہنچا ھی کہ نہیں سو اِس مقابلہ سے ظاھر و ثابت ھو گیا کہ اگرچہ تیرہ سو چودہ سو برس کے عرصہ میں جو حواریوں کے عہد سے کتب مقدسہ کے چھپنے وقت تک منقضی ھوا کاتبوں کا سہو از قسم تبدیل اعراب و حروف کے اور بعضی جگہہ الفاظ کا بھی مقدم و موخر ھو جانا بہت سا وقوع میں آیا پھر سب نسخے مطالب و مضمون میں موافق و مطابق ھیں چنانچہ جمیع روایات و احکام و تعلیمات و نصایح میں مطابق اور یکسان ھیں بس اِس تحقیقات سے بھی ثابت ھوا کہ نئے اور پرانے عہد کی کتب مقدسہ نے کسی وقت تحریف و تبدیل نہیں پائی اب تک وھی ھیں جو قدیم سے تھیں اور ظاھر ھی کہ کتاب کی تحریف صرف اُس وقت ثابت ھوتی ھی کہ اُس کتاب کے معتبر اور مشہور نسخوں میں اختلاف پایا جائے چنانچہ قدیم نسخے کچھہ اَور ھوں اور ایک مروج نسخے کچھہ اَور جیسا کہ بالفرض اگر کوئی کہے کہ درصورتیکہ قران میں سہو کاتب پایا جاتا ھی اور بعض اعراب و حروف و الفاظ کی قراءت میں

اختلاف ھی مثلا سورۂ یوسف کے اوائل قران کے بعضے نسخوں میں یرتع و یلعب کی جگہہ لفظ مرتع و ملعب پایا گیا اور ایسے ھی سورۂ النجم کے وسط میں بعض قران میں صواف کی جگہہ لفظ صوافن واقع ھی اور سورۂ الفرقان کے وسط میں لفظ بشرا کی جگہہ نشرا ھی اور سورۂ قاف کے آخر بعض قران میں توعدون کی جگہہ یوعدون پایا جاتا ھی اور سورۂ تکویر کے آخر بعض قران میں بضنین کی جگہہ بظنین ملتا ھی خلاصہ قران کے دو نسخوں معہ تفسیر کے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ سورۂ یوسف سے سورۂ تکویر تک ۳۳ لفظ ھیں جنمیں حروف کا ایسا ھی اختلاف ہزکیا ھی جیسا مذکور ہوا اور بیضاوی نے اپنی کتاب تفسیر میں سورۂ بنی اسرائیل کے بیان میں ۶۹ اور سورۂ الکہف کے بیان میں ۹۱ اختلاف قرأت کے مذکور و مسطور کیئے ھیں اور جاننا چاھئے کہ یہ دو سورہ بڑے سوروں میں سے نہیں ھیں پس شک نہیں ھی کہ اگر سب سوریوں کی قرأت جمع کرکے گنے جاویں تو کئی ہزار سے کمتی نہونگے اور ان قرأتوں میں اختلاف واقع ھی نہ صرف اعراب و حروف میں بلکہ الفاظ اور جملوں میں بھی مثلاً بیضاوی نے سورۂ الکہف میں اِن الفاظ کی جگہہ کہ × × کلتا الجنتین اتت أکلھا × اِس قرأت کو ذکر کیا ھی کہ × × کل الجنتین آتی اکلہ × پھر اُسی سورۂ کے اَور مقام میں اِن الفاظ کی جگہہ کہ × × لکنا ھو اللہ ربی × اِس قرأت کو مسطور کیا ھی کہ × × لکن ھو اللہ ربی و لکن انا لا اللہ الا ھو ربی فقط اور شک نہیں اگر قران کے سو دو سو نسخے دیار قریبہ و بعیدہ سے جمع کرکے اول سے آخر تک مقابلہ کیئے جائیں تو کاتبوں کی صدہا غلطیاں نکلینگی ماورائے ان مشہور اختلافوں کی جو اعراب میں ھیں پس اگر کوئی کہے کہ اِس سے ثابت ہوتا ھی کہ قران میں تحریف و تبدیل ہوئی ھی تو کیا محمدی نکہینگے کہ درحالیکہ باوجود اختلاف مذکورہ کے سب قران احکام و مطالب میں باھم موافق و مطابق ھیں تو تیرا یہہ اعتراض بیجا و بے بنیاد ھی پس جب تک کہ محمدی لوگ

ایک ایسا قدیم و معتبر نسخہ جو روایات و احکام اور نصایح وغیرہ میں اب کی مروج کتب مقدسہ کے ماوراء ہو پیش نہ کریں مسیحیوں کا جواب بھی اُنکے سارے اعتراضوں پر جو وے بیبل کی تحریف کی بابت کرتے ہیں وہی اُنکا سا جواب ہوگا * اور اگر کوئی شخص تعصب کی راہ سے ویسا کہے جیسا کہ مصنف کتاب استفسار نے ۱۴۹ و ۱۵۹ وغیرہ صفحوں میں کہا ہی کہ محال ہی کہ مسیحیوں میں ایسی کتاب اور ایسے قدیم نسخے جنکا ذکر ہوا اب تک موجود ہوں تو ایسی بات کا یہہ جواب ہی کہ فرنگستان میں جاکر مذکورہ کتب خانوں کی سیر کرے یا اُن کتابوں کو اپنی آنکھوں دیکھہ لے اور اگر ضروری علم اور بولیاں سیکھہ لے تو اُن کتب خانوں میں وے کتابیں بھی اُسے ملینگی جن میں وے اسناد بیان ہوئی ہیں جنسے ثابت ہوتا ہی کہ وے قدیم کتابیں اُسی اگلے زمانے میں لکھی گئی ہیں اور اگر یہہ بات اُسے منظور نہو تو واقف کاروں کی بات مانے اور بیجا گفتگو نہ کرے *

وہ جو مصنف موصوف نے کتب عہد عتیق کی خرابیوں کی بابت بارہ دلیل کے ضمن میں اور اپنی کتاب کے اَوْر مقاموں میں بھی کہا اور ادعا کیا ہی سو اِس قسم کے سارے اعتراضوں کے لیئے مسیح کی گواہی ایک کافی جواب ہی جو کتب عہد عتیق کے حق و صحیح ہونے کی بابت انجیل میں مندرج ہی جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا پس درحالیکہ مسیح نے توریت کی صحت و حقیت پر گواہی دی ہی تو ظاہر و ثابت ہوگیا کہ وے خرابیاں جو مصنف موصوف نے ذکر کی ہیں توریت میں نہیں پائی جاتیں بلکہ محض اُسکی فہم میں ہیں اور بس ایسا کہ اسنے آیات کو یا تو قصدًا یا سہوًا خلاف تفسیر و بیاں کیا ہی اور اسی طرح مصنف نے انجیل کی اُن آیتوں کو بھی جنھیں اپنی دلیل بنایا خلاف تعبیر و تفسیر کیا ہی چنانچہ کتاب حل الاشکال میں کہ کتاب استفسار کا جواب ہی بتفصیل مسطور و مذکور ہی اب اِس جگہہ اِتنی ہی بات

بر کفایت کرینگے کہ انجیل کی آیتوں اور روایتوں میں اختلاف معنوی نہیں ھی جیسا کہ کتاب مذکور میں مفصل لکھا گیا اور انجیل و توریت میں کسی جگہہ نہیں کہا کہ توریت میں یا انجیل میں تغیر و تبدیل یا دخل و تصرف کیا ھی بلکہ صرف یہہ کہا ھی کہ یہود و نصاریٰ کے جھوٹھے معلموں نے توریت و انجیل کی تعلیم میں دخل و تصرف کرکے اُنکے احکام و تعالیم کو خلاف بیان کیا اور بعضی دفعہ فریب کی راہ سے الہام و نبوت کا بھی دعویٰ کیا لہذا اِن آیتوں سے بھی مصنف کا مطلب حاصل نہیں ھوتا *

اور وہ جو مصنف نے بیبل کے ترجموں کو اپنے مطلب کے لیئے دلیل ٹھہراکر کہا ھی کہ درحالیکہ ترجمے باھم متفق نہیں ھیں تو اِسّے ثابت ھوتا ھی کہ اصل نسخوں میں بھی اختلاف واقع ھوا ھی سو اُسکا جواب یہہ ھی کہ اولاً ظاھر ھی کہ ترجموں میں تھوڑا بہت فرق ھوگا کیونکہ ایک مترجم نے دوسرے سے بہتر ترجمہ کیا ھوگا جیسا کہ قران کے فارسی اور اردو ترجموں میں بھی فرق ھی اگرچہ قران کے ترجمے صرف تحت اللفظ ھیں مگر باوجود اِس فرق کے بھر ابواب اور بیبل کا اصل مطلب سب ترجموں میں وھی ھی ثانیاً اگر بالفرض کسی مترجم نے خلاف ترجمہ کیا ھو تو اِسّے اصل کو کیا نقصان ھوگا دیکھو اگر محمدی علماء میں سے کوئی قران کا ترجمہ کرے یا قران کے دو ترجموں میں اختلاف ظاھری واقع ھو اور مسیحیوں میں سے کوئی کہے کہ اس بات سے قران میں تحریف ثابت ھوتی ھی تو کیا محمدی نہ کہینگے کہ جس حالت میں عربی نسخے سب مطابق ھیں تو تیرا اعتراض محض بیجا اور تعصب ھی اور جب تک تو اصل زبان نہ سیکھہ لے ترجمہ کے باب میں کچھہ مت بول بس یہی جواب ھمارا بھی جواب ھی الحاصل یہہ دعوی بھی مصنف کے مطلب کو مفید نہوگا *

اور نبی کے حق میں ھمارا اعتقاد یہہ ھی کہ نبی و حواری اگرچہ اَور

اور مدس قابل سہو و نسیان ہوتے ہیں لیکن پیغام کی تبلیغ و تحریر میں
معصوم ہیں اِس جہت سے انبیا و حواریوں کا لکھا سہو و نسیان سے مبرا
ہی اگر اُنکی کتاب میں کسی کو کہیں اختلاف یا محال عقل معلوم دے
تو یہہ اُسکی عقل و وہم کے نقص کی دلیل ہی نہ کلام کے نقص کی کیونکہ
عقل تو کتاب کی محکوم ہی حاکم نہیں ہی اور پرانے اور نئے عہد کی سب
کتابیں از راہ الہام انبیا و حواریوں کی معرفت لکھی گئی ہیں انجیل کے
اِن تین باب کے سوا یعنی مرقس اور لوقا اور اعمال کی کتاب جو مرقس
اور لوقا حواریوں کے شاگردوں کی معرفت بموجب حکم و امداد پطرس
و پولس حواری کے مرقوم ہوئی ہیں اور اِس سبب سے یے بھی کتب
الہامی ہیں اور اگرچہ پرانے عہد کی بعضی کتاب کے لکھنے والے کا نام معلوم
نہیں ہی لیکن مسیح کی گواہی سے اور اُن دلائل سے بھی جو کتب اسناد
میں لکھے ہیں معلوم و یقین ہوتا ہی کہ وے کتب بھی الہام کی راہ سے
اگلے نبیوں میں سے کسی کے وسیلہ سے لکھی گئی ہیں اور حق و صحیح
ہیں جاننا چاہیئے کہ سب نبیوں کا نام بھی نہیں لکھا گیا جہ جائے کہ
سب کا کام اور احوال بیان ہوا ہو ۔ اور انبیا و حواریوں نے بعض قول کو
قال اللہ کے تحت میں داخل کیا ہی اور بعض کو غائب کے صیغہ سے
لکھا ہی اور بعض وحی اور رویا کی راہ سے اور بعض نصیحت و تعلیم کے
طور پر مرقوم کیا ہی اور بعض کو گذارشات کی طرح پر جو اُنہوں نے آپ
دیکھا یا اوروں سے سنا اور گذارشات کی نسبت الہام کی راہ سے اُنہیں
معلوم ہو گیا ہی کہ کون سی گذارش کتاب میں داخل کریں اور حق و
باطل میں فرق کریں اور مضمون و عبارت کو کس ترتیب سے لکھیں پس
اِس مضمون سے گذارشات و روایات بھی کلام الہی ہیں خلاصہ ہم مسیحی
لوگوں کا اعتقاد نبی اور الہام کے حق میں یہی ہی جو بیان ہوا *

اور اگر تو سوال کرے کہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ محمد اور اُسکے تابعدار
ایسے جھوٹھے دعوے میں پڑے ہوں کہ گویا پرانے اور نئے عہد کی مقدس

کتابیں منسوخ و تحریف ہو گئی ہیں اور ایسے دعوی کا سبب کیا ہوگا
تو اسکا جواب یہہ ہی کہ ایسا دعوی کرنا اُنکو ضرور تھا کیونکہ اگر نہ کرتے
تو البتہ محمد کی باتوں سے صاف خلاف ظاہر ہوتا اِس لیئے کہ وہ ایک
طرف سے اقرار کرتا تھا کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں خدا کی جانب
سے ہیں اور دوسری طرف سے اُن کتابوں کی تعلیمات کے برخلاف بیان
کرتا بس اِس صورت میں تدبیر صرف اِسی میں ٹھہری کہ یہہ دعوی
درمیان میں لاوے کہ نئے اور پرانے عہد کی کتابیں تحریف اور قران کے ظاہر
ہونے سے منسوخ ہو گئی ہیں اور یہی سبب ہی کہ وے کتابیں قران سے
موافقت نہیں رکھتیں تاکہ اِس طریق سے اپنے تئیں ظاہری خلاف سے
چھوڑاوے اور اپنے کلام کو حق ٹھہراوے اور اِس دعوی کو قوت دینا محمد
اور اُسکے تابعداروں کو اِتنا مشکل نہ تھا کیونکہ عرب کے دستدرست
مسیحیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے بیخبر تھے اور ہرچند کہ شروع میں
جیسا کہ قران سے بھی ثابت ہوتا ہی مسیحی اور یہودی محمد کی دعوت
کے جواب میں بہت گفتگو کرتے تھے لیکن جب کہ بہت سے لوگ
اُسکے مطیع ہو گئے اور بزور شمشیر قوت پائی پھر کسی کو مقابلہ میں
گفتگو کی طاقت رہی بس محمد کا دعوی مشہور و منتشر ہو گیا مگر
ظاہر ہی کہ حقیقت کا ثابت کرنا مار اور زور سے نہیں ہو سکتا *

غرضکہ اِس باب کے مطالب جنکا ذکر محمدیوں کے دعوی کے جواب
میں ہوچکا اگر ہم مختصر طور پر پھر اُنکو بیان کریں تو اِنہیں دلیلوں سے
صاف ثابت و ظاہر ہی کہ محمدیوں کے دعوے بالکل بے اصل و بے بنیاد
ہیں بلکہ یقین کلی ہی کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں نہ محمد کے وقت
میں نہ اُس سے پہلے نہ پیچھے یعنی کسی وقت میں نہ تحریف و
تبدیل اور نہ کبھی منسوخ ہوئیں اور نہونگی کیونکہ آسمان و زمین ٹل
جائینگے پر خدا کا کلام نہیں ٹلیگا بس وہ محمدی شخص جو حقیقت
کا طالب ہی اِن مقدس کتابوں میں خدا کا غیر منسوخ اور غیر محرف

کلام بائیبلا جسکے حکم و امر سارے لوگوں سے اور خود اُس سے بھی نسبت
رکھنے ھیں ھاں صاف دل محمدي شخص کو لازم ھی کہ اِس الھامي کلام
کی تعلیمیں حاصل کرنے میں کوشش کرے نہیں تو جو شخص خدا کے
کلام جاننے اور اُسکے حکموں پر عمل کرنے میں سستی اور غفلت کریگا
خدا کے غضب میں پڑیگا اِس لیئے ھم نے صاف دل محمدیوں کی
رھنمائی کو دوسرے باب کے لکھنے پر توجہ کي اُس میں انجیل اور پرانے
عہد کی عمدہ تعلیموں کو مختصر طور پر بیان کرکے ثبوت پہنچائینگے کہ
مقدس کتابیں اُن شرطوں کو جنھیں ھم نے الھام الھی کی پہچان کے واسطے
شروع رسالہ میں لکھا ھی پورا کرتی اور آدمي کی روح کی خواھش و تقاضا
حاصل کرکے اُسے حقیقی نیکبختی کو پہنچاتی ھیں چنانچہ اِن باتوں سے
ھر طرح معلوم و ثابت ھوتا ھی کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں خدا کا
کلام ھیں

دوسرا باب

انجیل اور پرانے عہد کي تعلیموں کے ظاھر اور بیان کرنے پر شامل ھی

اور اِس باب میں سات فصل ھیں پہلی فصل میں خدا کی صفتیں
اور ارادے جو آدمي کي نسبت رکھتا ھی بیان کرینگے دوسري فصل میں
ظاھر کرینگے کہ انسان ابتدا میں کس حال پر تھا اور اب کس حال میں
ھی اور نیکی و پاکی میں اُسے کس حال پر پہنچنا چاھیئے تیسري فصل
میں اُس نجات کو جو مسیح کے وسیلے سے حاصل ھوئی ھی بیان کرینگے

جونهی فصل میں ظاهر کرینگے که آدمی کیونکر نجات کے فیض کو پہنچ سکتا هی پانچویں فصل میں سچے مسیحی کے چال چلن بیان کرینگے چھٹی فصل میں اُن دلیلوں کو ذکر کرینگے جن سے ثابت هوتا هی که انجیل اور پرانے عهد کی کتابیں خدا کا کلام هیں اور ساتویں فصل میں بیان کرینگے که انجیل کا پهیلنا اور مشهور هونا کس طرح بڑهوا اِن فصلوں کے بیان سے پہلے مسیحیوں کی مقدس کتابوں کی کیفیت بیان کرتے هیں اِس طرح که مقدس کتابیں جنکا هم نے پہلے باب میں ذکر کیا اور مسیحی اُنهیں معرفت الهی کا سرچشمه جانکر اپنی تعلیمیں اُن سے حاصل کرتے هیں دو قسم پر هیں پرانے عهد کی اور نئے عهد کی پرانے عهد کی کتابوں میں وے الهامی باتیں هیں جنکو خدا نے مسیح کے ظاهر هونے سے پہلے اپنے پیغمبروں کے وسیلے بنی اسرائیل سے بیان فرمایا تها اور نئے عهد کی کتابوں میں یعنی انجیل میں وے باتیں هیں جو مسیح نے اپنے حواریوں کے وسیلے سے بتائی هیں * پرانے عهد کی پہلی کتابیں موسیٰ کی پانچ کتابیں هیں جنکو خدا کے الهام و حکم سے موسیٰ نے لکها اور وے کتابیں اِن مطلبوں کو بیان کرتی هیں که عالم اور آدم کی پیدایش کیونکر هوئی اور آدم خدا سے کس طرح پهر گیا اور اِس پهر جانے کے سبب کیسی سزا کے لائق هوا اور کیونکر اُسے آنیوالے نجات دهنده کا وعده ملا اور آدمزاد کیونکر روز بروز خدا سے جدا هوکر گناه کے دریا میں اِس قدر ڈوبے که خدا نے اُنکے گناهوں کی کثرت کے سبب دنیا کے پیدا هونے کے ١٦٥٦ برس بعد یعنی مسیح کے ظهور سے ٢٣٤٨ برس پہلے تمام روے زمین کو پانی کے طوفان سے هلاک کردیا اور اُس خوفناک بهنور سے فقط نوح اِس لیئے که وه ایک راستباز اور دیندار آدمی تها اپنے خاندان سمیت بچ گیا تاکه انسان کے نئے سلسله کا باپ هووے اور جب که یهه نیا سلسله بهی خدا سے دور هوکر گناه و بت‌پرستی میں ڈوب گیا تو خدا نے مسیح کے ٢٠٠٠ برس پہلے ابراهیم اور اُسکی نسل سے اسحاق و یعقوب کو چنا تاکه اپنے تئیں

ایک خاص طرح سے اُن پر اور اُنکی نسل پر ظاہر و بیان کرے اور اپنی سچی پہچان اُنہیں دیوے اور زیادہ کرے کہ اِن وسیلوں سے بنی اسرائیل بت‌پرستوں کی روشنی ہوں تا وقتیکہ آفتاب معرفت الٰہی بنی اسرائیل سے ساری قوموں پر طلوع ہو جاے اِسی سبب سے خدا نے ابراہیم و اسحاق و یعقوب سے وعدہ کیا کہ وہ بڑا نجات دینیوالا جس سے تمام عالم کی گروہیں برکت پاوینگی تمہاری نسل سے ظاہر ہوگا اور یہہ وعدہ بھی اُن سے کیا کہ کنعان کی ولایت جہاں وے مسافر تھے اُنکی اور اُنکی نسل کی ہوگی اِسی واسطے خدا ابراہیم اور اسحاق و یعقوب کی نسل یعنی بنی اسرائیل پر اِس قدر متوجہ ہوا کہ اُنکو یوسف کے وقت میں جسکا حال اُن کتابوں میں لکھا ہی کنعان سے مصر میں لایا اور یوسف کے مرنے کے بعد جب مصر کے بادشاہ بنی اسرائیل پر ظلم و سختی کرنے لگے تو خدا نے مسیح سے ایک ہزار پانسو برس پہلے موسیٰ کو بنی اسرائیل میں بھیجا تاکہ بڑے بڑے معجزے کرکے اُنہیں فرعون کے ظلم سے چھوڑاوے اور فرعون کے ظلم سے چھوٹنے کے بعد خدا نے کوہ طور پر اپنا جلال و قدرت بنی اسرائیل کو دکھاکے اپنے حکم اور فرمان اُن سے بیان کیئے اور عبادت کے قاعدے بھی اُنمیں ٹھہرا دیئے تاکہ بنی اسرائیل اُنکے سبب ساری قوموں سے ممتاز و جدا ہوکر اور خداوند کی خاص برکت و سعادت سے توفیق پاکر اُسکی خاص قوم ہوں اور آئندہ نجات دینیوالے کے قبول کرنے پر مستعد و تیار رہیں اور اِسی عجیب طور سے چالیس برس کے عرصہ میں جب وے عرب کے بیابان میں پھرتے تھے خدا نے اُس فرقہ کے ساتھہ ایسا سلوک کیا اور اُنکی ایسی نگہبانی فرمائی کہ بت‌پرستوں نے بھی نہایت تعجب اور حیرانی سے اقرار کیا کہ خدا بنی اسرائیل کے ساتھہ ہی اور اسرائیل کے خدا کی مانند کوئی خدا نہیں چنانچہ یہ سب احوال توریت میں مفصل ذکر ہوئے ہیں * یوشع کی کتاب جو موسیٰ کی پانچوں کتاب کے بعد ہی خبر دیتی ہی کہ خدا کن کن نشانوں اور کاموں سے نئی

اسرائیل کو یوشع کے وسیلہ سے کنعان کے ملک میں لیگیا اور اُس ملک
کے بت‌پرستوں کو کس طرح اُنکے گناہوں اور برے کاموں کے سبب غضب
کی راہ سے بنی اسرائیل کے ہاتھوں ذلیل اور پامال کروایا اور کنعان کا ملک
اُنکو دیا چنانچہ اِسی طرح وہ وعدہ جو خدا نے پہلے سے ابراھیم کے ساتھ
کیا تھا پورا ہوا کہ تیری نسل چند روز پردیس میں اسیر رہیگی پھر اُسکے
بعد کنعان کا ملک لیکر اُس میں رہیگی اور اُسکے بعد قاضی اور روت
اور سموئیل اور سلاطین اور تواریخ ایام اور عزرا وغیرہ کی کتابیں ہیں کہ
بنی اِسرائیل کے بعد کا حال اور اُنکے بادشاہوں کی کیفیت بیان کرتی
ہیں اِس طور پر کہ جب بنی اسرائیل خدا سے پھر گئے اور اُسکے قول اور
حکم نظر سے گراکر بت‌پرستی کرنے لگے خدا نے کیسے طرح طرح کے غضب
اور قسم قسم کی بلائیں اُنپر نازل کیں اور کس طرح بت‌پرستوں کے قبضے
اور اُنکے ظلم و ستم میں اُنھیں چھوڑ دیا اور پھر جب کہ بنی اِسرائیل
شکستہ‌دلی سے اپنے خدا کی طرف رجوع ہوئے اور اُسکے حکموں کی نگہبانی
کرنے لگے اُسنے بھی اُنکی مدد کرکے بارہا ایک تعجب کے طور پر اُنھیں
اُنکے تمام دشمنوں سے چھڑایا اور داؤد کے احوال کو بھی جو مسیح سے
ہزار برس آگے تھا اور اِسی طرح سلیمان کے احوال کو بھی بیان کرتی ہیں
کہ اُنھوں نے کس طرح بادشاہی کی اور کیسے پرہیزگار تھے اور پھر ان کتابوں
میں بیان ہوا ہے کہ کس طرح یہودی اُن بادشاہوں کے بعد خدا سے
کنارہ‌کش ہوئے کہ خدا نے مسیح کے عہد سے چھہ سو برس پہلے بُخت‌نصر
کو اُن پر مسلّط کیا اور اُسنے یہودیوں کا عبادت‌خانہ اور قربان‌گاہ جو خدا
کے حکم سے سلیمان نے بنایا تھا خراب کرکے بنی اِسرائیل کو بابل میں
اسیر کیا لیکن ستّر برس بعد خدا اُس وعدہ پر نظر کرکے جو اُسنے ارمیا
نبی کے ساتھہ کیا تھا اُنھیں چھڑاکر دو بارہ اُنکی ولایت میں لایا اور پھر
وے اپنا ہیکل بناکے مسیح کے وقت تک کنعان کی ولایت میں رہے لیکن
اس سبب سے کہ اکثر یہودیوں نے یسوع مسیح کو قبول نہیں کیا خدا

کے غضب سے مسیح کے چالیس برس بعد ہیکل اور اورشلیم دونوں خراب اور یہودی تتربتر ہوگئے سو اُس وقت سے اب تک پراگندہ ہیں جیسا کہ خدا نے موسیٰ اور تمام پیغمبروں کے وسیلہ سے یہودیوں کو جتلا دیا تھا کہ اگر خدا کے حکموں کو نگاہ نرکھینگے تو اُنکا حال آخر کو اِسی طور پر ہوجائیگا غرضکہ بنی اسرائیل کے اِن سب احوالوں کا مطلب اور اُنکے ساتھ خدا کے ایسے ایسے سلوک کرنے کا مدعا اور اِسکا سبب کہ خدا نے کتنے ہی پیغمبر اُنکے پاس بھیجے اور اُنھوں نے بنی اسرائیل کے احوال مفصل لکھے یہہ ہی کہ اولاً بنی اسرائیل اور آنیوالے زمانہ کے لوگوں کو معلوم ہو کہ آدمی کے دل کی خرابی اُس درجے کو پہنچی ہی کہ باوجودیکہ خداوند کی مدد اور برکت اور قدرت کے بہتیرے نشان دیکھتے ہیں پھر بھی جلدی خدا کو بھول کر اور اُسکے حکموں کی نگہبانی نہ کرکے دوسری چیزوں پر دل لگا لیتے ہیں اور اِسی سبب آدمی ظاہری یا باطنی بت‌پرستی میں پھنسکر غضب الٰہی میں پڑجاتا ہی دوسرے یہہ کہ بنی اسرائیل پر ظاہر ہو جاے کہ صرف عبادت کے آداب اور امر و احکام کے سبب گناہ کے قبضہ اور نفس کے مکر سے نجات نہیں پا سکتے بلکہ ایک اَور چیز ضرور ہی تا اِسی طرح اُس بچانیوالے اور اُسکی نجات کی آرزو و طلب جس کا شریعت اور نبیوں کی کتابوں میں وعدہ اور عبادت کے آداب میں اُس کا نمونہ اشارہ ہوا تھا بنی اسرائیل میں زیادہ ہو جاے تیسرے یہہ کہ بت‌پرست بھی اُن حکموں سے جو خدا کی طرف سے بنی اسرائیل کو پہنچے اور اُس چال چلن سے جو خدا نے اُنکے ساتھ کیا ہی سمجھیں کہ اُنکے بت کچھہ نہیں ہیں اور بنی اسرائیل کا خدا سچا اور قادر و واحد ہی سو اُن میں سے کتنوں نے بلکہ بت‌پرستوں کے بعضے بادشاہوں نے بھی اِس مطلب کو دریافت اور اُسکا اقرار کیا ہی کہ اِس وسیلہ سے بت‌پرست بھی سچے خدا کی پہچان کی طرف کھینچے جائیں اور اُس نور و نجات کے قبول کرنے پر جو ضرور ہی کہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہونیوالے نجات دہندہ

کے وسیلہ سے اُن تک بھي پہنچے مستعد رھیں بس ظاھر ھی کہ بنی اسرائیل کي کتب تاریخ بلند معني اور عمدہ مطلبوں در شامل ھیں *

اور پرانے عہد کی اِن کتابوں کے سوا آوُر کتابیں بھی ھیں جنکا عمدہ مطلب تعلیم اور نصیحت ھی چنانچہ زبور اور ایوب کی کتاب اور سلیمان کي امثال وغیرہ اور اِنکے سوا نبوت کي کتني کتابیں ھیں مثلا یشعیاہ نبي کي کتاب اور یرمیاہ اور حزقئیل اور دانئیل اور ھوشیع کی کتاب وغیرہ خلاصہ اگر ھم پرانے عہد کی ھر ایک مقدس کتاب کا نام ذکر کرکے اُنکے مطلبوں کو بیان کرتے تو مطلب بڑھہ جاتا اِس لیئے اِتنے ھی پر کفایت کرکے صرف اسي قدر جتلائے دیتے ھیں کہ اگرچہ اِن نبیوں کي کتابوں میں حکایتیں اور تعلیمیں بھي مرقوم ھیں لیکن اِن کتابوں کا اصل مطلب یہہ ھی کہ اُس نجات دینیوالے کي نشانیاں اور علامات جسکے حق میں ابراھیم و یعقوب اور موسیٰ کو خبر دی گئی تھی زیادہ بیان کریں اور آنے کا وقت اور اُسکی قدر و منزلت اور اُسکی نجات کي کیفیت جتلاویں جس سے اُسکا سمجھنا ممکن اور آسان ھو اور اُن کتابوں میں بني اسرائیل اور آوُر قوموں کے آیندہ حال کی بھي خبر دی گئی ھی * اور پرانے عہد کي کتابیں وھي کتابیں ھیں جو یہودیوں میں رائج ھیں اول دو خدا کے ھاں سے اُنھیں کو ملیں پھر اُن سے مسیحیوں کو پہنچیں اور جیسے کہ یہودی ویسے ھي مسیحی بھی اُن کتابوں کو خدا کا کلام جانکے اُنھیں عزیز رکھتے ھیں مسیحیوں اور یہودیوں میں صرف اِتنا فرق ھی کہ اکثر یہودیوں نے مسیح کو اُسکے ظاھر ھونے کے بعد نہ مانا اور اب تک نہیں مانتے اِس سبب سے کہ جیسا اُن لوگوں نے اپني جسمانی فکر کے لحاظ سے چاھا تھا کہ مسیح دنیا کي جاہ و حشمت کے ساتھہ اور بڑے بادشاہ کي مانند ظاھر ھو سو ایسا نہوا بلکہ پرانے عہد کي کتابوں کے موافق روحانی طور پر یعني گناہ سے نجات دینیوالے اور شیطان سے چھڑانیوالے بادشاہ کي طرح ظاھر ھوا اور اِسي سبب وے لوگ انجیل کو خدا کا

کلام نہیں جانتے اور پیشین‌گوئیوں یعنی اخبارات قبل از وقوع کو جو پرانے عہد کی کتابوں میں مسیح کی طرف اشارہ ہیں برخلاف بیان اور تفسیر کرکے کہتے ہیں کہ مسیح جسکا وعدہ ہوا اب تک نہیں آیا بلکہ آویگا ×

اور نئے عہد کی کتابوں کی کیفیت جو انجیل سے غرض ہی اِس طرح پر ہی کہ مسیح کے عروج کے تھوڑے دن بعد حواریوں نے جو اُسکے رسول تھے الہام الہی سے اُسے لکھکر مسیح کے احوال اور اُسکے معجزوں اور حکم و تعلیموں کو اُس میں بیان کیا اور اُن رسولوں کے نام جنکی معرفت انجیل لکھی گئی یے ہیں متی و یوحنا و پولس و پطرس و یعقوب و یہودا اور انجیل کی تین کتابیں مرقس اور لوقا کے وسیلہ سے جو حواریوں کے شاگرد تھے پطرس اور پولس کی مدد و مباشرت سے لکھی گئی اور انجیل کی پہلی چارکتابیں متی اور مرقس اور لوقا اور یوحنا کہلاتی ہیں اور اُنہیں اناجیل اربعہ بھی کہتے ہیں اور اُن میں یسوع مسیح کے حالات و معجزات اور قول و فعل اور تعلیمات کا بیان ہی اور اُن میں یہہ بھی ذکر ہوا ہی کہ وے پیشین‌گوئیاں یعنی پرانے عہد کی وے خبریں جنکا اشارہ یسوع مسیح کی طرف تھا کس طرح پوری ہوئیں اور اُسنے نبیوں کے خبر دینے اور اپنے قول کے موافق محبت و رحم کی راہ سے کیونکر اپنی جان فدیہ و قربان کی تاکہ اُن سب کو جو اُسپر ایمان لاویں اُس قربانی کے باعث شیطان کے ہاتھہ سے چھڑاوے اور گناہ سے پاک کرکے خدا کا مقبول بناوے اور اِسکے سوا اُن میں یہہ بھی بیان ہوا ہی کہ وہ اپنے مرنے کے بعد کس طرح تیسرے دن جی اُٹھا اور اپنے شاگردوں پر ظاہر ہوا اور چالیس روز تک اُنکے ساتھہ رہکے اُنھیں زیادہ‌تر تعلیم دی اور پھر اُنکے سامھنے کس طرح آسمان پر چڑھہ گیا × اور وہ کتاب جو اناجیل اربعہ کے بعد ہی اُسے حواریوں کے اعمال کہتے ہیں اور اُس میں اِس مطلب کا بیان ہی کہ وہ تسلی دینے اور مدد کرنے والا یعنی روح قدس جسکا

وعدہ مسیح نے حواریوں سے کیا تھا اُسکے عروج کے دسویں دن کس طرح اُن پر نازل ہوا اور اُنکو روحانی قدرت اور نور الہی سے بھر دیا اور ایسی طاقت بخشی کہ اُن سے بہت معجزے ظاہر ہوئے اور مسیح کی تعلیمات کا وعظ ایسی قوت و قدرت سے کہتے تھے کہ لاکھوں یہودی اور بت‌پرست مسیح پر ایمان لائے تھے اور مسیحی کلیسیا کی بنیاد اِس طرح پر قائم کی کہ آخر کو جہان کی سب قومیں اُس میں داخل ہونگی × اور اُن کتابوں کے بعد اکیس کتابیں انجیل میں اور ہیں جو حواریوں نے خدا کے الہام کی معرفت مکتوبوں کے طور پر بعضی بڑھاکر اور بعضی گرماکر لکھی کتابیں اور اُنکے نام مکتوب رکھکر ہر ایک کے نام جدا جدا ٹھہرائے ہیں اور اُن میں یسوع مسیح کی باتیں اور تعلیمیں مذکور ہوئی ہیں اور مفصل بیان ہوا ہی کہ مسیح نجات دینیوالا اور تمام عالم کا شفیع ہی چنانچہ ہر ایک شخص کو ممکن ہی کہ اُسکے وسیلے سے گناہوں کی معافی اور توفیق الہی اور ہمیشہ کی خوشحالی حاصل کرے اور یہہ بات بھی اُن میں بیان ہوئی ہی کہ آدمی کو یہ نعمتیں حاصل کرنے کے لیئے کیا کرنا چاہیئے اور اِس عنایت کے حاصل ہونے کے بعد کس طرح چلنا چاہیئے تاکہ یہہ مہربانی اُسپر باقی رہے اور زیادہ ہو اور خدا کی رضامندی شامل حال کرے × اور نئے عہد کی آخری کتاب یوحنا کے مکاشفات ہیں جنکا مطلب عمدہ مثالوں پر شامل ہی جو یسوع مسیح کی طرف سے یوحنا حواری پر عالم رویا میں کشف ہوئیں اور اُن مثالوں سے کلیسیا یعنی مسیحی جماعت کا احوال آخر تک ظاہر ہوکر معلوم ہوتا ہی کہ شیطان کیونکر ہر ایک راہ سے امتحان پر آمادہ ہوتا اور سعی کرتا ہی کہ کلیسیا کو برباد کرے اور آخر کو مسیح کے مخالف یعنی دجال کے ظلم و ستم کے وسیلے سے کیسے کیسے جور و جفا مسیحیوں پر کریگا کہ شاید اِن امتحانوں کے سبب اُنہیں مسیح کی طرف سے پھیر دے لیکن باوجود اِن سب باتوں کے پر بھی مسیحی جماعت جسمانی اسباب کے وسیلہ

سے یہیں دائم صرف دعوت ایمان اُن سارے ظلموں سے چھٹکر تمام رنجوں سے صاف و خالص دِل آئیگی اور اُس کتاب کی آخر فصلوں میں ذکر ہوا ہی کہ آخری زمانہ میں مسیح نہایت جلال کے ساتھہ آسمان سے اُتریگا اور دجال کو دفع کرکے شیطان کو ہزار برس قید رکھیگا اِس طرح پرکہ پہر اُسے آدمی کے فریب دینے کی طاقت نرہیگی اور اُس وقت عالم کے سب لوگ مسیح کی طرف پہرکر اُسکی تعلیم میں اپنے گیان دہیانیگے اور اقرار کرینگے کہ وہ ہمارا خداوند ہی اور ہماری نجات اور توفیق اُسی سے ہی تب مسیح کا کہا پورا ہوگا جو یوحنا کی ۱۰ فصل کی ۱٦ آیت میں لکہا ہی کہ آخر میں گلہ ایک اور گڈریہ ایک ہوگا اور گناہ سے خراب ہوئی زمین بہی تازگی پاویگی اور اِس لیئے زمین پر خوشحالی اور سلامتی اور عدالت اور راستی و درستی ہوگی پس اِس صورت میں وہ وعدہ جو کئی سو اور کئی ہزار برس پہلے آدم اور ابراہیم و داؤد اور سب نبیوں سے ہوا تہا کمال کے ساتھہ پورا ہوکر انسان کا سلسلہ اُس نجات دینیوالے کے وسیلہ سے جسکا وعدہ ہوا گناہ اور شیطان کے قبضے سے خلاصی پائیگا اور زمین بہی جو آدمیوں کے گناہ کے سبب خدا کی لعنت میں گرفتار ہوئی تہی لعنت سے آزاد ہوکر پہلے سے بہت اچھے حال میں ہو جاویگی * پس پرانے اور نئے عہد کی کتابیں ایسی کامل خبر ہیں کہ خدا کی مصلحت اور خواہش کو جو انسان کی نیکبختی کے واسطے ٹہہرائی ہی بیان کرتی اور اِس مصلحت کے عمل میں آنے اور پوری ہونے کو بہی معلوم کروانی ہیں اِس تفصیل سے کہ پرانے عہد کی کتابیں عالم اور آدم کی پیدائش اور گناہ کے سبب آدمیوں اور زمین کے خراب ہونے اور نجات دینیوالے کے وعدہ کو بہی ذکر کرتی ہیں اور نئے عہد کی کتابیں خبر دیتی ہیں کہ وہ نجات کیونکر حاصل ہوئی اور خدا نے کس طرح مسیح کے وسیلہ خلق اللہ کو گناہ کی قید سے چھڑایا اور آدمی اور زمین کو کس طور سے نئے بناکر اُس مرتبہ سے جو پہلے رکہتے

تھے ایک بہتر مرتبہ پر پہنچاویگا اور کتب مقدسہ کی یہی مصلحت اور طرح اندازی اور بندوبست اُنکے خدا کی طرف سے ہونے کے لیئے ایک قوی دلیل ھی کیونکہ خدا کے سوا کس کو ایسی قدرت و اختیار ھی کہ انسان کے سلسلہ کے لیئے نجات مقرر کرے اور اُسکو ابدالدھر تک انجام کو پہنچاوے پس وے کتابیں جنمیں ایسے مطلب لکھے ھیں چاھیئے کہ خدا کا کلام ہووں غرض مسیحیوں کی مقدس کتابوں کے حقیقت حال کا تھوڑا سا علم حاصل کرنے کے لیئے ذکر مطالب مذکورہ اِس مقام پر کافی ھی سو اب ھم اِن کتابوں کی آیتیں جمع کرکے اُنکی تعلیمیں بیان کرینگے مگر اِس سبب سے کہ مسیحیوں کے مذھب کی عمدہ تعلیمات کی بابت پرانے اور نئے عہد کی کتابوں میں بہت سی آیات ھیں پس ھم اِس جگہہ اُن میں سے صرف بعض کو ذکر و بیان کرینگے *

مناجات

ای سچے اور قادر و مہربان خدا جو نور اور سچائی کی کھان ھی اپنی مہربانی سے اپنی پہچان کا نور ھم لوگوں کے دل میں ڈال کیونکہ جب تک تو آدمی کے دل کو روشن نہ کرے اور اپنی توفیق کے نور سے نہ بھرے آدمی کو تیرے پہچاننے اور تیرے حکموں کے سمجھنے کی طاقت ہوگی تو اپنی توفیق اور مہربانی اِس رسالہ کے پڑھنیوالے محمدیوں کے شامل حال کر اور اُنکی روحانی آنکھوں کو کھول کر اُنکے دل نورانی کر دے کہ وے تجھکو جس طرح کہ تو نے اپنے کلام میں اپنے تئیں بیان کیا ھی پہچانیں اور انجیل کی باتوں کی قوت اور شیرینی کو دریافت کرکے اُسکی طرف دل سے رجوع کریں تاکہ اُنکو بھی اُس جلال اور نیکبختی کا جو نجات دینیوالے یسوع مسیح کے وسیلہ سب آدمیوں کے واسطے موجود ہوتی حصہ ملے *

پہلي فصل

خدا کی صفتوں اور اُسکے ارادہ کے بیان میں جو آدمیوں کي بابت رکھتا ھی

کتب مقدسہ خدا کے وجود کو اِس طرح بیان اور ثابت کرتي ھیں کہ خدا کا وجود موجودات و مصنوعات اور اُس عقل و انصاف سے جو ہر ایک آدمی کے دل میں دیا گیا ظاہر اور روشن ھی اور اُن کتابوں کے مضمون کے موافق خدا کے وجود کا انکار کرنا صرف کم عقلي اور ناداني اور غرور و بے ایماني سے ھی نہ یہہ کہ اِشکال ثبوت کي جہت سے ھو جیسا کہ رومیوں کے مکتوب کي پہلي فصل کي ۱۹ و ۲۰ آیت میں لکھا ھی * خدا کی بابت جو کچھہ معلوم ھو سکتا اُن پر ظاہر ھی کیونکہ خدا نے اُن پر ظاہر کیا اِس لیئے کہ اُسکی صفتیں جو دیکھنے میں نہیں آتیں یعنی اُسکي قدیم قدرت اور خدائي دنیا کی پیدایش سے اُسکے کاموں پر غور کرنے میں ایسی صاف معلوم ھوتیں کہ اُنکو کچھہ عذر نہیں * اور ۱۴ زبور کی پہلي آیت میں لکھا ھی کہ * مورکھہ اپنے دل میں کہتا ھی خدا نہیں * اور ۱۹ زبور کي پہلي آیت سے ۷ تک اور عبرانیوں کے نامہ کي ۱۱ فصل کی ۶ آیت بھی اِس مطلب کی گواہ ھی اور وے آیتیں جو خدای تعالیٰ کی وحدانیت پر کمال یقین سے گواھي دیتی ھیں یے ھیں چنانچہ موسیٰ کی پانچویں کتاب کی ۶ فصل کی ۴ آیت میں لکھا ھی کہ * سن لے ای اسرائیل خداوند ھمارا خدا اکیلا خداوند ھی * اور یشعیاہ کي ۴۵ فصل کي ۵ آیت میں مذکور ھی کہ * میں ھي خداوند ھوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئي خدا نہیں * اور پہلے قرنتیوں کے ۸ فصل کي ۴ آیت میں لکھا ھی کہ * ھم جانتے ھیں کہ بت ھرگز کچھہ چیز نہیں اور کوئي خدا نہیں مگر ایک * اور افسیوں کي ۴ فصل

کی ٦ آیت میں مرقوم ہی کہ ایک خدا جو سب کا باپ کہ سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور تم سب میں ہی * اور پھر یہہ کہ خدا روح کی مانند غیر مرئی ہی اور جسمانی نظر سے دکہائی نہیں دیتا چنانچہ یوحنا کی ۴ فصل کی ۲۴ آیت میں لکہا ہی کہ * خدا روح ہی اور وے جو اُسکی پرستش کرتے ہیں ضرور ہی کہ روح اور راستی سے پرستش کریں * اور پہلے تیموتیوس کی ٦ فصل کی ۱۵ و ۱٦ آیت میں ذکر ہی کہ * وہ مبارک اور اکیلا قدرت والا بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہی بقا فقط اُسی کو ہی وہ اس نور میں رہتا ہی جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اُسے کسی انسان نے نہیں دیکہا نہ دیکہہ سکتا ہی * اور پھر یہہ کہ خدا قدیم و ابدی اور بے تغیر و تبدیل ہی چنانچہ کہ ۹۰ زبور کی ۲ آیت میں لکہا ہی کہ * پیشتر اِس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئے اور زمین اور دنیا بنی ازل سے ابد تک تو ہی خدا ہی * اور ۱۰۲ زبور کی ۲۴ آیت سے ۲۷ تک لکہا ہی کہ * ای میرے خدا تیرے برس پشت در پشت ہیں تونے قدیم سے زمین کی بنا ڈالی یہہ سارے آسمان تیرے ہاتہہ کی صنعتیں ہیں وے فنا ہووینگے پر تو باقی رہیگا ہاں وے سب پوشاک کی مانند پرانے ہوجائینگے تو اُنہیں لباس کی مانند بدلیگا اور وے مبدل ہووینگے پر تو ایسا ہی رہیگا تیرے برسوں کی انتہا نہیں * پہر یعقوب کی پہلی فصل کی ۱۷ آیت میں لکہا ہی کہ * ہر ایک اچہی بخشش اور کامل انعام اوپر ہی سے ہی اور نوروں کے باپ کی طرف سے اُترتا ہی جس میں بدلنے اور پہر جانے کا سایہ بہی نہیں * اور پہر یہہ کہ خدا حاضر و عالم ہی چنانچہ کہ ۱۳۹ زبور کی پہلی سے ۱۱ آیت تک مذکور ہی کہ * ای خداوند تو مجہے جانتا اور پہچانتا ہی تو میری نشست و برخاست سے آگاہ ہی تو میرے دور و دراز اندیشوں کا عارف ہی تو میری راہ اور میری خوابگاہ سے واقف ہی اور میرے سارے رستوں کو پہچانتا ہی دیکہہ میری زبان پر کوئی ایسی بات نہیں کہ جسے تو ای خداوند بالکل نہیں جانتا تو

آگے پیچھے میرا گھیرنے والا ھی اور تو نے اپنا ھاتھ مجھ پر رکھا ھی عرفان مجھے نہایت سراسیمہ کرتا ھی بہہ بلند ھی میں اُسے نہیں پاسکتا تیرے روح سے میں کدھر جاؤں اور تیرے حضور سے میں کہاں بھاگوں اگر میں آسمان کے اوپر چڑھہ جاؤں تو تو وہاں ھی اور اگر میں پاتال میں پہنچ جاؤں تو دیکھہ تو وہاں بھی ھی اگر میں اُڑکے سورج کی حوت بنوں یا دریا کے منتہی میں جا بیٹھوں تو وہاں بھی تیرا ھاتھہ میرا سراغ پائیگا اور تیرا دھنا ھاتھہ مجھے پکڑیگا اگر میں کہوں کہ میں اندھیرے میں چھپ جاؤنگا تو رات میرے گرد روشنی ھو جائیگی * اور اعمال کی ۱۷ فصل کی ۲۷ و ۲۸ آیت میں لکھا ھی کہ * خدا ھم میں کسی سے دور نہیں کیونکہ اُسی سے ھم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ھیں * اور یرمیا کی ۲۳ فصل کی ۲۳ و ۲۴ آیت میں لکھا ھی کہ * کیا میں خدا نزدیک ھوں خداوند کہتا ھی اور خدا بعید نہیں کیا کوئی چھپی جگہوں میں اپنے کو چھپا سکتا ھی جسے میں نہ دیکھوں خداوند کہتا ھی کیا آسمان اور زمین مجھسے بھرا نہیں ھی خداوند کہتا ھی * اور پھر یہہ کہ قدرت اور حکمت والا ھی جیسا کہ ۱۰۴ زبور کی ۲۴ آیت میں لکھا ھی کہ * ای خداوند تیری صنعتیں کیا ھی بہت ھیں تونے اُن سب کو حکمت سے بنایا زمین تیرے مال سے پر ھی اور ایوب کی ۱۲ فصل کی ۱۳ آیت میں لکھا ھی کہ * حکمت اور اصلی قدرت خدا کی ھی جو عارف القلوب اور عالم الغیب ھی * اور موسیٰ کی پہلی کتاب کی ۱۷ فصل کی پہلی آیت میں مذکور ھی کہ * خداوند ابیرام یعنی ابراھیم کو نظر آیا اور اُس کو کہا کہ میں خدا قادر ھوں تو میرے حضور میں چل اور کامل ھو * اور لوقا کی پہلی فصل کی ۳۷ آیت میں لکھا ھی کہ * خدا کے آگے کوئی بات اَن ھونی نہیں * اور اشعیاہ کی ۴۰ فصل کی ۱۲ آیت سے ۱۸ تک لکھا ھی کہ * کس نے پانیوں کو اپنے ھاتھہ کے چلو سے ناپا اور آسمان کو بالشت سے پیمایش کیا اور زمین کی گرد کو پیمانے میں بھرا اور پہاڑوں کو ترازوں

میں وزن کیا اور ٹیلوں کو ترازو میں تولا کس نے خداوند کے روح کو تربیت کیا اسکا مشیر ہوکے اُسے سکھلایا اُس نے کس سے مشورت لی ہی اور کس نے اُسکی ہدایت کی اور عدالت کی راہ دکھلائی اور اُسے دانش سکھلائی اور حکمت کی راہ اُسے بتلائی دیکھہ قومیں ڈول کی ایک بوند کی مانند ہیں اور ترازو کی دھول کی مانند گنی جاتیں دیکھہ وہ جزیروں کو ایک ذرے کی مانند اُٹھالیتا ہی لبنان ایندھن کے لیئے کافی نہیں اور اُسکے بہیمے چڑھاوے کے لیئے بس نہیں ساری قومیں اُسکے آگے کچھہ چیز نہیں بلکہ وے اُسکے نزدیک بطالت اور ناچیزی سے بھی حساب میں کمتر ہیں پس تم خدا کو کس سے تشبیہ دوگے اور کونسی چیز اُسکی مثل ٹھہراؤگے * اور پھر یہہ کہ خدا مقدس اور عادل اور سچا ہی جیسا کہ یشعیاہ کی ۶ فصل کی ۳ آیت میں لکھا ہی کہ × ایک نے دوسرے کو پکارا اور کہا قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہی ساری زمین اُسکے جلال سے معمور ہی * اور ۱۴۵ زبور کی ۱۷ آیت میں لکھا ہی کہ × خداوند اپنی ساری راہوں میں صادق ہی اور اپنے سب کاموں میں رحیم ہی × اور ۵ زبور کی ۵ آیت میں لکھا ہی کہ × وے جو مورکھہ ہیں تیری آنکھوں کے سامھنے کھڑے نہیں رہ سکتے تو سب بدکرداروں سے بغض رکھتا ہی * اور یشعیاہ کی ۳ فصل کی ۱۱ آیت میں مذکور ہی کہ × بدکار پر واویلا ہی کہ نحس ہی اور اسکے ہاتھوں کی کمائی اُسے ملیگی × اور رومیوں کی ۲ فصل کی ۵ آیت سے ۱۱ آیت تک اور مشاہدات کی ۱۶ فصل کی ۶ و ۷ آیتیں بھی اسی مطلب کی گواہ ہیں پھر ۳۳ زبور کی ۴ آیت میں مرقوم ہی کہ × خداوند کا کلام سیدھا ہی اور اُسکے سارے کام امانت کے ساتھہ ہیں * اور موسیٰ کی چوتھی کتاب کی ۲۳ فصل کی ۱۹ آیت میں لکھا ہی کہ × خدا انسان نہیں جو جھوٹھہ بولے نہ آدمی زاد ہی کہ پشیمان ہووے کیا وہ کہے اور نکرے اور فرماوے اور اُسے پورا نکرے * اور پھر یہہ کہ خدا مہربان اور رحیم و صابر ہی جیسا کہ پہلے یوحنا کی ۴ فصل کی ۱۶

آیت میں لکھا ہی کہ * خدا محبت ہی وہ جو محبت میں رہتا ہی
خدا میں رہتا ہی اور خدا اُس میں * اور موسیٰ کی دوسری کتاب کی
۳۴ فصل کی ۶ آیت میں لکھا ہی کہ * خداوند خداوند خدا رحمان اور
حنان ذو الطول اور رب الفضل و الوفا ہی * اور ۹ زبور کی ۹ و ۱۰ آیت میں
مذکور ہی کہ * خداوند مظلوموں کے لیئے پناہ ہی اور مصیبت کے وقت
میں حمایت وے جو تیرا نام جانتے ہیں تیرا بھروسا رکھتے ہیں کہ تو نے
ای خداوند اُنکو جو تیری تلاش میں ہیں ترک نہیں کیا * اور متی کی
۵ فصل کی ۴۵ آیت میں لکھا ہی کہ * وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں
پر اُگاتا ہی اور راستوں اور ناراستوں پر مینہہ برساتا * اور یرمیاہ کے نوحوں
کی ۳ فصل کی ۲۲ و ۲۳ آیتوں میں مذکور ہی کہ * خداوند کی رحمتوں
سے ہی کہ ہم نیست نہوئے کیونکہ اُسکی شفقتیں بے انتہا ہیں وے ہر
صبح کو تازہ ہیں تیری وفاداری بہت ہی * اور حزقئیل کی ۳۳ فصل کی
۱۱ آیت میں لکھا ہی کہ * خداوند خدا فرماتا ہی کہ میری حیات کی
قسم میں شریر کی موت نہیں چاہتا بلکہ یہہ کہ شریر اپنی راہ سے پھرے
اور جیئے * اور یوحنا کی ۳ فصل کی ۱۶ آیت میں مسطور ہی کہ * خدا
نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُسنے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُسپر
ایمان لاوے ہلاک نہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے * پھر یہہ کہ خدا ساری
خلقت کا خالق اور حافظ ہی جیسا کہ موسیٰ کی پہلی کتاب کی پہلی
فصل کی پہلی آیت میں لکھا ہی کہ * ابتدا میں خدا نے آسمان و زمین
کو پیدا کیا * اور ۳۳ زبور کی ۶ آیت میں لکھا ہی کہ * خداوند کے کلام
سے آسمان بنے اور اُنکے سارے لشکر اُسکے منہہ کے دم سے * اور مکاشفات
کی ۴ فصل کی ۱۱ آیت میں مذکور ہی کہ * ای خداوند تو ہی نے ساری
چیزیں پیدا کیں اور وے تیری ہی مرضی سے ہیں اور پیدا ہوئی ہیں *
اور رومیوں کی ۱۱ فصل کی ۳۶ آیت میں لکھا ہی کہ * اُسی سے اور اُسی
کے سبب اور اُسی کے لیئے ساری چیزیں ہوئی ہیں ابدتک اُسی کی بزرگی

ھو آمین * اور ۱۰۴ زبور کي ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ آیتوں میں لکھا ھی کہ * خدا نے نہریں پست زمینوں میں بہاجیں جو پہاڑوں کے بیچ بہتي ھیں اور وے ھر ایک دشتی جرند کو بلاتی ھیں جنگل میں گورخر اُن سے اپني پیاس بجھاتے ھیں بہیموں کے لیئے گھاس اور انسان کی خدمت کے لیئے سبزی وھي اُگاتا ھی تاکہ وہ اُنکے لیئے زمین سے غذا پیدا کرے یے سب تیری طرف تکتے ھیں کہ تو اُنکو وقت پر اُنکي خوراک پہنچاوے جو تو اُنھیں پہنچاتا ھی تو وے لے لیتے ھیں اور جو تو اپنی مٹھي کھولتا ھی تو وے نفیسوں سے سیر ھوتے ھیں تو اپنا منھہ چھپاتا ھی وے متحیر ھوتے ھیں تو اُنکا دم پھیر لیتا ھی وے مرجاتے ھیں اور اپنی ماٹی میں پھر مل جاتے ھیں تو اپنا دم بھیجتا ھی وے پیدا ھوتے ھیں اور تو روے زمین کو تر و تازہ کرتا ھی * اور زبور کی باقی آیتیں بھی اُسی مطلب کي گواہ ھیں اور متي کي ۶ فصل کي ۳۱ و ۳۲ آیتوں میں لکھا ھی کہ * فکر نکرو کہ ھم کیا کھائینگے کیا پیئینگے اور کیا پہنینگے کیونکہ اُن سب چیزوں کی تلاش غیر قوم کرتے ھیں اور تمھارا باپ جو آسمان پر ھی جانتا ھی کہ تم اُن سب چیزوں کے محتاج ھو * اور متی کی ۱۰ فصل کی ۲۹ آیت سے ۳۲ تک لکھا ھی کہ * کیا ایک پیسے کو دو گورے نہیں بکتے اور اُن میں سے ایک بھي تمھارے باپ کی بے مرضی زمین پر نہیں گرتا بلکہ تمھارے سر کے بال بھي سب گنے ھیں پس مت ڈرو تم بہت گوروں سے بہتر ھو * اور سلیمان کی امثال کی ۱۶ فصل کی ۹ آیت میں مرقوم ھی کہ * آدمی کا دل اُسکي راہ ٹھہراتا ھی پر خداوند اُسکی چال کو آراستہ کرتا ھی * اور سیموئیل کي پہلی کتاب کی ۲ فصل کي ۷ آیت میں مذکور ھی کہ * خداوند مسکین کرتا ھي اور غنی کرتا ھی پست کرتا ھی اور بلند کرتا ھی *

پس آیات مذکورہ کے مضامین سے صاف ظاھر و ثابت ھی کہ وے فقرے اور وے مطالب جو خدا کي ذات و صفات اور اُسکے ارادے کی بابت

پرانے اور نئے عہد کی کتابوں میں لکھے ہیں کاینہ مقدس و کامل و عادل و رحیم خدا کے لائق اور ایسے اعلی مضمون پر شامل ہیں کہ خدا کے سوا کسی کو وہ طاقت نہیں کہ ایسے معنی اپنی طبیعت سے پیدا کرکے ظاہر کرے اور مذکورہ آیات کے مضمون ایسے ہیں کہ آدمی کے دل میں خدا کا خوف بٹھا ڈالیے اور لوگوں کو اُس اصل محبت کا جو خدا کی دوستدار اور فرمان بردار کرکے بدی سے دور اور نیکی و دینداری کی طرف مائل بھی کرتے ہیں کیونکہ کتب مقدسہ خدا کے تئیں آدمیوں پر ایسا ظاہر کرتی ہیں کہ خدا اُن آدمیوں پر جنکے دل میں شکستگی نہیں اور اپنی گمراھی کی راہ میں ثابت قدم ہیں ایک حاکم ھی قادر و عالم اور پاک و عادل اور اُن لوگوں پر جو شکستہ دلی سے اُسکے کلام پر معتقد اور اُسکے تلاشی اور خواھاں ہیں باپ کی مانند مہربان اور رحیم ھی اِس حال میں انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں تیسری اور چوتھی شرطوں کو جو دیباچہ میں حقیقی الہام کی پہچان کے لیئے ھمنے ذکر کی ہیں بالکل پورا کرتی ہیں چنانچہ اِس طریق سے اُن کتابوں کا کلام الہی ھونا صاف ثابت ھوتا ھی ٭ خلاصہ خدا نے اپنی حکمت و معرفت کی راہ سے لازم اور فائدہ مند جانا کہ اپنی لا یُدرک ذات و صفات کو آدمیوں پر اِس سے زیادہ ظاھر و بیان کرے مگر وہ شخص جسنے اِس جہان میں کلام الہی پر معتقد ھوکر خدا کا تقرب حاصل کیا ھی خدا کی پاک ذات کی صفات کو نہایت کمال کے ساتھہ اُس جہان میں سمجھیگا لیکن اعتقادمندوں کے لیئے یہی کافی ھی کہ خدا کو دوست رکھکر اُسکے مطیع اور تابع ھوجائیں ٭

دوسري فصل

اس مطلب در شامل هی که آدمي پہلے کس حال میں تھا اور اب
کس حال میں هی اور نیکي و پاکي کے کس حال میں
اُسے پہنچنا چاهیئے

درحالیکه خدا آدمی کي سرشت اور اُسکے سارے خواص و حالات کو دریافت کرنا اور پہچاننا هی یہاں تک که دل کي بات بھی سمجھنا اور جاننا هی تو صرف خدا هي اِس بات پر قادر هی اور بس که آدمی کو اور اُسکے دلی حالات کو خوبی و درستي سے پہچانے لہذا آدمي اپنے باطني حال کی کیفیت سے بخوبی آگاه هونا صرف اُسکے کلام هی سے حاصل کرسکتا هی اور اِسي طرح آدمي کی پیدایش کے اصل مطلب کو بھی صرف خدا کے کلام هی سے سمجھه سکتے اور جو کچهه خدا نے اپنے کلام میں آدمي کی بات بیان کیا هی اُس سے بہت معتبر هی جو حکما و علما نے آدمي کے باب میں کہا اور لکھا هی اِس لیئے که آدم زاد میں سے کسي نے آپ اپنے تئیں تماما نہیں پہچانا اور اپنا احوال بالکل دریافت نہیں کیا بس غور سے لحاظ کریں که خدای تعالی نے کتب مقدسه میں آدم زاد کا احوال اور اُسکی پیدایش کا مطلب کدہکر بیان کیا هی * ای پڑهنیوالے اِس رساله کے خدا کے اِس کلام سے جس کے مضمون کے موافق قیامت کے دن تیری عدالت کی جائیگي بے پروائی مت کر بلکه غور و انصاف سے اُسے پڑهکر خدا سے درخواست اور سوال کر که تیری روحانی آنکهه کهول دے تاکه تو ان باتوں کو سمجهے اور اُنکے مطالب کو پہنچکر اپنے تئیں اور اپنے دلي حال اور اپني پیدایش کے مطلبوں کو تحقیق کرے ۔

انسان کی پیدایش اور اُسکے پہلے احوال کے بیان میں کلام کے موافق اپنے تئیں درهم کفایت کرتے هیں جیسا که موسیٰ کی پہلی کتاب کی پہلی

فصل کي ٢٦ آيت سے ٢٨ تک و ٣١ آيت ميں تفصيل سے لکھا هي که × خدا نے کہا که هم آدم کو اپنی صورت اور اپني مانند بناويں که وے سمندر کي مچھلی پر اور آسمان کے پرندوں پر اور چارپايوں پر اور تمام زمين پر اور سب کيڑے مکوڑوں پر جو زمين پر رينگتے هيں سرداري کريں اور خدا نے آدم کو اپني صورت پر پيدا کيا خدا کی صورت پر اُسکو پيدا کيا نر و ناری اُنکو پيدا کيا اور خدا نے اُنکو برکت دی اور خدا نے اُنسے کہا که پھلو اور بڑھو اور زمين کو معمور کرو اور اُسکو محکوم کرو اور سمندر کي مچھليوں اور آسمان کے پرندوں اور سب جانداروں پر جو زمين پر چلتے هيں سرداری کرو اور خدا نے سب پر جو اُسنے بنايا تھا نظر کي اور ديکھا که بہت اچھا هی * اور واعظ نام کتاب کی ٧ فصل کي ٢٩ آيت ميں مرقوم هي که × ديکھ ميں نے يہه پايا که خدا نے انسان کو خالص بنايا پر وے بہت بناوٹيں نکالتے هيں × اور اعمال کي ١٧ فصل کي ٢٩ آيت ميں مذکور هي که * هم خدا کی نسل هيں × اِن آيتوں سے صاف ظاهر هوتا هي که انسان اپنے خالق کی قدرت سے پاک اور نيک و بيگناه پيدا هوا هی اور اپني صورت جو خداے تعاليٰ نے انسان کے پيدا کرتے وقت اُسے مرحمت فرمائي تھي اُس صورت کے معني کا بيان اِس طرح هی که انسان اُس وقت گناه اور موت اور دلي ناپاکي اور نفسانی خواهش اور بری هوسوں اور روح و جسم کی سستي سے آزاد و پاک تھا اور خدا کو کمال کے درجے پر جانتا اور دوست رکھتا اور اپني خوش وقتي اور نيکبختي صرف اُسي کی رضامندي ميں سمجھتا تھا ايسا که صرف اُسی کو پہچانتا اور صرف اُسی سے محبت رکھتا اور اُسي کا طالب تھا اور جس حالت ميں که آدمي اپنے خدا کو ايسا پہچانتا اور اُس سے ايسي محبت رکھتا تھا اور اُس ميں صاحب بخت حقيقي تھا اور اُسکي روح قدرت و معرفت اور پاکيزگي سے ايسي بھر گئی تھی که گويا خدا کي صفتوں کا نقش و صورت بن گئي تھي تو وه قدرت رکھتا تھا که تمام جہان کی مخلوقات پر حکومت اور سرداري کرے ×

لیکن ظاہر ہی کہ اب آدمی کا وہ حال نہیں ہی جو شروع میں تھا چنانچہ اِس بات پر ہر ایک کا دل اور انسان کے سلسلہ کی تواریخ اور لوگوں کا حال احوال کافی گواہ ہیں اور اُس احوال کو جس میں انسان اب ہی خدا کا کلام یوں بیان کرتا ہی جیسا کہ موسیٰ کی پہلی کتاب کی ۸ فصل کی ۲۱ آیت میں لکھا ہی کہ خدا نے کہا کہ * آدمی کے دل کا خیال لڑکپن سے برا ہی * اور ۱۴۳ زبور کی ۲ آیت میں لکھا ہی کہ * اپنے بندے سے حساب نہ لے کیونکہ کوئی جاندار تیرے حضور سے گناہ تھہر نہیں سکتا * اور پہلے یوحنا کی پہلی فصل کی ۸ آیت میں مذکور ہی کہ * اگر ہم کہیں کہ بے گناہ ہیں تو اپنے تئیں فریب دیتے ہیں اور سچائی ہم میں نہیں * اور رومیوں کی ۳ فصل کی ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۳ آیتوں میں لکھا ہی کہ * کوئي راستباز نہیں ایک بھی نہیں کوئی سمجھنےوالا نہیں کوئی خدا کا ڈھونڈھنےوالا نہیں سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمے ہیں کوئی نیکی کرنیوالا نہیں ایک بھی نہیں اور اُنہوں نے سلامتي کی راہ نہیں پہچاني اُنکی نظروں میں خدا کا خوف نہیں اِس لئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں * جو شخص کہ اپنے دل کو پہچانتا اور اُسکي حرکتوں پر دھیان لگاتا ہی چاہیئے کہ اقرار کرے کہ آدمي کا احوال اِسی طرح پر ہی جو بیان ہوا اور چاہیئے کہ یہہ بھی قبول کرے کہ گناہ اور ناپاکی اُسکے دل میں ایسی پیوست ہوئي ہی اور اُسکا باطن نفسانی خواہش و ہوس سے ایسا بھر گیا ہی کہ اُسکي فکر و ارادہ لڑکپن سے خرابی اور برائي کے درپے ہیں اور ای اِس کتاب کے پڑھنیوالے تو بھي اگر انصاف کي آنکھہ سے اپنے دل کو نظر کرے اور اپنے فریب دینے کے درپے نہو تو البتہ اِن باتوں کو سچ اور اپنے دل کو اِسی حال میں پاویگا اور اِسي طرح ہر گروہ کی گذارشات بھي خدا کی اِن باتوں کی سچائی پر بڑی کامل گواہ ہیں کیونکہ ڈھونڈھنیوالا شخص جس طرف نظر کرے ہر جگہہ اور ہر قوم میں خدا سے دوری و مہجوری اور ہر قسم کا گناہ اور ہر نوع کے ناشایستہ

کام دیکھیگا لیکن یہہ بات کہ خدای تعالیٰ نے آدمی کے تئیں اِس حال پر جس میں وہ اب مبتلا ہی نہیں پیدا کیا اور آدمی کا پہلا حال یہہ نہیں تہا اِس سے پہلے ثابت ہوچکی بس سوال لازم آتا ہی کہ آیا یہہ بدی و بد حالي کی صفت آدم اور اُسکی نسل میں کہاں سے آگئی *

یہہ مطلب جو عقل کي دریافت سے باہر ہی کتب مقدسہ میں یوں بیان و عیاں ہوا ہی کہ گناہ اور اُسکے سارے نتیجے شیطان کی دشمنی اور فریب کے سبب آدم اور عالم میں پہنچے کیونکہ آدم نے شیطان سے اِس قدر فریب کھایا کہ اپنے خالق کے حکموں سے عدول کرکے اپنے دل اور خواہش کو خدا کي طرف سے پہیر لیا اور اِس طرح اپنے تئیں خوشحالی و نیکبختی کے سر چشمہ سے دور ڈالا چنانچہ کتب مقدسہ کی اِن آیتوں میں مذکور ہوا ہی جیسا کہ موسیٰ کي پہلی کتاب کي ساری تیسری فصل میں لکھا ہی کہ * سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند خدا نے بنایا تہا ہوشیار تہا اور اُسنے عورت سے کہا کیا یہہ سچ ہی کہ خدا نے کہا کہ باغ کے ہر درخت سے نکھانا عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پہل ہم تو کھاتے ہیں مگر اُس درخت کے پہل کو جو باغ کے بیچوں بیچ ہی خدا نے کہا ہی کہ تم اُس سے نکھانا اور نہ چھونا ایسا نہو کہ مر جاؤ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم نہ مروگے بلکہ خدا جانتا ہی کہ جس دن اِسے کھاؤگے تمہاری آنکھیں کھل جائینگی اور تم خدا کی مانند نیک اور بد کے جاننیوالے ہوگے اور عورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہی تو اُسکے پہل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے خصم کو بھی دیا اور اُسنے کھایا تب اُن دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اُنہیں معلوم ہوا کہ ہم ننگے ہیں اور اُنہوں نے انجیر کے پتوں کو سیکے اپنے لیئے لُنگیاں بنائیں اور اُنہوں نے خداوند خدا کي آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تہا سنی اور آدم اور اُسکی جوروٗ نے

آپ کو خداوند خدا کے سامھنے سے باغ کے درختوں میں چھپایا تب
خداوند خدا نے آدم کو پکارا اور کہا کہ تو کہاں ھی وہ بولا کہ میں نے
باغ میں تیری آواز سنی اور ڈرا کیونکہ میں ننگا ھوں اور آپ کو چھپایا
اور اُسنے کہا تجھے کسنے جتایا کہ تو ننگا ھی کیا تو نے اِس درخت
سے کھایا جسکي بابت میں نے تجھکو حکم کیا تھا کہ اِس سے نہ کھانا
آدم نے کہا کہ اِس عورت نے جسے تو نے میری سانھی کردی مجھے اِس
درخت سے دیا اور میں نے کھایا تب خداوند خدا نے عورت سے کہا کہ
تو نے یہہ کیا کیا عورت بولي کہ سانپ نے مجھکو بہکایا تو میں نے کھایا
اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا اِس واسطے کہ تو نے یہہ کیا ھی تو
سب چارپایوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ھی تو اپنے پیٹ
کے بل چلیگا اور عمر بھر مٹي کھائیگا اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری
نسل اور اُسکی نسل کے درمیان دشمني ڈالونگا وہ تیرے سر کو کچلیگی
اور تو اُسکي ایڑی کو کاٹیگا اور اُسنے عورت سے کہا کہ میں تیرے حمل
میں درد کو بہت بڑھاؤنگا اور درد سے تو لڑکے جنیگی اور اپنے خصم
کی طرف تیرا شوق ھوگا وہ تجھہ پر حکومت کریگا اور اُسنے آدم سے کہا
اِس واسطے کہ تو نے اپني جورو کي بات سني اور اُس درخت سے کھایا
جسکے واسطے میں نے تجھے حکم کیا کہ اُس سے مت کھا زمین تیرے
سبب سے لعنتی ھوئي سخت محنت کے سانھہ تو اپنی عمر بھر اُس سے
کھائیگا اور وہ تیرے لیئے کانٹے اور اونٹکتارے اُگاویگی اور تو کھیت کا
ساگ پات کھائیگا تو اپنے منہہ کے پسینے کي روٹي کھائیگا جب تک کہ
زمین میں پھر جاوے کہ تو اُس سے نکالا گیا ھی کیونکہ تو خاک ھی اور
پھر خاک میں جائیگا اور آدم نے اپني جورو کا نام حوّا رکھا اِس لیئے کہ
وہ سب زندوں کي ما ھی اور خداوند خدا نے آدم اور اُسکی جورو کے
واسطے چمڑے کی پوشاک بناکے اُنکو پہنائي اور خداوند خدا نے کہا دیکھو
کہ آدم نیک اور بد کی پہچان میں ھم میں سے ایک کی مانند ھوگیا

اور اب ایسا نہو کہ اپنا ہاتھہ بڑھاکے اور حیات کے درخت سے بھی کچھہ
لیکے کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے اِس لیئے خدا نے اُسکو باغ عدن سے
باہر کردیا کہ زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے چنانچہ
اُسنے آدم کو نکال دیا اور باغ عدن کی پورب طرف کروبیوں کو چمکتی
اور گھومتی تلوار کے ساتھہ مقرر کیا کہ درخت حیات کی راہ کی
نگہبانی کریں * اور متی کی ۱۳ فصل کی ۳۶ آیت سے ۳۹ تک مرقوم ہی
کہ یسوع کے شاگردوں نے اُس پاس آکے کہا کھیت کے کڑوے دانے کی تمثیل
ہمیں سمجھا اُسنے اُنہیں جواب میں کہا کہ اچھے بیج کا بونیوالا ابن آدم
ہی کھیت دنیا ہی اچھے بیج اِس بادشاہت کے لڑکے ہیں اور کڑوے
دانے شریر کے فرزند وہ دشمن جسنے اُنہیں بویا شیطان ہی کاٹنے کا وقت
اِس دنیا کا آخر اور کاٹنے والے فرشتے ہیں * اور رومیوں کے مکتوب کی ۵
فصل کی ۱۲ آیت میں لکھا ہی کہ * جس طرح ایک شخص کے وسیلے
گناہ اور گناہ کے سبب موت دنیا میں آئی اُسی طرح موت سب میں
پھیلی اِس لیئے کہ سب نے گناہ کیا * اور یوحنا کی ۸ فصل کی ۴۴ آیت
میں مذکور ہی کہ * تم اپنے باپ شیطان سے ہو اور چاہتے ہو کہ اپنے
باپ کی خواہش کے موافق کرو وہ تو شروع سے قاتل تھا اور سچائی پر ثابت
نرہا کیونکہ اُس میں سچائی نہیں جب وہ جھوٹھہ کہتا ہی تب اپنی
ہی سی کہتا ہی کیونکہ وہ جھوٹھا ہی اور جھوٹھہ کا باپ ہی * اور پہلے
پطرس کی ۵ فصل کی ۸ آیت میں لکھا ہی کہ * ہوشیار اور جاگتے رہو
کیونکہ تمہارا مخالف شیطان گرجنیوالے ببر کی مانند ڈھونڈھتا پھرتا ہی کہ
کس کو پھاڑ کھاوے * اور اگر کوئی کہے کہ خدا نے بدی کو کیوں ظاہر
ہونے دیا اور شیطان کو کیوں نہ روکا کہ وہ آدمی پر غالب آیا اور کیوں
ابتک خدا نے بدی اور شیطان کے غالب ہونے کو برداشت کیا سو اِس
بات کا جواب یہاں نہیں ہو سکتا لیکن کتاب طریق الحیات میں جہاں
تک بن پڑا ہی دیا گیا ہی اور اگرچہ آدمی اپنی عقل سے اِس مطلب

کے دریافت کرنے میں لاچار اور اِس سوال کے ٹھیک جواب دینے میں عاجز ہی کیونکہ خدا نے اپنی مصلحت کے موافق آدمی سے اِس بھید کا بیان کرنا مناسب نجانا تو بھی ایماندار آدمی کے لیئے اِتنا ہی جان لینا کفایت کرتا ہی کہ خدا حکیم ہی اور حکیم مطلق اپنے کاموں میں غلطی نہیں کرتا اور اگرچہ خدا مختار مطلق ہی لیکن پھر بھی خارجی فاعل کے فعل کو از روے حکمت و مصلحت ہر وقت نہیں روکتا پر اِس حکمت کا جان لینا انسان کی ناقص عقل کے قابو میں نہیں ہی *

اور اِن مطلبوں کی بابت اِس بات سے حق ڈھونڈھنیوالے کو دلجمعی بخوبی تمام حاصل ہوتی ہی کہ خدا کے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ خدا کی خواہش یہہ نہیں کہ آدمی شیطان کے قبضے اور گناہ و بدبختی میں رہے بلکہ یہہ خواہش ہی کہ پھر گناہ سے آزاد و پاک ہوکر پاکیزگی میں خدا کی مانند بن جاے اور ہمیشہ کی نیکبختی حاصل کرلے اور اُس مرتبہ پر بلکہ اس سے بھی زیادہ رتبہ پر پہنچ جاے جو آدم کو بہشت میں حاصل تھا جیسا کہ کتب مقدسہ کے اِن مقاموں میں یعنی موسیٰ کی ۳ کتاب کی ۱۱ فصل کی ۴۴ آیت میں لکھا ہی کہ * میں خداوند تمہارا خدا ہوں چاہیئے کہ تم اپنے تئیں مقدس کرو تاکہ تم مقدس ہوؤ اِس لیئے کہ میں قدوس ہوں * اور متی کی ۵ فصل کی ۴۸ آیت میں لکھا ہی کہ * کامل ہوؤ جیسا تمہارا باپ جو آسمان پر ہی کامل ہی * اور دوسرے قرنتیوں کی ۶ فصل کی ۱۶ آیت میں لکھا ہی کہ * تم تو زندہ خدا کی ہیکل ہو چنانچہ خدا نے کہا ہی کہ میں اُنمیں رہونگا اور اُنمیں چلونگا اور میں اُنکا خدا ہونگا اور وے میرے لوگ ہونگے * اور پہلے پطرس کی ۲ فصل کی ۹ آیت میں مذکور ہی کہ * تم چنے ہوئے خاندان بادشاہی کاہنوں کی جماعت مقدس قوم اور خاص لوگ ہو تاکہ تم اُسکی خوبیاں بیان کرو جسنے تمہیں تاریکی سے اپنی عجیب روشنی میں بلایا * اور پہلے یوحنا کی ۳ فصل کی ۲ آیت میں لکھا ہی کہ * پیارو اب ہم خدا کے

فرزند هیں اوربهه تو ابتک ظاهر نہیں هوتا که هم کیا کچهه هونگے پر هم جانتے هیں که جب وہ ظاهر هوگا هم اُسکی مانند هونگے کیونکه هم اُسے جیسا وہ هی ویسا دیکهینگے * اِس حال میں انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں خوب کهلا کهلی سمجهاتی هیں که آدمی کی پیدایش کا مطلب مقدور بهر خدا کی مانند پاک و کامل هونا هی * ۷ پس انجیل اُن شرطوں میں سے جنہیں هم نے حقیقی الهام کی پہچان کے لیئے دیباچه میں ذکر کیا تیسری شرط کو نہایت کمال کے ساتهه پورا کرتی هی یعنی اُس شرط کے موافق چاهیئے که حقیقی الهام خدا کو پاک اور مقدس بیان کرکے آدمی کے واسطے بهی پاک دلی کا مرتبه بتاوے اوراِس شرط کے پورا هونے سے انجیل کا خدا کی طرف سے هونا ثابت هوتا هی اور سارے مذهبوں کی سب کتابوں سے بهی امتیاز پاکر اُن سے برتر ٹهہرتی هی کیونکه وے تمام مذهب آدمی کی پیدایش کے اُس عمده مطلب سے کچهه بهی خبر نہیں رکهتے هیں اور آدمی کی پاکیزگی کو ایک ظاهری فعل جانکر اُسکے دل کو ناپاکی میں چهوڑتے هیں پر اِس طرح کی پاکیزگی اگرچه آدمی کی نظرمیں پاک معلوم هوتی هی مگر مقدس اور کامل اور عالم خدا کے حضور کچهه چیز نه گنی جائیگی *

اوراِس لیئے که آدمی اُس عمده و عالی مطلب کو پہنچے خدا نے اپنے حکم اسے عنایت کیئے جیسا که موسیٰ کی دوسری کتاب کی ۲۰ فصل کی پہلی سے ۱۷ آیت تک بیاں هی که * خدا نے یے سب باتیں کہیں که خداوند تیرا خدا جو تجهے مصر سے اور غلاموں کے گهر سے نکال لایا میں هوں میرے حضور تیرے لیئے دوسرے خدا نہوینگے اور اپنے لیئے تراش کے مورتیں اور کسی چیز کی صورتیں جو آسمان کے اوپر یا پانی میں زمین کے تلے هی مت بنائیو تو اُنکے آگے خم مت هوجیو نه اُنکی بندگی کیجیو اِس لیئے که میں خداوند تیرا خدا غیور هوں که اپا کی بدکاریوں کی سزا اُنکے لڑکوں کو جو میرا کینه رکهتے هیں اُنکی تیسری اور چوتهی نسل تک

دینیوالا ہوں اور اُن میں سے ہزاروں پر جو مجھے دوست رکھتے ہیں اور میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں رحم کرنیوالا ہوں تو خداوند اپنے خدا کا نام بیجا مت لیجیو کیونکہ خداوند اُسے جو اُسکا نام بیجا لیتا ہی بے سزا نچھوڑیگا روز سبت کو مقدس جان کے یاد رکھیو تو چھہ دن تک محنت اور اپنے سب کام کاجکیو لیکن ساتواں دن خدا اپنے خداوند کا ہی اُسمیں کوئی کچھہ کام نکرے نہ تو اور نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیرا خدمت کرنیوالا اور نہ تیری خدمت کرنیوالی نہ تیری مواشی اور نہ تیرا مسافر جو تیرے دروازہ کے اندر ہی اِس لیئے کہ خداوند نے چھہ دن میں آسمان زمین دریا اور سب کچھہ جو اُن میں ہی بنائے اور ساتویں دن آرام کیا اِس واسطے خداوند نے یوم سبت کو مبارک کیا اور اُسے مقدس ٹھہرایا تو اپنے باپ اور اپنی ماں کو عزت دے تاکہ تیری عمر زمین پر جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہی دراز ہووے تو خون مت کر تو زنا مت کر تو چوری مت کر تو اپنے ہمسائے پر جھوٹھی گواہی مت دے تو اپنے ہمسائے کے گھر کا لالچ مت کر تو اپنے ہمسائے کی جورو اور اُسکے خدمت کرنیوالے اور اُسکی خدمت کرنیوالی اور اُسکے بیل اور اُسکے گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے ہمسائے کی ہی لالچ مت کر × متی کی انجیل میں ۵ فصل کی ۲۱ آیت سے ۲۸ تک لکھا ہی کہ × تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تو خون مت کر اور جو کہ خون کرے عدالت میں سزا کے لائق ہوگا پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہو عدالت میں سزا کے قابل ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو باولا کہے سینڈرین میں سزا کے لائق ہوگا اور جو اُسکو کافر کہے جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا پس اگر تو قربان گاہ میں اپنی نذر لیجاوے اور وہاں تجھے یاد آوے کہ تیرا بھائی تجھسے کچھہ مخالفت رکھتا ہی تو وہاں اپنی نذر قربان گاہ کے سامہنے چھوڑ کے چلا جا پہلے اپنے بھائی سے میل کر تب آکے اپنی نذر گذران جب تک کہ تو اپنے مدعی کے ساتھہ راہ میں ہی جلد اُس سے مل جا تو کہ

مدعی تجھے قاضی کے حوالے کرے اور قاضی تجھے پیادے کے سپرد کرے اور
تو قید میں پڑے میں تجھسے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوڑی کوڑی ادا
نکرے تو وہاں سے کسی طرح نچھوٹیگا تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا
تو زنا نکر پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر
نگاہ کرے وہ اپنے دل میں اُسکے ساتھہ زنا کرچکا سو اگر تیری دہنی آنکھہ
تیرے ٹھوکر کھانے کا باعث ہو اُسے نکال ڈال اور پھینک دے کیونکہ تیرے
انگوں میں سے ایک کا نرہنا تیرے لیئے اُس سے بہتر ہی کہ تیرا سارا بدن
جہنم میں پڑے یا اگر تیرا دہنا ہاتھہ تیرے لیئے ٹھوکر کھانے کا باعث
ہو اُسکو کاٹ ڈال اور پھینک دے کیونکہ تیرے انگوں میں سے ایک کا
نرہنا تیرے لیئے اُس سے بہتر ہی کہ تیرا سارا بدن جہنم میں پڑے یہہ
بھی کہا گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اُسے طلاق نامہ لکھہ دے
پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سواے کسی اَور
سبب سے چھوڑ دیوے اُس سے زنا کرواتا ہی اور جو کوئی اُس عورت سے جو
چھوڑی گئی بیاہ کرے زنا کرتا ہی پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ
تو جھوٹھی قسم نکھہ بلکہ اپنی قسموں کو خداوند کے لیئے پورا کر پر میں
تمہیں کہتا ہوں ہرگز قسم نکھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت
ہی نہ زمین کی کیونکہ وہ اُسکے پانوں کی چوکی ہی اور نہ یروشالم کی
کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہی اور نہ اپنے سر کی قسم کھا کیونکہ تو
ایک بال کو سفید یا کالا نہیں کر سکتا ہی پر تمہاری گفتگو میں ہاں کی
ہاں اور نہیں کی نہیں ہو کیونکہ جو اِس سے زیادہ ہی سو بُرائی سے ہوتا
ہی تم سن چکے ہو کہ کہا گیا آنکھہ کے بدلے آنکھہ اور دانت کے بدلے دانت
پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نکرنا بلکہ جو تیرے دہنے گال پر
طمانچہ مارے دوسرا بھی اُسکی طرف پھیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ عدالت
میں تجھہ پر نالش کرکے تیرا کرتا لے قبا کو بھی اُسے لینے دے اور جو کوئی
تجھے ایک کوس بیگار لیجاوے اُسکے ساتھہ دو کوس چلا جا جو تجھہ سے

کچهه مانگے اسے دے اور جو تجهه سے قرض مانگے اس سے منہه نہ موڑ تم سن چکے هو کہ کہا گیا اپنے پڑوسی سے محبت رکهه اور اپنے دشمن سے عداوت پر میں تمہیں کہتا هوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُنکے لیئے برکت چاهو جو تم سے کینہ رکهیں انکا بهلا کرو اور جو تمہیں دکهه دیوں اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر هی فرزند هوؤ کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر اُگاتا هی اور راستوں اور ناراستوں پر مینہہ برساتا کیونکہ اگر تم اُنهیں کو پیار کرو جو تمہیں پیار کرتے هیں تو تمهارے لیئے کیا بدلا هی کیا محصول لینیوالے بهی ایسا نہیں کرتے هیں اور اگر تم فقط اپنے بهائیوں کو سلام کرو تو کیا زیادہ کیا کیا محصول لینیوالے ایسا نہیں کرتے پس تم کامل هوؤ جیسا تمهارا باپ جو آسمان پر هی کامل هی * اور پهر متی کی ۶ فصل کي پہلي آیت سے ۲۱ تک اور ۳۱ سے آخر تک لکها هی کہ * خبردار تم اپنے نیک کام لوگوں کے سامهنے دیکهانے کے لیئے نکرو نہیں تو تمهارے باپ سے جو آسمان پر هی اجر نملیگا اِسلیئے جب تو خیرات کرے اپنے سامهنے نرهی نہ بجّا جیسا مکار عبادت خانوں اور رستوں میں کرتے هیں تاکہ لوگ اُنکي تعریف کریں میں تم سے سچ کہتا هوں کہ وے اپنا اجر پاچکے پر جب تو خیرات کرے تو چاهیئے کہ تیرا بایاں هاتهه نجانے جو تیرا دهنا هاتهه کرتا هی تاکہ تیري خیرات پوشیدہ رهے اور تیرا باپ جو پوشیدہ دیکهتا هی وہ خود ظاهر میں تجهے بدلا دے اور جب تو دعا مانگے مکاروں کی مانند مت هو کیونکہ وے عبادت خانوں میں اور رستوں کے موڑ پر کهڑے هوکے دعا مانگنے کو دوست رکهتے هیں تاکہ لوگ اُنهیں دیکهیں میں تمسے سچ کہتا هوں کہ وے اپنا بدلا پاچکے لیکن جب تو دعا مانگے اپنی کوٹهری میں جا اور دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں هی دعا مانگ اور تیرا باپ جو پوشیدہ دیکهتا هی ظاهر میں تجهے بدلا دیگا اور جب دعا مانگتے هو غیر قوموں کی مانند بیفائدہ بک بک

نکرو کیونکہ وے سمجھتے ہیں کہ بہت بکنے سے اُنکی سنی جائیگی بس اُنکی مانند نہو کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنا کے پہلے جانتا ہی کہ تمھیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہی اِس واسطے تم اِس طرح دعا مانگو کہ ای ہمارے باپ جو آسمان پر ہی تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آوے اور تیری مرضی کے موافق جیسا آسمان پر ہی زمین پر بھی ہو ہمارے روز کی روٹی آج ہمیں بخش اور جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنا قرض ہمکو بخش دے اور ہمیں آزمایش میں نہ ڈال بلکہ بُرے سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ ہی آمین اس لیئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہی تمہارے قصور معاف کریگا پر اگر تم آدمیوں کے قصور نہ معاف کرو تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور نہ معاف کریگا پھر جب تم روزہ رکھو مکاروں کی مانند اپنا چہرہ اُداس نہ بناؤ کیونکہ وے اپنا منہہ بگاڑتے ہیں کہ لوگ اُنھیں روزہدار جانیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وے اپنا بدلا پاچکے پر جب تو روزہ رکھے اپنا سر چکنا کر اور اپنا منہہ دھو تاکہ تجھے روزے سے آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدہ ہی جانے اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہی ظاہر میں تجھے بدلا دے مال اپنے واسطے زمین پر جمع نکرو جہاں کیڑا اور مورچہ خراب کرتا ہی اور جہاں چور سیندھہ دیکے چوراتے ہیں بلکہ مال اپنے لیئے آسمان پر جمع کرو جہاں نہ کیڑا نہ مورچہ خراب کرتا اور نہ چور سیندھہ دیکے چوراتا ہی کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہی وہیں تمہارا دل بھی لگا رہیگا اور فکر نہ کرو کہ ہم کیا کھائینگے کیا پیئینگے اور کیا پہنینگے کیونکہ اِن سب چیزوں کی تلاش غیر قوم کرتے ہیں اور تمہارا باپ جو آسمان پر ہی جانتا ہی کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو پر تم پہلے خدا کی بادشاہت اور اُسکی راستبازی ڈھونڈھو تو اُسکے سوا یے سب چیزیں بھی تمھیں ملینگی بس کل کی فکر نکرو کیونکہ کل خود اپنی چیزوں کی آپ ہی

فکر کریگا آپ کا دکھہ آپ ہی کے اپنے بس ہی * اور پھر رومیوں کی تمام
۱۲ فصل میں مرقوم ہی کہ * ای بھائیو میں خدا کی رحمتوں کا واسطہ
دیکے تم سے التماس کرتا ہوں کہ تم اپنے بدن خدا کی نذر کرو تاکہ زندہ
قربانی اور مقدس و پسندیدہ ہو کہ یہہ تمہاری عبادت کے موافق ہی اور
اِس جہان کے ہم شکل مت ہو بلکہ اپنے دل کے نئے ہونے سے اپنی شکل
بدل ڈالو تاکہ تم خدا کے اُس ارادے کو جو بہتر اور پسندیدہ اور کامل ہی
بخوبی جانو میں اُس نعمت سے جو مجھے عنایت ہوئی ہی تم میں سے
ہر ایک کو کہتا ہوں کہ اپنے مرتبے سے زیادہ عالی مزاج نہ ہو بلکہ درستی
سے ایسا مزاج رکھو جیسا خدا نے ہر ایک شخص کو اندازے سے ایمان دیا
کیونکہ جیسا ہمارے ایک بدن میں بہت سے انگ ہیں اور ہر انگ کا
ایک ہی کام نہیں ایسے ہی ہم جو بہت سے ہیں ملکے مسیح کا ایک بدن
ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے کے انگ بس ہمنے اُس نعمت کے موافق
جو ہمیں عنایت ہوئی جدا جدا انعام پایا سو اگر وہ نبوت ہی تو ہم
ایمان کے اندازے کے موافق نبوت کریں اور اگر خدمت ہی تو خدمت
میں رہیں اگر کوئی اُستاد ہووے تو تعلیم پر اور نصیحت کرنیوالا نصیحت
میں مشغول رہے اور جو خیرات بانٹنیوالا ہی صاف دلی سے بانٹے اور سردار
کوشش سے سرداری کرے اور رحم کرنیوالا خوشی سے رحم کرے محبت بے ریا
ہووے بدی سے نفرت کرو نیکی سے ملے رہو برادرانہ محبت سے ایک دوسرے
کو پیار کرو عزت کی راہ سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو کوشش میں سستی
نہ کرو روح سے سرگرم ہوؤ خداوند کی بندگی میں رہو اُمید میں خوش
رہو تکلیف میں برداشت کرنیوالے دعا مانگنے پر مستعد رہو مقدسوں کی
احتیاج میں شریک ہوؤ مسافرپروری میں مشغول رہو اُنکے لیئے جو تمہیں
ستاتے ہیں برکت چاہو خیر مانگو لعنت نکرو خوش وقتوں کے ساتھہ خوش
رہو اور رونیوالوں کے ساتھہ روؤ آپس میں ایک سا مزاج رکھو بڑے بڑے خیال
مت باندھو بلکہ غریبوں کے ساتھہ غریبی کرو اپنی دانست میں عقلمند

نہ بنو بدی کے عوض میں کسی سے بدی نکرو اُن کاموں پر جو سب لوگوں
کے نزدیک بھلے ہیں دوراندیش رہو اگر ہوسکے تو مقدور بھر ہر انسان کے
ساتھہ ملے رہو عزیزو اپنا بدلا مت لو بلکہ غصے کی راہ چھوڑ دو کیونکہ یہہ
لکھا ہی کہ خداوند کہتا ہی کہ بدلا لینا میرا کام ہی میں ہی بدلا لونگا
پس اگر تیرا دشمن بھوکھا ہو اُسکو کھلا اگر پیاسا ہو اُسے پانی دے کیونکہ
تو یہہ کرکے اُسکے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگا دیگا بدی کا مغلوب
نہو بلکہ بدی پر نیکی سے غالب ہو * پھر اِسی مکتوب کی ۱۳ فصل کی
۱ و ۲ و ۵ آیتوں سے ۹ تک لکھا ہی کہ * ہرایک شخص حاکموں کے تابع رہے
کیونکہ ایسی کوئی حکومت نہیں جو خدا کی طرف سے نہو اور جتنی
حکومتیں ہیں سو خدا کی طرف سے مقرر ہیں پس جو کوئی حکومت
کا سامہنا کرتا ہی سو خدا کی مقرری بات کا مخالف ہی اور وے جو
مخالف ہیں سو آپ ہی سزا پاوینگے پس تابع رہنا نہ صرف غضب کے
سبب بلکہ نیک نیتی کے واسطے بھی ضرور ہی اِس لیئے تم خراج بھی
دو کہ وے خدا کے خادم ہیں تاکہ اُس کام میں مشغول رہیں پس سب
کا حق ادا کرو جسکو خراج چاہیئے خراج اور جسکو محصول چاہیئے
محصول دو اور جس سے ڈرا چاہیئے ڈرو اور جس کی عزت کیا چاہیئے
عزت کرو سوا آپس کی محبت کے کسی کے قرضدار نرہو کیونکہ جو اَوروں
سے محبت رکھتا ہی اُس نے شریعت کو پورا کیا ہی * پھر پہلے قرنتیوں
کی ۱۳ فصل کی پہلی آیت سے ۱۰ تک لکھا ہی کہ * اگر میں آدمی یا
فرشتوں کی زبانیں بولوں اور محبت نہ رکھوں تو میں ٹھنٹھناتا پیتل یا
جھنجھناتا جھانجھہ ہوں اور اگر میں نبوت کروں اور اگر میں غیب کی
سب باتیں اور سارے علم جانوں اور میرا ایمان پورا ہو یہاں تک کہ پہاڑوں
کو چلاؤں پر محبت نہ رکھوں تو میں کچھہ نہیں ہوں اور اگر میں اپنا
سارا مال خیرات میں دیڈالوں یا اگر میں اپنا بدن دوں کہ جلایا جاے پر
محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھہ فائدہ نہیں محبت صبر اور مہر بخشتی
۱۱ ۱۲

هی محبت ڈاه نهیں کرتی محبت شیخی نهیں کرتی بهولتی نهیں بے موقع نهیں کرتی خود غرض نهیں تند مزاج نهیں بدگمان نهیں ناراستی سے خوش نهیں بلکه راستی سے خوش هی سب باتوں کو پی جاتی هی سب کچهه باور کرتی هی سب چیز کی اُمید رکهتی هی سب کی برداشت کرتی هی محبت کبهی جاتی نهیں رهتی اگر نبوتیں هیں تو موقوف هونگی اگر زبانیں هیں تو بند هو جائینگی اگر علم هی تو لا حاصل هو جائیگا کیونکه همارا علم ناقص هی اور هماری نبوت ناتمام پر جب کمال حاصل هوگا تو ناقص نیست هو جائیگا * اور پهر افسیوں کی ۵ فصل کی پهلی آیت سے ۲۱ تک لکها هی که * تم عزیز فرزندوں کی طرح خدا کے پیرو هو اور محبت کے طور پر چلو جیسے مسیح نے بهی هم سے محبت کی خوشبو کے اپنے همارے عوض میں اپنے تئیں خدا کے آگے نذر اور قربان کیا اور حرامکاری اور هر طرح کی ناپاکی اور لالچ کا تم میں ذکر تک نهو جیسا مقدس لوگوں کو مناسب هی اور بے شرمی اور بیهوده بات یا ٹهٹهے باری جو نا مناسب هی نهووے بلکه بیشتر شکر گذاری کیونکه تم اُس سے واقف هو که کوئی حرامکار یا ناپاک اور لالچی جو بت پرست هی مسیح اور خدا کی بادشاهت کا وارث نهیں هی کوئی تمکو بیهوده باتوں سے بهلاوا ندے کیونکه ایسی باتوں کے سبب خدا کا غضب نافرمان برداروں پر پڑتا هی پس تم اُنکے شریک نهو کیونکه تم آگے تاریکی تهے پر اب خدا میں هوکے نور هو تم نور کے فرزندوں کی طرح چلو اِس لیئے که نور کا پهل کمال خوبی اور راستبازی اور سچائی هی اور دریافت کرو که خداوند کو کیا خوش آتا هی اور تاریکی کے لا حاصل کاموں میں شریک مت هو بلکه بیشتر اُنکو ملامت کرو کیونکه اُنکے پوشیده کاموں کا ذکر بهی کرنا شرم هی اور ساری چیزیں جو ملامت کے لایق هیں روشنی سے ظاهر هوتی هیں کیونکه هر ایک چیز جو روشن کرتی روشنی هی اس لیئے وه کهتا هی ارے او تو جو سوتا هی جاگ اور مردوں میں سے اُٹهه که مسیح تجهے روشن کریگا پس خبردار تم دیکهه بهال

کے جلو نادانوں کی طرح نہیں بلکہ داناؤں کی مانند وقت کو غنیمت جانو کیونکہ دن بُرے ہیں اِس واسطے تم بے تمیز نہ رہو بلکہ سمجھو کہ خداوند کی مرضی کیا ہی اور شراب پیکے متوالے نہو کہ اُس میں خرابی ہی بلکہ روح سے بھر جاؤ اورآپس میں زبور اور گیت اور روحانی غزلیں گایا کرو اور اپنے دل میں خداوند کے لیئے گانے بجاتے رہو اور سب باتوں میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام سے خدا باپ کے ہمیشہ شکرگذار رہو اور خدا کے خوف سے ایک دوسرے کی فرمان برداری کرو * اور پھر کلسیوں کی تمام ۳ فصل میں اور ۱۰ فصل کی پہلی آیت میں لکھا ہی کہ * اگر تم مسیح کے ساتھہ جی اُٹھے ہو تو آسمانی چیزوں کی تلاش میں رہو جہاں مسیح خدا کے داہنے بیٹھا ہی آسمانی چیزوں سے دل لگاؤ نہ اُن چیزوں سے جو زمین پر ہیں کیونکہ تم مر گئے ہو اور تمھاری زندگی مسیح کے ساتھہ خدا میں پوشیدہ ہی جب مسیح جو ہماری زندگی ہی ظاہر ہوگا اُسکے ساتھہ تم بھی جلال سے ظاہر ہو جاؤگے اِس واسطے تم اپنے انگوں کو جو زمین پر ہیں یعنی حرامکاری اور ناپاکی اور شہوت اور بری خواہش اور لالچ کو جو بت‌پرستی ہی مار ڈالو اِنہیں کے سبب سے خدا کا غضب نافرمان بردار فرزندوں پر پڑتا ہی اور آگے جب تم اُن کے بیچ جیتے تھے تم بھی اُنکی راہ پر چلتے تھے پر اب تم اِن سب کو بھی یعنی غصے اور غضب اور بدی اور بدگوئی اور بد زبانی کو اپنے منہہ سے نکال پھینکو ایک دوسرے سے جھوٹھہ بولو کیونکہ تم نے پرانی انسانیت کو اُسکے فعلوں سمیت اُتار پھینکا اور نئی انسانیت کو جو معرفت میں اپنے پیدا کرنیوالے کی صورت کے موافق نئی بن رہی ہی پہنا ہی وہاں نہ یونانی ہی نہ یہودی نہ ختنہ نہ نامختونی نہ بربری نہ اسقوطی نہ غلام نہ آزاد پر مسیح سب کچھہ اور سب میں ہی پس خدا کے چنے ہوؤں کی مانند جو پاک اور پیارے ہیں دردمندی اور مہربانی اور فروتنی و خاکساری اور برداشت کا لباس پہنو اور اگر کوئی کسی پر دعویٰ رکھتا ہو تو ایک دوسرے کی برداشت کرے اور

ایک دوسرے کو بخشے جیسا مسیح نے تمھیں بخشا ویسا ھی تم بھی کرو اور
اِن سب کے اوپر محبت کو پہن لو کہ وہ کمال کا کمربند ھی اور خدا کی
سلامتی جسکی طرف تم ایک تن ھوکر بلائے گئے تمھارے دلوں پر حکومت
کرے اور تم شکرگذار رھو مسیح کا کلام تم میں بہتایت سے رھے اور تم ایک
دوسرے کو کمال دانائی سے تعلیم اور نصیحت کرو اور زبور اور گیت اور
روحانی غزلیں شکرگذاری کے ساتھہ خداوند کے لیئے دلوں سے گاؤ اور جو
کچھہ کرتے ھو کلام اور کام سب کچھہ خداوند یسوع کے نام سے کرو اور اُسکے
وسیلے سے خدا باپ کا شکر بجالاؤ ای عورتو جیسا خداوند میں مناسب
ھی اپنے اپنے خصم کی فرمان برداری کرو ای مردو اپنی جوروؤں کو پیار
کرو اور اُن سے کڑوے نہو ای لڑکو تم اپنے ما باپ کے ھر ایک بات میں
فرمان بردار رھو کہ خداوند کو یہی پسند ھی ای لڑکے بالے والو اپنے لڑکوں
کو دق مت کرو نہووے کہ وے آزردہ ھو جاویں ای نوکرو تم اُنکے جو دنیا
میں تمھارے خاوند ھیں سب باتوں میں فرمان بردار رھو نہ خوشامدی
لوگوں کی مانند دکھانے کو نہیں بلکہ صاف دل سے خدا ترسوں کی طرح
اور جو کچھہ کرو سو جی سے ایسا کرو جیسا خداوند کے لیئے کرتے ھیں نہ
کہ آدمیوں کے لیئے کہ تم جانتے ھو کہ تم خداوند سے بدلے میں میراث
پاؤگے کیونکہ تم خداوند مسیح کی نوکری بجا لاتے ھو پر وہ جو بُرا کرتا ھی
وہ اپنے کیئے کے موافق بُرائی کماویگا اور طرفداری نہیں ھی ای خاوندو
نوکروں کے ساتھہ عدل اور انصاف کرو یہہ جانکر کہ تمھارا بھی ایک خاوند
آسمان پر ھی * * بعضے مسلمان گمان کرتے ھیں کہ گویا انجیل میں کچھہ
امر و نہی نہیں ھی اِس لیئے ھم نے یہ آیتیں تفصیلوار بیان کردیں
اِنکے مضامین سے صاف ظاھر ھی کہ یے احکام صرف روحانی اور باطنی
مطالب کو جو بالکلیہ خدائے مقدس کے لائق ھیں بیان کرتے چنانچہ وے
سب حکم آدمی کے دل اور چال چلن کے نیک اور پاک ھونے سے علاقہ
رکھتے ھیں پوشیدہ نرھے کہ اَور مذھبوں کے اکثر احکام صرف ظاھری آداب

سے منسوب هیں اور اِسی واسطے خدا کے نزدیک ناپسند اور آدمي کے لیئے بیفائدہ هیں اور انجیل کے احکام اِس جهت سے کہ صرف باطني اور آدمی کے دل اور چال چلن نیک هونے کے لیئے مخصوص هیں تو سارے مذهبوں پر فضیلت و برتری رکهتے هیں اور اِس سے بهی ثابت هوتا هی که یے حکم آدمی کے حکم نهیں بلکہ خدا کے حکم هیں * اور یے سب حکم اِس ایک حکم میں جمع هیں جو متي کی ۲۲ فصل کي ۳۷ اور ۳۹ آیتوں میں لکها هی کہ * خداوند کو جو تیرا خدا هی اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری سمجهه سے پیار کر اور اپنے پڑوسي کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو * یعني چاهیئے کہ تیرا مطلب اور مقصد و خواهش همیشہ خدا هو اور اُسی میں جمع هوکے اُس سے ملا رهے اِس طرح پر کہ تیری عقل اور روح و بدن کي ساری قوتیں عمر بهر هر روز و هر دم اور هر لحظہ خدا کے ارادے کے موافق مصروف و متحرک رهیں اور پهر یہه کہ جس طرح اپنی بهلائي اور خیر و خوشوقتي چاهتے هو ایسے هی اپنے مقدور بهر اپنے همسائے کي بهي نیکي اور خوشوقتی چاهو خواه وہ دوست هو خواه دشمن تاکہ تم مسیح کے اُس کلام کو پورا کرو جو متی کي ۷ فصل کی ۱۲ آیت میں لکها هی کہ * جو کچهہ تم چاهتے هو کہ لوگ تمهارے ساتهہ کریں ویساهی تم بهی اُن سے کرو * اور یے احکام آدمي کو خدا سے ملاکر اور پڑوسی کا بهی دوست بناکر اُسے حقیقی پاکیزگي اور همیشہ کي خوشحالی کو پهنچاتے هیں اور خدا اور پڑوسی کو پیار کرنے کا حکم جو خدا نے اپنے کلام میں بیان کیا هی وهی شریعت و حکم هی جسے خدا نے هر ایک آدمی کے دل اور انصاف میں بهی مقرر کر دیا هی صرف اِتنا تفاوت هی کہ آدمي کے دل میں ویسا ظاهر نهیں جیسا کہ انجیل میں هی اِس صورت میں هر چند آدمي کتب مقدسہ کي شریعت سے خبردار نہو پهر بهي بے شرع نهیں هی کیونکہ خدا اور همسائے کے پیار کرنے کا حکم و شریعت خدا کي طرف سے هر ایک آدمي کے دل میں ایسي نقش هی کہ هرگز مٹتی نهیں

چنانچہ وہ بھي اگر اپنی اُس شریعت دلی پر متوجہ ہو تو حکم مذکور سے تھوڑا بہت خبردار ہو سکتا ھی اِس حال میں بت‌پرستوں کے دل میں بھي باوجودیکہ اُنکي دینی کتابیں جھوٹھی ھیں تو بھي خدا کي طرف سے ایک شریعت ھی کہ خدا اُسپر عمل کرنے اور نہ کرنے کے واسطے اُن سے حساب لیگا اور جب وے بھي اپنی دلي شریعت کو پورا نہیں کرتے تو اِس سبب سے خدا کے حضور اپنے تئیں ناکارہ اور تقصیروار اور گنہگار اور نجات دینیوالے کا محتاج معلوم کرسکتے ھیں *

لیکن تا آدمی اُس پاکي اور اُس عالی مرتبہ کو حاصل کرے جو خدا کی طرف سے اُسکے لیئے مقرر ھوا ضرور ھی کہ کسی حکم میں قصور نکرے کیونکہ یعقوب کے مکتوب کی ۲ فصل کی ۱۰ آیت میں لکھا ھی کہ * جو ساري شریعت کو مانتا اور ایک بات کو ٹالتا ھی تو وہ ساري باتوں کا گنہگار ھوا * پھر گلتیوں کي ۳ فصل کی ۱۰ آیت میں مذکور ھی کہ * جو کوئی اِن سب باتوں کے کرنیے پر کہ شریعت کي کتاب میں لکھی ھیں قائم نہیں رھتا لعنتی ھی * پس خداوند مقدس کے حضور یہہ مقبول نہوگا کہ آدمي صرف اُسکے بعضے حکموں کو مانے بلکہ ضرور ھی کہ جو شخص خدا کی رضامندی حاصل کرنیے کي فکر میں ھی اُسکے احکام کو ایسا پورا کرے کہ اُنمیں سے کسی بات میں کچھہ قصور نہو نہیں تو جو شخص کہ قصور کرتا ھی اگرچہ اُنمیں سے صرف ایک ھی بات میں قصور کیا ھو تو بھی ملعون ھی یعنی خدا کے غضب میں گرفتار ھوگا لیکن درحالیکہ خدا کے کلام کے موافق اور انصاف کي گواھی کے بلحاظ سب آدمی گنہگار ھیں پس ایسا شخص کہاں پائیے جسنے خداوند کے حکموں کو ایسا پورا کیا ھو کہ کبھی اُنمیں ایک بات کي بھي کوتاھی نہوئی ھو اور ایسا شخص کہاں ھی جو ھمیشہ اپنے سارے دل اور اپنی ساری قدرت اور اپنے سارے خیال سے خدا کو اور اپنے پڑوسی کو اپنی مانند پیار کرکے اُسکے ساتھہ ایسا چال چلن رکھے جو اپنے حق میں آشنا سے اُمید رکھتا ھی اور ایسا شخص کہاں ھی جسنے

کبھی کوئی بُرا کام نکیا ہو یا ایک ایسی بات جو مقدس خدا کے نزدیک بُری ہی نہ کہی ہو اور ایسا شخص کہاں ہی جسکے دل میں کبھی کوئی بُری اور ناپاک خواهش اور بیجا حرکت نہ سمائی ہو بس اِس حال میں مجھے اور تجھے بلکہ سب لوگوں کو لازم ہی کہ خداوند کے سامھنے اقرار کریں کہ ہم سب قصوروار اور گنہگار ہیں اور وہ نیکی و پاکی کی حالت جو تیرے سامھنے ہمیں چاهیئے ہم میں نہیں ہی اِس لیئے وے سزائیں جو خدا نے اپنے حکموں کے نماننے والوں کے لیئے مقرر کی ہیں سب لوگوں پر بلکہ میرے اور تیرے واسطے بھی ہونگی کیونکہ یہہ نہیں ہو سکتا کہ خداے عادل و صادق اپنے کلام کے برخلاف کرے اور اپنا وعدہ و وعید پورا نکرے *

اور وہ سزا جسکا خدا نے گنہگاروں کے لیئے وعدہ کیا ہی خدا کے کلام میں اُسکا اِس طرح پر ذکر ہی جیسا کہ مسیح نے متی کی ۱۲ فصل کی ۳۶ آیت میں کہا ہی کہ * میں تم سے کہتا ہوں کہ لوگ ہر ایک بیہودہ بات جو کہتے ہیں عدالت کے دن اُسکا حساب دینگے * پھر کلسیوں کی ۳ فصل کی ۲۵ آیت میں لکھا ہی کہ * وہ جو بُرا کرتا ہی وہ اپنے کیئے کے موافق بُرائی کماویگا اور طرفداری نہیں ہی * پھر رومیوں کی پہلی فصل کی ۱۸ آیت میں لکھا ہی کہ * آدمی کی تمام بے دینی اور ناراستی پر خدا کا غضب آسمان سے ظاہر ہی * اور اِسی مکتوب کی ۲ فصل کی ۸ و ۹ آیتوں میں مرقوم ہی کہ * اُن پر جو فسادی اور سچائی سے مخالف اور ناراستی کے تابع ہیں قہر اور غضب ہوگا بلکہ ہر ایک آدمی کی جان جو بُرائی کرتا ہی مصیبت اور عذاب میں پڑیگی پہلے یہودی پھر یونانی کی * پھر دوسرے تسلونیقیوں کی پہلی فصل کی ۹ آیت میں لکھا ہی کہ * وے (یعنی وے لوگ جو خدا کو نہیں پہچانتے اور انجیل کو نہیں مانتے) خداوند کے چہرہ سے اور اُسکی قدرت کے جلال سے ابدی ہلاکت کی سزا پاوینگے * اور قیامت کے دن مسیح کے قول کے موافق جو متی کی

۲۵ فصل کی ۴۱ آیت میں لکھا هی بدکاروں سے کہا جائیگا کہ * ای ملعونو میرے سامہنے سے اُس همیشه کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اُسکے لشکر کے لیئے تیار کي گئي هی * پس یہہ وہ حصہ هی جو خدا سے برکنار هونے اور اُسکے حکموں کے نماننے سے تونے اور میں نے اور سب آدمیوں نے اپنے واسطے حاصل کیا اور هم اُسکے لائق هوئے هیں کیونکہ هم گنہگاروں اور ناپاکوں سے کس طرح هو سکتا هی کہ پاک اور مقدس خدا سے نزدیکی ڈهونڈهیں اور کیونکر ممکن هی کہ ناپاک و گنہکار آدمی عادل و مقدس خدا کو پسند آوے اور اُسکے حکموں کا نماننا اُسے اچھا معلوم هو اگرچہ یہہ بات ظاهر هی کہ خدا کي محبت بے حد و بے شمار اور اُسکي رحمت کا دریا بے کنار هی لیکن اِسي طرح اُسکی عدالت اور پاکیزگي بهي بیحد هی اور اُسکے قہر و غضب کا بهي شمار نہیں اِس حال میں محال هی کہ بدی و بدکاري خدا کو پسند آوے بلکہ لازم هی کہ پاک اور مقدس خدا گناہ کی ضد هو اور اپني عدالت کے بموجب گنہگاروں کو سزا دیوے اور گناہ سے اپنی ناخوشی و نفرت ظاهر کرے پس عجب جهوتها خیال هی اگر کوئی ایسا سوچے اور آپ کو اِس دهوکها دینیوالی اُمید پر تسلی دے کہ خدا اپنی رحمت پر نظر کرکے بے سزا دیئے اور بغیر بدلا لیئے همارے گناہ بخش دیگا ای اپنے دل کے فریب دینیوالے خدا ایسا کام هرگز نکریگا کس طرح هو سکتا هی کہ عادل و حکیم خدا اپنی پاکیزگی اور عدالت کے برخلاف کام کرے اور درحالیکہ خدا اپنی شریعت سے عدول کرنیوالے کی سزا نہ کرتا تو البتہ اپنے عہد کا توڑنے والا اور اپنی عدالت کا مخالف هوتا * * اور خدا کی مہرباني کے تقاضا سے بهي یہی لازم آتا هی کہ خداے تعالی گنہگاروں کو بے سزا دیئے نچهوڑے اِس سبب سے کہ آدمی جس وقت جانے کہ خدا نافرمان برداروں کو سزا ندیگا تو پهر اُن حکموں کو جو خدا نے صرف اپنی مہربانی سے آدمی کی نیکبختی کے لیئے عنایت کیئے هیں نگاہ نرکهیگا بلکہ روز بروز آگے سے اور زیادہ گناہ کے دریا میں ڈوب کر

دم بدم بدحال و بدبخت ہوتا جائیگا اور دیکھو اگر شریعت سے عدول
کرنیوالے کے لیئے کچھہ سزا نہوتی تو وہ شریعت کس مصرف کی ہوتی اور
اگر گنہگار دینداروں کی مانند خدا کی درگاہ میں مقبول ہوتا تو نیک
و بد میں کیا فرق رہتا بس اِن دلیلوں سے صاف ظاہر ہی اور خدا کے کلام
سے بھی بخوبی معلوم ہوتا ہی جیسا کہ بیان ہوا کہ خدائے تعالیٰ گنہگاروں
کو سزا دیگا اِس حالت میں یا تو ضرور پڑا کہ ہم اپنے گناہوں کی سزا پاکر
ہمیشہ ہلاکت میں رہیں یا کوئی ایسی راہ ہمیں ملے جس سے منزل
نجات کو پہنچیں *

اِس حال میں یہہ سوال لازم آتا ہی کہ کیا آدمی آپ اپنے تئیں
گناہوں کی سزا سے نجات دے سکتا ہی اور ایک ایسی تدبیر و کفارہ پیدا
کر سکتا ہی جو مقدس و عادل خدا کے سامھنے مقبول اور گناہوں کی معافی
کا سبب ہو اور خدا کی رضامندی اپنے شامل حال کرے پوشیدہ نرہے کہ
آدمی کو محال ہی کہ ایسا کوئی کام یا کوئی ثواب حاصل کرے جو گناہوں
کا بدلا اور کفارہ ہو کیونکہ "ممکن نہیں ہی کہ آدمی خدا کے حکموں کو
جس طرح کہ مقدس کتابوں میں بیان ہوئے ہیں بالکل پورا کرے اور یہہ
بھی نہیں ہو سکتا کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرکے پھر کسی طرح گناہ میں
نپڑے کیونکہ خدا کے کلام بموجب صرف بُرے کام ہی گناہ نہیں ہیں بلکہ
نالائق بات بُری فکر بد خواہش بھی گناہ ہیں اور ایسا کون ہی جس کے
دل میں نالائق فکر اور بُری خواہش کبھی نہو بس درحالیکہ آدمی
واجبات کو پورا نہیں کر سکتا پھر اُس سے کیونکر ہو سکتا ہی کہ واجبات
سے زیادہ کام کرکے ایسا ثواب حاصل کرے کہ اُسکے گناہ کا بدلا اور کفارہ ہو
اور اگر فرض کریں کہ کسی آدمی نے اپنی تمام عمر کبھی خدا کے حکموں
سے تجاوز نکیا ہو تو بھی اُس سے زیادہ جو اُسپر واجب ہی نہیں کیا اِس
صورت میں خدا کے حضور سے کچھہ ثواب کا مستحق نہوگا بلکہ مسیح کے
قول کے موافق جو لوقا کی ۱۷ فصل کی ۱۰ آیت میں لکھا ہی چاہیئے

کہ اقرار کرے کہ ہم نالائق بندے ہیں کیونکہ جو ہمپر کرنا واجب تھا وہي کیا الحاصل واجبات سے زیادہ آدمی سے ہونا ممکن نہیں کیونکہ خدا کے کلام بموجب اُسپر واجب ہی کہ اپنی عمر بھر تمام روحاني اور بدني قوتوں سے خدا کی بندگي اور فرمانبرداري هي میں رهے بس اِس صورت میں آدمي کو نہ کچھہ فرصت و قدرت باقي رهتي هی اور نہ کوئی وقت ملتا هی کہ واجبات سے زیادہ عمل میں لاوے اور اپنے لیئے کچھہ ثواب حاصل کرے جو اُسکے گناہ کا بدلا اور کفارہ هو اور اگر کوئي شخص غرور کي راہ سے ایسے جھوتھے خیال میں پڑے کہ گویا اُس سے زیادہ جو خدا نے مجھہ پر واجب کیا تھا عمل میں لایا هوں تو بھلا ایسا آدمي کیونکر جانیگا کہ میرا عمل خداوند کے سامھنے میرے گناهوں کے کفارہ کو کافي اور قبول هوگا یا نہیں بهر صورت اِس بات میں ایسا آدمي همیشہ شک اور تردد میں رهیگا بس جو طریق کہ آدمی نے خود رائي سے اپنے گناهوں کي سزا سے نجات پانے کو پسند و اختیار کیا هی وہ هرگز اُسے نجات کي منزل پر نہ پہنچائیگا اور اگر کوئي ایسا خیال کرے کہ توبہ گناہ کا کفارہ هوگا تو پہلے اُسکو یہہ جاننا چاهیئے کہ توبہ بھی واجبات کی قسم سے هی اور اِس باعث سے توبہ بھي ثواب یا کفارہ نہیں هوسکتی دوسرے یہہ بھي جان لے کہ انجیل میں صاف صاف بیان هوا هی کہ خدا فقط توبہ کے وسیلہ سے گناہ کي سزا معاف نہیں کرتا الحاصل اِن دلیلوں کے بموجب هرگز اُمید نہیں هی کہ انسان اپنے گناهوں کی سزا سے اپنے تئیں چھوڑا سکے بس اگر کوئي ایسا نجات دینیوالا نملے جو آدمی کو گناہ کي سزا سے نجات بخشے اور آدمي کے واسطے گناہ کا کفارہ حاصل کرے تو خدا کا غضب همیشہ آدمي پر رهیگا اور وہ همیشہ خدا سے جدا رهکر ابدی هلاکت میں پڑیگا * * لیکن ایسا نجات دینیوالا جو گنهگاروں کے لیئے ایک ایسا کفارہ و فدیہ عمل میں لاوے کہ عادل و مقدس خدا کا مقبول اور سب کی خلاصي اور نجات کا باعث هو چاهیئے کہ اِس طرح کا نجات دینیوالا

آدم‌زاد کي قسم سے نہو کیونکہ آدمي سب کے سب گنہگار هیں سو گنہگار گنہگار کو کس طرح سے نجات دے سکیگا اور ۴۹ زبور کي ۷ و ۸ آیت میں بهي صاف بیان هوا هي کہ * کسي کي مجال نہیں کہ اپنے بھائی کا فدیہ یا اُسکا کفارہ خدا کو دیوے کہ اُن جانوں کا فدیہ بھری هي بہہ ابد تک ادا نہوگا * بس لازم آیا کہ وہ نجات دینیوالا بے گناہ و پاک اور کامل و مقدس هو یہاں تک کہ آدمي سے برتر و اعلیٰ هو اور ایسا نجات دینیوالا جو ایسے مرتبہ اور صفتوں میں هو کہ گناہ کا کفارہ اور نجات حاصل کرنا اُسے ممکن هي انجیل میں بیان هوا اور بتایا گیا اور وہ یسوع مسیح هی اور انجیل میں صاف کہا هي کہ یسوع مسیح نے اپني نیکی اور کمال و ثواب اور موت کے سبب عادل و مقدس خدا کے سامھنے ایسا کفارہ اور قرباني گذرانی هي کہ خدا اُسکے سبب بندوں کے تمام گناهوں سے در گذرنا اور اپني رضامندي اُسکے شامل حال کرتا هي * ابدي اور مقدس و رحیم خدا کا همیشہ شکر هو جسنے اپني بیحد محبت کے سبب ایسي خلاصي و نجات یسوع مسیح کے واسطہ سے گنہگاروں کے لیئے مقرر کي هي *

تیسري فصل

اُس نجات کے بیان میں جو مسیح کے وسیلہ سے عمل میں آئی

اُس نجات کو انجیل کی آیتوں سے جس طرح برکہ اُن میں بیان هوئي هي ویسے هي هم مرقوم کرینگے لیکن ای اِس رسالہ کے پڑھنیوالے اگر خدا کا یہہ عمدہ کام جو اُسکي حکمت و محبت اور مہرباني و عدالت کو مقدور بھر بیان اور ظاهر کرنا هي تیری انساني عقل میں نہ سماوے اور درک و

دریافت میں نہ آسکے تو تعجب مت کر کیونکہ خدا اپنے سب امور اور
اپنی ذات پاک میں بھی آدمیوں کے واسطے ایک پوشیدہ خدا هی اور
انسان اُسکی ذات پاک اور اُسکے امر سے صرف اُتنا هي جانتا اور سمجھتا
هي جتنا خدا نے ظاهر کرنا فایدہ مند جانا اور جس طرح که خدا آدمیوں
سے برتر اور اُسکی معرفت و حکمت انسان کی معرفت اور حکمت سے
بلندتر هي اُسی طرح اُسکے کام بھی میری اور تیری بلکه سب کي فکر سے
برتر اور عمیق هیں پس اگر خدا کي الهامي کتابوں میں ایسے مطلب پائے
جاویں جنکے دریافت کرنے میں آدمي عاجز هو تو کچھ تعجب نہیں اور
یہہ بات الهامي کتابوں کے نقصان کا سبب نہیں بلکه ایک نشان هی لایدرک
خدا کے عمل هونے کا * * اور وہ نجات جسے خدا نے اپنی نہایت حکمت
اور محبت سے گنہگاروں کے واسطے یسوع مسیح کي معرفت موجود کیا هي
سو مقدس کتابوں میں یوں بیان هوئي جیسا که انجیل میں یوحنا کي
۳ فصل کي ۱۶ آیت میں لکھا هي که * خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا که
اُسنے اپنا اِکلوتا بیٹا بخشا تاکه جو کوئی اُسپر ایمان لاوے هلاک نہو بلکه
همیشه کي زندگي پاوے * اور پہلے یوحنا کي ۴ فصل کي ۹ آیت میں بھی
لکھا هی که * خدا کي محبت جو هم سے هی اِس سے ظاهر هوئي که خدا
نے اپنے اِکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا تاکه هم اُسکے سبب سے زندگي
پاویں * اور پھر لوقا کي ۱۹ فصل کی ۱۰ آیت میں لکھا هی که * آدمي کا
بیٹا آیا هي که کھوئے هوئے کو ڈھونڈھے اور بچاوے * اور پھر پہلے تیموتیوس
کی پہلي فصل کي ۱۵ آیت میں لکھا هی که * یہہ دیانت کي بات اور
بالکل پسند کے لائق هی که مسیح یسوع گنہگاروں کے بچانے کو دنیا میں آیا
* اور پھر پہلے یوحنا کي ۲ فصل کي ۲ آیت میں مذکور هی که * یسوع
مسیح همارے گناهوں کا کفارہ هي فقط همارے گناهوں کا نہیں بلکه تمام دنیا
کے * اور پھر دوسرے قرنتیوں کي ۵ فصل کي ۱۹ و ۲۱ آیت میں لکھا هی
که * خدا نے مسیح میں هوکے دنیا کو اپنے ساتھہ یوں ملالیا که اُسنے اُنکی

تقصیروں کو اُن پر حساب نکیا اور میل کا کلام همیں سونپا کیونکہ اُسنے اُسکو جو گناہ سے واقف نہ تھا همارے بدلے گناہ ٹھہرایا تاکہ هم اُسکے سبب راستبازي الهي ٹھہریں * اور پھر پہلے پطرس کي ۲ فصل کي ۲۴ آیت میں مرقوم هي کہ * اُسنے (یعني یسوع مسیح نے) آپ اپنے بدن پر همارے گناهوں کو صلیب پر اُٹھالیا تاکہ هم گناهوں سے چھوٹ کے راستبازي میں گذران کریں اُن کوڑوں کے زخم سے جو اُسپر پڑے تم چنگے هوئے * پھر افسیوں کي پہلی فصل کي ۴ آیت میں هی کہ * اُسنے همکو دنیا کي پیدایش کے پیشتر اِسکے لیئے چن لیا کہ هم اُسکے حضور محبت میں پاک اور بے عیب هوویں *

اُس نجات کي بابت جو خدا نے اپني مصلحت اور مہرباني کے سبب ازل سے برقرار کي هی پیغمبروں کي معرفت ابتدا سے خبر دي اور ظاهر کر دیا کہ یہہ نجات دینیوالا کس فرقے اور کس خاندان سے اور کس وقت اور کس طرح آویگا اور اُسکا کیا مرتبہ هوگا اور کس راہ سے نجات کو حاصل کریگا چنانچہ وے لوگ جو یسوع مسیح سے پہلے دنیا میں تھے اور اُن وعدوں سے جو اُسکے حق میں دیئے گئے خبردار تھے اُسکے آنیوالے اور اُس نجات کے واسطے جو اُسکے وسیلے حاصل هوني کو تھي بہت خوش اور اُمیدوار تھے اور همارے پہلے باپ یعني آدم کو اُس نجات دینیوالے کي بابت خدا کي طرف سے اِس طرح خبر دي گئي کہ وہ ایسا شخص هوگا کہ سانپ کے یعنی شیطان کے سرکو کچلیگا حاصل مطلب یہہ هي کہ وہ آنیوالا نجات دهندہ آدمیوں کو شیطان اور گناهوں سے نجات دیگا جیسا کہ موسیٰ کي پہلي کتاب کي ۳ فصل کي ۱۵ آیت میں لکھا هی کہ * میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور اُسکي نسل کے درمیان دشمني ڈالونگا وہ تیرے سر کو کُچلیگي اور تو اُسکي ایڑي کو کاٹیگا * اور پھر اُس نجات دینیوالے کي بابت خدا نے ابراهیم سے وعدہ کیا کہ تیری نسل سے ایک ایسا بزرگ شخص پیدا هوگا کہ اُسکے سبب دنیا کي تمام قومیں برکت

اور نجات پاوینگي جیسا که موسیٰ کي پہلي کتاب کي ٢٢ فصل کي ١٨ آیت میں لکھا هی که * تیری نسل سے زمین کي ساري امتیں برکت پاوینگي * اور ابراهیم کي اُس نسل سے جسکے سبب زمین کي ساری اُمتیں برکت پاوینگي مسیح مراد هي چنانچه انجیل سے یعني گلتیوں کي ٣ فصل کي ١٤ و ١٦ آیت سے معلوم هوتا هی * * اور پھر خدا نے اِسی نجات دینیوالے کي بابت موسیٰ کو خبر دی هی که وہ بڑا پیغمبر هوگا که خدا اُسکو بني اسرائیل کے فرقے سے ظاهر کریگا اور وہ خدا کے حکم اور طریق لوگوں کو سکھلاویگا جیسا که موسیٰ کی پانچویں کتاب کي ١٨ فصل کی ١٨ و ١٩ آیتوں میں لکھا هی که * میں اُنکے لیئے اُنکے بھائیوں میں سے تجھسا ایک نبي قائم کرونگا اور اپنا کلام اُسکے مُنہه میں ڈالونگا اور جو کچھه میں اُسے فرماؤنگا وہ اُنسے کہیگا اور ایسا هوگا که جو کوئي میري باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکے کہیگا نه سنیگا تو میں اُس سے مطالبه کرونگا * * اور پھر خدا نے داؤد پیغمبر کو جتایا هي که یهه نجات دینیوالا تیری اولاد سے ظاهر هوگا اور وہ همیشه بادشاهی کریگا جیسا که دوسرے سموئیل کي ٧ فصل کي ١٢ و ١٣ آیتوں میں مرقوم هی که * جب تیرے دن پورے هوئیے اور تو اپنے باپ دادوں کے ساتهه سو رهیگا تو میں تیرے بعد تیرے تخم کو جو تیري صلب سے هوگا برپا کرونگا اور اُسکي سلطنت کا بندوبست کرونگا اور وہ میرے نام کا ایک گھر بناویگا اور میں اُسکي سلطنت کا تخت ابد تک قائم کرونگا * اور اِسي کی بابت یرمیا کي ٢٣ فصل کي ٥ و ٦ آیتوں میں بھي ذکر هی که * دیکھه وے دن آتے هیں خداوند کہتا هی که میں داؤد کے لیئے صادق شاخ اُٹھاؤنگا اور بادشاہ بادشاهي کریگا اور اقبالمند هوگا اور عدالت و صداقت زمین پر کریگا اُسکے دنوں میں یهوداہ نجات پاویگا اور اسرائیل سلامتي میں سکونت کریگا اور اُسکا نام یهه رکھا جائیگا خداوند هماري صداقت * * اور پھر اُس نجات دینیوالے کے حق میں خدا کي طرف سے یشعیاہ نبي کو الهام هوا جیسا که اُسنے ٩ فصل کي ٥ و ٦

آیتوں میں بیان کیا هی که * همارے لیئے ایک فرزند تولد هوتا اور همکو ایک پسر بخشا جاتا اور سلطنت أسکے کاندهے پر هی اور وه اِس نام سے کهلاتا هی عجیب مصلح خداے قادر ابّ ابدیّت شاه سلامت که سلطنت کا اِقبال اور سلامت کا دوام داؤد کے تخت پر اور أسکي مملکت پر هووے که وه أسکا بندوبست کرے اور اب سے ابد تک عدالت اور صداقت سے أسے قیام بخشے رب الافواج کي غیوری یهه کریگي * * اور پهر یهه که أس نجات دینیوالے کے ظهور کا وقت یعقوب نے توریت میں یعني موسیٰ کي پهلي کتاب کی ۴۹ فصل کي ۱۰ آیت میں ذکر کیا هی که * نه حکومت یهوداه سے نه عصا أسکے پانو میں سے جاتا رهیگا جب تک سیلا (یعني مسیح) نه آوے اور قومیں أسکي فرمان بردار هونگي * اور اِسی مطلب کي بابت خدا نے دانیال پیغمبر کي کتاب کي ۹ فصل کي ۲۴ آیت سے ۲۷ آیت تک دانیال پیغمبر کو فرمایا هی که * هفتاد هفتے تیری قوم پر اور تیرے مقدس شهر پر شرارت بند کرنی کو اور خطاؤں پر ختم کرني کو اور گناه کا کفاره کرني کو اور صداقت ابدي پهنچاني کو اور رویات اور انبیا کا ختم کرني کو اور قدوس القدوسین کا مسح کرني کو معیّن کیئے گئے هیں سو تو بوجهه اور سمجهه که یروشلیم کے پهرانے اور بنا نے کا فرمان نکلنے سے المسیح الامیر تلک هفت هفتے هیں اور باسٹهه هفتے بازار اور چوک پهرایا اور بنایا جائیگا پر تنگي کے دنوں میں اور باسٹهه هفتے کے بعد مسیح منقطع کیا جائیگا اور أسکا کچهه نهیں اور لوگ أس امیر کے جو چڑهه آویگا شهر اور مقدس کو غارت کرینگے اور أسکي اجل سیلان میں هوگي اور اجل تک لڑائي خرابیوں کا حکم هی اور ایک هفته عهد بهتیروں سے ثابت کریگا اور أس هفتے کا آدها ذبیحه اور هدیه موقوف کریگا * * اور أس نجات دینیوالے کي پیدایش کا مکان میکا پیغمبر کي پانچویں فصل کي دوسري آیت میں ایسا بیان هوا هی که * اې بیت لحم افراتا باوجودیکه تو یهوداه کے هزاروں میں چهوتا هی تو بهي تجهه میں سے میرے لیئے وه شخص

نکلیگا جو اسرائیل میں حکومت کریگا اور اُس کا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے هی * * اور پھر وہ نجات دینیوالا ایک کنواری عورت سے پیدا هوگا چنانچہ اُسکي بابت یشعیاہ پیغمبر نے ۷ فصل کي ۱۴ آیت میں فرمایا هی کہ * خداوند آپ تمکو ایک نشان دیگا دیکھہ وہ کنواري پیٹ سے هوگي اور بیٹا جنیگي اور اُسکا نام عمانوئیل رکھیگي * اور عمانوئیل عبراني لفظ هی اُسکے یہہ معنی هیں کہ خدا همارے ساتھہ * * اور اُس نجات دینیوالے یعني مسیح کي تعلیم اور فروتني اور رنج و موت کي بابت جو اُسنے آدمزاد کي نجات کے لیئے اپنے اوپر قبول کیا پیغمبروں نے اپني کتابوں میں ایسي خبر دي هی چنانچہ یشعیاہ نبي مسیح کی تعلیم کي بابت اپني کتاب کي ۴۲ فصل کي پہلي آیت سے ۴ تک خدا کي طرف سے کہتا هی کہ * دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالونگا میرا برگزیدہ جس سے میرا جي راضي هی میں نے اپني روح اُسپر رکھي وہ قوموں پر راستي ظاهر کریگا وہ نہ چلائیگا اور اپني صدا بلند نہ کریگا اور اپني آواز بازاروں میں نہ سناویگا وہ مسلے هوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا اور سن کو جس سے دھنواں اُٹھتا هی نہ بجھائیگا جب تک کہ راستي کو امن کے ساتھہ ظاهر نکرے وہ نہ گھٹیگا اور نہ تھکیگا جب تک کہ راستي کو زمین پر قائم نکرے اور جزیرے اُسکي شریعت کے منتظر هووں * اور پھر مسیح اور اُسکي تعلیم کي بابت یشعیاہ نبي نے ۶۱ فصل کي پہلي آیت سے تیسري تک کہا هی کہ * خداوند خدا کي روح مجھہ پر هی کیونکہ خداوند نے مجھے مسیح کیا تاکہ میں حلیموں کو بشارتیں دوں اُسنے مجھے بھیجا هی کہ میں دل شکستوں کو دلاسا دوں اور اسیروں کے لیئے رهائي اور بندهوؤں کے لیئے زندان سے نکلنے کی منادی کروں کہ خداوند کے مقبول سال کا اور همارے خدا کے انتقام کے روز کا اشتہار دوں تاکہ وے سب جو غم زدہ هیں تسلي پذیر هوویں کہ صیہون کے غم زدوں کو دوں کہ اُنکو راکھہ کے بدلے جوبن اور نوحے کي جگہہ خوشي کا روغن اور غمگین طبیعت کے عوض ستائش کا خلعت بخشوں

تاکہ وے صداقت کے شجر خداوند کے مزرع کہلاویں اور مسیح کی فروتنی
اور رنج و موت کی بابت یشعیاہ کی ۵۲ فصل کی ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ آیتوں میں
ذکر ہوا ہی کہ * دیکھہ میرا بندہ دانائی سے کامیاب ہوگا وہ بالا اور
ستودہ اور نہایت بلند ہوگا جس طرح بہتیرے تجھے دیکھہ کے دنگ
ہوگئے اُسکا چہرہ ہر ایک بشر سے زائد اور اُسکی شکل بنی آدم سے زائد بگڑ
گئی اِسی طرح وہ بہت سی قوموں پر چھڑکیگا اور بادشاہ اُسکے آگے اپنا
مُنہہ بند کرینگے کیونکہ وہ کچھہ دیکھینگے جو کہا نہ گیا تھا اور جو کچھہ
اُنہوں نے نہ سنا تھا وے دریافت کرینگے اور یشعیاہ کی ۵۳ فصل کی پہلی
آیت سے دسویں تک ذکر ہوا ہی کہ * ہماری خبر پر کون ایمان لایا اور
خداوند کا ہاتھہ کس پر ظاہر ہوا وہ نہال کی طرح اُسکے آگے بڑھا اور اصل کی
طرح خشک زمین سے اُس میں نہ کچھہ خوبی ہی نہ کچھہ بہار کہ ہم اُسپر
نگاہ کریں اور نہ خوبصورتی کہ ہم اُسکے مشتاق ہوویں وہ مبتذل اور مخذول
الناس ہوا وہ مردِ الم اور آشنای آزار بنا گویا کہ ہم اُس سے روپوش تھے
اُسکی تحقیر کی گئی اور ہم اُسے حساب میں نہ لائے لیکن اُسنے ہمارے
آزار اُٹھائے اور ہمارے المون کا حامل ہوا اور ہم نے خیال کیا کہ وہ مارا
خدا کا کوٹا اور دُکھایا ہوا ہی پر وہ ہمارے گناہوں کے لیئے گھایل کیا گیا
اور ہماری بدکاریوں کے لیئے کچلا گیا اور ہماری سلامتی کے لیئے اسپر
سیاست ہوئی اور اُسکے مار کھانے سے ہم چنگے ہوئے ہم سب بھیڑوں کی
مانند بھٹک گئے ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی راہ پر متوجہ ہوا اور خداوند
نے ہم سبھوں کی بدکاری اُسپر لادی وہ مظلوم تھا اور غمزدہ تو بھی اسنے مُنہہ
نکھولا وہ برّے کی مانند ذبح ہونے کو لایا گیا اور جیسا بھیڑ اپنے بال
کترنیوالے کے آگے چپ چاپ ہی ویسا اُسنے اپنا مُنہہ نکھولا وہ تعدی اور
حکم سے لے لیا گیا اور اُسکے دودمان کا تذکرہ کون کریگا کہ وہ زندوں کی
زمین سے کاٹ ڈالا گیا میری گروہ کے گناہوں کے سبب اُسپر مار پڑی اور
اُسکی قبر شریروں کے ساتھہ ٹھہرائی گئی اور اُسکی موت دولتمند کے ساتھہ

ھوئی اگرچہ اُسنے ظلم نکیا اور اُسکے مُنہہ میں ھرگز جھل نہ تھا لیکن
خداوند کو پسند آیا کہ اُسے کُچلے اُسنے اُسے آزاری کیا جب اُسکی جان
نام کے لیئے گذران ھوچکی تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا اُسکی عمر دراز ھوگی
اور خدا کی مرضی اُسکے ھاتھہ میں عروج کریگی * اور ۲۲ زبور کی ۷ و ۸
و ۱۶ و ۱۸ آیتوں میں بیان ھوا ھی کہ وے سب جو مجھکو دیکھتے ھیں
ٹھٹھہ پر ھنستے ھیں وے بولیاں بولتے ھیں وے سر ھلا ھلا کے کہتے ھیں اُسنے
خدا پر توکل کیا کہ وہ اُسے بچاوے اگر وہ اُس سے راضی ھی تو وھی اُسے
چھوڑاوے کیونکہ کتّوں نے مجھکو گھیرا ھی شریروں کی گروہ نے میرا احاطہ
کیا ھی اُنھوں نے میرے ھاتھہ اور میرے پانو چھیدے وے میرے کپڑے آپس
میں بانٹتے ھیں اور میرے لباس پر قرعہ ڈالتے ھیں * * پھر یہہ کہ یسوع
مسیح کے جی اُٹھنے اور خدا کے دھنے ھاتھہ بیٹھنے یعنی اُسکے اُوپر جانے اور
اُسکے جلال کو پہنچنے اور اُسکے خدائی کے مرتبہ میں ھونے کا پیغمبروں
کی کتابوں میں ایسا ذکر ھی چنانچہ ۱۶ زبور کی ۱۰ آیت میں کہا ھی کہ
* تو میری جان کو پاتال میں رھنے نہ دیگا اور تو اپنے مقدس کو سڑنے
ندیگا * * اور ۱۱۰ زبور کی پہلی آیت میں لکھا ھی کہ ، خداوند نے
میرے خداوند کو فرمایا تو میرے دھنے ھاتھہ بیٹھہ جب تک کہ میں تیرے
دشمنوں کو تیرے پانو تلے کی چوکی کروں * اور مسیح کی بابت دوسرے
زبور کی ۷ آیت میں ذکر ھی کہ * خداوند نے میرے حق میں فرمایا تو
میرا بیٹا میں نے آج کے دن تجھے جنا * اور پھر ۴۵ زبور کی ۶ و ۷ آیتوں
میں مذکور ھی کہ * ای خدا تیرا تخت ابدالاباد ھی تیری سلطنت کا
عصا راستی کا عصا ھی تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ھی
اِسی لیئے خدا نے جو تیرا خدا ھی خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں
سے زیادہ تجھے معطر کیا * اور پھر زکریا پیغمبر کی ۲ فصل کی ۱۰ آیت
میں لکھا ھی کہ * ای صیہون کی بیٹی تو گا اور خوشحالی کر کیونکہ دیکھہ
میں آؤنگا اور تیرے درمیان سکونت کرونگا خداوند فرماتا ھی * اور پھر

دانیال پیغمبر کی ۷ فصل کی ۱۳ و ۱۴ آیتوں میں ذکر ہوا ھی کہ * میں نے رات کے رویتوں میں مشاھدہ کیا اور کیا دیکھتا ھوں کہ انسان کا بیتا سا آسمان کے بادلوں میں آیا اور قدیم الایام تک پہنچا وے اُسے اسکے آگے لائے اور سلطنت اور عظمت اور مملکت اُسے دی گئی کہ سب قومیں اور اُمتیں اور زبانیں اُسکی عبادت کریں اُسکی سلطنت ابدی سلطنت ھی جو جاتی نرھیگی اور اُسکی مملکت کا زوال نہوگا *

اور جس طرح کہ خدا نے اپنے پیغمبروں کے وسیلے پُرانے عہد کی کتابوں میں مسیح کے آنے کی خبر دی تھی اِسی طرح وہ موعودہ نجات دینیوالا یعنی مسیح دنیا میں ظاھر ھوا اور اُسکا ظہور دنیا کی پیدایش سے چار ھزار برس بعد تھا اور محمد کی ھجرت سے چھہ سو بیس برس شمسی پہلے اور اُسکے ظاھر ھونے میں وھی ستّر ھفتے کہ چار سو نوّے برس سے غرض ھی پورے ھوئے جو دانیال پیغمبر نے خبر دی تھی کہ جب کہ بنی اسرائیل بابل کی قید سے چھوٹینگے اُس وقت سے مسیح کے آنے تک اِتنے دن گذرینگے اور اِسی طرح وہ خبر بھی جو یعقوب نے توریت میں دی تھی کہ مسیح کے ظہور کے وقت بنی اسرائیل کے فرقے سے حکومت جاتی رھیگی بعینہ پوری ھوئی کیونکہ مسیح کے ظاھر ھونے سے کئی برس پہلے یہودی لوگ روم کے بادشاہ کے تابع تھے اور یسوع مسیح کی پیدایش کے دنوں اُنکے نام شاہ روم کے دفتر میں لکھے گئے اور بالکل اُسکی رعیت ھوئے چنانچہ لوقا کی ۲ فصل کی پہلی آیت سے ۳ تک اگر تو پڑھے تو معلوم ھوتا ھی اور یسوع مسیح کو صلیب دیتے وقت خود یہودیوں نے اقرار کرکے کہا کہ روم کے بادشاہ کے سوا کوئی ھمارا بادشاہ نہیں جیسا کہ یوحنا کی ۱۹ فصل کی ۱۵ آیت میں ذکر ھوا ھی اور اُس وقت سے اب تک یہودیوں کی بادشاھت کا حکم جاتا رھا ھی اور مسیح کے چالیس برس بعد جیسا کہ دانیال پیغمبر نے پانچ سو برس پہلے خبر دی تھی روم کے بادشاہ کی فوج نے یروسلیم پر چڑھائی کرکے اُنکے شہر اور عبادت خانہ اور قربان گاہ ڈھاکر ویران

کردیئے چنانچہ اُس وقت سے اب تک قربانی کرنا اُس جگہہ بالکل موقوف
ہی اور یہودیوں کی ولایت خراب ہوکر یہودی اِدھر اُدھر تتر بتر ہوگئے
اور اب تک اُسی حال میں ہیں چنانچہ یہہ مطلب تواریخ سے بھی معلوم
ہوتا ہی * ۲ اور جیسا کہ خدا نے یشعیاہ پیغمبر کے وسیلہ خبر دی تھی کہ
یسوع ایک کنواری سے پیدا ہوگا اِسی طرح پرہوا چنانچہ لوقا کی پہلی فصل
کی ۲۶ سے ۳۵ و ۳۷ آیتوں تک ذکر ہوا ہی کہ ۲ چھٹھے مہینے جبرئیل
فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جسکا نام ناصرہ تھا بھیجا
گیا ایک کنواری کے پاس جسکی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے
گھرانے سے تھا منگنی ہوئی تھی اور اُس کنواری کا نام مریم تھا اُس فرشتے
نے اُس پاس آکے کہا کہ اَی پسندیدہ سلام خداوند تیرے ساتھہ تو عورتوں
میں مبارک ہی پروہ اُسے دیکھکر اُسکی بات سے گھبرائی اور سوچنے لگی
کہ یہہ کیسا سلام ہی تب فرشتہ نے اُسے کہا کہ اَی مریم مت ڈر کہ
تجھپر خدا کا فضل ہوا اور دیکھہ تو پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی اور
اُسکا نام یسوع رکھنا وہ بزرگ ہوگا اور خدای تعالیٰ کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند
خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی
بادشاہت کریگا اور اُسکی بادشاہت آخر نہوگی تب مریم نے فرشتے سے
کہا یہہ کیونکر ہوگا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی فرشتے
نے جواب میں اُسے کہا کہ روح قدس تجھپر اُتریگا اور خدای تعالیٰ کی قدرت
کا تجھپر سایہ ہوگا اِس سبب سے وہ پاک لڑکا خدا کا بیٹا کہلائیگا کیونکہ
خدا کے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں * پھر اُسکی بابت متی کی پہلی
فصل کی ۱۸ آیت سے ۲۵ تک کہا ہی کہ * یسوع مسیح کی پیدایش
یوں ہوئی کہ جب اُسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھہ ہوئی
اُس سے پہلے کہ وے اکٹھے ہوں وہ روح قدس سے حاملہ پائی گئی تب
اُسکے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور نہ چاہا کہ اُسکی تشہیر کرے
ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے وہ اِن باتوں کے سوچ ہی میں تھا کہ

دیکھو خداوند کے فرشتے نے اُسپر خواب میں ظاہر ہوکے کہا ای یوسف داؤد کے بیٹے اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لانے سے مت ڈر کیونکہ جو اُسکے پیٹ میں ہی سو روح قدس سے ہی اور وہ بیٹا جنیگی اور تو اُسکا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو اُنکے گناہوں سے بچاویگا یہہ سب کچھ اِس لیئے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہوا کہ دیکھو ایک کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اُسکا نام عمنوائیل رکھینگے جسکا ترجمہ یہہ ہی خدا ہمارے ساتھہ تب یوسف نے نیند سے اُٹھہ کر جیسا خداوند کے فرشتے نے اُسے فرمایا تھا کیا اور اپنی جورو کو اپنے یہاں لے آیا اور جب تک کہ وہ اپنا پہلوٹا بیٹا نہ جنی اُس سے واقف نہوا اور اُسکا نام یسوع رکھا ۲ * اور پھر یہہ کہ خدا کے وعدہ کے موافق جو پُرانے عہد کی کتابوں میں ذکر ہوا یسوع داؤد کی نسل سے ظاہر ہوا ہی چنانچہ یہہ بات رومیوں کی پہلی فصل کی ۳ آیت میں اور متی کی پہلی فصل کی پہلی آیت میں لکھی ہی × × پھر جیسا کہ خدا نے میکا پیغمبر کی معرفت خبر دی تھی یسوع بیت لحم کے شہر میں پیدا ہوا چنانچہ لوقا کی ۲ فصل کی ۴ آیت سے ۱۷ تک ذکر ہوا ہی کہ × یوسف گلیل کے شہر ناصرہ سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو جو بیت لحم کہلاتا ہی گیا اِس لیئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھہ جو پیٹ سے تھی نام لکھاوے اور ایسا ہوا کہ جب وے وہاں تھے اُسکے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلوٹا بیٹا جنی اور اُسکو کپڑے میں لپیٹ کے چرنی میں رکھا کیونکہ اُنکو سرا میں جگہہ نہ ملی اُس ملک میں گڈریے تھے جو میدان میں رہتے اور رات کو باری باری اپنے جُھنڈ کی چوکی کرتے تھے اور دیکھو کہ خداوند کا فرشتہ اُن پر ظاہر ہوا اور خداوند کا نور اُنکے چوگرد چمکا اور وے نہایت ڈر گئے تب فرشتہ نے اُنہیں کہا مت ڈرو کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشخبری سناتا ہوں جو سب لوگوں کے واسطے ہی کہ داؤد کے شہر میں آج تمہارے لیئے ایک نجات دینیوالا پیدا ہوا وہ مسیح خداوند ہی اور تمہارے لیئے یہی پتا ہی کہ تم

اُس لڑکے کو کپڑے میں لپیٹا چرنی میں رکھا ہوا پاؤگے اور ایکبارگی اُس فرشتے کے ساتھہ آسمانی لشکر کی ایک جماعت خدا کی تعریف کرتی اور کہتی ہوئی ظاہر ہوئی کہ خدا کو آسمان پر تعریف اور زمین پر سلامتی اور آدمیوں سے رضامندی ہووے اور ایسا ہوا کہ جب فرشتے اُنکے پاس سے آسمان پر گئے گڈریوں نے آپس میں کہا کہ آؤ اب بیت‌لحم کو جائیں اور اُس بات کو جو ہوئی ہی جس کی خداوند نے ہمکو خبر دی دیکھیں تب اُنہوں نے جلدی جاکے مریم اور یوسف کو اور اُس لڑکے کو چرنی میں رکھا پایا اور دیکھکے اُس بات کو جو اُس لڑکے کے حق میں اُنسے کہی گئی تھی پھیلایا × × بعد ازآن جب یسوع تیس برس کا ہوا تو وعظ و تعلیم کرنے لگا اور بہت معجزے اور کراماتیں دکھائیں چنانچہ بیماروں کو تندرستی بخشی اور شیطانوں کو دور کیا اور اندھوں کو آنکھہ اور لنگڑوں کو پیر اور گونگوں کو بولنے اور بہروں کو سننے کی طاقت دی اور مُردوں کو زندہ کیا اور اِسی طرح کے بہت معجزے اُس سے ظاہر ہوئے چنانچہ جس وقت یحیٰی اصطباغ دینیوالے نے اپنے دو شاگرد یسوع پاس بھیجے تاکہ اُس سے پوچھیں کہ وہ نجات دینیوالا جسکا وعدہ پرانے عہد کی کتابوں میں ہوا ہی آیا ہی یا نہیں اُس وقت جیسا کہ متی کی ۱۱ فصل کی ۴ و ۵ و ۶ آیتوں میں مذکور ہی آپ یسوع مسیح نے اُنہیں جواب دیکر کہا کہ × جو کچھہ تم سنتے اور دیکھتے ہو جاکے یوحنا سے بیان کرو کہ اندھے دیکھتے اور لنگڑے چلتے کوڑھی پاک صاف ہوتے اور بہرے سنتے اور مُردے جی اُٹھتے ہیں اور غریبوں کو انجیل سنائی جاتی ہی اور مبارک وہ ہی جو میرے سبب ٹھوکر نکھاوے × اور یوحنا کی ۳ فصل کی ۱ اور ۲ آیت میں لکھا ہی کہ × فروسیوں میں سے ایک شخص نیقودیمس نام یہودیوں کا ایک سردار تھا اُسنے رات کو یسوع پاس آکر کہا کہ ربی ہم جانتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے اُستاد ہوکے آیا کیونکہ کوئی شخص یہ معجزے جو تو دکھاتا ہی جب تک کہ خدا اُسکے ساتھہ نہو نہیں دکھا سکتا × اور خود یسوع نے یوحنا کی ۵ فصل کی ۳۶ آیت میں کہا ہی کہ ×

یہ کام جو میں کرتا ہوں میرے لیئے گواھي دیتے ھیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ھی * لیکن اِن سب فضائل کے ھوتے یسوع مسیح پھر بھی ایک غریب فقیر کی مانند دنیا میں تھا جیسا کہ خود اُسنے متي کي ۸ فصل کی ۲۰ آیت میں کہا ھی کہ * لومڑیوں کے لیئے ماندیں اور پرندوں کے واسطے بسیرے ھیں پر ابن آدم کے لیئے جگہہ نہیں جہاں اپنا سر دھرے * اور یونہیں دنیا کی عزت و حرمت و بزرگی کی بھی کچھہ خواھش نہ کی چنانچہ یوحنا کي ۶ فصل کي ۱۵ آیت میں لکھا ھی کہ * یسوع معلوم کرکے کہ وے چاھتے ھیں کہ آویں اور اُسے زبردستي پکڑکے بادشاہ کریں آپ اکیلا پہاڑ کو پھر گیا * اور یوحنا کی ۴ فصل کی ۳۴ آیت میں لکھا ھی کہ * یسوع نے کہا کہ میرا کھانا یہہ ھی کہ اپنے بھیجنیوالے کي مرضی پر چلوں اور اُسکے کام پورے کروں * اور پھر یہہ کہ یسوع ایسی پاکیزگی کے ساتھہ چلتا تھا کہ اپنے دشمنوں کے سامھنے کہہ سکتا بلکہ کہا کرتا تھا کہ تم میں سے کون مجھے گناہ کا الزام دے سکے چنانچہ یہہ بات یوحنا کي ۸ فصل کی ۴۶ آیت میں لکھی ھی غرض کہ جو کچھہ کہ مسیح کے ظاھر ھونے کے ایام اور اُسکے پیدا ھونے کے مکان اور تعلیم کي بابت پیغمبروں کی معرفت آگے کہا گیا تھا سب کا سب پورا اور کامل ھوا اور اُس زمانے کے آخر وقت کہ مسیح جسم کی رو سے دنیا میں تھا اپنے اُن رنجوں کی بابت جو عنقریب اُسے پہنچنے کو تھے اپنے شاگردوں کو خبر دیکے جیسا کہ لوقا کي ۱۸ فصل کی ۳۱ آیت سے ۳۳ تک لکھا ھی کہا کہ * دیکھو ھم یروشالم کو جاتے ھیں اور سب جو نبیوں کي معرفت آدمی کے بیٹے کے حق میں لکھا ھی پورا ھوگا کیونکہ وہ قوموں کے حوالہ کیا جائیگا وے اُسکو ٹھٹھے میں اُڑاوینگے اور بیعزتي کرینگے اور اُسکے مُنھہ پر تھوکینگے اور اُسکو کوڑے مارکے قتل کرینگے اور وہ تیسرے دن جي اُٹھیگا * اور اُن سب رنجوں کو یسوع مسیح نے اپني بے نہایت محبت و رحمت سے سہکر اپنے اوپر آپ سے آپ قبول کیا چنانچہ یوحنا کي ۱۰ فصل کي ۱۴ و ۱۵ و ۱۸ آیتوں میں لکھا ھی کہ *

یسوع مسیح نے فرمایا کہ اچھا گڈریہ میں ہوں اور بھیڑوں کے لیئے اپنی جان
دیتا ہوں کوئی شخص اُسے مجھسے نہیں لے سکتا بر میں اُسے آپ سے دیتا
ہوں مجھہ میں قدرت ہی کہ اُسے دوں اور مجھہ میں قدرت ہی کہ اُسے
پھیر لوں یہہ حکم میں نے اپنے باپ سے پایا ٭ اور جب بطرس نے مسیح
کے پکڑنیوالوں پر شمشیر چلائی چاہی مسیح نے اُسے فرمایا اپنی تلوار میان
میں کر کیا تو نہیں جانتا کہ میں ابھی اپنے باپ سے مانگ سکتا ہوں وہ
فرشتوں کی بارہ فوج سے زیادہ میرے لیئے موجود کر دیگا پھر کتابوں کا
لکھا کہ یوں ہی ہونا ضرور ہی تب کیونکر پورا ہوگا چنانچہ یہہ بات متی
کے ۲۶ باب کی ۵۲ آیت سے ۵۴ تک موجود ہی پس یسوع نے اپنی کمال
محبت کی نسبت جو گنہگاروں کے حق میں رکھتا تھا اور ہمکو گناہ و
جہنم سے بچانے کے لیئے منع نکیا بلکہ اپنے تئیں چھوڑ دیا کہ یہودی اُسے
پکڑکر بت‌پرستوں کے حاکم پیلاطوس پاس لیجاویں اور اُنھوں نے اُسپر
جھوٹ موت کی تہمت لگاکر اُس سے ہنسی ٹھٹھا کیا اور اُسکے مُنہہ پر
طمانچہ مارکے اور بت‌پرست حاکم کے اشارہ سے اُسکو کوڑے مارکر صلیب
دی اور اِسی طرح جو جو کچھہ اگلے پیغمبروں نے یسوع مسیح کے انواع
و اقسام کے رنج و اذیّت کی بابت لکھا تھا پورا ہوا چنانچہ متی کی ۲۷
فصل کی ۱۲ آیت سے ۱۴ آیت تک لکھا ہی کہ ٭ جس وقت سردار کاہن
اور بزرگ اُسپر فریاد کر رہے تھے وہ کچھہ جواب ندیتا تھا تب پیلاط نے
اُسے کہا تو نہیں سنتا کہ یے تجھہ پر کتنی کتنی گواہی دیتے ہیں پر
اُسنے اُسکی ایک بات کا بھی جواب ندیا چنانچہ حاکم نے بہت تعجب
کیا ٭ پس اس صورت میں یشعیاہ کا وہ کلام جو پہلے مذکور ہوا تھا
پورا ہوا کیونکہ کہا ہی کہ مسیح کو برّہ کی مانند ذبح کے مکان میں لائے
لیکن اُسنے اپنا مُنہہ نہ کھولا اور جس وقت کہ یسوع کو صلیب دیتے تھے
اُسکے ہاتھہ پانو چھیدے اور اُسکی پوشاک بانٹ لی اور اُسکے کپڑوں پر
چٹھی ڈالی چنانچہ یہی مطلب متی کی ۲۷ فصل کی ۳۵ آیت میں

لکھا ھي اور پھر اُسی فصل کي ۳۹ و ۴۲ و ۴۳ آیتوں میں ذکر ھوا کہ * وے جو اِدھر اُدھر سے جاتے سر ھلاکر اُسپر کفر بکتے اور کہتے تھے آوروں کو بچایا آپ کو نہیں بچا سکتا اگر اسرائیل کا بادشاہ ھی تو اب صلیب پر سے اُتر آوے تو ھم اِسپر ایمان لاوینگے اُسنے خدا پر بھروسا رکھا اگر وہ اُسکا پیارا ھی تو وہ اب اُسکو چھوڑادے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ھوں * اور اِسی طرح وے سب باتیں بھی جو داؤد نے یسوع مسیح کے رنجوں کي بابت ۲۲ زبور میں کہی تھیں پوري ھوئیں پھر یہہ کہ یہودیوں کا ایسا دستور تھا کہ جس قصوروار کو صلیب دیتے اُسکي لاش بدکاروں کے قبرستان میں جو آوَر مُردوں کے قبرستان سے الگ تھا دفن کرتے تھے سو یسوع کو بھی صلیب دینے کے بعد اُنھوں نے چاھا کہ اپنے دستور بموجب بیعزتی سے بدکاروں کے قبرستان میں دفن کریں لیکن وہ اُنکي خواھش و عادت کے برخلاف بڑی عزت و حرمت سے دفن ھوا چنانچہ متي کي ۲۷ فصل کي ۵۷ آیت سے ۶۰ تک خبر دي ھی کہ * جب شام ھوئي یوسف نامی ارمتیہ کا ایک دولتمند جو یسوع کا شاگرد بھی تھا آیا اُسنے پیلاط پاس جاکے یسوع کی لاش مانگي تب پیلاط نے حکم دیا کہ لاش اُسے دیں یوسف نے لاش لیکر سُوتی صاف چادر میں لپیٹي اور قبر میں جو پتھر میں کھدي تھی رکھي اور ایک بھاري پتھر قبر کے مُنھہ پر ڈھلکاکے چلا گیا * اِس صورت میں وہ کلام جو یشعیاہ نبي نے یسوع مسیح کي بابت کہا تھا پورا ھوا کہ * اُسکي قبر شریروں کے ساتھہ ٹھہرائي گئي لیکن مرنے کے بعد دولتمند کے ساتھہ ھوئی * اور پھر جس طرح کہ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو خبر دی تھي اُسي طرح مرنے کے بعد تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا اور قبر سے نکلا جیسا کہ متي کي ۲۸ فصل کي پہلي آیت سے ۶ آیت تک لکھا ھی کہ * سبت کے بعد جب ھفتہ کے پہلے دن پو پھٹنے لگی مریم مگدلینا اور دوسری مریم قبر دیکھنے آئیں اور دیکھو ایک بڑا بھونچال آیا کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اُترکے اُس پتھر کو قبر پر سے ڈھلکاکے اُسپر بیٹھہ گیا

اُسکا چہرہ بجلي سا اور اُسکي پوشاک سفید برف سي تھی اُسکے ڈر سے نگہبان کانپ اُٹھے اور مُردے سے ہو گئے پر فرشتہ نے متوجہ ہوکے اُن عورتوں سے کہا تم مت ڈرو میں جانتا ہوں کہ تم یسوع کو جو صلیب پر کھینچا گیا ڈھونڈھتي ہو وہ یہاں نہیں ہی کیونکہ جیسا اُسنے کہا تھا وہ اُٹھا ہی آؤ یہہ جگہہ جہاں خداوند رکھا گیا تھا دیکھو × اِس واقعہ سے زبور کا کلام پورا ہوا اور اُس قول کی سچائي ظاہر ہو گئي جو مسیح کے قیام کي بابت کہا گیا تھا کہ × تو میری جان کو پاتال میں رہنے نہ دیگا اور تو اپنے مقدس کو سڑنے نہ دیگا × اور قبر سے اُٹھنے کے بعد یسوع مسیح چالیس روز دنیا میں رہا لیکن اپنے تئیں صرف اپنے شاگردوں اور اُن یہودیوں پر ظاہر کیا جو اُسپر ایمان لائے تھے اور اپني موت و قیام کا مطلب اُنسے بیان و عیان کیا اور یہہ بات بھي اُن پر ثابت کر دی کہ پیغمبروں کے کہے بموجب ضرور تھا کہ یے سب باتیں اِسي طرح پوری ہوں اور چالیس دن بعد شاگردوں کو ایک پہاڑ پر یروشلیم کے نزدیک جمع کرکے اُنکے سامھنے آسمان پر چڑھ گیا اور جاتے وقت یہہ بات جو متی کي ۲۸ فصل کي ۱۸ سے ۲۰ آیت تک لکھي ہی اُن سے فرمائی کہ × آسمان و زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا اِس لیئے تم جاکے سب قوموں کو باپ اور بیٹے اور روح قدس کے نام سے بپتسما دیکے شاگرد کرو اور اُنھیں سکھلاؤ کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جنکا میں نے تمکو حکم کیا ہي اور دیکھو میں زمانے کے آخر تک ہر روز تمھارے ساتھ ہوں × اور مرقس کي ۱۶ فصل کي ۱۹ آیت میں لکھا ہی کہ × خداوند اُنہیں یہہ فرماکے آسمان پر جاتا رہا اور خدا کے دھنے ہاتھہ بیٹھا × اِسي طرح وہ بات جو مسیح کے حق میں خدا کے دہنے ہاتھہ بیٹھنے اور زمین و آسمان پر حکومت کرنے کي بابت ۱۱۰ زبور اور دانیال کی ۷ فصل میں کہی ہی پوری ہوئی × اِس حال میں کہ سب وعدے اور نشانیاں جو خدا نے مسیح کے حق میں سیکڑوں برس آگے اپنے پیغمبروں کے وسیلے پرانے عہد کی کتابوں میں دیاں کی تھیں یسوع

مسیح میں پوری هوئیں تو صاف ظاهر هی که انسان کے سلسله کا وه نجات دینیوالا جسکا کتب عهد عتیق میں وعده اور اشاره هوا في الحقیقت یسوع مسیح هی اور وه اپنے رنج و موت کے سبب گناه کا کفاره هوکر نجات کا باعث هوا اور مخفي نرهیے که اُن وعدوں اور پیشین گوئیوں کا پورا هونا جو یسوع مسیح کي بابت کتب عهد عتیق میں واقع هوئي تهیں ایک بڑی واضح دلیل هی که وے کتابیں خدا کا کلام هیں ورنه کسکو اِتني قدرت هی که وقوع سے سیکڑوں برس پہلے مسیح کي بابت ایسي صریح خبر دے که اُسکے آنے کا وقت اور ولادت کي جگهه اور قدر و مرتبه اور رنج و موت کی کیفیت اور جي اُٹهنے کا حال اور عروج کا معامله مفصل بیان کرے ظاهر هی که آدمي زمانهٔ آینده کا حال نهیں جانتا اور ایسي پیشین گوئیوں کي قدرت نهیں رکهتا هاں مگر جب که خدا نے اُسپر اِلهام کیا هو سو ایسي کتابیں جنمیں اِس طرح کي پیشین گوئیاں لکهی هوں بے شک و شبه اِلهام الهی اور خدا کا کلام هیں *

اور یهه بات که یسوع مسیح آدمي کي جنس اور پیغمبروں سے افضل و اعلی بلکه خدائي کے مرتبه پر هی اگرچه اُن آیات سے جو هم نے اُسکے مرتبه کي بابت کتب عهد عتیقه سے ذکر کیں ظاهر و معلوم هوتي هی مگر انجیل میں یهه عمده مطلب اَور بهي زیاده بیان اور واضح هوا هی پس هم انجیل کی وهی آیتیں جو یسوع مسیح کے اعلی مرتبه اور اُسکي الوهیت کي گواهی دیتي هیں یهاں ذکر کرینگے که اِس طرح انجیل کي یهه عمده تعلیم پڑهنیوالے پر خوب ثابت هو جاے اور پوشیده نرهے که بني آدم کي نجات جو یسوع مسیح کے وسیله سے حاصل هوئي اُسکي الوهیت کے مرتبے بغیر هرگز نهو سکتي اور مسیح کی الوهیت کے مرتبه پر خدا کا کلام یعني انجیل ایک کافي دلیل اور پکي گواهی هی انسان کو مناسب هی که خدا کے کلام کو مانے خواه اُسکے حکم کو عقل دریافت کرے خواه نکرے اور انجیل کي وے آیتیں جنسے یسوع مسیح کي الوهیت

ظاہر و ثابت ہونی ھی پہے ھیں اول وے آیات جنسے مسیح کی اِبنیت ثابت ھی ذکر کرینگے مثلث مثلا جس وقت کہ یسوع رود اردن میں یحیی سے بپتسما پاتا تھا اُس وقت کا واقعہ متی کی ۳ فصل کی ۱۷ آیت میں بدین طریق لکھا ھی کہ * آسمان سے ایک آواز آئی کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ھی جس سے میں خوش ھوں * پھر اِسی مطلب کی بابت متی کی ۱۷ فصل کی ۱ و ۲ و ۳ و ۵ آیتوں میں یوں لکھا ھی کہ * چھہ دن بعد یسوع پطرس اور یعقوب اور اُسکے بھائی یوحنا کو الگ ایک اونچے پہاڑ پر لیگیا اور اُنکے سامھنے اُسکی صورت اَور ھی ھو گئی اور اُسکا چہرہ آفتاب سا چمکا اور اُسکی پوشاک نور کی مانند سفید ھو گئی اور دیکھو موسی اور الیاس اُس سے باتیں کرتے اُنھیں دکھائی دیئے اور ایک نورانی بدلی نے اُنپر سایہ کیا اور دیکھو اُس بادل سے آواز آئی کہ یہہ میرا پیارا بیٹا ھی جس سے میں خوش ھوں تم اِسکی سنو * اور خود یسوع مسیح نے بھی اپنی اِبنیت اور الوھیت کا اقرار کیا ھی جیسا کہ یوحنا کی ۹ فصل کی ۳۵ سے ۳۷ آیت تک لکھا ھی کہ * یسوع مسیح نے ایک اندھے آدمی سے جسکو اُسنے آنکھہ بخشی تھی کہا کہ تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ھی اُسنے جواب میں کہا ای خداوند وہ کون ھی کہ میں اُسپر ایمان لاؤں یسوع نے اُسے کہا تو نے اُسے دیکھا ھی اور وہ جو تجھہ سے بولتا ھی وھی ھی * اور متی کی ۱۶ فصل کی ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ آیت میں لکھا ھی کہ * مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ تم کیا کہتے ھو میں کون ھوں شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ھی یسوع نے جواب میں اُسے کہا ای شمعون بریونا مبارک تو کیونکہ جسم اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ھی تجھپر یہہ ظاہر کیا * اور لوقا کے ۲۲ باب کی ۷۰ آیت میں مذکور ھی کہ یہودیوں کے سرداروں نے مسیح سے کہا پس کیا تو خدا کا بیٹا ھی اُسنے اُنسے کہا تم ٹھیک کہتے ھو میں ھوں * اور یوحنا کی ۱۰ فصل کی ۳۶ آیت میں لکھا ھی کہ مسیح نے یہودیوں

سے کہا کہ تم پستي سے ہو میں بلندي سے ہوں تم اِس جہان کے ہو میں
اِس جہان کا نہیں * اور اُسي فصل کي ۵۸ آیت میں کہا ھی کہ *
بیشتر اِس سے کہ ابیراھام ھو میں ھوں * پھر یوحنا کی ۱۷ فصل کي ۵
آیت میں مسیح نے کہا ھی کہ * ای باپ اب تو مجھے اپنے ساتھہ
اُس جلال سے جو میں دنیا کی پیدایش سے پہلے تیرے ساتھہ رکھتا تھا
بزرگي دے * پھر یوحنا کي ۱۴ فصل کي ۹ آیت میں یسوع مسیح فرماتا
ھی کہ * جس نے مجھے دیکھا ھی باپ کو دیکھا ھی * اور ۱۰ فصل کی
۳۰ آیت میں کہا ھی کہ * میں اور باپ ایک ھیں * اور یوحنا کی ۵
فصل کی ۲۶ آیت میں کہا ھی کہ * جس طرح باپ آپ میں زندگي
رکھتا ھی اُسی طرح اُسنے بیٹے کو دی ھی کہ آپ میں زندگی رکھے *
اور مکاشفات کي پہلی فصل کی ۱۱ آیت اور ۲۲ فصل کی ۱۳ آیت میں
مرقوم ھی کہ * میں الفا اور اُمگا اول و آخر ھوں * اور یوحنا کی ۵ فصل
کي ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ آیتوں میں لکھا ھی کہ * مسیح نے یہودیوں
سے کہا کہ میرا باپ ابتک کام کرتا ھی اور میں بھی کام کرتا ھوں تب
یہودیوں نے اَور بھي زیادہ اُسکا قتل کرنا چاھا کیونکہ اُسنے نہ فقط سبت
ھي کو نمانا بلکہ خدا کو اپنا باپ کہکے اپنے تئیں خدا کے برابر کیا تب
یسوع نے جواب میں کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ھوں کہ بیٹا آپ سے
کچھہ نہیں کر سکتا مگر جو کچھہ کہ وہ باپ کو کرتے دیکھتا ھی کیونکہ جو
کام کہ وہ کرتا ھی بیٹا بھي اُسی طرح وھي کرتا ھی اِس لیئے جس طرح
باپ مُردوں کو اُٹھاتا ھي اور جلاتا ھی بیٹا بھي جنھیں چاھتا ھی جلاتا
ھی کہ باپ کسي شخص کي عدالت نہیں کرتا بلکہ اُسنے ساري عدالت
بیٹے کو سونپ دي تاکہ سب جس طرح سے کہ باپ کي عزت کرتے
ھیں بیٹے کي عزت کریں وہ جو بیٹے کي عزت نہیں کرتا باپ کی جسنے
اُسے بھیجا ھی عزت نہیں کرتا * * اور یہہ جو انجیل میں یسوع مسیح کو
خدا کا بیٹا کہا ھی اُسکے ایسے معني نہیں ھیں جیسے لوگ اپني بول چال

میں اتنے جنے ہوئے بیتے کو کہتے ہیں بلکہ اُسکے معنی اسی طرز پر سمجھنا چاہیئے جیسے کہ انجیل میں بیان ہوئے ہیں چنانچہ کلسیوں کی پہلی فصل کی ۱۵ آیت سے ۱۷ تک ذکر ہوا ہی کہ * وہ (یعنی خدا کا بیٹا) اَن دیکھے خدا کی صورت ہی اور وہ ساری خلقت میں پہلوٹا ہی کیونکہ اُس سے ساری چیزیں جو آسمان اور زمین پر ہیں دیکھی اور اَن دیکھی کیا تخت کیا خاوندیاں کیا ریاست کیا مختاریاں پیدا کی گئیں ساری چیزیں اُس سے اور اُسکے لیئے پیدا ہوئیں اور وہ سب سے آگے ہی اور اُس سے ساری چیزیں بحال رہتی ہیں * پھر عبرانیوں کی پہلی فصل کی ۱ و ۲ و ۳ آیتوں میں لکھا ہی کہ * خدا جو اگلے زمانہ میں نبیوں کے وسیلہ باپ دادوں سے بار بار اور طرح طرح بولا اِس آخری زمانہ میں ہم سے بیتے کے وسیلے بولا جسکو اُسنے ساری چیزوں کا وارث ٹھہرایا اور جسکے وسیلے اُسنے عالم بنائے وہ اُسکے جلال کی رونق اور اُسکی ماہیت کا نقش ہوکے سب کچھ اپنی ہی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہی وہ آپ سے ہمارے گناہوں کو پاک کرکے بلند آسمان پر جناب اعلیٰ کے دہنے جا بیٹھا * پھر یوحنا کی پہلی فصل کی پہلی آیت سے ۳ تک اور ۱۴ میں مرقوم ہی کہ * ابتدا میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے ساتھ تھا اور کلمہ خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور موجودات میں بغیر اُسکے کوئی چیز موجود نہیں ہوئی زندگی اُس میں تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی اور کلمہ مجسم ہوا اور وہ فضل و راستی سے بھرپور ہوکے ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُسکا ایسا جلال دیکھا جیسے باپ کے اِکلوتے کا جلال * پھر امثال سلیمان کی ۸ فصل کی بارھویں آیت سے آخر تک یہی مطلب بیان ہوا ہی * * اور اِسکے سوا انجیل میں یسوع مسیح کا نام خدا کے لفظ سے بھی بولا گیا ہی چنانچہ رومیوں کی ۹ فصل کی ۵ آیت میں کہا ہی * باپ دادے اُنہیں میں کے ہیں اور جسم کی نسبت مسیح بھی اُن ہی میں سے ہوا جو سبھوں کا خدا ہمیشہ مبارک ہی آمین پھر پہلے یوحنا کی ۵ فصل

کی ۲۰ آیت میں لکھا هی که × هم جانتے هیں که خدا کا بیٹا آیا اور همیں
یہه سمجهه بخشی که اُسکو جو حق هی جانیں اور هم اُسمیں جو حق هی
رهتے هیں یعنی یسوع مسیح میں جو اُسکا بیٹا هی خداے برحق اور
همیشه کی زندگی یہه هی * پهر پہلے تیموتیوس کی ۳ فصل کی ۱٦ آیت
میں مرقوم هی که بالاتفاق دینداری کا بڑا بهید هی خدا جسم میں ظاهر
هوا روح سے راست ٹهہرا × پهر عبرانیوں کی پہلی فصل کی ۸ آیت میں
لکها هی که × زبور میں بیٹے کی بابت ایسا کہا هی که ای خدا تیرا تخت
ابد تک هی راستی کا عصا تیری بادشاهت کا عصا هی * اور پهر یہه که
یسوع مسیح کے بارہ شاگردوں میں سے ایک توما نے یسوع کے مصلوب هونے
کے بعد اُسکے جی اُٹهنے پر یقین نکیا اور بولا جب تک آنکهوں نه دیکهه لونگا
نمانونگا پهر جب که مسیح آپ اُسپر ظاهر هوا تو اُسنے مانا جیسا که یوحنا
کی ۲۰ فصل کی ۲۸ و ۲۹ آیتوں میں لکها هی که × توما نے یسوع مسیح
سے کہا ای میرے خداوند ای میرے خدا یسوع نے اُسے کہا توما اِس لیئے
که تو نے مجهے دیکها هی تو ایمان لایا مبارک وے هیں جنہوں نے نہیں دیکها
اور ایمان لائے × انجیل کے اِن مقاموں سے صاف ظاهر و یقین هی که یسوع
مسیح صرف تعظیم کی راہ سے خدا کا بیٹا نہیں کہلاتا بلکه فی الحقیقت
الوهیت کے مرتبه میں هی اور صفات الوهیت اُس میں پائی جاتیں اور
وہ خدا کے ساتهه ایک هی اور خود خدا هی ×

اور اگر کوئی پوچهے که خدا کی یکتائی کے سامهنے یسوع مسیح کے
ساتهه الوهیت کی نسبت کیونکر هوسکتی هی تو همارا یہه جواب هی که
انجیل کے بموجب مسیح کی الوهیت سے خدا کی توحید میں کچهه
نقصان نہیں آتا بلکه حقیقت میں صرف ایک خداے واحد هی اور بس
لیکن اِس بات کی کیفیت هم سے تشخیص نه کی جائیگی بلکه کسی
آدمی کی طاقت نہیں کیونکه یہه ایک ایسی بات هی جو خدا کی پاک
ذات کے بهیدوں سے علاقه رکهتی هی اور ظاهر هی که خدا کی ذات کے

بھیدوں کو آدمی خاکزاد اپنی عقل میں نہیں لاسکتا اور اسکی کیا جرأت
کہ اپنی کوتاہ عقل سے خدا کی بیحد ذات کی تھاہ لیکے اُسکے لیئے کوئی
حد مقرر کرسکے یا دعویٰ کرنے لگے کہ خدا کی ذات پاک اور اُسکی صفات
ایسی نہیں ہوسکتی جیسی اُسنے اپنے کلام میں بیان کی ہی بلکہ چاہیئے
کہ اُسکا بیان ہماری عقل و خیال کے موافق ہو ایسا خیال و کمان تو سراسر
غرور اور بالکل کفر ہی اور درحالیکہ عقل انسانی یسوع مسیح کی الوہیت
کا مرتبہ دریافت کرنے اور پہچاننے میں عاجز و قاصر ہی تو ہر آدمی کا
اپنے خیال کے موافق یہہ کہنا کہ مسیح نہ خدا کا بیٹا ہی نہ الوہیت
کے مرتبہ میں ہی اور نہ خدا ہی اُسی کفر و مغروری میں گرفتار ہوتا ہی
کیونکہ سابقا ہم نے ذکر کیا کہ کلام الہی میں کھلاکھلی سچ سچ بیان ہوا ہی
کہ یسوع مسیح کے یہ مراتب ہیں بس ای بیچارہ آدمی تو اِس امر
میں کیا کہہ سکتا ہی کیا تجھہ میں اِتنی طاقت ہی کہ اِس عمدہ
مطلب کی بابت خدا کے ساتھہ بحث کرکے اُسکے کلام کو جھٹلائے صاف
ظاہر ہی کہ ایسا ہنر تو تجھہ میں نہیں ہی اور اگر غرور کی راہ سے ایسے
ہنر کا کوئی دعویٰ بھی کرے تو اول اُسے لازم ہی کہ ذات الہی کو جیسی
کہ ہی کما ینبغی دریافت کرے کیونکہ جبتک اِس درجے پر نہ پہنچا ہو
ذات الہی کی کیفیت کی بابت عقل کی راہ سے بحث کرنا نہایت
نادانی ہی اور حال آنکہ درک و دریافت کا ایسا مرتبہ حاصل کرنا انسان
کی طاقت سے باہر بلکہ محال ہی بس اِس مقام میں سب پر واجب
ہی کہ سکوت اختیار کرکے خدا کے کلام پر اعتقاد رکھیں * * پوشیدہ نرہے
کہ خدا کی پاک ذات میں ایسے خواص ہونا لازم ہی جو مخلوقات میں
نہوں اور اِسی سبب سے انسان کی عقل اُن تک نہیں پہنچ سکتی مگر
ایماندار کو صرف اِتنا جان لینا کافی ہی کہ خدا نے اپنی پاک ذات کی
مشکل باتیں اپنے کلام میں جس طرح سے کہ مذکور ہوئیں ہم سے بیان
کردیں اور اُسکے مضمون کے بموجب اپنے اِکلوتے بیٹے کو گنہگاروں کی

نجات کے لیئے ارزانی فرمایا هی اور ایماندار اگرچه اِس بات کو نه سمجهه سکے که خدا نے کس طرح یهه بخشش اُسکے لیئے موجود کي لیکن پهر بهي اِس بڑي بخشش کے لیئے جس کے وسیلے همیشه کی دولت اور سدا کي نیکبختی کو پهنچیگا خوش و خرم هی * الحاصل اِس بات کے لیئے کلام الهی کی دلائل کے سوا کوئی اَوْر دلیل لازم نهیں هی کیونکه خدا کا کلام ساری عقلی دلیلوں سے زیاده معتبر هی اور جب که آدمی نے اِس بات کو خوب جان لیا که انجیل اور عهد عتیق کي کتابیں کلام‌الله هیں اور اِس بات کے لیئے طالب حقیقت خصوصا محمدی شخص اگر اُن دلیلوں کی طرف متوجه هو جو هم نے کتب مقدسه کے تحریف اور منسوخ نهونے اور خدا کي طرف سے هونے کی بابت ان اوراق میں ذکر کي هیں خوب متوجه هو تو پهر کبهی اُسکا منکر نهوگا اِس صورت میں اُس پر واجب و لازم هی که جو کچهه کتب مقدسه میں لکها هی خواه اُسکی عقل میں آوے خواه نه آوے خدا کي طرف سے جانکے قبول کرلے اور کیا خدا کا یهه اختیار نهوگا که ایسے مطالب بیان فرماوے جنکے سمجهنے میں عقل عاجز هو اور پهر اُنکے مان لینے کو بندوں پر لازم کرے دیکهو ظاهري اور دنیوی کاموں میں بهي ایسا هي هوتا هی که لڑکے هر وقت اور سیانے اکثر اوقات پہلے بن سمجهے چیزوں کو قبول کرلیتے هیں اور اعتقاد کرنے کے بعد سمجهتے هیں بس نیکبخت وه آدمي هی جو خدا کے کلام پر اعتقاد لایا اگرچه درک نکیا اور مسیح کے عالي مرتبه کو دل سے مانا کیونکه اِس وسیله سے نجات پاکر عالم بالا میں ابدی نیکبختي اور معرفت الهی کے اعلیٰ رتبه پر پهنچیگا ×

اور وه کلمه جو ابتدا میں خدا کے پاس تها جس سے خدا نے ازل سے اپنے تئیں پیغمبروں پر بیان کیا اور اُسي کے وسیلے سے سب چیزیں پیدا هوئیں یعنی ذات الهي کی وه خصوصیت جو انجیل کي آیتوں کے مطابق خدا کے بیٹے کے لفظ سے بیان کی گئی مجسم هوا اور بشریت کو

گویا لباس کی طرح اپنے اوپر قبول کرکے آدمیوں میں رہا چنانچہ یوحنا
کی پہلی فصل کی ۱۴ آیت میں ذکر ہوا ہی کہ * کلمہ مجسم ہوا اور وہ
فضل و راستی سے بھرپور ہوکے ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُسکا ایسا جلال
دیکھا جیسے باپ کے اِکلونے کا جلال * پھر فلپیوں کی ۲ فصل کی ۶ آیت
سے ۱۲ تک لکھا ہی * کہ اُسنے خدا کی صورت میں ہوکے خدا کے برابر ہونا
غنیمت نجانا بلکہ اسنے آپکو عاجز بنایا اور خادم کی صورت پکڑ کے آدمی
کی شکل بنا اور آدمی کی صورت میں ظاہر ہوکے آپکو فروتن کیا اور
مرنے تک بلکہ صلیبی موت تک فرمان بردار رہا اِس واسطے خدا نے اُسے
بہت سرفراز کیا اور اُسکو ایسا نام جو سب ناموں سے بزرگ ہی بخشا
تاکہ یسوع کے نام پر کیا آسمانی کیا زمینی اور کیا جو زمین کے تلے ہیں ہر
ایک گھتنا ٹیکے اور ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہی
تاکہ خدا باپ کا جلال ہووے * پس جسم کی رو سے مسیح کھانے اور
پینے اور سونے اور جاگنے اور خوشی و غم میں ہم سب آدمیوں کی طرح
ہوکر انسان کی مانند تھا لیکن گناہ سے مبّرا تھا اور کوئی گناہ اس سے سرزد
نہوا جیسا کہ پہلے پطرس کی ۲ فصل کی ۲۲ آیت میں ذکر ہوا ہی *
کہ اُسنے گناہ نکیا اور اسکی زبان میں چھل بل نپایا گیا * اور عبرانیوں
کی ۷ فصل کی ۲۶ آیت میں مرقوم ہی کہ * وہ پاک اور بے بد اور بے
عیب گنہگاروں سے جدا اور آسمانوں سے بلند ہی * * اور پھر جو انجیل
میں کہا گیا ہی کہ باپ نے بیٹے کو بھیجا اور یسوع مسیح کا لقب انسان
کا بیٹا بھی ہوا اور لکھا ہی کہ دکھہ سہکے صلیب پر مرا اور دفن ہوا پھر
جی اُٹھا اور خود یسوع مسیح اقرار کرتا ہی کہ باپ مجھسے بڑا ہی اور
میں اِس لیئے نہیں آیا کہ اپنی خواہش پوری کروں بلکہ اُسکی خواہش
جسنے مجھے بھیجا ہی اور چونکہ وہ سلسلہء انسانی کا واسطہ اور شافع ہی
لہذا اُسنے خدا سے دعا و مناجات اور شفاعت کی پس اِس قسم کے
جتنے افعال کہ مسیح سے سرزد ہوئے بشریت کے تقاضا سے تھے نہ تقاضاے

الوهیت سے * اور اگر تو سوال کرے کہ آیا کیونکر هو سکتا هی کہ الوهیت
اور بشریت دونوں مل جائیں تو هم بهي تجهسے سوال کرتے هیں کہ بهلا یہہ
کیونکر هوا کہ روح و جسم دونوں باهم مل گئے جیسا کہ انسان کے وجود
میں ملے هیں سو ایسے سوالوں کا جواب اِتنا هی کافي هی کہ حکیم مطلق
هر بات پر قادر هی اور وہ جو کچهہ کرتا هی اپنی عین حکمت سے کرتا
هی اور خداوند تعالی کی حکمت میں بحث کرنا بڑی کم خردی اور غرور
هی اور آدمي کو صرف اِتنا هی جان لینا کافي هی کہ یہہ مطلب کلام الٰہی
میں واضح و ثابت هوا هی * اور خدا کے کلام سے یہہ بهي واضح هوتا هی
کہ مسیح میں الوهیت و بشریت کا ملجانا خدا کے ایک ارادۂ عظیم پورا
هونے کے لیئے واقع هوا هی اور وہ یہہ هی کہ اِسی وسیلہ سے آدمي هلاکت
ابدی سے بچیں اور خدا کے مقرب هوکر نیکبختي ابدی کے مالک بنیں اور
پهر یہہ کہ مسیح بشریت کی حالت میں اپنے چال چلن سے آدمیوں کو
ایک نمونۂ کامل دکهاوے تاکہ سب آدمي اخلاق حسنہ میں ویسے هی
چال چلن اختیار کریں پس درحالیکہ خدای تعالی اپني محبت و حکمت
کے تقاضا سے جس چیز کو کہ آدمزاد کي نجات کے لیئے بہتر سمجها اُسي
کو عمل میں لایا تو کس کو دم مارنے کي طاقت هی جو کہے کہ ایسا کام
کرنا خدا کو لائق نہ تها اور حال آنکہ خدا نے اِسی کام میں اپنی مہربانی
و محبت اور تقدس و عدالت سارے آدمیوں پر بدرجۂ کمال روشن اور
ظاهر کي هی * اور اگر تو سوال کرے کہ درحالیکہ خدا سب چیز پر قادر
هی تو کیا یہہ نکر سکتا تها کہ انسان کو کسی اَوْر طرح گناہ اور دوزخ سے
چهڑاوے اِسکا جواب یہہ هی کہ ایسی طاقت تو کسي کو نہیں جو خدا کی
قدرت و معرفت کي حدّ و اِنتہا ٹهہرائے لیکن اِس بات سے کہ خدا نے
آدمیوں کي نجات کے واسطے یہي راہ بہتر جانی هی صاف ظاهر و ثابت
هوتا هی کہ مطلب حاصل کرنے کے لیئے سب راهوں سے یہي راہ بہتر
هی الحاصل گنہگاروں کي نجات حاصل کرنے پر صرف یسوع مسیح قدرت

رکھتا تھا اور بس سو اُسنے اپنے دکھہ اور موت کے وسیلہ سے انسان کے لیئے نجات موجود کردی ۷

اب اِس فصل کا باقی مطلب یہہ ھی کہ اُس نجات کے نتیجے اور فائدے جو یسوع مسیح نے اپنے دکھہ اور موت سے انسان کے واسطے حاصل کی ھی ھم انجیل کی آیتوں سے بیان اور ذکر کرینگے اور اُسکے مضمون کے موافق نجات کا پہلا نتیجہ اور پھل یہہ ھی کہ خدای تعالی یسوع مسیح کی خاطر سب ایمانداروں کو بیگناہ ٹھہرانا اور اُنکے گناھوں کی سزا سے در گذرنا ھی چنانچہ رومیوں کی ۵ فصل کی ۱۸ و ۱۹ آیتوں میں لکھا ھی کہ × جیسا ایک خطا کے سبب سب آدمیوں پر سزا کا حکم ھوا ویسا ھی ایک راستبازی کے سبب سب آدمیوں کے لیئے زندگی کی راستبازی ٹھہری کیونکہ جیسے ایک شخص کی (یعنی آدم کی) نافرمان برداری سے بہت لوگ گنہگار ٹھہرے ویسے ھی ایک کی (یعنی مسیح کی) فرمان برداری کے سبب بہت لوگ راستباز ٹھہرینگے × پھر پہلے یوحنا کی پہلی فصل کی ۷ آیت میں لکھا ھی کہ × خدا کے بیٹے یسوع مسیح کا لہو ھمکو سارے گناہ سے پاک کرتا ھی × پھر عبرانیوں کی ۱۰ فصل کی ۱۴ آیت میں لکھا ھی کہ × یسوع مسیح نے ایک ھی نذر گذراننے سے مقدسوں کو ھمیشہ کے لیئے کامل کیا × پھر افسیوں کی پہلی فصل کی ۶ و ۷ آیتوں میں ذکر ھوا ھی کہ × خدا نے ھمیں اُس پیارے میں (یعنی مسیح) میں قبولیت بخشی ھم اُس میں ھوکے اُسکے خون کی بدولت چھٹکارا یعنی گناھوں کی معافی اسکے نہایت فضل سے پاتے ھیں × بس اِن آیتوں کے بموجب اللہ تعالی مسیح کے سبب اُن لوگوں کے گناہ جو مسیح پر سچا ایمان لائے ھیں معاف کرکے اپنی رضامندی اُنکے شامل حال کرتا ھی × پھر ایک اَور فیض و فائدہ جو یسوع مسیح کی نجات سے نکلتا ھی یہہ ھی کہ ایمانداروں کے دل منور اور صاف و پاک ھوتے ھیں یعنی خدا یسوع مسیح کے وسیلہ سے اپنی توفیق اور نور ایماندار آدمی کو بخشتا اور اُسکی عقل و دل ایسے روشن

کرنا هی که اپنے باطنی احوال پہچاننے اور معرفت الہی میں خوب دانائی
حاصل کرتا اور اُسکا دل خدا کی توفیق و محبت سے بھر جاتا هی اور اُسکو
ایسی طاقت عطا کی جاتی هی که خدا کے احکام کے بجالانے پر قادر هوتا اور
دلی پاکیزگی اور حقیقی معرفت میں کمال کے مرتبه پر پہنچتا هی جیسا
که دوسرے قرنتس کی ۴ فصل کی ۶ آیت میں مذکور هوا هی که * خدا
هی نے جس کے حکم سے تاریکی سے روشنی چمکی همارے دلوں کو روشن
کیا تاکه خدا کے جلال کی پہچان یسوع مسیح کے چہرے سے ظاهر هووے *
پهر که کلسیوں کی ۲ فصل کی ۳ آیت میں لکھا هی * که مسیح میں
حکمت اور دانائی کے سارے خزانے چھپے هیں * پهر پہلے قرنتس کی
پہلی فصل کی ۴ و ۵ آیتوں میں لکھا هی که * میں تمهارے لیئے همیشه
اپنے خدا کا شکر کرتا هوں که اُسکے سبب تم هرطرح سارے کلام اور ساری
پہچان سے غنی هو * پهر رومیوں کی ۵ فصل کی ۵ آیت میں مرقوم هی
که * روح قدس کے وسیله سے جو همیں ملا خدا کی محبت همارے دل
میں جاری هوئی * پهر فیلپیوں کی ۴ فصل کی ۱۳ آیت میں پولس حواری
کے قول سے ذکر هوا هی که * مسیح سے جو مجھے طاقت بخشتا هی میں
سب کچھ کر سکتا هوں * پهر طیطس کی ۲ فصل کی ۱۴ آیت میں لکھا
هی که * یسوع مسیح نے آپ کو همارے بدلے دیا تاکه وه همیں سب
طرح کی شرارت سے چهڑاوے اور ایک خاص اُمت کو جو نیک کاموں میں
سرگرم هووے اپنے لیئے پاک کرے * اور رومیوں کی ۸ فصل کی ۱۵ آیت
اور عبرانیوں کی ۹ فصل کی ۱۴ آیت اور طیطس کی ۲ فصل کی ۱۱ و ۱۲
آیت اور افسیوں کی پہلی فصل کی ۱۶ آیت سے ۱۹ تک اور یوحنا کی ۸
فصل کی ۳۱ و ۳۲ آیتوں سے بھی اِس مطلب کی طرف اشاره هی * * پهر
یسوع مسیح کی نجات کا ایک اَور فائده و نتیجه یہه هی که مسیح نے اپنے
سب ایمانداروں کو شیطان کے حکم اور موت کے ڈر سے چهڑایا اور همیشه
کی زندگی اور ابدی جلال کا اُمیدوار کیا یعنی شر سے بچاکر اُنھیں جاودانی

نیکبختی کا مالک کیا هی جیسا کہ عبرانیوں کی ۲ فصل کی ۱۴ و ۱۵ آیتوں میں لکھا هی کہ × جس حالت میں لڑکے گوشت اور خون میں شریک هیں ویساهي وہ بھي اُن میں شریک هوا تاکہ موت کے وسیلے اُسکو جس کے پاس موت کا زور تھا یعني شیطان کو برباد کرے اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامي میں گرفتار تھے اُنھیں چھڑاوے × اور دوسرے تیموتیوس کی پہلی فصل کي ۱۰ آیت میں لکھا هی کہ × همارے بچانے والے یسوع مسیح نے موت کو نیست کیا اور زندگي اور بقا کو انجیل سے روشن کر دیا × اور پہلے پطرس کی پہلي فصل کی ۳ و ۴ آیتوں میں ذکر هی کہ × همارے خداوند یسوع مسیح کا خدا اور باپ مبارک هو جس نے همکو اپنی بڑي رحمت سے یسوع مسیح کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث زندہ اُمید کے لیئے سرنو پیدا کیا تاکہ هم وہ میراث پاویں جو بیزوال هی اور آلودہ و پژمردہ نہیں جو همارے لیئے آسمان پر رکھي گئي × اور رومیوں کي ۸ فصل کي ۱۷ آیت میں لکھا هی کہ × جب هم خدا کے فرزند هوئے تو وارث بھی یعني خدا کے وارث اور میراث میں مسیح کے شریک هیں × پس نجات جو یسوع مسیح نے اپنی موت اور دکھہ سے گنہگاروں کے لیئے تیار کي هی اُسکے نتیجے اور ثمرے ایسے عظیم و مبارک هیں کہ انسان گناہ سے پاک هوکر خدا کا مقرب بننا اور توفیق الٰہی کے خزانہ کا دروازہ ایمانداروں کے لیئے کھولا جانا اور اُنکے دل و روح پاک اور روشن هوکر حقیقي و جاودانی نیکبختي میں پہنچتے هیں اِس صورت میں انجیل کی تعلیمیں انسان کی روح کے تقاضا کو جیسا کہ اِس کتاب کے شروع میں اسکی تفصیل ذکر هوئي بالکل رفع کرکے ساکت کرتي هیں کیونکہ خدا کی طرف سے یسوع مسیح همارے لیئے معرفت و عدالت اور پاکی و نجات کا سبب هوا هی جیسا کہ پہلے قرنتیوں کی پہلی فصل کی ۳۰ آیت میں ذکر هوا هی اور بھي روح کا تقاضا پورا هونے سے صاف ثابت هوتا هی کہ انجیل

خدا کا کلام ھی بس اب بھلا ایسا کون ھی جو اِس نجات کے لیئے خدا
کا شکر نکرے اور دونوں ھاتھہ سے یہہ خزانہ نہ لے *

اور وہ نجات جو یسوع مسیح کے وسیلے عمل میں آئي پھر خدا کا ایک
ایسا کام ھی جسکے کم و کیف کے دریافت میں آدمي کی عقل عاجز ھی
مگر اِس باب میں بھی خدا کا کلام دلیل کافی ھی اور جیسا کہ ذکر ھوا
خدا کے کلام سے مدلل و ثابت ھی کہ یسوع مسیح سب کی نجات کا واسطہ
اور سبب ھی اور اُسکے دکھہ اور صلیبی موت جو اسنے ھمارے لیئے اپنے
اوپر قبول کیئے وھی اِس بات کے باعث ھوئے کہ خدا اُسکی خاطر اُن
لوگوں کے گناہ کی سزا سے جو یسوع مسیح پر ایمان لائے درگذرنا اور اُنھیں
ھمیشہ کی نیکبختی اور نجات کو پہنچانا ھی * اور یہہ بات کہ نجات
کي تعلیم انجیل میں اِس سے زیادہ بیان نہیں ھوئی جو کہ ھم نے ذکر
کیا خالی از حکمت نہیں بہر حال نجات کی یہہ تعلیم ایک ایسی
کسوتي ھی جس سے صاف معلوم ھو جاتا کہ آیا آدمی اپنے دل کا احوال
پہچاننے اور معرفت الہی میں اُس مرتبہ پر جو خدا کی توفیق پانے کے
لیئے لازم ھی پہنچا ھی یا نہیں پس اگر کسی شخص نے نجات کي تعلیم
سنی یا پڑھی اور اُسے نا پسند کرکے شک و انکار میں پڑا تو یہي دلیل ھی
کہ اُس شخص نے ھنوز اپنے دل کا احوال بخوبی نہیں جانا اور ابھی تک
اپنے گناھوں سے خبردار ھوکر شرمندہ و پشیمان نہیں ھوا ھی بس ایسا
شخص اپنے خطرناک احوال کو نہیں سمجھا اور اپني روح کي بیماری سے
بے خبر ھی جو گناہ کے سبب اُسکے دل میں سما گئی اور اُسے ابدی
ھلاکت میں ڈالیگی اور ایسي غفلت کے سبب وہ کسي چھڑانیوالے اور
حکیم علاج کرنیوالے کی تلاش میں نہیں ھی سو ایسے شخص کي نظر میں
مسیح کي نجات بیفائدہ اور بے مطلب معلوم دیتي ھی لیکن وہ شخص
جسنے اپنے دل کا احوال بخوبي جانا اور پہچانا ھو کہ اُسکا گناہ پروردگار کے
سامہنے کس مقدار اور کہاں تک برا اور زبون ھی اور اُسے اسکے سبب

هلاکت ابدی میں پڑنا ہوگا اور یہہ بھی معلوم کیا ہو کہ اپنے گناہ کی سزا سے کسی طرح اپنے تئیں نہیں چھڑا سکتا سو ایسے شخص کے لیئے یسوع مسیح کی نجات کی خبر ایک خوشخبری ہی جو اُسے ہر چیز سے زیادہ میٹھی لگتی ہی اور اُسکے دل کے لیئے جو گناہ کے بھاری بوجھہ سے زخمی ہو رہا ہی ایک صحت بخش مرہم ہی پس نجات کی تعلیم ایسے شخص کو جو ابھی تک اِس حال کو نہیں پہنچا اگر بے مطلب اور نکمّی لگے تو کچھہ تعجب نہیں کیونکہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جو شخص اپنی ہوا و ہوس کے دریا میں ڈوبا اور دنیوی جھگڑوں کاموں میں پھنسا ہو وہ اپنی عقل ناقص سے خداوند کے مطالب اور روحانی امور کو سمجھے اور اُنکی کُنہ کو پہنچ جائے چنانچہ انجیل میں بھی پہلے قرنتس کی ۲ فصل کی ۱۴ آیت میں ایسے آدمی کی نسبت یوں لکھا ہی کہ ٭ نفسانی آدمی خدا کے روح کی باتوں کو نہیں قبول کرتا کہ وے اُسکے آگے بیوقوفیاں ہیں اور نہ وہ اُنکو جان سکتا ہی کیونکہ وے روحانی طور پر بوجھی جاتی ہیں ٭ اور اُسی مکتوب کی پہلی فصل کی ۱۸ آیت سے ۲۴ تک لکھا ہی کہ ٭ صلیب کی بات ہلاک ہونیوالوں کے نزدیک بیوقوفی ہی پر ہم نجات پانیوالوں کے لیئے خدا کی قدرت ہی کیونکہ لکھا ہی کہ میں حکیموں کی حکمت کو نیست اور سمجھہ داروں کی سمجھہ کو نابود کرونگا کہاں حکیم کہاں فقیہہ کہاں اِس جہان کا بحث کرنیوالا کیا خدا نے اِس دنیا کی حکمت کو بیوقوفی نہیں ٹھہرایا اِس لیئے کہ جب حکمت الٰہی سے یوں ہوا کہ دنیا نے حکمت سے خدا کو نہ پہچانا تو خدا کی یہہ مرضی ہوئی کہ منادی کی بیوقوفی سے ایمان والوں کو بچاوے چنانچہ یہودی کوئی نشان چاہتے اور یونانی حکمت کی تلاش میں ہیں پر ہم مسیح کی جو مصلوب ہوا منادی کرتے ہیں وہ تو یہودیوں کے لیئے ٹھوکر کھلانیوالا پتھر اور یونانیوں کے لیئے بیوقوفی ہی لیکن مسیح اُنکے لیئے جو بلائے گئے ہیں کیا یہودی کیا یونانی خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہی کیونکہ

خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت پر غالب هی اور خدا کي کمزوری آدمیوں سے زورآور هی ٭ دس جس حالت میں چمگیدڑ آفتاب کی روشني کو مکروہ اور اپنی خاصیت کے تقاضا سے اُسکو بُرا جانکر دھوپ میں اُڑ نہیں سکتی تو آفتاب کو کیا عیب لگ جائیگا اور اُسکے جلال میں کیا نقصان آجائیگا کیونکہ اُسکا نور اور جلال تو سارے جہان میں روشن و ظاهر هی سو اسی صورت میں تو بھي طرح دیجانا کہ ایسا هي هو کہ مسیح کي نجات اُس شخص کو جس کا دل مغرور اور جس کی روحانی آنکھہ اندھی اور چمگیدڑ کي سي خاصیت هی ناپسند آوے لیکن ایماندار روشن ضمیر کے لیئے مسیح کي نجات کي تعلیم معرفت حقیقی اور سعادت ابدی کا سبب هوگي ٭

قطع نظر اِن سب باتوں سے مسیح کی نجات کے وسیلہ سے خدا کي عدالت اور قدوسیت آدمیوں پر ایسي ظاهر و عیان هوئي هی کہ خدا کے اَوْر کاموں سے ویسی نہیں هوئي کیونکہ اِس حالت میں کہ خدا نے آدمي کا گناہ کسي اَوْر طریقہ سے معاف نہیں فرمایا مگر اِسي طریق سے کہ یسوع مسیح جو بے گناہ اور پاک و کامل تھا گنہگاروں کي عوض دکھہ اُٹھاکر مر گیا اور پھر جي اُٹھا سو اِس بات سے سارے بنی آدم بلکہ فرشتوں پر بھي بخوبی ظاهر و آشکار هو گیا کہ خداے مقدس کو گناہ کس قدر ناپسند اور بد و زبون معلوم هوتا هی چنانچہ جب تک گنہگار آدمی نجات دینیوالے سے نہ ملا اور اُسکے وسیلے اپنے گناہ سے خلاصي نپائي خدا کی رحمت اُس تک نہیں پہنچتي هی ۔ اور اِسکے سوا خدا نے یسوع مسیح کي نجات کے وسیلہ اپنی رحمت و محبت کو بھي آدمیوں پر بحد کمال ظاهر و بیان کیا کیونکہ اُسی نجات سے بندوں پر اظهر من الشمس هو گیا کہ خدا نے آدمي کو ایسا پیار کیا کہ اُسنے چاها کہ گناہ میں رهکر هلاکت ابدي میں پڑے بلکہ اپني بے پایاں رحمت سے اپنے اِکلوتے بیٹے کو جو اُسکے جلال کا شعلہ اور اُسکے وجود کا سکہ هي نجات کے واسطے آسمان سے زمین

پر بهیجا اور اُسنے اپنے دکهه اور موت سے ایمان لانیوالوں کو گناه سے چهڑاکر همیشه کی زندگي کو پهنچایا اِس صورت میں مسیح کی نجات کی تعلیم بالکل اِس بات سے مطابق هی که آدمی کو گناه کی بُرائی سمجهاکر اُسکو گناه سے برکنار رکهے اور احکام الهی کی متابعت پر مائل کرکے خدا کی محبت اور ایمان کی راه میں مضبوط بناوے ٭

پوشیده نرهے که خدای تعالی نے ساری مخلوقات کی طبیعت میں ایسا ٹهہرا دیا هی که ایک شی کی موت اور تحلیل هونا دوسری شی کی معاش و زندگی کا باعث هوا کرے مثلا چاروں عناصر کا تحلیل هونا جمادات و نباتات اور حیوانات کے موجود هونے اور بڑهه جانے اور قوت پانے کا سبب هی اور نباتات کا خرچ هونا اور کهایا جانا بعضے حیوانات کی معاش اور قوت کا سبب اور بعض حیوانات کا مرنا بعض حیوانات کی معاش و زندگی کا باعث هی اور اِسی طرح نباتات کا تحلیل هونا اور حیوانات کا مرنا انسان کے بدن کے زنده و بحال رهنے کا سبب هی اور آدمیوں میں بهی اکثر ایسا اتفاق هوتا هی که بعضوں کے نیک اعمال بعضوں کے فائده اور بهلائی کا سبب هو جاتے هیں پس درحالیکه خدا نے انسان اور ساری موجودات کے درمیان یهه قاعده مقرر کر دیا هی تو آدمی اِسپر کیوں تعجب کرتا که یسوع مسیح کی موت اور اُسکے نیک اعمال و ثواب نجات کا سبب اور سعادت و حیات کا باعث هوا هی اور جس صورت میں که آدمی اُس قاعده کو جو خدا نے موجودات میں ٹهہرایا هی دریافت نہیں کر سکتا تو اگر نجات مسیح کی باطنی کیفیت بهی نجان سکے تو کیا تعجب هی ٭ اور اگر کوئی غرور و پندار کی راه سے صرف اُتنی هی بات کو مانے جتنی اُسکی عقل میں آئی تو ایسے آدمی کو چاهیئے که خدا کا اور اپنا اور سب اشیا کا انکار کرے کیونکه آدمی میں اِتنی طاقت نہیں جو اپنی عقل ناقص سے خدا کو اور اپنے تئیں اور هزارها موجودات کے وجود کی باطنی کیفیت کو جان سکے حال آنکه ان سب کا موجود

هونا ظاهری آثار سے ثابت هی اور ایساهی خدا کے کلام کے آثار سے واضح و آشکار هی که مسیح کے وسیلے سے آدمی کے لیئے گناہ کا کفارہ اور نجات ابدی حاصل هوئی * اور هرچند که نجات کی باطنی کیفیت کو عقل دریافت نهیں کرسکتی لیکن ایماندار آدمی اپنے دل میں مسیح کی نجات کی قوت و قدرت سے خبردار هو سکتا هی اِس سبب سے که مسیح کی نجات ایک ایسی دوا هی جو حکیم مطلق نے گناہ کی بیماری سے شفا پانے کے لیئے هر آدمی کے واسطے طیّار کی هی پس اگر آدمی اپنے اُس طبیب یعنی خدا پر بھروسا کرکے اِس دوا کو پی لے تو ضرور اپنی باطنی بیماری سے شفا پاکے آرام دلی حاصل کریگا اور حقیقی نیکبختی کو پهنچ جائیگا پس جیسے که کوئی بیمار کسی طبیب کی دوا سے اچھا هوکے یقین کرتا هی که طبیب نے اُسے خوب دوا دی ایسے هی ایماندار بهی مسیح کے وسیله گناہ کی بیماری سے شفا پانے کے سبب یقین کلّی جانتا هی که یهه دوا جو آدمی کی روح کی شفا کے لیئے انجیل میں مقرر هوئی هی اچهی اور خدا کی طرف سے هی پس یهه شفا مسیح کی نجات کی حقیقت پر ایک روشن دلیل هی اور مسیح کی نجات جس کیفیت سے که انجیل میں بیان هوئی هی انجیل کے من جانب الله هونے پر ایک کامل دست آویز هی کیونکه ایسی نجات کے موجود کرنے پر صرف خدا هی قادر هی اور بس *

چوتهی فصل

اِس بات کے بیان میں که آدمی یسوع مسیح کی نجات کے فیض کو کیونکر پهنچ سکتا هی

اب ای مطالعه کرنیوالے هم اِس فصل میں تجهپر خدا کے کلام سے یهه مطلب بیان و ثابت کرینگے که یسوع مسیح کی نجات کے میوے تو کس

طرح چکھہ سکیگا اور اُسکے وسیلے حیات جاودانی تک کیونکر پہنچ جائیگا اور خدا کی اُس نعمت و بخشش میں جو مسیح نے آدمی کے لیئے طیّار و موجود کی ھی کس طریق سے تو شریک ھوسکیگا *

وہ وسیلہ جس سے آدمی مسیح کی نجات کی ساری نعمتوں سے فیضیاب ھو جاتا ھی انجیل کے بموجب یسوع مسیح پر ایمان لانا ھی جیسا کہ اعمال کی ۱۶ فصل کی ۳۱ آیت میں ذکر ھوا ھی کہ پاول اور سیلاس نے قیدخانہ کے داروغہ سے کہا کہ ٭ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا کہ تو اور تیرا گھرانا نجات پاویگا * اور پھر پہلے یوحنا کی ۳ فصل کی ۲۳ آیت میں مذکور ھی کہ * اُسکا (یعنی خدا کا) حکم یہہ ھی کہ ھم اُسکے بیٹے یسوع مسیح کے نام پر ایمان لاویں * اور پھر مرقس کی ۱۶ فصل کی ۱۶ آیت میں لکھا ھی کہ * جو کہ ایمان لاتا اور بپتسما پاتا ھی نجات پائیگا اور جو ایمان نہیں لاتا اُسپر سزا کا حکم کیا جائیگا * لیکن مسیح پر ایمان لانا صرف یہی نہیں ھی کہ تو خدا کے کلام یعنی کتب عہد عتیق و جدید کو برحق جانے اور اُنکے امر و نہی اور تعلیمات اور تہدیدوں سے آگاہ ھو جاوے اور بس بلکہ ایمان یہہ ھی کہ تو اِس کلام پر متوجہ ھوکر بخوبی تمام اِس بات کو سمجھے کہ خدا کے حضور تو کس قدر گنہگار ھی اور اپنے گناھوں سے پشیمان ھو اور بالیقین جانے کہ تیرا اور کل عالم کا شفیع وھی یسوع مسیح ھی اور بس اور خداے تعالیٰ اُسی کی خاطر تیرے سارے گناہ معاف کرکے سعادت ابدی کو تجھے پہنچائیگا اور تیرا قصد و کوشش یہہ ھو کہ گناہ سے کنارہ کرکے سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھے اور اُسکے حکم پر چلے پس جب کہ تیرا حال اِس طریق پر ھوگا تو تو نے وہ ایمان جو انجیل کے موافق نجات کا سبب ھی حاصل کرلیا ، ، مگر آدمی اِس ایمان کو اپنے بل بوتے سے حاصل نہیں کر سکتا بلکہ خدا اُسے عنایت فرماتا ھی جیسا کہ انجیل میں یوحنا کی ۶ فصل کی ۲۹ آیت میں اِسی امر کی بابت لکھا ھی کہ * یسوع نے جواب میں

اُنہیں (یعنی یہودیوں کو) کہا خدا کا کام یہہ ہی کہ تم اُسپر جسے اُسنے بھیجا ایمان لاؤ * پھر پہلے قرنتس کي ۱۲ فصل کی ۳ آیت میں لکھا ہی که * کوئي بغیر روح قدس کے یسوع کو خداوند کہہ نہیں سکتا ہی * یعني کوئی آدمي یسوع مسیح پر ایمان نہیں لا سکتا مگر روح‌القدس کی مدد سے اور پھر یوحنا کی ۱۶ فصل کی ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ آیتوں میں مسطور ہی که مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا که * هنوز بہت سی باتیں ہیں که میں تمہیں کہوں پر اب تم اُنہیں برداشت نہیں کرسکتے لیکن جب وه یعني روح حق آوے تو وه تمہیں ساری سچائی کي راه بتاویگا اِس لیئے که وه اپنی نه کہیگا لیکن جو کچھہ وه سنیگا سو کہیگا اور تمہیں آینده کی خبر دیگا میری ستایش کریگا اِس لیئے که وه میری چیزوں سے پائیگا اور تمہیں دکھائیگا * اِس صورت میں خدا نے اپني بےپایان محبت سے گنہگاروں کے لیئے نه صرف نجات کو موجود کیا ہی اور بس بلکه اِس نجات کے حاصل کرنے کو روح‌القدس کی مدد بھی دی ہی کیونکه جس وقت کوئی شخص مسیح کي خبر اور اُسکي نجات کي بات کو سنتا یا پڑھتا ور دل سے اُسکی طرف متوجّه ہوتا ہی اُس وقت اگر وه خود نہیں روکتا تو روح‌القدس مسیح کا ایمان اُسکے دل میں ڈالدیتا ہی سو اِس حال میں جس قدر که آدمی مسیح کی نجات کا محتاج ہی اُسي قدر اُس نجات کے حاصل کرنے کے لیئے روح‌القدس کي مدد کا بھي محتاج ہی *

اگر تو سوال کرے که یہه مدد کرنیوالا جو روح‌القدس کہلاتا اور یسوع مسیح کو آدمي کے دل میں بیان و عیان کرتا اور اُسکو ایمان پر پہنچاتا ہی کون اور کس مرتبه میں ہی تو اِس سوال کا جواب انجیل کي آیتوں کے موافق یہه ہی که روح‌القدس کي بابت اعمال کی ۲ فصل میں جو کچھہ مذکور ہی اُسکو تو پڑھکر خبردار ہو جائیگا اور مسیح نے بھي متی کي ۲۸ فصل کي ۱۹ آیت میں خود حواریوں سے فرمایا ہی که * تم جاکے

سب قوموں کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسما دیکے شاگرد کرو ٭ اِس آیت کے موافق اُن شخصوں کو جو انجیل کے معتقد ہیں لازم ہی کہ جیسا باپ اور بیٹے کے نام سے ویسا ہی روح قدس کے نام سے بھی بپتسما پاویں اور جیسے کہ باپ بیٹے کی اِطاعت قبول کی ہی ایسا ہی روح القدس کی اِطاعت بھی قبول کریں اور اُس آیت میں روح القدس باپ اور بیٹے کے ساتھہ ایسا برابر ٹھہرایا گیا ہی کہ ذرا بھی تفاوت نہیں رہا پھر اعمال کی ۵ فصل کی ۳ و ۴ آیتوں میں پطرس حواری نے حنانیا نامی ایک شخص سے کہا کہ ٭ اے حنانیا کیوں شیطان تیرے دل میں سمایا کہ روح القدس سے جھوٹھہ بولے اور زمین کی قیمت میں سے کچھہ رکھہ چھوڑے کیا یہہ جب تک تیرے پاس تھی تیری نہ تھی اور جب بیچی گئی تیرے اختیار میں نہ تھی تو نے کیوں اِس بات کو اپنے دل میں جگہہ دی تو آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے جھوٹھہ بولا ٭ پس اِن آیتوں میں روح القدس خدا کہا گیا اِس تفصیل سے کہ پطرس حواری نے روح قدس کی بابت حنانیا سے کہا کہ تو آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے جھوٹھہ بولا اور پہلے قرنتس کی ۳ فصل کی ۱۶ آیت میں روح القدس سے مراد رکھکر کہا گیا ہی کہ ٭ کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کے ہیکل ہو اور خدا کا روح تم میں بستا ہی ٭ پس درحالیکہ خدا کا روح یعنی روح القدس ایمانداروں کے دل میں رہتا ہی اور اِسی جہت سے وے لوگ خدا کے ہیکل کہلاتے ہیں تو ظاہر ہی کہ روح القدس خدائی کے مرتبہ میں ہی اور اِسی مکتوب کی ۲ فصل کے ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں روح القدس کی بابت کہا ہی کہ ٭ روح ساری چیزوں کو بلکہ خدا کی عمیق باتوں کو بھی دریافت کرلیتا ہی کہ آدمیوں میں سے کون آدمی کی باتیں جانتا ہی مگر آدمی کی روح جو اُس میں ہی اِسی طرح خدا کے روح کے سوا خدا کی باتیں کوئی نہیں جانتا ٭ پس اِن آیتوں سے ظاہر ہی کہ جس طرح اِن آیتوں میں روح القدس بھی انجیل میں خدا کہا گیا اور الوہیت

کے مرتبہ میں گنا گیا ھی جنانچہ دوسرے قرنتس کی ۱۳ فصل کی ۱۴ آیت میں بھی اِسی مطلب کا اشارہ ھوا اور لکھا ھی کہ * خداوند یسوع مسیح کا فضل اور خدا کی محبت اور روح القدس کي رفاقت تم سبھوں کے ساتھہ ھووے آمین * دیکھو اِس آیت میں بھی روح القدس اب و اِبن کي طرح فضل و نعمت کا سرچشمہ ٹھہرکر اب و اِبن کے ساتھہ برابر و متساوي ھو گیا ھی *

اِس صورت میں خدا نے اپنے کلام میں ھم گنہگاروں سے جو رحمت و نجات اور روح کي مدد کے محتاج ھیں اپنی ذات پاک کو مقدس و مہربان باپ کے نام پر بیان فرمایا ھی اور اگرچہ خدا اپنی پاکیزگی کے سبب گناہ سے نفرت کرتا اور گنہگار کو قبول نہیں فرماتا لیکن اپنی بڑی محبت و مہربانی کے سبب ازل سے انسان کی نجات کو مصلحت جانا اور مقرر فرمایا ھی اور پھر خدا نے اپنے تئیں نجات دینیوالے بیتے کے نام سے بیان کیا ھی جسنے معین وقت میں انسانیت اپنے اوپر قبول کی اور اذیّت اور موت کے دکھہ اُوتھاکے گنہگاروں کے لیئے نجات کو موجود کیا اور پھر آپ کو مدد کرنیوالے اور تقدس کو پہنچانیوالے روح القدس کے نام پر بیان کیا ھی کہ وہ آدمی کو جو گناہ کے سبب خدا کے کاموں میں اندھا ھو رھا اور حقیقت پانے کی طاقت نہیں رکھتا اُبھارکے کلام انجیل کے ذریعہ سے اُس مرتبہ پر پہنچاتا ھی کہ ایمان لاکر خدا کو اور یسوع مسیح کو بخوبی پہچانے اور ھمیشہ کی نیکبختی کو پہنچے اور مسیحیوں کے عقیدہ میں اِس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ھیں اور انجیل کي تعلیم کے بموجب ذات الہی کے اِس باریک بھید کي بابت جو کہہ سکتے ھیں سو یہہ ھی کہ اب و اِبن و روح القدس یعني باپ بیٹا اور روح قدس ایک ذات واحد ھی نہ ایسا کہ تین بلکہ حقیقت میں صرف ایک ھي خدا ھی اور اب و ابن و روح القدس میں فرق و امتیاز ھی مگر نہ ایسا کہ وحدانیت میں کچھہ نقص و خلل آ جائے اور اگر تو کہے کہ اِن مطالب

کا اِس طور پر ہونا کیونکر ممکن ہی تو ہمارا جواب یہہ ہی کہ خدا نے
اپنے کلام میں اپنے تئیں یونہیں بیان کیا ہی سو آدمی کو بے مطالب
جیسے کہ لکھے ہیں مان لینا واجب ہی پس درحالیکہ صورت یہہ ہی
تو آدمی کی کیا طاقت جو خدا کے ساتھہ بحث کرے * اور جس حالت
میں کہ خدا نے اپنی ذات پاک کے جلال کو زیادہ اُس سے جو مذکور ہوا
اپنے کلام میں بیان کرنا لازم نہیں جانا اور اُس علاقہ کو جو اب و اِبن و
روح القدس میں باہم ہی زیادہ بیان اور تفصیل نہیں کیا پس ہمیں بھی
جرأت نہیں کہ ذات الہی کے اُس باریک بھید کو تفصیل دیں مگر انجیل
کے موافق اُسکی بابت اِتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ بیٹے کی ہستی و وجود
باپ میں مخفی اور پوشیدہ ہی اور روح القدس کی ہستی و وجود باپ
اور بیٹے دونوں میں مخفی و مستور ہی جیسا کہ خود مسیح نے یوحنا کی
۵ فصل کی ۲۶ آیت میں فرمایا ہی کہ * جس طرح باپ آپ میں زندگی
رکھتا ہی اُسی طرح اُسنے بیٹے کو دی ہی کہ آپ میں زندگی رکھے * اور
یوحنا کی پہلی فصل کی پہلی آیت میں بیٹے کو کلمۃ اللہ کہا ہی جیسا
کہ مرقوم ہی کہ * ابتدا میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے ساتھہ تھا اور کلمہ
خدا تھا * پس ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہی کہ بیٹے کی ذات باپ کی
ذات میں مخفی اور پوشیدہ ہی اور وہ ازلی علاقہ جو بیٹے کو باپ کے
ساتھہ ہی سو ایک ایسے علاقہ اور رابطہ کی مانند ہی جو کلمہ فکر کے ساتھہ
اور فکر اِنسان کی روح کے ساتھہ رکھتی ہی یعنی جیسے کہ کلمہ فکر میں
اور فکر روح میں مخفی ہی اور اِسی سے ظاہر ہوتی در اصل کی نسبت
روح کے ساتھہ ایک ہی یونہیں بیٹا بھی باپ میں ہی اور ازل سے اُسی سے
متولد و ظاہر ہوا لیکن امر وحدانیت میں باپ کے ساتھہ ایک ہی اور جیسے
کہ آدمی کی روح جو نادیدنی ہی اپنے تئیں فکر و کلمہ میں صورت اور
شکل میں لاتی ہی اور اسی وسیلہ سے اپنے تئیں ظاہر و بیان کرتی ہی اِسی
طرح خدائے لایدرک و غیر مرئی نے بھی اپنے تئیں بیٹے میں یعنی اپنے

ازلی کلمه میں تعبیر اور تصویر کرکے ظاهر و بیان کیا هی تاکه اِس کلمه کے وسیله سے ماسوا یعني ساری مخلوقات کو پیدا کرکے اپنے تئیں خلقت میں ظاهر و عیان کرے اور بیٹے یعنی اُسی کلمه کے وسیله سے لوگوں کی فهم و خیال کے قریب و نزدیک هو جائے اور اِنهیں باتوں کي رو سے یسوع مسیح جیسا که انجیل میں بیان هوا خدا کے جلال کی رونق اور اُسکی ماهیت کا نقش اور ان دیکهه خدا کي صورت هی اور الوهیت کا سارا کمال اُس میں مجسم هو رها اور ساری مخلوقات سے پهلے متولد هوا یعنی خدا کي ذات پاک سے ظهور کیا چنانچه یهه مطلب عبرانیوں کي پهلی فصل کي ۳ آیت میں اور کلسیوں کي پهلی فصل کي ۱۵ آیت اور ۲ فصل کي ۹ آیت میں لکها هی اور اِسی سبب سے خود مسیح نے بهی فرمایا هی که باپ کو کوئي نهیں جانتا مگر بیٹا اور وه جس پر بیٹا اُسے ظاهر کیا چاهتا اور پهر که کوئي بغیر میرے وسیلے کے باپ پاس آ نهیں سکتا هی یعني بیٹا وسیله هی خدا کو پهچاننے کا اور قرب الهی حاصل کرنے کا جیسا که یے باتیں متي کي ۱۱ فصل کي ۲۷ آیت اور یوحنا کی ۱۴ فصل کي ۷ آیت میں لکهي هیں لیکن اِس لیئے که لوگ گمان نکریں که شاید باپ اور بیٹا دونوں الگ الگ خدا هوں پس ایسے باطل گمان کو دور کرنے کے واسطے مسیح نے خود فرمایا هي که میں اور باپ ایک هیں جسنے مجهے دیکها باپ کو دیکها هي اور ای باپ سب چیزیں میري تیري اور تیري میری هیں تاکه سب جس طرح سے که باپ کی عزت کرتے هیں بیٹے کي عزت کریں چنانچه یے باتیں یوحنا کي ۱۰ فصل کي ۳۰ آیت میں اور ۱۴ فصل کی ۹ آیت میں اور ۱۷ فصل کي ۱۰ آیت میں اور ۵ فصل کی ۲۳ آیت میں لکهي هیں پس مذکورہ آیتوں کے بموجب خدا کي چهپي اور پوشیده ذات کا کاشف یعني ذات کا ظاهر کرنیوالا بیٹا هی اور وه ساری قدرت و کمال اور حکمت و جلال میں باپ کے ساتهه ایک اور برابر هی اور باپ

اور روح القدس سميت وهي خداے واحد و حقيقي هي كه اُسے هميشه شكر و تعريف هوجيو ×

پوشيده نرهے كه انسان كي ناقص عقل قياس و گمان كے زور سے ذات الهي كے كم و كيف كو نهيں پهنچ سكتي اور اُسے كما حقهٗ دريافت نهيں كر سكتي كيونكه اُس پاك ذات كي مثل و مانند اِس خاكي عالم ميں نهيں پائي جاتي هي مگر ذات الهي كي وه خصوصيت جسے تثليث كهتے هيں اُسكي ناقص سي تشبيه البته موجودات ميں بيان هوتي هي اور آدمي بهي اِس تثليث كا ايک قسم كا نمونه اپنے وجود ميں ركهتا هي چنانچه اُسكا وجود مبني هي اول روح پر جس سے وجود باطني مراد هي اور جسكي نسبت آدمي تكليف كا محتاج و قابل هي دوسرے جان پر جو روح و بدن كے درميان اور نفس ناطقه سے مراد هي اور تيسرے بدن پر اور باوجود اِسكے پهر آدمي ايک هي شخص هي اور اِسي طرح نور و نار وغيره ميں بهي تثليث كي ايک قسم كي تشبيه و نمونه ديكهنے ميں آتا هي سو اگرچه يے سب مثاليں تثليث كي تفصيل كے ليئے كافي نهيں پهر اِتنا هي كه فكر كرنيوالا انهيں كي رو سے تثليث في التوحيد كا ممكن هونا خيال ميں لاسكتا هي لهذا نور كي مشابهت كو جو خدا كي ذات كے ساتهه هي اِس مقام پر بيان كرنيكے اِس تفصيل سے كه كتب مقدسه ميں بهي نور كے ساتهه خدا كي تشبيه هوئي هي جيسا كه پہلے يوحنا كي پهلي فصل كي ۵ آيت ميں مذكور هي كه × خدا نور هي اور اُس ميں تاريكي ذرة بهي نهيں × اور ۱۰۴ زبور كي ۲ آيت ميں مرقوم هي كه × وه نور كو پوشاک كي مانند پهنتا هي اور آسمان كو پردے كي مانند پهيلاتا هي × الحاصل نور اور نار كو جو سب عناصر سے پاک و خالص هيں اور هر ايک چيز ميں اُنكي تاثير جاري هي خدا كے حضور و تقدس كے ساتهه ايک واضح و آشكارا تشبيه هي اور هرچند كه نور و نار اور اُسكي تاثير كي قوت هر ايک چيز كے اجزا ميں ظاهر و روشن هوتي هي تو بهي اُسكي اصل ذات كي

ماھیت انسان کی عقل میں نہیں آتی مگر اپنی چمک اور گرمی کے سبب سے انسان پر ظاھر و معلوم ھوتی ھی چنانچہ اُسکی چمک اور گرمی انسان میں اثر کرکے وہ اِس طرح سے نور و نار کے وجود سے جو چمک اور گرمی میں پوشیدہ ھی آگاہ ھو جاتا ھی اور پھر وھی چمک و تپش نور و نار کی ذات کی تشبیہ اور تصویر ھی جسکے وسیلہ سے آگ اور نور کا ھونا ھم دریافت کرلیتے ھیں اور نہیں کہہ سکتے کہ آگ کی چمک و تپش میں جو آگ کو ظاھر کرتی ھی اور خود آگ میں جس سے چمک و تپش ظاھر ھوتی کچھہ فرق و تفاوت نہیں ھوتا مگر تسپر بھی وے دونوں باھم مساوی اور ایک ھیں یہاں تک کہ چمک آگ میں ھی اور آگ چمک میں اور غور کی بات ھی کہ اگرچہ چمک آگ سے ظہور و خروج کرتی ھی تو بھی وقت میں کچھہ ایسا فرق و تفاوت نہیں کہ آگ چمک سے پہلے اور چمک آگ سے پیچھے ھوتی ھو کیونکہ آگ کسی وقت بغیر چمک اور تپش نہیں اور ھرچند کہ آگ کی تپش ھر وقت نظر نہیں پڑتی تو بھی آگ یا گرمی بے چمک و تپش نہیں ھی کس واسطے کہ آگ یا گرمی کا ظہور و تاثیر چمک و تپش ھی سے ھی اور پھر آگ کی چمک سے وہ قوت جو نور بخشتی اور گرمی دیتی ھی الگ ھی اور یہہ بھی آگ کی ذات میں ھی اور چمک و تپش کے وسیلہ سے ظاھر ھوتی اور اگر یہہ قوت نار اور نور میں نہوتی اور آدمی پر اثر نکرتی تو چمک کا دیکھنا اور آگ کے وجود سے خبردار ھونا آدمی کو محال ھوتا الحاصل اِن مجازی علاقوں کو جو آگ اور چمک اور گرمی کی قوت میں ھیں اُس روحانی علاقہ کے ساتھہ جو اب و اِبن و روح القدس کے درمیان ھی ایک تشبیہ اور تمثیل کر سکتے ھیں اِس طور سے کہ جیسا آگ کے وجود میں آگ کی ذات اور اُسکی چمک اور گرمی میں ایک اصلی تفاوت و فرق ھی مگر اُس فرق و تفاوت سے عنصر مذکور کا اِتحاد باطل نہیں ھوتا اِسی طرح ذات الہی کو اب و اِبن و روح القدس کے ساتھہ تعبیر و بیان کرنے

سے وحدت ذات باطل نہیں ہوتی اور نہ اُس میں کچھہ قصور پڑتا ھی
پھر جیسے کہ آگ اور نور صرف چمک و تپش سے اپنے تئیں ظاھر کرتی
اور تاثیر دکھلاتی ھی اِسی طرح اب بھی صرف اِن میں اور اِن کے وسیلے
سے اپنے تئیں ظاھر و بیان کرتا اور فاعل ھوتا ھی اور جیسے کہ نور و گرمی
کی قوت سے جو چمک و تپش میں ھی آنکھہ چمک کو قبول کرتی اور
دیکھتی ھی اور اِس طرح آدمی آگ کے وجود سے خبردار ھوتا ھی یونہیں
انسان روح القدس کی تاثیر سے جو منور کرنیوالا اور حیات کو پہنچانیوالا
ھی بیٹے کو اور بیٹے میں باپ کو پہچان اور جان سکتا ھی * لیکن یے
تشبیہ اور تمثیلیں اگرچہ خیال کو خدا کی ذات پاک میں کچھہ دخل
دیتی اور وحدت میں تثلیث کا اِمکان خیال میں لاتی ھیں تو بھی ناقص
ھیں اور ممکن نہیں کہ آدمی اُنکی مدد سے ذات پاک کے باریک بھیدوں
کو کاملاً تفصیل و بیان کرے پس اُس بندہ کو جو غور و فکر کرکے خدا کی
ذات پاک کے دریا میں ڈوب رھا ھی لازم ھوگا کہ سکوت کا شیوہ اِختیار
کرے سو ھم بھی سکوت اِختیار کرکے اپنے اُس خداوند کی بندگی کرتے
ھیں جو تمامی آشیا کو دریافت کرتا اور آپ کسی کی دریافت میں
نہیں آتا اور سارے ذرّات کو دیکھتا اور آپ نہیں دیکھا جاتا اور کل
موجودات پر قادر اور خود کسی کی قدرت اور بس میں نہیں لیکن اِس
سبب سے کہ اُسنے ھم گنہگاروں پر نہایت رحم کرکے ھمیں نجات دینے
اور نیکبخت کرنے کے لیئے اپنے تئیں اپنے کلام میں خدا باپ کے نام سے
عادل و رحیم اور نجات برقرار کرنیوالا اور بیٹے کے نام سے گناہ اور شیطان
سے چھڑانیوالا اور روح القدس کے نام سے مقدس اور کامل کرنیوالا بیان کیا
ھی پس اِس جہت سے ھم نہایت خوشی اور کمال عاجزی سے اُس
واحد و قدیم اور عادل و رحیم کی بندگی اور شکرگذاری کرتے ھیں اس
حالت میں اگرچہ ھم اس بھید کے دریافت کی طاقت نہیں رکھتے لیکن
بن دیکھے ایمان لاتے اور اسکو قبول کرتے پر راضی ھیں کیونکہ ھم خدا

کی ذات پاک کے اِسی بیان سے اُسکی رحمت و محبت دریافت کرتے هیں اور اِس محبت کے مزہ‌دار میوے چکھہ سکتے اور خوشحال و نیکبخت هو سکتے هیں اور اگر اِسي طور پر جو مذکور هوا هم ایمان لاویں تو نجات اور خدا کا تقرب حاصل کرکے اُن چیزوں کو جو دنیا میں هم سے چھپي هیں عقبیٰ میں کھلا کھلی دیکھکر دریافت کرلینگے ۰

لیکن هرچند که انسان اپني عقل سے روح‌القدس کی ذات کي کیفیت دریافت نهیں کر سکتا تو بھي جیسے حواری اور آؤر هزاروں لاکھوں آدمی نے انجیل پر ایمان لاکر روح‌القدس کی تاثیرات کو اپنے دل میں دیکھا اِسی طرح هم بھی اور هر ایمان لانیوالا اپنے دل میں جان لیگا که روح‌القدس یسوع مسیح پر ایمان لانیکے لیئے اِعانت و اِمداد کرتا هی اور اِس بات کے بیان میں که روح‌القدس کیونکر آدمي کے دلیں ایمان کو پہنچاتا هی خود یسوع مسیح نے یوحنا کی ۱۶ فصل کی ۸ آیت سے ۱۱ تک اِس طرح فرمایا هی که × وه (یعني روح‌القدس تسلي دینےوالا) جب آویگا تو جہان کو گناه سے اور راستی سے اور عدالت سے ملزم ٹھہرائیگا گناه سے اِس لیئے که وے مجھہ پر ایمان نهیں لائے راستي سے اِس لیئے که میں اپنے باپ پاس جاتا هوں اور تم مجھے پھر ندیکھوگے عدالت سے اِس لیئے که اِس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا هی × پس جو کوئي انجیل کا کلام بغور سنیگا یا پڑھیگا روح‌القدس اُسکے باطني حال و احوال کو جیسا که هی اور انجیل میں مرقوم هوا هی اُسپر معلوم و بیان کردیتا اور آدمي کو اِس بات پر اِلزام دیتا هي که خدا کے حکموں کو پورا نکیا اور خدا کے سامہنے کس قدر گنہگار هی اور پھر یهه بھي اُس پر ظاهر کردیتا هی که عادل و مقدس خدا گنہگاروں کے حق میں محض یسوع مسیح کے سبب غفور و رحیم هی اور جب تک آدمي یسوع مسیح پر ایمان نهیں لاتا خدا اُسکو نهیں بخشتا اور اُس سے خوشنود هوکر قبول نهیں کرتا بلکه ایسا آدمي اپنے گناهوں کے عذاب میں گرفتار هوگا علاوه اِسکے روح‌القدس اِس بات پر

بھی آدمی کو اِلزام دیتا ھی کہ یسوع مسیح پر ایمان نہ لانیکے سبب گمراہ رھا اور اسکو اِسي بے ایمانی اور گنہگاري سے قلباً نادم و بشیمان کرکے مسیح کي نجات کی طرف کھینچتا ھی اور خدا کے حکم پورے کرنے کا شوق دلاتا ھی بس اِسي طرح روح القدس آدمي میں دلی احوال بہچاننے اور حقیقی پشیمان ہونے کو عمل میں لاتا ھی جیسا کہ اعمال کي ۲ فصل کی ۳۷ آیت میں لکھا ھی کہ × جب انہوں نے (یعني یہودیوں نے) یہہ سنا (یعنی یسوع مسیح کی خوشخبري کو سنا) تو اُنکے دل چھد گئے اور پطرس اور باقی رسولوں سے کہا کہ ای بھائیو ھم کیا کریں (یعنی نجات پانے کے لیئے ھم کیا کریں) × اور پھر لوقا کی ۱۸ فصل کي ۱۳ آیت میں ذکر ھوا ھی کہ × اُس محصول لینے والے نے دور سے کھڑا ھوکے اِتنا بھی نچاھا کہ آسمان کي طرف آنکھہ اٹھاوے بلکہ چھاتی پیٹتا اور کہتا تھا کہ ای خداوند مجھہ گنہگار پر رحم کر × پس ایسي توبہ جو خدا کي درگاہ میں مقبول ھو سو یہہ ھی کہ آدمي اپنے گناھوں کو سمجھکر اور نادم و بشیمان ھوکر اُنسے خلاصی پانے کي فکر میں رھے اور کامل یقین سے اپنے دل میں اقرار کرے کہ سوائے یسوع مسیح کے کسی میں ایسی قدرت نہیں جو مجھے میرے گناھوں کے عذاب سے چھڑا سکے × × اور یہہ توبہ جو روح القدس کی تاثیر سے عمل میں آتی ھی آدمي کو یسوع مسیح پر ایمان لانیکی طرف کھینچتی ھی اور اِسی ایمان سے آدمي اُس نیکبختي کا شریک ھوتا ھی جو یسوع مسیح کی نجات میں موجود ھی جیسا کہ یوحنا کی ۳ فصل کی ۱۴ و ۱۵ آیتوں میں مذکور ھی کہ × جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں بلندی پر رکھا اُسي طرح سے ضرور ھی کہ ابن آدم بھي اُٹھایا جاے تاکہ جو کوئي اُسپر ایمان لاوے ھلاک نہووے بلکہ ھمیشہ کی زندگی پاوے × پھر رومیوں کی تیسري فصل کی ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ آیتوں میں مرقوم ھی کہ × یہہ خدا کي وہ راستبازی ھی جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے سب کے لیئے ھی اور سب ایمان لانیوالوں کو ملتی کیونکہ کچھہ فرق

نہیں اِس لیئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں
سو وے اُسکے فضل سے اُس مخلصی کے سبب جو مسیح یسوع سے ہی
مفت راستباز گنے جاتے ہیں × بس جس شخص میں کہ ایسا ایمان ہو
ظاہر ہی کہ اُسنے گناہوں کی معافي اور راستبازی الہي اور خدا کي قبولیت
حاصل کی یعني خداي تعالی مسیح کي خاطر اُسکے گناہ بالکل معاف کرکے
اُسے ایسا گنتا ہی کہ گویا اُس سے کوئي گناہ نہیں ہوا اور احکام الہی اُسنے
سب کے سب پورے کیئے اور اِسی جہت سے خدا اپنی رضامندي اُسکے
شامل حال کرتا ہی اور وہي شخص ابدی نیکبختی اور جلال کا وارث ہوگا
اور وہ وہم اور ڈر جو پہلے اپنے گناہوں کی سزا کے سبب اپنے دل میں
رکھتا تھا اور کبھي کبھي ایک بڑے بوجھہ کي طرح اسے بھاری لگتے تھے دور
ہوکر اسکے دل کي سیاہی نور سے بدل گئي ہی اور آرام و راحت نے اُسکے
دل میں ایسي جگہہ پکڑی ہی کہ پھر خدا سے وحشت نکریگا بلکہ یقین
کے ساتھہ جان لیگا کہ خداي تعالی مسیح کے وسیلہ باپ کی مانند اُسپر
مہربان ہی اور گناہ جو پہلے اُسے پیارا تھا اب بُرا اور دشمن جانکر صرف
اِس فکر میں ہی کہ خدا کے حکم بجالاوے اور اِس بات پر حد سے زیادہ
خوش و خرّم ہی اور اِسي راہ سے اُسنے جان لیا کہ جو کچھہ انجیل میں
یسوع مسیح کي نجات کے نتیجوں اور پھلوں کے واسطے ذکر ہوا ہی سب
حق ہی جیسا کہ اِس مطلب کي بابت رومیوں کے ۵ باب کي پہلي اور
دوسري آیتوں میں لکھا ہی کہ × جب ہم ایمان کے سبب راستباز ٹھہرے
تو ہم میں اور خدا میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے میل ہوا
اور اُسي کے وسیلے سے ہم اُس فضل میں جسپر قائم ہیں ایمان کے سبب
دخل پاتے اور خدا کے جلال کي اُمید پر گھمنڈ کرتے ہیں " پھر اُسي
مکتوب کی ۸ فصل کي ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ آیتوں میں لکھا ہی کہ × تم نے
غلامي کا روح نہیں پایا کہ پھر ڈرو بلکہ لیپالک ہونے کا روح پایا جس سے
ہم آبا یعني ای باپ پکار پکار کہتے ہیں وہي روح ہماری روح کے ساتھہ

گواهی دیتا که هم خدا کے فرزند هیں اور جب فرزند هوئے تو وارث بهی یعنی خدا کے وارث اور میراث میں مسیح کے شریک بشرطیکه هم اُسکے ساتهه دکهه اُٹهاویں تاکه اُسکے ساتهه جلال بهی پاویں کیونکه میری سمجهه میں اِس وقت کے دکهه درد اِس لائق نہیں که اُس جلال کے جو هم پر ظاهر هونیوالا هی مقابل هوں * * بس وه تغئیر و تبدیل جو روح القدس ایماندار کے دل میں عمل میں لاتا هی وهی رجوع اور توجه خدا کی طرف هی جسکے سبب آدمی گناه کی پیروی سے دست بردار هوکر اور خدا سے نزدیک آکر دل سے اُسکے حکموں کا تابعدار هونا هی یعنی روحانی زندگانی کی ابتدا اور نئی پیدایش پاتا هی اور یهه نئی پیدایش یسوع مسیح کے قول کے بموجب ضرور هی که هر شخص میں واقع هو تاکه خدا کی رضامندی اور آسمان کی بادشاهت کو پہنچ سکے جیسا که یوحنا کی ۳ فصل کی ۳ آیت میں خود مسیح نے نیقودیمس نامے ایک شخص سے خطاب کرکے فرمایا که * میں تجهه سے سچ کہتا هوں اگر کوئی سر نو پیدا نهو تو وه خدا کی بادشاهت کو دیکهه نہیں سکتا ۰ * لیکن اِس طرح گناه سے پهرنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا که نئی پیدایش بهی اِسی کا نام هی آدمی خود اپنی طاقت سے عمل میں نہیں لا سکتا بلکه یهه بهی یسوع مسیح پر ایمان لانیکی مانند خدا کا کام هی جو روح القدس کے وسیله سے آدمی میں عمل میں آتا هی جیسا که یرمیا پیغمبر کی ۳۱ فصل کی ۱۸ آیت میں ذکر هوا هی که ۰ اے خداوند تو مجهے پهرا تو میں پهرایا جاؤنگا کیونکه تو خداوند میرا خدا هی ۰ پهر یوحنا کی ۶ فصل کی ۴۴ آیت میں مسیح نے فرمایا هی که * کوئی شخص مجهه پاس آنہیں سکتا مگر یهه که باپ جسنے مجهے بهیجا هی اُسے کهینچ لاوے * اور افسیوں کی ۲ فصل کی ۸ و ۹ آیتوں میں مرقوم هی که ۰ تم فضل کے سبب ایمان لاکے بچ گئے هو اور یهه تمسے نہیں خدا کی بخشش هی یهه اعمال کے سبب سے نہیں تو که کوئی بڑائی کرے * * لیکن خدا کا اراده یهه هی که هر

کوئی اُس ایمان اور توجه کو پہنچے جیسا که پہلے تیموتیوس کي ۲ فصل کي ۴ آیت میں لکھا هی که * خدا چاهتا هی که سارے آدمي نجات پاویں اور سچائي کي پہچان تک پہنچیں * اور دوسرے بطرس کي ۳ فصل کي ۹ آیت میں ذکر هی که * خداوند کسي کي هلاکت نہیں چاهتا بلکه چاهتا هی که سب توبه کریں * اور حزقئیل پیغمبر کي کتاب کے ۳۳ باب کي ۱۱ آیت میں مرقوم هی که * تو اُن سے کہه که خداوند خدا فرماتا هی که میري حیات کي قسم هی که میں شریر کي موت نہیں چاهتا بلکه یہه که شریر اپنی راه سے پھرے اور جیئے * اِس صورت میں کوئي آدمی نجات سے خارج و محروم نہیں هی یعنی جو شخص که في الحقیقت مسیح کی نجات کا خواهشمند هی نجات پاسکتا هی صرف وه آدمي اُس سے محروم و مہجور رهیگا جو اپنے تئیں نه پہچانے اور دل کے غرور سے ایسا گمان کرے که گویا اِس نجات کي اُسے کچھه حاجت نہیں اور اِسي لیئے خدا کي درگاه میں ایمان و نجات ملنے کي دعا نہیں مانگتا بلکه روح القدس کي تحریکات کو بھي روک کر نہیں چھوڑتا که ایمان حقیقي تک اُسے پہنچاوے یعني چونکه خدای تعالیٰ نے آدمي کو فاعل مختار پیدا کیا هی اِس جہت سے ایمان و نجات مذکوره کا چاهنا اور نچاهنا اُسکے اختیار میں اور روح القدس کي تحریکات و تاثیرات کو دل میں جگہه دینا اور ندینا اُسکے بس میں هی جیسا که لوقا کي ۱۱ فصل کي ۹ و ۱۰ آیتوں میں مرقوم هی که * یسوع مسیح نے کہا که مانگو تو تمھیں دیا جائیگا ڈھونڈھو تو پاؤگے کھٹکھٹاؤ تو تمھارے لیئے کھولا جائیگا کیونکه هر ایک جو مانگتا هی لیتا هی اور ڈھونڈھتا هی پاتا هی اور جو کھٹکھٹاتا هی اُسکے لیئے کھولا جائیگا * پھر یوحنا کی ۱۶ فصل کي ۲۳ آیت میں مذکور هی که مسیح نے فرمایا * که میں تم سے سچ سچ کہتا هوں تم میرا نام لیکے جو کچھه باپ سے مانگوگے وه تمکو دیگا * پھر اعمال کي ۷ فصل کي ۵۱ آیت میں یہودیوں کی نسبت لکھا هی * که ای سرکشو اور دل اور کان کے نامختونو تم هر

قوت روح قدس کا سامہنا کرتے ھو جیسے تمھارے باپ دادے تھے ویسے ھی تم بھی ھو * پھر یوحنا کی ۵ فصل کی ۴۰ آیت میں مذکور ھی کہ * مسیح نے یہودیوں سے کہا کہ ، تم نہیں چاھتے کہ مجھہ پاس آؤ تاکہ زندگی پاؤ * اور وہ توجہ قلبی اور دل کا بدل جانا جسکا ذکر ھوا خود نہیں چھوڑتا کہ آدمی اپنی پاک دلی اور نیکو رفتاری کی طرف سے بے فکر رہ سکے چنانچہ ممکن نہیں کہ ایماندار آدمی اِس حالت میں کہ جان چکا ھی کہ مسیح نے اسکو گناہ اور دوزخ سے چھڑایا ھی پھر بھی نفسانی فکر و خواھش میں غافل پڑا رھے کیونکہ یسوع مسیح پر ایمان لانا آؤر مذھبوں کے ایمان کی طرح نہیں ھی جو مردہ سا اور بے قوت ھو بلکہ وہ ایک زندہ اور پر قوت ایمان ھی اور آدمی کو ھر نیک کام پر ابھارتا ھی چنانچہ ایماندار آدمی خدا کی توفیق اور روح القدس کے ابھارنے اور قوت دینے سے گناہ اور نفسانی خواھش اور نالائق فکر پر غالب آتا ھی اور نیک اعمال میں بڑی کوشش کرتا ھی کیونکہ جانتا اور سمجھتا ھی کہ مسیح کے وسیلہ سے خدای تعالی اسپر نہایت مہربان ھی اور ایمان کے سبب کس مرتبہ آسودہ و خوشحال ھوا ھیؔ پس اِن باتوں کے سبب رات دن اِسی تلاش و سعی میں ھی کہ ساری نالائق خواھش و عمل سے کنارہ کش ھو اور احکام الہی کو پورا کرے جیسا کہ فصل آیندہ میں ھم مفصلا ذکر کرینگے *

پانچویں فصل

اُس شخص کی چال چلن کے بیان میں جو یسوع مسیح پر ایمان لایا

اب ھم ظاھر و بیان کرتے ھیں کہ جس شخص نے کہ روح القدس کی مدد سے یسوع مسیح پر ایمان لانے کے وسیلے نئی پیدایش پائی وہ شخص

خدا کی بابت اور اپنے پڑوسي کے ساتھہ اور اپني ذات خاص کے معاملہ میں کیسي چال چلن رکھتا هی تاکہ اُس چال چلن کے بیان سے اِس رسالہ کے مطالعہ کرنیوالے کو مسیح کي نجات کے نتیجے اور پھل زیادہ تر ظاهر و معلوم هوں *

سابقا جو هم نے احکام کی بابت گفتگو کی اُس میں بیان کر دیا هی کہ خدا کے سارے احکام اُس ایک حکم میں کہ خدا سے محبت رکھو داخل هیں اور شریعت کا پورا کرنا بس یہی هی اور اِسی طریقہ سے سچے مسیحي کا دل و طبیعت اور عمل خدا کي دوستی میں اِس مرتبہ پر هی کہ اپنے سارے دل و خواهش و قوت سے خدا کو دوست رکھتا هی اور ایسی دوستي کرنے پر قادر بھي هی جیسا کہ رومیوں کی ٥ فصل کی ٥ آیت میں مرقوم هی کہ * روح القدس کے وسیلہ سے جو همیں ملا خدا کی محبت همارے دل میں جاري هوئي * اور جب کہ مسیحي حقیقي نے جان لیا کہ خدا نے اُسے مسیح میں کس قدر دوست رکھا هی تو وہ بھی سب چیز سے زیادہ خدا کو دوست رکھتا هي اور پھر دنیا اور اُسکي لذت کا طالب نرهیگا جیسا کہ پہلے یوحنا کي ۴ فصل کی ۱۹ آیت میں مذکور هی کہ * هم اُس سے محبت رکھتے هیں کیونکہ پہلے اُسنے هم سے محبت رکھي * اور اُسي مکتوب کي ۲ فصل کي ۱۵ آیت سے ۱۷ تک لکھا هی کہ * دنیا اور دنیا کی چیزوں کي محبت نرکھو جو کوئي دنیا کی محبت رکھتا هی اُس میں باپ کي محبت نہیں کیونکہ هر ایک چیز جو دنیا میں هی یعنی جسم کی خواهش اور آنکھہ کي خواهش اور زندگی کا غرور باپ سے نہیں دنیا سے هی اور دنیا اور اُسکي خواهش گذر جاتي هی لیکن جو خدا کي مرضی پر چلتا وہ ابد تک رهتا هی * * اِسي محبت کے سبب مسیحي دل سے خدا کی تعظیم کرتا هی یعني جیسے کہ فرزند اپنے باپ کي حرمت و عزت کرتا هی ویسے هي وہ بھي خدا کي اُس مرتبہ تر عزت و حرمت کرتا هی کہ اُسکا دل همیشہ خدا هي

میں لگا رہتا ہی جیسا کہ داؤد نے ۶۳ زبور کی ۶ آیت میں کہا ہی کہ * جب کہ میں تجھے اپنے بستر پر یاد کرتا ہوں تو رات کے پہروں میں تیرا دھیان کرتا ہوں * اور جس وقت مسیحی حقیقی امتحان میں پڑتا ہی تو ویسا ہی کہتا ہی جیسا کہ موسیٰ کی پہلی کتاب کی ۳۹ فصل کی ۹ آیت میں یوسف نے کہا ہی کہ * میں ایسی بڑی بد ذاتی کیوں کروں اور خدا کا گنہگار ہوں * اور سچے مسیحی کی ایک اور صفت یہہ ہی کہ تنگی و دشواری کے وقت خلق کا یا اپنی دولت یا عقل کا بھروسا نہیں کرتا بلکہ صرف خدا کی طرف رجوع کرتا ہی اور اپنی معاش کی فکر میں اتنا غلطاں و پیچان اور آلودہ نہیں ہوتا بلکہ بخیلی اور دولت جمع کرنے کی فکر بھی اپنے دل سے دور رکھکر صرف اِس بات پر قناعت کرتا ہی کہ خدای تعالیٰ اُسکے پیشہ میں اپنی برکت دے کہ اپنا لباس و خوراک حاصل کرلے اور درحالیکہ آسمانی باپ نے یسوع مسیح کے وسیلہ آخرت کے خزانوں کا دروازہ اُسکے لیئے کھول دیا ہی تو دنیوی معاش کی طرف سے اُسکی خاطر جمع ہی کہ گذران کے موافق اُسے پہنچاویگا جیسا کہ ۲۸ زبور کی ۷ آیت میں مذکور ہی کہ * خداوند میرا زور اور میری سپر ہی میرے دل نے اُسپر توکل کیا اور مجھے اُسکی پشتی ہوئی سو میرا دل شدت سے خوش ہوا میں گاکے اُسکی مدح کرونگا * اور پہلے تیموتیوس کی ۶ فصل کی ۶ آیت سے ۱۱ تک مرقوم ہی کہ * دینداری تو قناعت کے ساتھہ بڑا نفع ہی کیونکہ ہم دنیا میں کچھہ نلائے اور ظاہر ہی کہ کچھہ لیجا نہیں سکتے بس اگر ہم نے کھانا کپڑا پایا ہمارے لیئے بس ہی کہ وے جو دولتمند ہوا چاہتے ہیں سو امتحان اور پھندے میں اور بہت سے بیہودہ اور بُری خواہشوں میں پڑتے ہیں جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں ڈوبا دیتی ہیں کیونکہ زر کی دوستی ساری بُرائیوں کی جڑ ہی جسکے بعضے آرزومند ہوکے ایمان کی راہ سے بھٹک گئے اور آپ کو طرح طرح کے غموں سے چھیدا پر تو ای مرد خدا ان چیزوں سے بھاگ اور راستبازی

دینداری ایمان محبت صبر اور فروتنی کا بیچھا کر * اور پہلے پطرس کی ۵ فصل کی ۷ آیت میں لکھا ھی کہ * اپنی ساری فکر اُس پر ڈال دو کیونکہ اُسکو تمھاری فکر ھی * پھر متی کی ۶ فصل کی ۱۹ آیت سے آخر تک اِسی مطلب پر گواہ ھی * * اور سچے مسیحی کو خدا جس راہ میں ڈالے وہ راضی ھی خواہ وہ راہ مشکل ھو خواہ آسان اور تنگی و دشواری میں صبر کرنا ھی کیونکہ اُسنے جان لیا ھی کہ اِن راھوں اور سختیوں کا مطلب جنمیں خود اُسکے آسمانی باپ نے اُسے ڈالا ھی یہی ھی کہ اُسکا دل زیادہ تر خدا کا مقرب اور آخرت کے جلال کے لائق ھو جاے اور اِسی ابئے رنج میں بھی خوش ھی اور جیسا کہ سموئیل کی پہلی کتاب کے ۳ باب کی ۱۸ آیت میں لکھا ھی سچا مسیحی بھی یہی کہتا ھی کہ * وہ خداوند ھی جو بھلا جانے سو کرے * اور پھر جیسا کہ ۳۷ زبور کی ۵ آیت میں مرقوم ھی کہ * اپنی راہ خداوند پر چھوڑ دے اُسپر توکل کر وہ سب بنا لیگا * اور پھر جیسا کہ عبرانیوں کے ۱۲ باب کی ۵ و ۶ آیت میں لکھا ھی کہ * میرے بیٹے خداوند کی تنبیہ کو ناچیز مت جان اور جب وہ تجھے ملامت کرے شکستہ دل مت ھو کہ خداوند جسے پیار کرتا ھی اُسے تنبیہ کرتا ھی اور ھر ایک بیٹے کو جسے وہ قبول کرتا ھی پیٹتا ھی * پھر جیسا کہ دوسرے قرنتیوں کے ۴ باب کی ۱۷ و ۱۸ آیتوں میں ذکر ھوا ھی کہ * ھماری پل بھر کی ھلکی مصیبت کیا ھی بے نہایت اور ابدی بھاری جلال ھمارے لئے پیدا کرتی رھتی ھی کہ ھم نہ اُن چیزوں پر جو دیکھنے میں آتی ھیں بلکہ اُن چیزوں پر جو دیکھنے میں نہیں آتیں نظر کرتے ھیں * اور جیسا کہ رومیوں کے ۵ باب کی ۳ و ۴ و ۵ آیتوں میں مرقوم ھی کہ * ھم مصیبتوں میں بھی بڑائی کرتے ھیں یہہ جانکر کہ مصیبت سے صبر پیدا ھوتا اور صبر سے تجربہ اور تجربہ سے اُمید اور یہہ اُمید شرمندہ نہیں کرتی * * اور سچے مسیحی کی دعا و عبادت صرف صفائی اور سچائی کی راہ سے ھی چنانچہ کمال خواھش اور خوشی سے اِس

کام میں مشغول ہوتا ہی اور بہت کام اُسے ایسا مرغوب اور مزہ‌دار لگتا ہی کہ اِس کام بغیر وہ کسی وقت نہیں رہ سکتا بلکہ اُسکا دل ہمیشہ یاد و دعا میں رہتا ہی اور ایسا ہر ایک درد دکھہ دعا مانگتے وقت اپنے خدا سے ظاہر کرتا ہی اور جیسے کہ بیٹا اپنے باپ پر بھروسا رکھتا ہی وہ بھی دعا مانگتے وقت خدا کے ساتھہ جسے اُسنے یسوع مسیح کے وسیلہ سے اپنا آسمانی باپ جانا ہی بڑے بھروسے سے باتیں کرتا ہی اور ظاہر ہی کہ ایسے راز و نیاز اور دعا کے واسطے کوئی قاعدہ اور خاص خاص باتیں اور معین وقت ضرور نہیں کیونکہ خدا عالم القلوب اور دل کی بات جاننیوالے کے روبرو ایک ٹھہرائی ہوئی عادت اور بندھی ہوئی باتیں اور مقرر وقت کچھہ ضروری امر نہیں ہی جیسے کہ باپ بیٹے میں راز و نیاز کے وقت خاص خاص لفظ اور یاد کی ہوئی باتیں ضرور نہیں ہیں بلکہ سچا مسیحی اُن باتوں سے جو اُسکی حاجت اور درد دلی اُسے تعلیم کرتا ہی اپنی دعا میں مشغول ہوتا ہی اور جب کبھی اُسکے دل میں لہر اور اُچنگ آجاتی ہی اُسی وقت دعا کرنے لگتا ہی الحاصل نئے دل کا احوال ایسا ہی ہی کہ ایک دن کیا ایک ساعت بھی بے یاد نہیں رہ سکتا بلکہ ہمیشہ خدا کی یاد اور دعا میں لگا رہتا ہی لیکن یہہ ضرور نہیں ہی کہ اُسکی یاد ہمیشہ زبانی سربسر ہو بلکہ اپنے دل میں بھی یاد کر سکتا ہی کیونکہ خدا دل کی بات بھی جانتا ہی اور پورے اعتقاد سے اپنے ہر امر کو اپنے اُسی آسمانی باپ یعنی خدا پر چھوڑ دیتا ہی کہ جس طرح چاہے اور جس وقت مناسب جانے اُسکی دعا قبول کرے اور اجابت فرماوے اور ایسی دعا کے قبول کرنے کا خدا نے اپنے کلام میں وعدہ کیا ہی جیسا کہ فلپیوں کی ۴ باب کی ۶ آیت میں مرقوم ہی کہ * کسی بات کا اندیشہ مکرو بلکہ ہر ایک بات میں تمھاری عرض دعا اور منت سے شکرگذاری کے ساتھہ خدا سے کی جاے * اور پہلے تسلونیقیوں کے ۵ باب کی ۱۷ آیت میں مذکور ہی کہ * بے‌ دعا مانگو اور پہلے یوحنا کے ۵ باب کی ۱۴

آیت میں لکھا ھی کہ * ھماری دلیری جو اُسکے آگے ھی سو یہی ھی کہ اگر ھم اُسکی مرضی کے موافق کچھہ مانگیں وہ ھماری سنتا ھی * اور یوحنا کے ۱۶ باب کی ۲۳ آیت میں مسیح نے فرمایا ھی کہ * میں تم سے سچ سچ کہتا ھوں تم میرا نام لیکے جو کچھہ باپ سے مانگوگے وہ تم کو دیگا * اور یعقوب کے پہلے باب کی ۵ و ۶ و ۷ اور لوقا کے ۱۸ باب کی پہلی آیت سے ۸ تک اور متی کے ۶ باب کی ۵ آیت سے ۱۵ تک اِسی مطلب کی شاھد حال ھیں * * لیکن باطنی دعا کے سوا ظاھری دعائیں بھی ھیں جیسا کہ مسیحیوں کی عادت ھی کہ کلیسیا میں جمع ھونے کے واسطے ایک وقت ٹھہراتے اور جمع ھوکر خاص اور معلوم لفظوں کے ساتھہ دعا مانگتے ھیں اور یہہ جماعتی نماز ھی مگر یہہ جمع ھونا صرف دعا مانگنے ھی کے لیئے نہیں بلکہ انجیل کے کلام اور وعظ و نصیحت سننے کے لیئے بھی ھی اور جماعتی و خلوتی نماز کے سوا گھر کی نماز بھی ھی اِس راہ سے کہ صاحب خانہ ایک دفعہ روز یا دونوں وقت فجر و شام گھر کے لوگ جمع کرکے اُنکے ساتھہ خدا کے کلام سے ایک باب پڑھتا اور دعا و نماز کرتا ھی اور اگرچہ مسیحی لوگ جماعتی نماز و ظاھری دعا کو سب ایک ھی طریق اور ایک ھی وقت پر نکریں تو اِس میں کچھہ عیب و نقص نہیں کیونکہ انجیل میں کسی جگہہ حکم نہیں ھوا ھی کہ نماز و دعا کس وقت اور کس طور پر کرنا چاھیئے لہذا مسیحیوں کا اِس بات میں اختیار ھی *

اور وہ چال چلن جو حقیقی مسیحی اپنے پڑوسی کے حق میں رکھتا ھی اِس طور پر ھی کہ جس طرح اپنے تئیں پیار کرتا اور اپنی حقیقی اور آخرت کی بھلائی چاھتا ھی ایسے ھی اپنے بھائی کو بھی پیار کرتا اور اُسکی حقیقی اور عاقبت کی بھلائی چاھتا ھی اِس بات کے بموجب جو یسوع مسیح نے متی کے ۲۲ باب کی ۳۹ آیت میں فرمائی ھی کہ * تو اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو * اور پھر متی کے ۷ باب کی

۱۲ آیت میں مسیح سے حکم ہوا ہی کہ * جو کچھہ تم چاہتے ہو کہ لوگ
تمہارے ساتھہ کریں ویسا ہی تم بھی اُن سے کرو * پس سچا مسیحی اِن
حکموں کے بموجب خلق‌اللہ کے ساتھہ وہی سلوک کرتا ہی جو اَوروں سے
اپنی نسبت توقع رکھتا ہی خصوصا اُن اشخاص کو تو کمال ہی پیار کرتا
ہی جو اُسکی طرح یسوع مسیح پر دل سے ایمان لائے ہیں اور اُنہیں بھائی
کی جگہہ بلکہ اُس سے سوا سمجھتا ہی جیسا کہ متی کے ۲۳ باب کی ۸
آیت میں مرقوم ہی کہ * تمہارا ہادی ایک ہی یعنی مسیح اور تم سب
بھائی ہو * پھر یوحنا کے ۱۳ باب کی ۳۴ و ۳۵ آیتوں میں لکھا ہی کہ مسیح
نے فرمایا کہ * میں تمہیں نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت
کرو اِس سے سب جانینگے کہ تم میرے شاگرد ہو اگر تم آپس میں محبت
رکھو * * اور بھی نہیں کہ سچا مسیحی صرف اپنے روحانی بھائیوں کو
پیار کرتا ہی بلکہ سب کو حتیٰ کہ اپنے دشمنوں کو بھی پیار کرتا ہی
جیسا کہ پہلے تسلونیقیوں کے ۳ باب کی ۱۲ آیت میں مذکور ہی کہ *
خداوند ایسا کرے کہ تمہاری محبت کیا آپس میں اور کیا ہر ایک کے
ساتھہ بڑھے اور زیادہ ہووے * اور دوسرے پطرس کے پہلے باب کی ۵ آیت
سے ۷ تک اِسی مطلب کی شاہد حال ہی پھر متی کے ۵ باب کی ۴۴
آیت میں مسیح نے فرمایا ہی * کہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں
کو پیار کرو اور جو تمپر لعنت کریں اُنکے لیئے برکت چاہو جو تمسے کینہ
رکھیں اُنکا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھہ دیویں اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو
تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہی فرزند ہوؤ * اِس لیئے سچے
مسیحی کی کوشش نہ صرف یہی ہی کہ کسی کے ساتھہ بدی نکرے بلکہ
اُسکا یہہ بھی ارادہ رہتا ہی کہ ہر ایک کے ساتھہ نیکی کرے اور جہاں تک
اُس سے ہوسکے سب کی روحانی و جسمانی خیر و سلامتی کا باعث ہو
جیسا کہ پہلے قرنتیوں کے ۱۰ باب کی ۲۴ آیت میں لکھا ہی کہ * کوئی
اپنی بہتری نڈھونڈے بلکہ ہر ایک دوسرے کی بہتری چاہے * اور رومیوں

کے ۱۳ باب کي ۱۰ آیت میں مرقوم هی که * محبت وه هی جو اپنے پڑوسی سے بدي نهیں کرتي * پهر گلتیوں کے ٦ باب کی ۱۰ آیت میں لکها هی که * جهاں تک همکو فرصت ملے سب سے نیکی کریں خاص کر ان سے جو ایمان کے گهر کے هیں * * اور سچا مسیحی همیشه یهه احتیاط بهی کرتا هی که مبادا بدی کا نمونه بن جائے بلکه هر ایک کام میں یهی چاهتا هی که نیکي کا نمونه بنے جیسا که متي کے ٥ باب کی ١٦ آیت میں مذکور هی که * تمهاری روشنی آدمیوں کے سامهنے چمکے تاکه وے تمهارے اچهے کاموں کو دیکهیں اور تمهارے باپ کي جو آسمان پر هی تعریف کریں * * اور سچا اور حقیقي مسیحی بات چیت میں بهی سب کے ساتهه سچي راه پر چلتا هی جیسا که افسیوں کے ۴ باب کي ۲۵ آیت میں لکها هی که * جهوتهه چهوڑ کے هر ایک شخص اپنے پڑوسی سے سچ بولے که هم تو آپس میں ایک دوسرے کے انگ هیں * پهر جیسا که متي کے ٥ باب کي ۳۷ آیت میں مرقوم هی که * تمهاری گفتگو میں هاں کي هاں اور نهیں کي نهیں هو کیونکه جو اِس سے زیاده هی سو برائی سے هوتا هی * اور یعقوب کے ۴ باب کي ۱۱ آیت بهي اِسی مطلب کي شاهد حال هی * * اور جو آدمي که سچا ایماندار مسیحي هوتا هی جهگڑے اور تکرار کا خواهان نهیں بلکه دوستي اور آرام اور صلح کا طالب هوتا هی جیسا که رومیوں کے ۱۲ باب کی ۱۸ آیت میں لکها هی که * اگر هوسکے تو مقدور بهر هر انسان کے ساتهه ملے رهو * اور متی کے ٥ باب کی ۹ آیت و ۳۹ سے ۴۱ آیت تک جنکا پہلے ذکر هوا اِس بات کی بهي شاهد حال هیں * * اور سچا مسیحي هر درد مند کا درد شریک اور هر ایک پر رحم اور محتاجوں کے ساتهه احسان کرنیوالا هوتا هی جیسا که رومیوں کے ۱۲ باب کي ۱۵ آیت میں لکها هی که * خوش‌وقتوں کے ساتهه خوش رهو اور رونے والوں کے ساتهه رؤو (یعني خوشي اور غم میں ایک دوسرے کے شریک رهو) * پهر عبرانیوں کے ۱۳ باب کي ١٦ آیت میں مرقوم هی که * بهلائی

اور سخاوت کرنا نہ بھولو اِس لیئے کہ خدا ایسی قربانیوں سے خوش ہوتا ہی * اور سچے مسیحی کا دل صبر کرنیوالا اور بردبار اور حلیم اور مسکین ہی اور جو برائی کہ لوگوں سے اُسکو پہنچتی ہی دل سے اُسے بخش دیتا ہی جیسا کہ متی کے ۱۱ باب کی ۲۹ آیت میں مسیح نے فرمایا ہی کہ * میرا جوا اپنے اوپر لو اور مجھسے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے فروتن ہوں تو تم اپنے جی میں آرام پاؤگے * اور فلپیوں کے ۲ باب کی ۳ آیت میں لکھا ہی کہ * جھگڑے اور جھوٹھی شیخی سے کچھہ نکرو پر خاکساری سے ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر جانو * اور افسیوں کے ۴ باب کی ۳۲ آیت میں مرقوم ہی کہ * تم ایک دوسرے پر مہربان ہوؤ اور دردمند اور ایک دوسرے کو بخشا کرو چنانچہ خدا نے بھی مسیح کے لیئے تمہیں بخشا ہی * اور ایسا شخص صرف اپنے ہی واسطے نہیں بلکہ ہر شخص کے واسطے حتیٰ کہ اپنے دشمنوں کے لیئے بھی دعا مانگتا ہی جیسا کہ افسیوں کے ۶ باب کی ۱۸ آیت میں لکھا ہی کہ * کمال آرزو و منت کے ساتھہ ہر وقت روح سے دعا مانگو اور اُسکے لیئے سب مقدسوں کے واسطے نہایت مستعد ہوکے اور منت کرکے جاگتے رہو * اور پہلے تیموتیوس کے ۲ باب کی ۱ و ۲ آیتوں میں مذکور ہی کہ * سب سے پہلے میں التماس کرتا ہوں کہ مناجاتیں اور دعائیں اور سفارشیں اور شکرگذاریاں سارے آدمیوں کے لیئے کی جاویں بادشاہوں اور مرتبہ والوں کے لیئے تاکہ ہم کمال دینداری اور مناسب طور سے چین اور آرام کے ساتھہ زندگانی گذرانیں * اور متی کے ۵ باب کی ۴۴ و ۴۵ آیت میں مرقوم ہی کہ * جو تمہیں دکھہ دیویں اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہی فرزند ہوؤ * اور جیسا کہ یعقوب کے ۵ باب کی ۱۱ آیت میں مذکور ہی کہ * راستباز کی دعا جو تاثیر سے ہی بڑا کام کرتی *

اور جیسی مسیحی جیسی کہ خدا شناس آدمی کی طرح اپنے بھائی اور خدا کی بابت چلتا ہی ویسی ہی اپنی بابت بھی خدا کے حکموں

کے موافق چلنا هی یعنی درحالیکه اُسنے جان لیا هی که اُسکا بدن اور جان خدا کی هی اور خدا نے جان و بدن اِس واسطے دیا هی که آدمی خدا کي بندگي اور اُسکی تعظیم کرے پس بڑی خبرداري سے همیشه لحاظ رکهنا هی که اپنے بدن اور جان کو کهیل کود اور شهوت پرستي میں گندہ اور خراب نکرے بلکه اِس طرح کی سب چیزوں سے پرهیز کرتا هی جیسا که انجیل میں پہلے تیموتیوس کے ۴ باب کی ۴ و ۵ آیت میں مرقوم هی که ٭ خدا کی پیدا کي هوئی هر ایک چیز اچهی هی اور اِنکار کے لائق نہیں اگر شکر کرکے کهاویں اِس واسطے که وہ خدا کے کلام اور دعا سے پاک هوتی هی ٭ اگرچه اِس کلام کے موافق هر ایک چیز کا کهانا پینا مستحق پر حلال هی اور کسی چیز کا کهانا پینا اُسے منع نہیں هاں مگر زیادتی اور اِسراف حرام هی پهر بهی مسیحی حقیقي زیادہ کها نے پینے سے همیشه پرهیز کرتا هی اور بے ادب بات چیت اور ناشایسته فعل و عمل سے هاتهه اُٹهاکر اُن سارے کاموں سے جو خدا کو ناپسند هیں اپنے تئیں بچاتا هی اور اپنے نفس کي خواهش کا اِنکار کرکے صرف خداي تعالیٰ کي خواهش عمل میں لاتا هی جیسا که پہلے قرنتس کے ۶ باب کي ۲۰ آیت میں لکها هی که ٭ تم داموں سے خریدے گئے پس تم اپنے تن سے اور اپني روح سے جو خدا کے هیں خدا کی بزرگي کرو ٭ اور لوقا کے ۲۱ باب کي ۳۴ آیت میں مرقوم هی که ٭ خبردار ایسا نہو که تمهارا دل بہت کهانے اور متوالا هونے اور زندگي کی فکروں سے بهاري هو ٭ پهر افسیوں کے ۵ باب کي ۱۸ آیت میں لکها هی که ٭ شراب پیکے متوالے نهوؤ که اِس میں خرابي هی بلکه روح سے بهر جاؤ ٭ پهر پہلے تسلونیقیوں کے ۴ باب کي ۴ و ۵ آیتوں میں لکها هی که ٭ هر ایک تم میں سے اپنے بدن کو پاکیزگي اور عزت کے سانهه رکهنا جانے نه شهوت کي بدمستی میں غیر قوموں کی مانند جو خدا کو پہچانتے نہیں ٭ اور متي کے ۱۶ باب کی ۲۴ آیت میں لکها هی که ٭ یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا اگر کوئي چاهے که میرے پیچهے آوے تو اپنا اِنکار کرے اور

اپنی صلیب اُٹھاکے میری پیروی کرے * اور رومیوں کے ۶ باب کی ۱۱
آیت سے آخر تک اِسی مطلب کی گواہ ہیں ** اور سچا مسیحی سب
چیز سے زیادہ اِس فکر میں ہی کہ اپنی حقیقی سلامتی حاصل کرے اور
درحالیکہ یہہ بات اُسے معلوم ہو گئی ہی کہ روح کی سلامتی بدن کی
صحت سے بہت بہتر ہی تو اِس جہت سے وہ کوشش کرتا ہی کہ روز
بروز اُسکی خواہش اور دل و عقل پاک و روشن ہووے اور ہرچند کہ اُسے
خداوند کے ارادہ و رائے کو اپنے حق میں جان لیا ہی پھر بھی نہایت
طالب و راغب ہی کہ اِس حیات بخش علم میں کمال حاصل کرے
جیسا کہ متی کے ۱۶ باب کی ۲۶ آیت میں مرقوم ہی کہ * آدمی کو کیا
فائدہ اگر تمام جہان حاصل کرے اور اپنی جان کھودے پھر آدمی اپنی جان
کے بدلے کیا دے سکتا ہی * اور فلپیوں کے ۳ باب کی ۸ آیت میں لکھا
ہی کہ * میں اپنے خداوند مسیح یسوع کی پہچان کی خوبی کے سبب
سب کچھہ نقصان سمجھتا ہوں جسکی خاطر ہر چیز کا نقصان اُٹھایا اور
اُنہیں گندگی جانتا ہوں تاکہ میں مسیح کو نفع میں پاؤں * اور پھر افسیوں
کے پہلے باب کی ۱۷ و ۱۸ آیتوں میں مذکور ہی کہ * ہمارے خداوند
یسوع مسیح کا خدا جو جلال کا باپ ہی تمہیں حکمت اور کشف کی
روح بخشے تاکہ تم اُسکو پہچانو اور تمہارے دل کی آنکھیں روشن ہو جاویں
کہ تم سمجھو کہ اسکے بُلانے میں کیا ہی امید ہی اور اسکی جلال والی
میراث جو مقدسوں کے لیئے ہی کیا ہی دولت ہی ** اور سچا مسیحی
اپنے ہر کام اور ہر پیشہ میں امانتدار اور محنت کش ہی نہ یہہ کہ
اپنی شہرت اور دولت حاصل کرنے کے لیئے محنت کرتا ہو تاکہ جو کچھہ
وہ خداوند کے حکموں کے موافق اور اُسے رضامند رکھنے کو کرتا ہی جیسا
کہ پہلے تسلونیقیوں کے ۴ باب کی ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں لکھا ہی کہ * جس
طرح ہم نے تمہیں حکم کیا تم غریبی کے ساتھہ رہنے اور آپ اپنے کاروبار
کرنے اور اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کی عزت کے چاہنے والے ہو تاکہ تم اُنکے

آگے جو باہر ہیں درستی سے چلو اور کسی چیز کی احتیاج نرکھو * اور دوسرے تسلونیقیوں کے ۳ باب کی ۱۰ آیت میں مرقوم ھی کہ * جو کوئی کام نکرے وہ کھانے کو نہ پاوے * پھر کلسیوں کے ۳ باب کی ۲۳ و ۲۴ آیتوں میں مسطور ھی کہ * جو کچھہ کرو سو جی سے ایسا کرو جیسا خداوند کے لیئے کرتے ہیں نہ کہ آدمیوں کے لئیے کہ تم جانتے ہو کہ تم خداوند سے بدلے میں میراث پاوگے * * خلاصہ مسیحی حقیقی ہر طرح سے اپنے دل کی پاکی اور روحانی سمجھہ اور کمال کے لیئے سعی و تلاش کرتا اور اِس فکر میں رہتا ھی کہ وے باتیں جو خدا کی درگاہ میں مقبول اور خوب و مفید ہیں سب کی سب پوری کرے اور اُسکے دل میں خدا کی محبت اور اپنے نجات دینیوالے یسوع مسیح کی دوستی نے ایسی جگہہ پکڑی ھی کہ دکھہ اور موت بھی خدا سے اُسے جدا نہیں کر سکتی جیسا کہ رومیوں کے ۸ باب کی ۳۵ و ۳۷ آیتوں میں مرقوم ھی کہ * کون ہمکو مسیح کی محبت سے جدا کریگا مصیبت یا تنگی یا ستایا جانا یا کال یا ننگا رہنا یا خطرہ یا تلوار بلکہ ہم اِن سب چیزوں پر اُسکے وسیلے جس نے ہم سے محبت کی نہایت غالب ہوتے ہیں * پس سچا مسیحی اِس طور سے وہ حکم جو خدا اور اپنے پڑوسی سے محبت رکھنے کے واسطے جاری ہوا ھی پورا کرکے اُس درجہ کو پہنچتا ھی جہاں خداوند کے ارادہ و حکم کے موافق پہنچنا چاہیئے اور خدا کی سی صفتیں جس نے اُسے تاریکی سے اپنے نادر نور کی طرف بلایا ھی اُس میں پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ یہہ مطلب پہلے پطرس کے ۲ باب کی ۹ آیت میں اور دوسرے قرنتیوں کے ۳ باب کی ۱۸ آیت میں مذکور ہوا ھی * * اور سچا مسیحی خدا سے ملا رہتا اور اُسکی خواہش و ارادہ خدا کے ارادہ و خواہش سے موافقت رکھتا ھی اور اِس علاقہ سے جو یسوع مسیح کے سبب خدا کے ساتھہ اُسے حاصل ہوا ھی اِس قدر خوشحال اور بختیار ھی کہ اِس جہان میں اُس جہان کے پھل کا مزا چکھتا اور وہ سعادت جو ابوالبشر آدم نے گناہ کے سبب گم کر

دی تھی سچا مسیحی اپنے ایمان کی بدولت اُس سے زیادہ حاصل کرتا اور ایسے مرتبہ پر پہنچتا ھی کہ گویا کھوئے ھوئے آسمان و بہشت کو اُسنے اپنے دل میں اُتار لیا ھی ھاں مسیح پر ایمان لانے میں ایسی قوت و قدرت ھی کہ ایماندار کو یہہ سب باتیں حاصل ھو جاتی ھیں اور ھرچند کہ وہ جانتا ھی کہ مجھہ میں خداوند کے حکم پورے کرنے کی طاقت نہیں لیکن اُس قوت و طاقت کے بھروسے پر جو ایمان کے سبب اُسے ملتی ھی کہہ سکتا ھی کہ * مسیح سے جو مجھے طاقت بخشتا ھی میں سب کچھہ کر سکتا ھوں * چنانچہ یہی بات فلپیوں کے ۴ باب کی ۱۳ آیت میں مرقوم ھی *

اور ھرچند کہ سچے مسیحی کو ایسا مرتبہ حاصل ھوا ھی تسپر بھی کمال کے درجہ پر نہیں پہنچا کیونکہ ھنوز گناہ و شیطان اُسکا امتحان لے رھے ھیں مگر اُسپر غالب نہیں ھو سکتے اور اگرچہ جسمانی دکھہ درد اُٹھاتا اور ھر ایک طرف سے اُسے ایسا معلوم ھوتا ھی کہ ابھی تک اِس فانی و بے ثبات عالم اور ایسی جگہہ اور ایسے لوگوں میں رھتا ھی جو گناہ کے سبب بگڑے ھوئے اور شیطان کے بس میں ھیں پھر بھی جانتا ھی کہ ھمیشہ ایسا نہوگا اور سدا اِس جہان اور اِس حالت میں نرھیگا بلکہ اُمیدوار رھتا ھی کہ خدا اپنی معرفت و مصلحت کے موافق خواہ جلدی خواہ دیر کر اُسے اِس جہان کے درد دکھہ اور رنج و تکلیف سے چھڑا دیگا اور موت اُسکو اِن سب جھگڑوں سے چھڑاکر اصلی وطن اور کامل نیکبختی کے مکان پر پہنچائیگی اور اِسی واسطے بخوشی دلی تمام اِس جہان فانی سے کوچ کے وقت کی راہ تکتا ھی جیسا کہ فلپیوں کے پہلے باب کی ۲۳ آیت میں ذکر ھی * اور اس بات کو بھی خوب جانتا ھی کہ قیامت کے دن یسوع مسیح اُسکے بدن کو تازہ اور جلال والا بناکر قبر سے اُٹھائیگا جیسا کہ فلپیوں کے ۳ باب کی ۲۱ آیت میں لکھا ھی کہ * وہ (یعنی یسوع مسیح) اپنی قدرت کی تاثیر کے مطابق جس سے وہ سب کو اپنے تابع

کر سکتا ھی ھمارے خاکي بدن کی صورت کو بدل کر اپنے جلالي جسم کی
مانند بنائیگا × پھر پہلے قرنتیوں کے ۱۵ باب کي ۴۲ آیت سے ۴۴ تک مرقوم
ھی کہ × مُردوں کی قیامت بھي ایسي ھی وہ فنا میں بویا جانا اور بقا
میں اُٹھیگا بےحرمتی میں بویا جاتا ھی اور جلال میں اٹھیگا کمزوری
میں بویا جاتا ھی قدرت میں اُٹھیگا حیوانی بدن بویا جاتا ھی اور روحانی
بدن اٹھیگا × اور ساری فصل مذکور اور یوحنا کے ۶ باب کی ۴۰ آیت میں
بھي یہی مطلب ھی اُسے پڑھنا چاھیئے اور قیامت کے دن کا حاکم بھي
یسوع مسیح ھوگا جیسا کہ یوحنا کے ۵ باب کی ۲۲ آیت میں مرقوم ھی
کہ * باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُسنے ساری عدالت
بیٹے کو سونپ دی × * اور اُس عالم میں یعني جس صورت میں
ایماندار ابدي عالم میں پہنچا تو وھاں سب دکھہ درد و نقص دور ھوکر
کمال و تکمیل کے ساتھہ بدل جائیگا اور وہ مقدور بھر خدا کو پہچانیگا اور
اُسے دیکھیگا اور اُسکا تقرب حاصل کریگا اور ھمیشہ یسوع مسیح کے پاس
رھیگا چنانچہ یہہ مطلب پہلے قرنتس کے ۱۳ باب کي ۱۲ آیت میں اور
متي کے ۵ باب کي ۸ آیت میں اور مکاشفات کے ۲۲ باب کي ۳ و ۴ آیتوں
میں اور پہلے تسلونیقیوں کے ۴ باب کي ۱۷ آیت میں اور مکاشفات کے
۷ باب کي ۱۴ سے ۱۷ آیت تک لکھا ھی اگر کوئی اِن آیتوں پر رجوع کرے
تو اِس مطلب سے آگاہ ھو جائیگا اور پھر پہلے قرنتس کے ۲ باب کي ۹
آیت میں مرقوم ھی کہ * خدا نے اپنے چاھنےوالوں کے لیئے وے چیزیں
تیار کیں جنھیں نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ آدمي کے دل
میں آئیں * پس اِن باتوں کے مطابق ایماندار آدمي خدا کے حضور ایسي
نیکبختی اور جلال پائیگا جو فہم و بیان سے باھر ھی اور مقدس لوگوں کی
بے نہایت نیکبختي خدا سے نزدیک ھونے اور کمال کے ساتھہ اُسے پہچاننے
اور اُسکي بندگي کرنے میں ھی نہ جسماني لذت اور کھانے پینے میں
پس اُن مطالب کي بابت جو مسیح کي نجات کے باب میں یہانتک

بیان ہوئے آدمی سوچ کر اور حیرت زدہ ہوکر کہیگا چنانچہ رومیوں کے ۱۱ باب کي ۳۳ آیت سے ۳۶ آیت تک مرقوم ہی کہ * واہ خدا کي دولت و حکمت اور دانائي کیا ہی عمیق اور اُسکے حکم دریافت سے کیا ہي برے اور اُسکي راہیں پیا ۰ اُنے سے کیا ہي دور ہیں کہ کس نے خداوند کے ارادہ کو جانا ہی یا کون اُسکا صلاح کار رہا یا کسنے پہلے اُسے کچھہ دیا ہی کہ اُسے پھر دیا جاویگا کیونکہ اُسی سے اور اُسی کے سبب اور اُسي کے لیئے ساری چیزیں ہوئی ہیں ابدتک اُسی کي بزرگی ہو *

مگر ای محمدی اور اِس رسالہ کے پڑھنیوالے اگر کبھی تو ایسا دیکھے کہ اکثر وے مسیحي جو تیرے پاس پڑوس رہتے ہیں یا وے جن سے تونے کبھي ملاقات کی ہی اِس طرح کا چال چلن رکھتے ہوں جیسا ہم نے ذکر کیا تو تو یہہ خیال مت کر کہ ایسی بات کے سبب انجیل پر عیب لگ گیا بلکہ اگر کوئي انجیل کے اعتقاد کا دعوی کرے اور پھر بُرے چال چلن میں بھي گرفتار ہو تو بھی ایک دلیل ہی کہ وہ شخص انجیل کے حکموں پر متوجہ نہیں اور اُنکے موافق نہیں چلتا ہی یا اگر تو مسیحیوں میں سے بعض ایسے دیکھے کہ مسیح کے سوا کسي اَور کو بھی خدا اور خلق کے درمیان شفاعت اور نجات کا وسیلہ جانتے اور اپنے کلیسیاؤں میں طرح طرح کي تصویریں بناکر اُنہیں سجدہ کرتے ہیں تو جان لے کہ یہہ بات جھوٹھہ اور انجیل کے خلاف ہی جیسا کہ پہلے تیموتیوس کے دوسرے باب کي ۵ آیت میں لکھا ہی کہ * خدا ایک ہي اور خدا اور آدمیوں کے بیچ ایک آدمی درمیانی ہی وہ مسیح یسوع ہی * اور یوحنا کے ۱۴ باب کی ۶ آیت میں مسیح نے فرمایا ہی کہ * کوئی بغیر میرے وسیلے باپ کے پاس آ نہیں سکتا ہی * لیکن تصویروں سے اگر صرف یہی مطلب ہو کہ ایک یادگار رہے تو کچھہ عیب نہیں ہی ورنہ اُس حکم بموجب جو موسیٰ کی دوسری کتاب کے ۲۰ باب کی ۴ آیت سے ۵ تک لکھا ہی تصویروں کو سجدہ کرنا بالکل منع ہی سمجھی نرہے کہ اس طرح کی برچلاویاں انجیل

کے بڑھنے اور اُسکي تعليموں سے واقف نہونے يا اُسکے حکم اور نصيحتوں کے باد نرکھنے کے سبب بڑ گئي هيں اور اِسي سبب سے هي که ايسے لوگ اگرچه مسيحي کہلاتے ليکن حقيقت ميں سچے مسيحي نہيں هيں کيونکه دنيا کي محبت کے سبب غفلت اور بے ايماني کي راه سے انجيل کے حکم نہيں مانتے پس ايسے لوگ اُن تلخ دانوں کی مانند هيں جو کھيت ميں گيہوں کي طرح نکلکر دکھلائي ديتے يعني جھوتھے مسيحي اُن تلخ دانوں کی مانند مسيحي کليسيا کے کھيت ميں اُگے هيں اور خدا نے اپني رحمت و معرفت کے موافق يہي مصلحت جاني هي که وے کاتنے کے وقت يعني قيامت کے دن تک يوں هي رهيں پر اُس وقت هميشه کی جدائي کے واسطے تلخ دانوں کو گيہوں سے الگ کريگا اور اُنکا بدله عذاب اور اِنکا بدله رحمت و جلال هوگا چنانچه يہه تمثيل متي کے ۱۳ باب کي ۲۴ آيت سے ۳۰ تک اور ۳۶ سے ۴۳ تک مفصل بيان هوئی هی *

چھٹي فصل

اُن دليلوں کے بيان ميں جن سے ثابت و يقين هوتا هی که انجيل خدا کا کلام هی

اگرچه محمدي لوگ اُن دليلوں کے موافق جو هم نے اِس رساله کی پہلي فصل ميں بيان کيں انجيل کے من جانب الله هونے کي بابت شک و اِنکار نہيں کر سکتے ليکن پھر بھي چند دليليں جن سے انجيل کا کلام الہي هونا ثابت هوتا هی اِس فصل ميں مختصرا ذکر کرينگے اور اُن ميں سے پہلي دليل يہه هی که اُن مطالب سے جو هم نے انجيل کي تعليمات کي بابت ذکر کيئے ظاهر هي که انجيل ايماندار کے تقاضاے روح اور تمناے

دلی کو بالکل پورا اور ساکت کرتی هی اور دیباچه میں مذکور هوا که روح کا تقاضه حقیقت کو پانا اور خدا کے روبرو بیگناه ٹھہرنا اور دل کی پاکي حاصل کرنا اور همیشه کی نیکبختی کو پہنچنا هی یعني اولا یہه که انجیل خدای تعالیٰ کے اُس اِرادہ و خواهش کو جو وہ آدمي کے حق میں رکھتا هی آدمي کو بالکل سمجھاتی هی اور اُسکے پیدا هونے کا مطلب اور اُسکے دل کا حال اُسپر ظاهر و بیان کرتی هی اور وے وسیلے بھی اُسپر آشکار کرتی هی جنکے سبب آدمی دل کی پاکیزگی اور اپنی پیدایش کے مطلب کو پہنچ سکے جیسا که یہه سب اِس باب کے پہلے اور ۱ و ۳ و ۴ فصل میں مفصل لکھا گیا ثانیا انجیل نجات کي تعلیم کے وسیله سے ایماندار کو گناهوں کی معافي کے مقام پر پہنچاتی اور سارے گناهوں کی سزا سے آزاد کرکے خدا کا مقبول کرتی هی چنانچه یہه مطلب اِس باب کی تیسري فصل میں ذکر هوا هی ثالثا انجیل کي تعلیموں سے آدمی دل کی پاکی و صفائي کو پہنچتا هی کیونکه اُسکا دل یسوع مسیح پر ایمان لانیکے سبب گناه کی ناپاکی سے پاک هونا هی اور روح القدس سے اُسے ایسی طاقت ملتی هی که گناه سے الگ هوکر دم بدم خدا سے زیادہتر محبت کرنا جانا اور اُسکے حکم بجالانا هی اور ایسی صورت میں ایماندار پاک و مقدس هونا اور دلی پاکي و صفائي میں روز بروز ترقی کرتا هی جیسا که اِس باب کی ۴ و ۵ فصل میں هم نے بیان کیا رابعا جب که ایماندارنے یسوع مسیح کے وسیله سے خدا کے ساتھه علاقه پایا اور خدا کي مہربانی اور اسکے نور و فضل نے اُس میں اثر کیا اور خدا کو اُسنے اپنا آسماني باپ جان لیا تو وہ نہایت شاد و خوشحال هی اور یہه بات بھی اُسے یقین هو جاتی هی که اُس عالم میں پہنچکر خدا سے نزدیک هوویگا اور اُس نیکبختی کو جسکا اب مزا چکھتا هی اُس وقت پورا کمال سے چکھیگا چنانچه یہه مطلب بھی اِسی باب کي ۱ و ۵ فصل میں مفصل لکھا گیا هی پس انجیل کی تعلیم آدمي کي روح کا تقاضا جو حقیقت کا پانا اور گناهوں کی معافی حاصل کرنا اور

مقدس ہونا اور ابدی نجات کو پیدا کرنا ہی بالکل پورا کرتی ہی * *
مخفی نرہے کہ اور دینوں کی کتابیں روح کا تقاضا پورا نہیں کرتیں کیونکہ
خدا اور اُسکے ارادہ سے جو آدمی کے حق میں رکھتا ہی باتعا خبریں
دیتی ہیں اور آدمی کو ایسی راہ نہیں بتاتیں جس سے عادل و مقدس
خدا کے حضور اپنے گناہوں کی معافی اور دلی پاکی حاصل کرسکے اور اِسی
سبب آدمی اُنکی تعلیم سے نیکبختی ابدی کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ وے
مذہب صرف جھوٹھی نقلوں اور باطل باتوں اور بتپرستی کی تعلیموں
اور درشنوں اور منتروں اور بل داں سے جو بتوں کے واسطے کرتے ہیں روح کے
تقاضا پر ایک پردہ ڈالکر اُن پر ظاہری مرہم رکھتے ہیں ایکن انجیل جیسا
کہ مذکور ہوا آدمی کو پورے یقین سے نجات کے مقصد کو پہنچاتی ہی اور
اُس خواہش و تقاضا کو جو خدا کی طرف سے آدمی کے دل میں دیا گیا
بخوبی تسکین بخشتی ہی پس انجیل کی تعلیمیں اُس پہلی شرط کو جو
سچے اِلہام کی لازم نشانیوں کے واسطے دیباچہ میں ہم نے ذکر کی بالکل پورا
کرتی ہیں اور بھی ایک بات کہ انجیل کی تعلیم روح کے تقاضا کو پورا
کرتی ہی ایک ایسی پکی دلیل ہی جس سے بے شک و شبہ ثابت ہوتا
ہی کہ انجیل خدا کا کلام ہی کیونکہ روح کے تقاضا کو صرف خدا پورا اور
رفع کر سکتا ہی اور بس *

دوسری دلیل کہ انجیل خدا کا کلام ہی ایماندار آدمی کے دل اور چال
کا بدلنا اور خدا کی طرف متوجہ ہونا ہی جیسا کہ اِس باب کی ۴ و ۵
فصل میں ہم نے ذکر کیا اور دل کا یہہ بدلنا اور خدا کی طرف متوجہ
ہونا ایسا نہیں ہی کہ آدمی صرف بُری عادت اور ظاہری گناہوں سے کنارہ
کرکے لوگوں کے سامھنے اپنے تئیں با ادب دکھلاوے حال آنکہ اُسکا دل ویسا
ہی نفسانی خواہشوں سے بھرا ہی ایسی تبدیل خدا کی جانب اور تائید
الٰہی سے نہیں بہہ تو آدمی خود بھی کر سکتا ہی مگر وہ تبدیل و توجہ
جو یسوع مسیح پر ایمان لانے سے حاصل ہوتا ہی اور جسکا ذکر ہم نے سابقاً

کر دیا ایسا ہی کہ آدمی کے ظاہر و باطن سب کو بدل دیتا یعنی پہلے تو آدمی کے دل کو پاک صاف بنانا پھر اُسکا چال چلن بھی درست کرنا ہی اور جبکہ یہہ تبدیل دل کی مراد اور خواہش کو پاک کرنا اور آدمی کے خیال کو بُرائی سے بھلائی پر پھیرکر خدا کی طرف رجوع کروانا ہی تو اُسکا چال چلن بھی پاک اور درست ہوتا ہی اور ظاہر و باطن کا ایسا بدلنا نہ خود آدمی آپ سے نہ دوسرے کی مدد سے کر سکتا بلکہ یہہ طاقت تو صرف اُسی قادر مطلق کے دست قدرت میں ہی اور وے کتابیں جنکے وسیلہ خدا آدمی سے ایسا کام کرواتا ہی چاہیئے کہ خدا کا کلام ہوں * * مخفی نرہے کہ ایسے ظاہر و باطن بدلنے کے واسطے سوا پُرانے اور نئے عہد کی کتب مقدسہ کے اَور دینوں کی کتابوں میں کچھہ نہیں پایا جاتا وے کتابیں ایسے تغیر و تبدیل پر دلالت ہی نہیں کرتیں بلکہ صرف ظاہری آداب و عبادت کی تعلیم دیتی ہیں اور اکثر اوقات اُنکے ظاہری دستوروں سے کچھہ معنی مطلب بھی نہیں نکلتا ہی اور اُنکی تعلیمات میں ایسی قوت و تاثیر نہیں کہ آدمی کے دل اور چال چلن کو پاک و درست کریں چنانچہ اُن کتابوں کے ماننے والوں کا حال ہماری اس بات کا گواہ ہی *

تیسری دلیل کہ پُرانے اور نئے عہد کی کتابیں خدا کا کلام ہیں خدا کی صفتوں کا بیان ہی جیسا اُنکی آیتوں میں مذکور ہوا ہی اور اِس باب کی پہلی فصل میں بھی لکھا گیا پوشیدہ نرہے کہ کتب مقدسہ خاص اُن باتوں اور اُن صفتوں کو بیان کرتی ہیں جنکا جاننا نجات اور دل کی پاکیزگی اور نیک چال چلن کے لیئے آدمی کو ضرور اور فائدہ مند ہی اِسی جہت سے اخلاقی صفتوں کو مفصلوار ظاہر کرتی ہیں اور ذاتی صفتوں میں سے جتنے دریافت میں عقل عاجز ہی صرف اُنکی ہی بیان ہوئیں جو اوپر کے مطلب حاصل کرنے سے علاقہ رکھتی ہیں اسکے ما سوائے اَور مطلب جو ہیں سب پوشیدہ ہیں اور نجات کے لئے خدا کی ذات

پاک کا کماحقہ دریافت کرنا ضرور نہیں مگر آدمی کو اپنے دل کا احوال
پہچاننے کی فکر اور نجات کی تلاش ضرور ہی اِسی واسطے کتب مقدسہ
خدا کو اِن صفتوں کے ساتھہ بیان کرتی ہیں کہ واحد و قدیم اور بے تغیر
و تبدیل اور قادر و حکیم اور خالق آسمان و زمین اور عالم و رحیم اور رازق
و کریم اور عادل و مقدس اور نیکوں کو اجر بخشنے والا اور بدوں کو سزا
دینےوالا ہی اور یسوع مسیح میں بخشنےوالا اور رحم کرنیوالا باپ ہی اور
جیسی کہ اسکی محبت اور رحمت بے نہایت ہی ویسا ہی اُسکے
تقدس و عدالت کی بھی حد نہیں اور اِن صفتوں کی نظر سے گناہ اور
ناپاکی خدا کے ہاں کبھی قبول نہیں اور آدمی کے حق میں اُسکا حکم
و اِرادہ یہہ ہی کہ آدمی کا ظاہر و باطن گناہ کی ناپاکی سے پاک و صاف
ہوکر وہ ابدی نیکبختی اور ہمیشہ کے جلال کو پہنچے اور اِن صفتوں کا
بیان بالکل اِس مطلب سے نسبت رکھتا ہی کہ آدمی اُنکو سمجھہ بوجھہکر
گناہ سے دور بھاگے اور خدا کی نزدیکی حاصل کرکے اُسکا دوست بنے * *
اور درحالیکہ آدمی اپنی عقل سے اُن صفات کے بیان کرنے کی طاقت
نہیں رکھتا جیسا کہ تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی شخص نے بلکہ
حکیموں اور فاضلوں میں سے ایک نے بھی جب تک مقدس کتابوں سے
تعلیم نہیں پائی خدا کو اُن صفات میں جو مذکور ہوئیں نہیں جانا پس
خدا کی صفات کا بیان جس طرز پر کہ کتب مقدسہ میں لکھا گیا ہی
ایک ظاہر اور روشن دلیل ہی کہ یے کتابیں خدا کی طرف سے ہیں * *
پوشیدہ نرہے کہ اگر کوئی اَور دینوں کی کتابیں پڑھے تو جان لیگا کہ اِن
لوگوں نے خدا کو اُن صفات کے ساتھہ جو کتب مقدسہ میں بیان ہوئی
ہیں نہیں جانا اور بعضے دینوں کی کتابوں میں جو خدا کی صفات کچھہ
کچھہ بیان ہوئی ہیں سو یا تو صرف وے صفتیں ہیں جو موجودات سے
جانی اور عقل کی قوت سے سمجھی جاتی ہیں یا یہہ کہ کتب مقدسہ سے
نکال لی ہیں اور جس شخص نے کہ سب دینوں کی کتابیں پڑھی ہونگی ۔

اُسے یہہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ اِن کتاب والوں نے صفات ذات کے بیان
کو عمدہ مطلب ٹھہرایا اور اِن اخلاقی صفتوں کو کہ خدا پاک اور مقدس
و عادل ہی اور گنہگار شخص کو جب تک کہ دل کی پاکیزگی اُس نے
حاصل نہیں کی قبول نہیں کرتا بالکل چھوڑ دیا یا یہہ کہ یک لخت اُن
سے آگاہ ہی نہیں ہوئے اور اِس سبب سے اُن مذہبوں کے امر و نہی
میں بھی باطنی پاکی نہیں بلکہ صرف ظاہری عبادت کی ترتیب و
درستی ہی *

چوتھی دلیل کہ انجیل خدا کا کلام ہی اُسکے عالی معانی اور پاک حکم
و نصیحت ہیں اگر کوئی انجیل کی اُن آیتوں کو جنھیں ہم نے اِس باب
کی دوسری فصل کے درمیان اُن مقاموں میں ذکر کیا ہی جہاں خدا کے
احکام کی بابت گفتگو ہوئی مطالعہ کرے اور اُن آیتوں کو جنھیں ہم نے
سچے مسیحی کی چال چلن کی بابت مسطور کیا ہی غور سے پڑھے اور
طرفداری کو چھوڑکر اُنکی حقیقت کو پہنچے تو اُن آیتوں کے اعلیٰ اور
روحانی معانی سے تعجب کریگا اور آسانی سے جان لیگا کہ وے سب پاک
اور مقدس خدا کے لائق اور دل کا حال تعمیر و درست کرنے کے لیئے بالکل
مناسب ہیں اور اگر وہ شخص روحانی عقل کے مرتبہ کو پہنچا ہوگا تو اِسکا
بھی اِقرار کریگا کہ یے حکم آدمی کے حکم نہیں بلکہ حقیقت میں خدا
کے حکم اور اِلہامی کلام ہیں کیونکہ آدمی اپنی عقل سے ایسی نصیحتیں
اور ایسے عالی احکام ظاہر و بیان نہیں کر سکتا بلکہ انجیل کے اکثر احکام
اور نصیحتیں ایسی بھی ہیں کہ آدمی کی عقل سے جو خدا کے نور سے
منور نہیں ہوئی اور ایسے دل سے جو ہنوز پاک نہیں ہوا برخلاف و ناپسند
ہیں چنانچہ یے احکام کہ اپنے دشمنوں کو دل سے پیار کرنا اور جو کوئی
بدی کرے اُسکے ساتھہ نیکی کرنا اور شہوت کی نگاہ سے بیگانی عورت پر
نظر نکرنا کہ زنا کے حکم میں ہی اور آدمیوں پر غصہ کرنا قتل کے حکم میں
ہی اور بُری فکر اور بد خواہش گناہ ہی اور ہر ایک نالائق بات کی خدا

سزا دیگا اور آدمی اگرچہ خدا کے سب حکم بجالائے پھر بھی یہی کہتا رہے
کہ میں ناکارہ بندہ ہوں اور کچھہ خوبی مجھہ میں نہیں کہ میں نے صرف
اُتنا هي کیا جو مجھپر واجب تھا اور ایسے حکم اور نصیحتیں انجیل میں
بہت هیں جنکے عالی معاني آدمی کي عقل سے باهر هیں یہاں تک کہ
آدمی اپنی طرف سے ایسے حکم بیان نہیں کرسکتا هی * پوشیدہ نرهے
کہ اگر انجیل کو اَوْر دینوں کی کتابوں کے ساتھہ مقابلہ کریں تو معلوم هوگا
کہ انجیل کی سی نصیحت اور احکام اُن میں نہیں هیں اور جو شاید
هوں بھی تو یقین هی کہ کتب مقدسہ هي سے نقل کرلی هیں پھر یہہ کہ
اَوْر دینوں کی کتابوں کے اکثر حکم و نصیحت ظاهري آداب سے نسبت
رکھتے هیں اور دلی پاکیزگي کي طرف کچھہ رجوع نہیں کرتے لیکن انجیل
کے حکم ایسے هیں کہ صرف دل کي صفائي اور آدمي کے نیک چال چلن
کي طرف منسوب هیں پس جیسا کہ انجیل کي تعلیموں اور حکموں کو
اَوْر دینوں کی کتابوں کے ساتھہ مقابلہ کرنے سے واضح هوتا هی کہ انجیل کتنے
درجے اُن سے افضل اور یقینا خدا کا کلام هی اِسي طرح یہہ بھي معلوم
هوتا هی کہ وے سب کي سب صرف آدمی کي بنائي هوئي کتابیں هیں
اور بس *

پانچویں دلیل کہ کتب مقدسہ خدا کا کلام هیں وے پیشین گوئیاں
هیں جو قبل از وقوع واقعہ بیان هوکر اُن کتابوں میں لکھي گئیں اور اکثر
وے پیشینگوئیاں جو مسیح کي بابت پُرانے عهد کي کتابوں میں مندرج
هوئی هیں اِس باب کي تیسري فصل میں هم نے ذکر کرکے اُنکا پورا هونا
ثابت کیا هی اور اُن پیشینگوئیوں کے سوا جو یسوع مسیح کي طرف اِشارہ
هیں اَوْر پیشینگوئیاں بھي کتب مقدسہ میں بہت هیں جو بني اسرائیل
کے آیندہ احوال کو قبل از وقوع بیان کرتی اور خبر دیتي هیں کہ نزدیک
و دور کے ملکوں میں تتر بتر هوویںگے اور لوگوں کي نظروں میں ذلیل و خوار
رهینگے اور پھر اُن کتابوں میں ایسی پیشینگوئیاں بھی پائی جاتي هیں ۔

جو قدیم بت‌پرستوں کي مشہور قوموں کے چھوٹے بڑے ہونے کو بیان کرتي هیں اور شہر یروشلیم یعني بیت المقدس اور شہر بابل اور شہر نینوی اور اَور شہروں کے ویران و خراب ہونے کی خبر کتنے هی برس قبل از وقوع اُن میں دي گئي هی اور اُنهیں پیشینگوئیوں میں سے ایک یہہ بهي هی کہ سکندر رومی شام و ایران کے ملکوں پر عمل کریگا جو وقوع سے دو سو برس پہلے توریت کے اندر دانیال کي کتاب میں بیان هوئی هی اور تواریخ سے معلوم هوتا هی کہ یہ سب پیشینگوئیاں جیسے کہ اُن میں بیان هوئی تهیں اُسی طور سے پوری هوئیں اور یوں هی وے پیشینگوئیاں بهي پوری هوئیں اور روز بروز پوری هوتي جاتی هیں جنمیں مسیحي دین کے مشہور هونے اور پهیلنے اور حواریوں اور اگلے مسیحیوں کے رنج اُٹهانے اور جهوٹهے پیغمبروں کے ظاهر هونے اور آخر زمانہ کی بے ایمانی کي خبر دي گئي هی اور اگر کوئی شخص چاهے کہ اُن پیشینگوئیوں سے واقف هووے تو اِن مقاموں پر رجوع کرکے سب کو سمجهہ بوجهہ لے یعني لوقا کے ۲۱ باب کي ۲۴ آیت اور موسیٰ کي ۳ کتاب کے ۲۶ باب کی ۳۱ سے ۳۳ آیت تک اور پهر دانیال کا تمام ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ باب اور یرمیا کے ۴۶ باب سے ۴۹ باب تک اور موسیٰ کي ۵ کتاب کے ۲۸ باب کي ۱۵ آیت سے آخر تک اور لوقا کے ۱۹ باب کي ۱۴ آیت سے ۴۴ تک اور یرمیا کا سارا ۵۰ باب اور ناحوم کا سارا ۳ باب اور دانیال کے ۸ باب کي ۵ آیت سے ۸ تک اور ۲۰ سے ۲۲ تک اور یشعیاہ کے ۱۳ باب سے ۲۳ تک اور متي کے ۱۳ باب کي ۳۱ آیت سے ۳۳ تک اور پهر متي کے ۲۴ باب کي ۱۴ آیت اور یوحنا کي ۱۰ باب کی ۱۶ آیت اور فلپیوں کے ۲ باب کي ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں اور متي کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت سے ۲۲ تک اور پهر متي کے ۲۴ باب کي ۲۴ آیت میں اور پہلے تیموتیوس کے ۴ باب کی پہلی آیت سے ۳ تک اور دوسرے تیموتیوس کے ۳ باب کی پہلی آیت سے ۷ تک × × اور وے احوال جو سو برس یا کئي سو برس بعد واقع هوئے اور هونگے ظاهر هی کہ ایسے احوالوں

کے قبل از وقوع جاننے اور بیان کرنے کي قدرت صرف خدا هي کو هی اور بس اور وے کتابیں جنمیں ایسے احوال اور خبریں قبل از وقوع لکھي گئي هوں اور پھر ویسے هی وقوع میں بھی آئي هوں تو صاف ظاهر هی که ایسي کتابیں خدا کا کلام هیں ٭

چھٹي دلیل که پُرانے اور نئے عهد کي کتابیں خدا کا کلام هیں وے مشهور و معروف معجزے هیں جو یسوع مسیح اور اُسکے حواریوں سے ظاهر هوئے لیکن جس حال میں که یسوع مسیح کے معجزے هر ایک محمدی کو معلوم اور وے اُنکے قائل بھي هیں اور هم نے تیسري فصل میں اُنکا تھوڑا سا ذکر بھي کیا هی تو اب اِس مقام میں اُنکے بیان سے هاتھه کھینچکر اگلے فصل میں وے کرامتیں جو حواریوں سے ظاهر هوئیں ذکر کرینگے ٭

ساتویں دلیل که انجیل خدا سے هی اور مسیحي دین برحق اور سچّا هی مسیح کا قیام و عروج هی اِس تفصیل سے که یسوع مسیح اپني جان کو هم گنهگاروں کے بدلے کفارہ اور فدیه دیکر صلیب پر مر گیا اور تیسرے دن پھر قبر سے جي اُٹھا چنانچه خود اُسنے آگے هي سے اپنے شاگردوں کو کہا اور بتایا تھا (متی کے ۲۰ باب کي ۱۸ اور ۱۹ آیت) که دیکھو هم یروشالم کو جاتے هیں اور ابن آدم سردار کاهن اور فقیهوں کے هاتھه میں سونپا جائیگا اور وے اُسکے قتل کا حکم دینگے اور اُسے غیر قوموں کے حوالے کرینگے که ٹھٹھوں میں اُڑاویں اور کوڑے ماریں اور صلیب پر کھینچیں پر وہ تیسرے دن پھر جي اُٹھیگا اور قیام کرنے کے بعد مسیح چالیس دن اَور دنیا میں رها اور اپنے تئیں اپنے شاگردوں پر اور اَور ایمان لانیوالوں پر ظاهر کیا اور اُنکو تعلیم دی اور اُسکے بعد اُنکے روبرو ایک ابر پر سوار هو کرکے آسمان کو عروج فرمایا اب یهه ایک خاص معجزہ هی که اَور کسي سے عمل میں نهیں آیا هاں حنوک اور الیاہ پیغمبر نے اَور لوگوں کي مانند وفات نهیں پائي بلکه ایک خاص طور پر اِس دنیا سے رحلت کي هی مگر مسیح کے سوائے کوئی مر کرکے پھر قبر سے جي نهیں اُٹھا اور قیام نهیں کیا هی اور ظاهر هی که

اگر مسیح حق اور سچا نہوتا تو قیام اور عروج بھی نہیں کرتا پس مسیح کا قیام اور عروج ایک پکّی اور قوی دلیل ھی که وہ برحق ھی اور انجیل و مسیحی دین سچا اور خدا سے ھی *

آٹھویں دلیل که انجیل خدا کا کلام ھی اُسکی تعلیم کا مشہور ہونا اور پھیلنا ھی اِس طرح پر که اگرچہ انجیل کی عمدہ تعلیم اُس عقل کے نزدیک جو خدا کے نور سے منور نہیں ہوئی ناپسند اور اجنبی ھی اور اُس دل کو جو نفسانی آلایش سے پاک نہیں ھوا ناموافق اور برخلاف معلوم دیتي ھی اور علاوہ برین انجیل اُن لوگوں کے مذھب سے برخلاف بھی تھی جنکے درمیان مشہور ھوئی اور اُسکے تعلیم کرنیوالے لوگ بھی بے علم اور غیر مشہور اور بے دولت و بے حکومت تھے اور انجیل پر ایمان لانیوالوں کو لوگ ایذا بھي بہت کرتے تھے یہاں تک که مال و متاع چھین لیتے بلکه جان سے بھي ھلاک کرتے تھے تو بھي بہتیرے لوگوں نے انجیل کي تعلیم کو قبول کیا اور تھوڑے دنوں میں اکثر نامي شہر و دیار میں مثل شام و مصر و یونان و اطالیه وغیرہ کے مسیحی دین نے ایسی شہرت پائی که ہزاروں لاکھوں اپنا قدیم مذھب چھوڑکر مسیح پر ایمان لائے اور آخر دین مسیحي بت‌پرستوں کے مذھب پر غالب ھو گیا اور یہہ غلبه کچھہ زبردستي یا تلوار کے زور سے نہیں ھوا بلکه صرف انجیل کے وعظ و نصیحت سے اور ظاھر ھی که اگر خدای تعالیٰ باطن کی راہ سے انجیل سننےوالوں کے دل کو توفیق اور ھدایت کا نور نه بخشتا اور ظاھرمیں برملا نشانیوں اور کرامتوں اور معجزوں سے انجیل کے وعظ کو قوت ندیتا تو دین مسیحي اُس زمانه کے مذھبوں پر کیونکر غالب آتا پس یہي صریح مددگاری جو خدا نے انجیل کے وعظ سے کي ھی ایک ظاھر اور یقینی دلیل ھی که انجیل خدا کا کلام ھی کیونکه خدا جھوٹھي وعظ اور تعلیم سے ایسي مددگاری کبھی نکریگا اور آیندہ فصل میں ھم فرصت پاکر اِسی مطلب کي زیادہ گفتگو کرینگے *

خلاصه اُن مطالب سے جو اب تک کتب مقدسه کي تعليمات کي بابت مذکور هوئے صاف ظاهر هی که انجيل کی تعليمیں اُن شرطوں کو پورا کرتي هيں جنکو همنے حقيقي الهام ثابت کرنے کے ليئے ديباچے ميں ذکر کيا اور اِسکے سوا اُن دليلوں سے جو انجيل کے عالي مضمون اور کتب مقدسه کي پيشينگوئيوں اور مسيح و حواريوں کے معجزوں اور انجيل کے مشهور هو جانے سے نکلتي هيں اِن سب باتوں سے بخوبی ثابت و يقين هوتا هی که انجيل خدا کي طرف سے هی پس ای محمدی شخص اور اِس رساله کے پڑهنيوالے اگر تيرا دل خدا کے سامهنے صاف اور درست هو اور تو اپنے باطن کا احوال دريافت کرکے اور اپنے گناهوں سے ناأميد هوکر نجات کا طالب هو تو ممکن نهيں که انجيل کا کلام تجهے پسند نه آوے کيونکه انجيل صرف نجات هي کی راه تجهے نهيں جتلاتي بلکه نجات کي راه چلنے کی قوت بهی بخشتي اور بلاشک تجهے نيکبختي ابدی کو پهنچاتي هی پس اپنے دل کا دروازه بند مت کر بلکه کهول دے که توفيق کی باتيں اور يسوع مسيح کی نجات تيرے دل ميں داخل هوں اور خدا سے دعا مانگ که روح القدس کے وسيلے سے اُنکو تيرے دل ميں مضبوط کر دے تاکه تو بهي ايمان لاکر مسيح کي نجات اور نعمت ميں شريک هو اور جو شايد انجيل کي تعليمات سے مخالفت کرکے يسوع مسيح کی اُس نجات کو جو گنهگاروں کے ليئے حاصل هوئي هی تو ردّ کرے تو جان لے که تو کسي طرح نجات نپائيگا کيونکه خدا کے کلام بموجب گنهگاروں کا شفيع صرف مسيح هی اور بس اور اگر تو نچاهے که اب يسوع مسيح کو اپنا نجات دينيوالا جانے تو ضرور قيامت کے دن تو اُسے اپني عدالت کرنيوالا پاويگا چنانچه خود يسوع مسيح نے يوحنا کے ۱۴ باب کي ۶ آيت ميں فرمايا هی که * راه اور سچائي اور زندگی ميں هوں کوئی بغير ميرے وسيلے کے باپ کے پاس نهيں آ سکتا هی * اور پهر اعمال کے ۴ باب کي ۱۲ آيت ميں لکها هی که * کسی دوسرے سے نجات نهيں کيونکه آسمان کے تلے آدميوں کو

کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس سے ہم نجات پا سکیں * پھر یوحنا کے ۳ باب کی ۳۶ آیت میں لکھا ہی کہ * جو بیٹے پر ایمان لاتا ہی ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہی اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھیگا بلکہ خدا کا قہر اُسپر رہتا ہی * پھر دوسرے تسلونیقیوں کے پہلے باب کی ۶ آیت سے ۹ تک لکھا ہی کہ * خدا کے نزدیک انصاف یہہ ہی کہ جو تمہیں اذیّت دیتے ہیں اُنہیں اذیّت اور تمہیں جو اذیّت پاتے ہو ہمارے ساتھہ آرام دے اُس وقت کہ خداوند یسوع آسمان سے اپنے زبردست فرشتوں کے ساتھہ بھڑکتی آگ میں ظاہر ہوگا اور اُن سے جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو نہیں مانتے بدلا لیگا وے خداوند کے چہرے سے اور اُسکی قدرت کے جلال سے ابدی ہلاکت کی سزا پاوینگے * اور خدا کی درگاہ سے ہماری یہہ درخواست و دعا ہی کہ اِس رسالا کا پڑھنیوالا بے ایمانی اور اُسکے خوفناک عذاب سے بچے اور مسیح پر ایمان لاکر نجات حاصل کرے *

ساتویں فصل

اِس بات کے بیان میں کہ انجیل کی تعلیم شروع میں کس طرح مشہور ہوئی اور کیونکر پھیلی

اگرچہ ہمنے اِس باب کے مطلب کے موافق ابتک انجیل کی عمدہ تعلیمیں بیان کیں پر اب اِس فصل میں انجیل کے مشہور ہونے کا حال بیان کرکے اول اُسکے پہلے واعظوں کا ذکر کرینگے جو مسیح کے حواری تھے ہرچند اِن مطالب کا ذکر اِس باب سے کماحقہ مناسبت نہیں رکھتا لیکن بایں لحاظ کہ محمدی لوگ حواریوں کے حال احوال سے واقفیت نہیں

رکھتے لہذا ہمنے اِس فصل کو اِس باب کے ساتھہ ملا دیا ہی * اور حواریوں کا حال اِس منوال پر ہی کہ جب یسوع مسیح نے تعلیم دینا اور معجزے دکھانا شروع کیا تو عوام الناس میں سے بارہ آدمی چُن لیئے تاکہ گویا وے اُسکی منہہ بولتی کتابیں ہوں یعنی اُسکے آسمان پر جانے کے بعد اُسکی بابت گواہی دیکر اُسکے اعمال و تعلیمات کو تمام دنیا میں بیان و وعظ کریں اِسی واسطے ان بارہ شخصوں کو جو شاگرد اور حواری کہلاتے ہیں ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا کہ اُسکے عمل اور معجزوں اور تعلیموں پر گواہ رہیں لہذا اُسنے اپنی سب بات اور تعلیم اُنہیں خوب سمجھا دی اور جب کہ اُسکے دنیا میں رہنے کا وقت پورا ہوچکا تب اُسنے فرمایا کہ تم میرے حق میں گواہی دینا اور میری تعلیم تمام دنیا میں پھیلانا جیسا کہ یوحنا کے ۱۵ باب کی ۲۷ آیت میں لکھا ہی کہ * تم بھی گواہی دوگے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھہ ہو * اور جی اُٹھنے کے بعد جب مسیح نے اپنے شاگردوں کے سامھنے آسمان پر عروج کیا تو اِسی حکم کو مکرر اُسنے فرمایا جیسا کہ متی کے ۲۸ باب کی ۱۸ آیت میں اور مرقس کے ۱۶ باب کی ۱۵ و ۱۶ آیتوں میں اور متی کے ۲۸ باب کی ۲۰ آیت میں لکھا ہی کہ اُسکی آخری بات اور وصیت یہہ تھی * کہ آسمان و زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا پس تم تمام دنیا میں جاکے ہر ایک مخلوق کے سامھنے انجیل کی منادی کرو جو کہ ایمان لاتا اور بپتسما پاتا ہی نجات پائیگا اور جو ایمان نہیں لاتا اُسپر سزا کا حکم کیا جائیگا اور اُنہیں سکھلاؤ کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جنکا میں نے تمکو حکم کیا ہی اور دیکھو میں زمانے کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھہ ہوں * * اور اِس لیئے کہ اِن احکام پر عمل کرنے کی اُنہیں طاقت اور قدرت ہو یسوع مسیح نے تسلی دینیوالے یعنی روح القدس کا وعدہ کیا کہ وہ تمہارے پاس آکر تمہیں سچائی پر لاویگا اور اگر تم میرے باتوں اور تعلیموں میں سے کچھہ بھول گئے ہوگے تو تمہارے ذہن نشین کرکے یاد دلاویگا اور میری بات اور میری تعلیم تمسے عیان و

بیان کریگا اور آیندہ حال کی خبر اور معجزوں کي طاقت تمھیں دیگا جیسا که یوحنا کے ۱۶ باب کي ۷ و ۱۳ آیتوں میں لکھا هی که مسیح نے حواریوں سے فرمایا که * میں تمھیں سچ کہتا هوں که تمھارے لیئے میرا جانا هي فائدہ هی کیونکه اگر میں نجاؤں تو تسلي دینیوالا تمھارے پاس نه آئیگا پر اگر میں جاؤں تو میں اُسے تمھارے پاس بھیج دونگا جب وہ یعنی روح‌القدس آوے تو وہ تمھیں ساری سچائی کی راہ بتاویگا اِس لیئے که وہ اپنی نه کہیگا لیکن جو کچھه وہ سنیگا سو کہیگا اور تمھیں آیندہ کي خبر دیگا * اور یوحنا کے ۱۴ باب کی ۲۶ آیت میں بھی ذکر هی که یسوع نے کہا * وہ تسلی دینیوالا روح‌القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وهی تمھیں سب چیزیں سکھلائیگا اور سب باتیں جو کچھه که میں نے تمھیں کہی هیں یاد دلاویگا * پھر متّی کے ۱۰ باب کي ۲۰ آیت میں لکھا هی که * کہنے والے تم نہیں هو بلکه تمھارے باپ کا روح تم میں بولیگا * اور اِسي باب کی ۸ آیت میں لکھا هی که مسیح نے حواریوں کو حکم دیا که * بیماروں کو چنگا کرو کوڑھیوں کو پاک صاف کرو مُردوں کو جلاؤ دیوؤں کو نکالو تم نے مفت پایا مفت دو * خلاصه اِن باتوں سے صاف معلوم هوتا هی که روح‌القدس جسکا مسیح نے عروج سے پہلے حواریوں سے وعدہ کیا تھا اُنھیں رسالت کے مرتبه پر پہنچائیگا اور معجزہ کی طاقت بھی دیگا تاکه اِن نشانوں سے معلوم دے که حواری خدا کے رسول هیں * * اور حواری یسوع مسیح کے عروج کے بعد اُس حکم کے بموجب جو لوقا کے ۲۴ باب کی ۴۹ آیت اور اعمال کے پہلے باب کی ۴ آیت میں مرقوم هی روح‌القدس کے انتظار میں شہر اورشلیم میں رهے سو ایسا هوا که مسیح کے جي اُٹھنے کے پچاسویں دن اور عروج کے دسویں دن جس وقت که سب حواری دعا مانگنے کو جمع هوئے تھے روح‌القدس جسکا وعدہ هوا تھا ایک عجیب طور سے یکایک اُن پر آن پہنچا چنانچه اعمال کے ۲ باب کی پہلی آیت سے ۴ تک مرقوم هی که * جب پنتکوس کا دن آیا وے

سب ایک دل ہوکے بکتھے ہوئے یکبارگی آسمان سے ایک آواز آئي جیسے
بڑی آندھي چلے اور اُس سے سارا گھر جہاں وے بیتھے تھے بھر گیا اور
اُنھیں جدا جدا آگ کیسي زبانیں دکھائي دیں اور انمیں سے ہر ایک
پر بیٹھیں تب وے سب روح‌قدس سے بھر گئے اورطرح طرح کی زبانیں
جیسي روح نے اُنھیں بولنے کی قدرت بخشي بولنے لگے * * پھر روح‌القدس
کی طاقت و مدد سے جیسا کہ مسیح نے وعدہ کیا تھا حواریوں نے بہت
سے معجزے دکھائے یعنی بیماروں کو تندرستي اور لنگڑوں کو چلنے کي طاقت
اور مُردوں کو زندگاني بخشي چنانچہ اعمال کے ۳ باب کی پہلی آیت سے
۱۱ تک لکھا ھی کہ پطرس حواری نے یسوع مسیح کے نام سے ایک لنگڑے
کو چلنے کي طاقت دی پھر ۹ باب کي ۳۲ آیت سے ۴۳ تک ذکر ہوا ھی
کہ اُسي حواری نے اینیاس نامی ایک شخص کو جو بہت دن کا بیمار
تھا تندرستي بخشي اور ایک مری ہوئی بیوہ عورت اُسکي دعا سے جی
اُٹھی پھر اعمال کے ۵ باب کي ۱۲ آیت سے ۱۶ تک مذکور ھی کہ پطرس
حواري نے بہت بیماروں کو شفا دي اور لوگ گلي کوچوں میں اپنے اپنے
بیماروں کو لا بٹھاتے کہ پطرس کے نکلتے وقت اُسکا سایہ اُن پر پڑے اور اچھے
ہو جائیں چنانچہ جس پر پطرس کا سایہ پڑا اچھا ہو گیا اور پولس حواری
کے حق میں اعمال کے ۱۴ باب کي ۸ آیت سے ۱۰ تک لکھا ھی کہ اُسنے
ایک مادرزاد لنگڑے کو ایک بات میں اچھا کر دیا اور ۲۸ باب کي ۸ و ۹
آیتوں میں مرقوم ھي کہ پولس نے اپنے ہاتھہ اور دعا کي برکت سے ایک
جزیرہ میں بہت سے بیمار اچھے کدئیے اور ۱۹ باب کي ۱۱ و ۱۲ آیتوں
میں مذکور ھی کہ خدا نے پولس کے ہاتھہ سے بڑے بڑے معجزے ظاہر کیئے
یہاں تک کہ لوگ اُسکے رومال اور لنگي کو لاکر بیماروں پر ڈالتے اور بیماریاں
دور ہو جاتیں اور بد روحیں (یعني جن) اُن سے نکل جاتے اور ۲۰ باب
کي ۹ و ۱۰ آیتوں میں لکھا ھی کہ پولس حواری نے شہر طرواس میں ایک
مُردے کو جلایا اور جیسا کہ پطرس اور پولس کے معجزوں کا یہاں ذکر ہوا

ایسا هي اور سب حواریوں کا بھي حال هی کیونکه روح‌القدس اُن سب کو برابر ملا تھا اور اعمال کے ۲ باب کي ۴۳ آیت اور ۵ باب کي ۱۲ آیت میں سب حواریوں کی بابت کہا گیا هی که اُن سے بہت معجزے اور نشانیاں ظاهر هوئیں * * اور روح‌القدس حواریوں کو اِس درجه پر ملا اور معجزه کي اِتني طاقت انکو دي گئي که حواری لوگ اَور ایمانداروں پر اپنا هاتھه رکھکر روح‌القدس کی قوت اور معجزه کي طاقت اُنھیں دے سکتے تھے جیسا که اعمال کے ۸ باب کي ۱۷ آیت میں مرقوم هی که * اُنھوں نے (یعنی پطرس اور یوحنا حواری نے) ان پر (یعني ایمانداروں پر) هاتھه رکھے اور اُنھوں نے روح‌القدس پایا * اور پھر اعمال کے ۱۹ باب کي ۶ آیت میں لکھا هی که * جب پولس نے اُن پر (یعني ایمانداروں پر) هاتھه رکھا ان پر روح‌القدس آیا اور وے طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے * خلاصه اِن آیتوں سے بخوبی ظاهر و ثابت هوتا هی که حواری صاحب معجزه تھے اور رسالت کا مرتبه اُنھیں حاصل تھا *

اور روح‌القدس نے حواریوں کو مسیح کي تعلیم کا وعظ کہتے وقت اِسی مدد کی که روح‌القدس هی اُنھیں بات کرواتا تھا اور جو کچھه وہ اُنھیں الهام کی راہ سے سمجھا دیتا تھا وهي کہتے اور وهی لکھتے تھے چنانچه وے خود بھی اِس بات کا اقرار کرتے هیں جیسا که پہلے قرنتیوں کے ۲ باب کي ۱۲ و ۱۳ آیتوں میں مسطور هی که * هم نے نه دنیا کی روح کو بلکه وہ روح جو خدا کی طرف سے هی پایا تاکه هم اُن چیزوں کو جو خدا نے همیں بخشی هیں جانیں اور هم روحانی چیزوں کو روحانی باتوں سے بیان کرنے کو آدمی کي حکمت کی سکھائي هوئي باتیں نہیں بلکه روح‌القدس کي سکھائی هوئي باتیں بولتے هیں * پھر رومیوں کے ۱۵ باب کی ۱۸ آیت میں پولس حواری نے کہا هی که * میں یہه جرأت نہیں رکھتا که ان کاموں کے سوا کچھه اَور بیان کروں جو مسیح نے میرے وسیلے قول اور فعل سے اور کرامانوں اور معجزوں کي قوت اور خدا کے روح کي قدرت سے غیر

قوموں کے فرمان بردار ہونے کو گئے * پھر پہلے تسلونیقیوں کے ۲ باب کي ۱۳ آیت میں مذکور ہی کہ پولس نے کہا کہ * ہمیشہ خدا کے ہم شکرگذار ہیں کہ جب وہ کلام جو خدا کا ہی جسے ہم سناتے ہیں تمکو ملا تمنے اُسے آدمیوں کا کلام نہیں بلکہ خدا کا کلام جانکر کہ وہ حقیقت میں ایسا ہی ہی قبول کیا اور وہ تم ایمانداروں میں اثر کرتا ہی * پس حواریوں نے تعلیم دیتے وقت اپنے دل سے باتیں نہیں کہیں بلکہ حقیقت میں مسیح کي تعلیم اور حکم ظاہر و بیان کیئے اِس جہت سے وے باتیں جو اُنھوں نے کہي ہیں اور وے کتابیں جو تصنیف کي ہیں اور اُنمیں یعني انجیل میں یسوع مسیح کی تعلیم و احکام لکھے ہیں سو بعینہ مسیح کي تعلیم اور خدا کا کلام ہی اور اِسي واسطے آپ مسیح لوقا کے ۱۰ باب کي ۱۶ آیت میں فرماتا ہی کہ * جو تمھاری سنتا میری سنتا ہی اور جو تمھیں ناچیز جانتا مجھے ناچیز جانتا ہی اور جو مجھے ناچیز جانتا اُسے جسنے مجھکو بھیجا ناچیز جانتا ہی * اِسی لیئے حواری اپنے تئیں مسیح کے اور خدا کے رسول کہتے ہیں جیسا کہ پہلے قرنتیوں کے اول باب کي پہلي آیت اور گلتیوں کے اول باب کي پہلي آیت اور پطرس کے اول باب کي پہلي آیت اور یعقوب کے اول باب کی پہلي آیت میں مذکور ہوا ہی پس اِن آیات سے اور اُن بی شمار معجزوں سے جو اُن سے صادر ہوئے بلاشک و شبہہ معلوم و یقین ہوتا ہی کہ حواری خدا کے رسول اور پیغمبری کے مرتبہ میں بلکہ اُس سے بھی بالاتر تھے اِس دلیل سے کہ اگرچہ اگلے پیغمبروں میں بھی روح‌القدس کي قوت اور معجزوں کی قدرت تھي لیکن اِیسي نہ تھی کہ کسي دوسرے کو بھي روح‌القدس کي قوت دے سکیں یہہ رتبہ صرف حواریوں هي کو ملا تھا جیسا کہ هم نے پہلے ذکر کیا پھر حواریوں کی بات اور اعمال و معجزات سے خدا کی قدرت اِس قدر ظاہر ہوئي کہ اُنکي وعظ و نصیحت نے سننےوالوں کے دلوں میں ایسا اثر کیا کہ چند روز میں ہزاروں لاکھوں آدمي گناہ سے پھرکر خدا کی طرف رجوع لے آئے اور

بت‌پرستي سے هاتهه اُٹهاکر خداے واحد کي عبادت میں لگ گئے چنانچه
ایسے کام اگلے پیغمبروں کے وسیله سے خدا نے ظاهر نهیں کیئے تهے * * اور
حواریوں کی ایسي کرامتوں اور کاموں کي بابت مسیحیوں کے اگلے عالموں
نے بهي اپني کتابوں میں خبردي هی اور یهودیوں نے بهي اپني مشهور کتاب
میں جسکا نام تلمود هی اور بت‌پرستوں کے بعضے عالموں نے بهي جو حواریوں
کے زمانه میں اور اُنکے بعد تهے مثلا سلسوس اور یولیان اور پلینیوس اور
ناظیتوس نے اپني کتابوں میں مسیح اور حواریوں کے معجزوں اور گذارشوں
اور مسیحي دین کے پهیلنے کی خبردی هی اور قران میں بهی مسیح کے
حواري خدا کے رسول کهلائے هیں جیسا که سورۂ الصف میں لکها هی که * *
قال عیسی بن مریم للحواریین من انصاری الی الله قال الحواریون نحن
انصار الله * * یعني عیسی مریم کے بیٹے نے حواریوں سے کها که خدا کے
کاموں میں میرے مدد کرنیوالے کون هیں حواري بولے که خدا کے مدد
کرنیوالے هم هیں * پهر سورۂ یس میں لکها هی که * * و اضرب لهم مثلا
اصحاب القریة اذ جاءها المرسلون اذ ارسلنا الیهم اثنین فکذبو هما فعززنا
بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون قالوا ما انتم الا بشر مثلنا و ما انزل الرحمن
من شي ان انتم الا تکذبون قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون * ایضا * و جاء
من اقصی المدینة رجل یسعی قال یا قوم اتبعوا المرسلین * و ایضا * و هم
مهتدون * * یعني اس شهر کے لوگوں کا احوال جس وقت که رسول وهاں
آئے اِنهیں سمجهادے که جب هم نے دو شخص کو اُنکے پاس بهیجا اور اُنکو
اُنهوں نے جهوٹها جانا هم نے اُنکو تیسرے سے مضبوطي دی اور اُنهوں نے کها
که هم حقیقت میں تمهارے پاس بهیجے گئے هیں اُنهوں نے کها که تم کچهه
بهي نهیں هو مگر آدمي هو جیسے هم اور خدا نے کوئي چیز تمپر نهیں
اتاري تم نرے فریبي هو اُنهوں نے کها همارا پروردگار جانتا هی که هم حقیقت
میں تمهاري طرف بهیجے گئے هیں اور شهر کے پرے سے کوئي دوڑا آیا اور
کها اي لوگو رسولوں کي تابعداري کرو که اُنهوں نے هدایت پائي هی * اِس

آیت کي تفسیر میں مفسرین قران مثل قاضي بیضاوی وغیرہ کے ایسا کہتے هیں کہ یے رسول مسیح کے حواری هیں اور وہ شہر جہاں وے بھیجے گئے تھے انطاکیہ شہر هی وهاں اُن سے کرامتیں هوئیں یہانتک کہ مُردے کو بھي جلایا اور کہتے هیں کہ اُن دو شخصوں کے نام یوحنا اور یولس اور تیسرے کا نام شمعون پطرس تھا اب اگرچہ قران کے اِن مقاموں میں کئے ایک خلاف باتیں هیں پھر بھی اِتنا ظاهر هی کہ اُسمیں حواری خدا کے رسول کہلاتے هیں اِس صورت میں محمدیوں کو لازم هي کہ حواریوں کو حق جانیں اور اُنکي رسالت پر قائل هوں خلاصہ ان آیتوں سے اور اِن دلیلوں سے جو هم نے حواریوں کي رسالت کی بابت ذکر کیں صاف ثابت هوا کہ وے في الحقیقت خدا کے رسول هیں *

اب کہ حواریوں کی رسالت ثابت کرنے سے فراغت حاصل هوئي تو هم انجیل کے وعظ اور اُسکے پھیلنے کي کیفیت ذکر کرتے هیں اِس طرح پر کہ مسیح کی تعلیم کا وعظ کرنے وقت حواریوں کا مقصد یہہ نہ تھا کہ هماری شہرت اور ناموري هو یا هم بزرگي و ریاست حاصل کریں اور ایمان لانیوالوں پر جہاد کا حکم بھی نہیں کرتے تھے کہ بزور شمشیر انجیل کي تعلیم پھیلاویں بلکہ جبر و ظلم کا تحمل کرتے تھے اور وعظ کي راہ میں بے شمار دکھہ اور سختی اُٹھاتے تھے چنانچہ اکثر حواري وعظ هي کے کام میں شہید هوئے اور ایمان لانیوالوں کو بھي بڑی تاکید سے بھي نصیحت دیتے تھے کہ دیکھو ایسا نہو جو دکھہ اور مصیبت میں تم مخالفوں کا سامہنا کرو بلکہ مسیح کي خاطر صبر اور خوشي سے سب دکھہ درد حتي موت کو بھی اُٹھا لو * اور انجیل کے وعظ میں حواریوں کا یہہ مطلب بھي نہ تھا کہ رنگین عبارت اور شیرین کلام سے سننیوالوں پر غالب هوویں اور اُنھیں کلام کے معني کي تحقیق سے باز رکھکر حقیقي معني کي بابت شبہہ میں ڈال دیں بلکہ اُنکا مطلب یہہ تھا کہ عبارت بنانے اور سخن سازی سے هاتھہ کھینچکر انجیل کي تعلیم کو صاف بولي اور آسان لفظوں میں بیان کریں تاکہ ادنی

اعلیٰ سب اُسکے معنی سمجھیں اور انجیل کی تعلیم سننیوالوں کے دل
میں تاثیر کرے جیسا کہ اِسی معاملہ کی بابت پولس حواری نے پہلے
قرنتیوں کے ۲ باب کی پہلی آیت سے ۵ تک لکھا ہے کہ * ای بھائیو جب
میں خدا کی گواہی کی خبر دینے تمہارے پاس آیا تب کلام کی فصاحت
اور حکمت کے ساتھ نہیں آیا کیونکہ میں نے یہہ ٹھانا کہ یسوع مسیح اور
اُسکے مصلوب ہونے کے سوا اَور کچھہ تمہارے پاس آکے نجانوں اور میں کمزور
اور ڈرتا اور نہایت کانپتا تمہارے درمیان رہا اور میرا کلام اور میری منادی
آدمی کی حکمت کی لبھانیوالی باتوں سے نہیں بلکہ روح اور قدرت کی
پکی دلیل تھی تاکہ تمہارا ایمان آدمی کی حکمت پر نہیں بلکہ خدا کی
قدرت پر موقوف ہو * اِس لیئے حواریوں نے روح القدس کے بتانے بموجب
انجیل کو ایسی صاف عام فہم عبارت میں لکھا ہے کہ کلام کی تمام
حقیقت اور قدرت مطالعہ کرنیوالوں کو معلوم ہوکر دل میں بیٹھہ جاوے * *
پھر حواریوں نے ایسی باتیں نہیں کیں جو آدمی کی نفسانی خواہش کے
موافق و مطابق ہوں اور دولت و بزرگی کی اُمید بھی نہیں دلائی کہ
اِس طرح لوگ انجیل کی طرف میل کریں بلکہ یسوع مسیح کے ایسے احکام
و تعلیم جو نفسانی آدمی کی فکر و خواہش سے بالکل برخلاف ہیں لوگوں
کو صاف صاف سنائے اور حکم دیا کہ اگر مسیح کی تعلیم قبول کریں تو
ضرور ہے کہ ساری نفسانی خواہشوں اور دل کی خراب ہوسوں کو ترک
کرکے اور عیش و آرام سے دست بردار ہوکر انجیل پر ایمان لانے کے سبب
اگر مال و اسباب ضائع ہو یا رسوائی و اذیت درپیش آوے تو اُسپر راضی
رہیں یہاں تک کہ قتل ہونے کو بھی قبول کر لیں اور اُنھوں نے ایمان
لانیوالوں کو صرف یہہ خوشخبری دی کہ یسوع مسیح پر ایمان لانے کے سبب
نجات پاکر ہمیشہ کی سعادت کو پہنچوگے اور روح القدس تمہاری مدد
کرکے ایذائیں اُٹھانے کی تمہیں قوت و قدرت بخشیگا * * اور قطع نظر اِس
سے حواری صاحب حکومت و ریاست اور دولتمند اور نامور بھی نہ تھے

اور اُن میں سے ایک کے سوا علم بھي کسي کو نہ تھا تسپر یہہ حال تھا کہ انجیل کا وعظ صرف نادان و عوام قوموں ھی میں نہیں بلکہ ایسے ایسے ملک اور شہروں میں کرتے تھے جہاں کے لوگ اُس زمانہ کي ساری قوموں سے علم و کمال میں بڑھکر تھے اِس صورت میں کسي کي عقل میں نہیں آتا تھا کہ حواري لوگ انجیل کی تعلیم کو جو آدمي کے دل کي خواهش سے برخلاف اور اُس زمانہ کے لوگوں کے سارے مذهبوں اور عادتوں سے مخالف تھی دنیا میں پھیلا سکینگے اور آدمیوں کو مسیحي دین کي طرف لاوینگے مگر حواریوں نے خدا کي مدد کا بھروسا کرکے اُسي شہر یروشلیم میں جہاں مسیح کو صلیب دیا تھا اور سب لوگ دشمن ہو رہے تھے انجیل کا وعظ شروع کیا اور پہلے هي وعظ میں اُنکي باتوں نے لوگوں کے دل میں ایسا اثر کیا کہ یہودیوں میں سے تین ہزار آدمي مسیح پر ایمان لائے اور اِن ایمان لانیوالوں میں بعضے وے لوگ بھي تھے جنھوں نے مسیح کے مصلوب کرنے میں سعي و کوشش کي تھي اُسکے بعد بھي بہت ایسا ہوتا رہا کہ حواریوں کے وعظ سے بہتیرے یہودیوں نے توبہ کي اور ایمان لائے یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں ہزاروں لاکھوں یہودي انجیل پر ایمان لاکر گناہ سے بچے اور نجات کي راہ میں ثابت قدم ہوئے اور یہودیہ کے سارے ملکوں میں مسیحي جماعتیں قائم ہوئیں چنانچہ وے لوگ جو سب سے پہلے مسیح پر ایمان لائے اکثر یہودیوں میں سے تھے * * پھر تو ایسا ہوا کہ حواری لوگ مسیح کے حکم بموجب انجیل کا وعظ کرنے کو سارے گرد و نواح کے ملکوں میں پھیل پڑے اور ہر ایک قوم کو انجیل کا وعظ سنایا اور بہت لوگ انجیل پر ایمان لائے یہاں تک کہ خاص و عام اور عالم و فاضل لاکھوں آدمي بخوشي تمام انجیل کي تعلیم قبول کرکے مسیحي ہوگئے اور حواریوں کے اُسي زمانہ میں شام اور روم اور مصر اور اِٹیلیا کے شہروں اور گانوؤں میں مسیحی جماعت اور ملت قائم ہوئي اور حواریوں کي وفات کے بعد اُنھیں ملکوں میں اور اُنکے اطراف و اکناف میں انجیل کي تعلیم

بھیلی اور مسیحی اِتنے بڑھے کہ اُس وقت کا بڑا بادشاہ یعنی شہنشاہ
روم جو اتیلیا میں رھتا تھا اِس غم میں پڑا کہ ایسا نہو رفتہ رفتہ مسیحی
دین زور پکڑکر بت‌پرستوں کے مذھب کو باطل و برطرف کردے سو اُسنے
مسیحیوں پر ظلم کرنا شروع کرکے اُنکا مال و اسباب ضبط کیا قیدخانوں
میں ڈالا اورھرطرح کی ایذا دی درندہ جانوروں کے آگے ڈالا جیتے جی
جلایا قتل کیا چنانچہ ان طرح طرح کی اذیتوں سے لاکھوں مسیحی مارے
گئے اوردین کی راہ میں شہید ھوئے * * اور یہہ ایذائیں کچھہ تھوڑے روز
یا ایک ھی بادشاہ کے عہد میں نہیں بلکہ تین سو برس تک مسیحیوں کو
اُٹھانی پڑیں اور اِس مدت درازمیں بت‌پرست حاکموں نے دین مسیحی
کے بگاڑنے اور نیست و نابود کرنے میں بڑی بڑی کوششیں کیں لیکن ھرچند
کہ اُنھوں نے دین مسیحی میں رخنہ ڈالنے اور میٹنے کے لیئے مسیحیوں کو
طرح طرح کی سزائیں دیں تو بھی مسیحی ایک مضبوط قلعہ کی مانند
جو کسی کا کھولا نکھلے اِن مصیبتوں کے محاصرہ میں ھمیشہ اپنے تئیں
سنبھالے رھے چنانچہ مسیح کا قول یوں پورا ھوا جو اُسنے متی کی ۱۶ فصل
کی ۱۸ آیت میں فرمایا ھی کہ * دوزخ کے دروازے (یعنی شیطان کی
قوت و قدرت) اُسپر (یعنی مسیحی جماعت پر) فتح نہ پاوینگے * اور
جتنا کہ مسیحیوں کو ایذا دیتے اور قتل کرتے تھے اُتنا ھی بت‌پرستوں
میں سے زیادہ‌تر لوگ دین مسیحی کو قبول کرتے تھے چنانچہ باوجود ایسی
مصیبتوں کے روز بروز بڑھتے ھی جاتے تھے اورمسیحی اِن دکھہ اور تکلیفوں
کو بڑے صبر و تحمل سے اُٹھاتے تھے اور کسی وقت اپنے ستانیوالوں پر بلوہ
نکیا اور بت‌پرست حاکموں سے جو اُنھیں ستاتے تھے کبھی نلڑے حالآنکہ
یہہ بات مسیحیوں کے لیئے کچھہ مشکل نہ تھی کیونکہ اُن دنوں روم کی
ولایتوں میں مسیحی لوگ زور و قدرت اور گنتی میں بت‌پرستوں کی
برابر تھے بلکہ بعضے شہروں میں تو مسیحی اُن سے زیادہ بھی تھے خلاصہ
اِسی طرح رنج و عذاب اُٹھاتے اُٹھاتے اور جور و ظلم سہتے سہتے مسیحی

دین بت‌پرستی کے مذہبوں پر غالب ہو گیا اور ایک فتح عظیم اور غلبۂ کامل حاصل کرلیا اور آخر یہہ حال ہوا کہ اُس زمانہ کے شاہنشاہ قسطنطین نے بھي مسیحی دین قبول کیا اور اکثر بت‌خانے کلیسیاؤں سے بدل گئے اور بت‌پرستی کا بازار ٹھنڈا ہوکر بادشاہ مذکور کي ساري ولایتوں میں مسیحی مذہب کا رواج ہو گیا *

پوشیدہ نرہے کہ یہہ بات کچھہ ایسي نہیں ہی جو آدمي کي قدرت و قابو میں ہو بلکہ ایسی بات کا مقرر ہونا اور رواج پانا صرف خداے قادر مطلق کي طرف سے ہو سکتا هي اور بس پس دین مسیحی کا اِس طریق سے مشہور و قائم ہونا ایک بڑی معتبر دلیل هی کہ انجیل خدا کا کلام هی اور انجیل کے پہلے وعظ یعني حواري بیشک خدا کے رسول تھے کیونکہ اگر وے فی الحقیقت خدا کے رسول نہوتے اور اُنکي تعلیم بھي خدا کا کلام اور اُسکا حکم نہوتا تو خداي تعالیٰ ایسي بات اُنکے وسیلہ سے عمل میں نلاتا اور وعظ کرنے وقت اِس طرح پر کہ مذکور ہوا اُنکي مدد نکرتا اور جیسا کہ مسیحي دین تعلیم کي رو سے سب دینوں میں اعلیٰ هی ایسا هي اُسکے مشہور و منتشر ہونے کا طریقہ بھي سب دینوں کے مشہور ہونے کے طریقہ سے اعلیٰ و برتر هی اور یہہ بات کہ دین محمدي ایک اَور هي طریق و طرز سے دنیا میں مشہور و قائم ہوا هی آیندہ باب میں ہم ظاہر کرینگے *

زمانۂ مذکورہ کے بعد دین مسیحي اَور بھي زیادہ‌تر مشہور و منتشر ہوا لیکن اِس جہت سے کہ بادشاہ خود بھي مسیحي ہو گیا تھا بت‌پرستوں میں سے بہتوں نے اُوپر کے دل سے صرف بادشاہ کي خاطر کو یا اپنے دنیوي مطلب کے لیئے مسیحي دین قبول کرلیا اور مسیحیوں میں سے بھي بعضے لوگ جو تنگي و رنج سے چھوٹ‌کر آرام میں پڑ گئے تھے خدا کي محبت اور ایمان میں ٹھنڈے ہوکر دنیا کي دوستي کا دم بھرنے لگے اور صرف ظاہر هي کي دینداری کافي جاني پھر تو رفتہ رفتہ ایسا ہو گیا

که مسیحیوں میں سے بہت لوگوں نے انجیل کے احکام کی متابعت
چھوڑ دي اور آپس میں ایسا اختلاف پڑا که انجیل کی بعض آیتوں کي
تفسیر اور ظاهري عبادت کي بعض عادت کي بابت باهم بحث اور
جھگڑا کرتے تھے اور وہ محبت جو پہلے آپس میں رکھتے تھے اب اُسکي
جگهه دشمنی پڑ گئي لیکن باوجود اِس ظاهری اختلاف کے جو اُن میں
پڑ گیا پھر اصل بات میں جو ایمان و کتاب سے مراد هی ایک کے ایک
هیں اور هر وقت ایک کے ایک تھے چنانچه مسیحیوں کی ساری ملتوں
میں وهی ایک انجیل هی اور بس اور سب کے سب اسي ایک یسوع
مسیح کو نجات دینیوالا اور اپنا خداوند جانتے هیں اور محمد کے زمانه
میں بھي عربستان اور شام کے مسیحیوں میں ظاهری اختلاف کا یہی حال
تھا اور اگرچه اُن میں سچے مسیحي بھي تھے جو انجیل کو مانتے اور اُسکے
احکام کي متابعت کرتے تھے لیکن ایسے مسیحي بھي اُس ملک میں
بہت تھے جو صرف نام هي کے مسیحی تھے مگر باطن میں انجیل کو
نہیں مانتے اور اُسکے حکم پر عمل نه کرتے تھے * * خلاصه جو کچھه اب
تک هم نے انجیل کي تعلیم اور اُسکے مشهور هونے کي بابت ذکر کیا اگر
خورده بیني اور عقل روحاني کے ساتھه سوچا اور سمجھا جائے تو صاف معلوم
هوتا هی که انجیل از روے تعلیمات کے اور مشهور و منتشر هو جانے کي
جہت سے بلا شک خدا کا کلام هی *

تیسرا باب

محمد کے احوال اور قران کی کیفیت کے بیان میں

اور اِس میں پانچ فصل ھیں پہلی فصل میں ھم اُس دعوی کی کیفیت دریافت کرینگے جو کہتے ھیں کہ محمد کی خبر کتب عہد عتیق و جدید میں مرقوم ھی دوسری فصل میں تحقیق کرینگے کہ آیا قران کی عبارت اُسکے من جانب الله ھونے کی دلیل ھو سکتی ھی یا نہیں تیسری فصل میں چند باتیں قران کے معنی کے بیان میں ذکر کرینگے چوتھی فصل میں محمد کی صفات اور حال چلن کو بیان کرینگے پانچویں فصل میں اسلام کے پھیلانے اور مشہور ھونے کی کیفیت کا ذکر کرینگے *

مسیح کے چھہ سو دس برس بعد جس زمانہ میں کہ مسیحی دین سارے جہان میں پھیل پڑا تھا عربستان میں شہر مکہ کے اندر محمد نے ظاھر ھوکے دعوی کیا کہ میں خدا کا رسول ھوں اور قرآن میری کتاب ھی جو لوگوں کی ھدایت کے لیئے خدا کے ھاں سے مجھہ پر اُتری ھی پس ضرور ھی کہ ھم اچھی طرح سے متوجہ ھوکر دیکھیں کہ آیا محمد نے اپنے دعوی کو ایسی دلیلوں سے ثابت کیا ھی جنسے ظاھر و یقین ھوجاے کہ اُسکا دعوی سچا اور وہ حق نبی ھی کیونکہ ایسے عمدہ مطلب کی بابت دعوی پر اعتبار نہیں کر سکتے اور نبوت کی دلیل صرف دعوی ھی دعوی نہیں ھی کس واسطے کہ دنیا میں جھوٹھے پیغمبر بہت ھوئے اور ھر ایک نے یہی دعوی کیا کہ میں خدا کا بھیجا ھوا ھوں پس اِس صورت میں قبل اُسکے کہ ھم کسی شخص کو پیغمبر جانیں اور اُس درجہ پر اُسے مانیں چاھیئے کہ اُسکے پیغمبر ھونے کی کوئی دلیل بھی ٹھہرا لیں اور جب کہ انصاف سے تلاش کرکے ایسی دلیلیں ڈھونڈھہ نکالیں جنسے یقین ھو جاے

که اِس شخص کا دعوی درست هی اور وہ فی الحقیقت خدا کا رسول
هی تو اُسکے دعوی کو یقین جانکر اُسکی بات اور اُسکی کتاب کو خدا کا
کلام جانینگے نہیں تو نہیں اب هم تعصب اور طرفداری کو چھوڑکر انصاف
کي رو سے اُس دعوی اور اُن دلیلوں کو جو محمد نے اپنی رسالت کے لیئے
ظاهرکي هیں تحقیق کرکے دیکھیں که آیا في الحقیقت قران خدا کا کلام
اور محمد خدا کا رسول هی یا نہیں اور جاننا چاهیئے جو شخص که الہام
و رسالت کا دعوی کرے ضرور هی که اُسکي تعلیم میں وے پانچوں شرطیں
جو الہام الہي کي علامت کے لیئے دیباچه میں هم نے ذکرکی هیں پائی
جاویں اور اُنکي سوا یے شرطیں بھي اُس شخص میں هونا چاهئیں اولاً
یہه که اُسکي تعلیم اُن پیغمبروں کے ساتھه جو اُس سے پہلے تھے برخلاف
نہو اور عمده مطالب و تعلیمات میں اُنکے ساتھه موافق و مطابق آوے
کیونکه ممکن نہیں که خدا کي کتابوں میں اختلاف هو ثانیاً جو شخص که
پیغمبري کا دعوی کرے چاهیئے که ظاهری دلیل بھی رکھتا هو اِس طرح پر
که یا پیشینگوئیاں اُسکے کلام میں ذکر هوئي هوں یا اُس سے معجزے هوئے
هوں ثالثاً چاهیئے که اُسکے اعمال اور چال چلن پیغمبري کے لائق هوں اِس
نہج پر که اُسکا مطلب و مقصد خدا کا حکم پورا کرنا اور اُسکا جلال و بزرگی
بڑهانا هو چوتھے چاهیئے که جبرا اپني تعلیم خلق کو قبول نکراوے کیونکه
خدا پر ایمان لانا اور اُس سے محبت رکھنا اور دل سے اُسکے حکموں کی
تابعداري کرنا جبر و زور سے حاصل نہیں هوتا بلکه جبر تو اور اُلٹا اثر کرنا
اور دلي ایمان کو روکتا هی * پس اگر کوئی نبوت کا دعوی کرے اور خود
اُس میں اور اُسکي تعلیم میں وے نشانیاں اور شرطیں جو هم نے یہاں اور
دیباچه میں ذکرکي هیں پائي جائیں تو یقین هوگا که اُسکا دعوی صحیح
اور وہ في الحقیقت خدا کا نبي هی *

پہلي فصل

اِس دعوی کي تحقيق ميں جو کہتے هيں که محمد کي خبر کتب عهد عتيق و جديد ميں هي *

اِن دليلوں ميں سے که محمد خدا کي طرف سے آيا هي ايک دليل تو قران کے موافق يهه هي که مسيح نے انجيل ميں اُسکے آنے کي خبر دي هي جيسا که قران ميں سورهٔ صف کے درميان لکها هي که * * ومبشرا برسول ياتي من بعدي اسمه احمد * * يعني يسوع نے بني اسرائيل سے کہا که ميں خوشخبري دينيوالا هوں ايک رسول کي جسکا نام احمد هي جو ميرے بعد آئيگا * ظاهر هي که اگر مسيح کے بعد ايک سچے اور خاص رسول کا آنا ضرور هوتا تو اُسکي خبر انجيل ميں دي جاتي تاکه اِس طريق پر جهوتهے پيغمبروں سے اُسے الگ کر ليں اور سچا جانکر مانيں کيونکه مسيح نے انجيل ميں خبر دي هي که ميرے بعد جهوتهے پيغمبر نکلينگے اور مسيحيوں کو بري تاکيد کے ساتهه حکم ديا هي که ايسے پيغمبروں سے بچے رهو چنانچه يهه بات متي کے ۲۴ باب کي ۲۴ آيت سے ۲۶ تک اور ۷ باب کي ۱۵ آيت ميں لکهي گئي هي مگر وہ شخص جسنے انجيل ديکهي هي يا اُسکا ترجمه يا خود اصل انجيل يوناني زبان ميں اول سے آخر تک پرهي هو اُسے معلوم هوگا که انجيل کے کسي صفحه اور کسي سطر ميں ايسي کوئي بات اور کوئي آيت جو قران کي اُس آيت کے مطابق هو نهيں پائي جاتي اور کسي جگهه احمد کا لفظ يا محمد کے آنے کي خبر ديکهنے ميں نهيں آتي هي بس وہ دعوی بے اصل تهہرا * * اور اگر کوئي کہے که ايسا کيونکر هو سکتا تها که احمد کا لفظ انجيل ميں نپايا جاتا اور پهر محمد ايسا دعوی کرتا اِسکا جواب يهه هي که محمد نے يا تو سهو سے يا ديده و دانسته ايسا خلاف دعوی کيا هي محمد اُمّي تها اور يوناني و عبراني بوليان جو انجيل و توريت

کی بولی ہی نجاننا تھا اور اِسی سبب سے انجیل بھی اُسنے نہیں پڑھی تھی بس کوئی جو یونانی بولی جانتا تھا اور انجیل کو دیکھے ہوئے تھا اگر اُسنے محمد کی خاطرداری سے یا کسی اَور سبب سے کہا ہو کہ انجیل میں تمھاری خبر موجود ہی اور مسیح نے تمھارے حق میں ایسا کہا ہی کہ میرے بعد احمد نامی ایک پیغمبر آئیگا بس اُسنے دھوکا کھاکے اُس آدمی کی بات یقین کرلی اور خوش ہو گیا کہ اب اِس طریق سے قادر ہاکر مسیح کی بات کو اپنے دعوی کی دلیل بنا لونگا یا شاید قصدا ایسا خلاف دعوی کیا ہو تاکہ عرب کے لوگ اور ناواقف مسیحی آسانی سے اُس پر ایمان لے آویں اور اُسکی رسالت قبول کرلیں کیونکہ یسوع مسیح کا نام اس زمانہ میں عربوں کے بیچ بہت مشہور اور عزیز تھا بعد اُسکے اگر کوئی انجیل پڑھنےوالا کہتا کہ احمد کا نام تو انجیل کے کسی مقام میں نہیں پایا جاتا تو محمد اور اُسکے اصحاب انجیل کی تحریف کا دعوی کرکے کہتے تھے کہ تمھاری انجیل کے نسخے تحریف ہو گئے ہیں اِس جہت سے احمد کا لفظ اُن میں نہیں رہا اصل نسخوں میں تھا * اور ہرچند کہ قران میں ذکر نہیں ہوا کہ وہ آیت انجیل کے کونسے باب میں ہی اور مفسرین نے بھی ابتک اُسکا پتا نہیں دیا پھر بھی محمدی علما نے توریت و انجیل کی چند آیتیں اپنی کتابوں میں ذکر کی ہیں جن میں اُنکے گمان کے موافق محمد کے آنے کی خبر آئی ہی بس ہم بھی اُن آیات کو ذکر کرکے تحقیق و دریافت کرینگے کہ آیا فی الحقیقت اُن آیتوں کے مضمون سے محمد کے آنے اور حق ہونے کی خبر سمجھی جاتی ہی یا نہیں *

پہلی آیت جو علمائے اسلام محمد کی خبر بناکر ذکر کرتے ہیں اور اُسے عمدہ آیت جانتے ہیں موسیٰ کی ۵ کتاب کے ۱۸ باب کی ۱۵ آیت ہی جو موسیٰ نے خدا کے کہنے بموجب بنی اسرائیل سے یوں فرمایا ہی کہ * خداوند تیرا خدا تیرے لیئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی قائم کریگا تم اُسکی طرف کان دھریو *

پھر ۱۸ آیت میں کہا ھی کہ × میں اُنکے لیئے اُنکے بھائیوں میں سے تجھہ سا ایک نبی قائم کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہہ میں ڈالونگا اور جو کچھہ میں اُسے فرماؤنگا وہ اُن سے کہیگا × اِس آیت کی بابت محمدی دعویٰ کرتے ھیں کہ تیرے بھائیوں میں سے عرب کی طرف اشارہ و نسبت ھی کیونکہ عرب کی بعضی قومیں اسماعیل ابن ابراھیم کی نسل سے ھیں اور کہتے ھیں کہ نبی موعود محمد سے مراد ھی لیکن جو کوئی اِن آیتوں کو فکر و غور سے پڑھکر تعصب کو چھوڑ دیگا وہ جلد دریافت کر لیگا کہ آیت کے معنی وہ نہیں ھیں جو محمدی لوگ کہتے ھیں کیونکہ ۱۵ آیت میں حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے صاف کہا ھی کہ خداوند تیرے ھی درمیان سے ایک پیغمبر مبعوث کریگا پس ظاھر ھی کہ تیرے بھائیوں میں سے کے الفاظ بھی بنی اسرائیل ھی سے نسبت رکھتے ھیں نہ اسماعیل کی نسل سے جس سے عرب کی بعض قومیں ھوئیں مگر محمدی یا تو سہو سے یا دانستہ تیرے ھی درمیان سے کے الفاظ نظر سے ڈالتے ھیں تاکہ اِس آیت کو اپنے مطلب کے موافق کر ایں سو اگر فرض کیا جائے کہ یے الفاظ آیت میں داخل نہوتے تو بھی محمدیوں کا مطلب حاصل نہوتا کیونکہ پہلے تو الفاظ تیرے بھائیوں میں سے اور تمھارے بھائیوں میں سے توریت کی ایک مشہور اصطلاح اور عام محاورہ ھی جسکے معنی و مصداق بنی اسرائیل کی قوم ھیں جیسا کہ توریت کی بہت آیتوں سے معلوم و ثابت ھوتا ھی مثلاً موسیٰ کی اُسی ۵ کتاب کے ۱۵ باب کی ۷ آیت میں مرقوم ھی کہ * اگر تمھارے بیچ تمھارے بھائیوں میں سے تیری سرحد میں تیری اُس سر زمین پر جسے خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ھی کوئی مفلس ھوئے تو اُس سے سخت دلی مت کیجیو اور اپنے مفلس بھائی کی طرف سے اپنا ھاتھہ مت کھینچیو * پھر ۱۷ باب کی ۱۵ آیت میں لکھا ھی کہ × تو تو اُسکو اپنا بادشاہ کیجیو جسے خداوند تیرا خدا پسند فرماوے تو اپنے بھائیوں میں سے ایک کو اپنا

بادشاہ کیجیو اور کسی اجنبی کو جو تیرا بھائی نہیں اپنا بادشاہ نکر سکیگا * پھر ۲۴ باب کی ۱۴ آیت میں مذکور ھی کہ * تو اپنے غریب و محتاج چاکر پر ظلم نکرنا خواہ وہ تیرے بھائیوں میں سے ھو خواہ مسافر جو تیری زمین پر تیرے پھاٹکوں کے اندر رھتا ھو * اب اِن آیتوں سے صاف ظاھر ھی کہ تیرے بھائیوں میں سے کے الفاظ کا مصداق خود بنی اسرائیل ھی کی قوم ھی پس اِس قرینہ سے بھی ثابت ھوتا ھی کہ آیت متنازعہ فیہ میں بھي اُن الفاظ سے قوم بني اسرائیل ھی مراد ھی اِس تقریر سے کہ خدا اُس نبی کو تجھہ سے تیرے بھائیوں میں سے یعنی تیري ھي قوم سے نہ کہ اَور قوم سے مبعوث کریگا پس تیرے بھائیوں کا لفظ تاکید کے لیئے بڑھا دیا گیا ھی * ثانیاً توریت کي آیتوں سے ثابت ھوتا ھی کہ وہ پیغمبر جسکا بني اسرائیل سے وعدہ ھوا تھا یعني وہ ذرّیت جسکا ابراھیم کو وعدہ دیا گیا تھا کہ اُسکے سبب سے جہان کي سب قومیں برکت پاوینگي اسحاق و یعقوب کي نسل سے مبعوث ھوگا نہ یہہ کہ اسماعیل کي نسل سے جیسا کہ اِن آیتوں سے ظاھر ھی یعني موسیٰ کي پہلي کتاب کے ۲۱ باب کي ۱۰ آیت سے ۱۲ تک مرقوم ھی کہ * سارہ نے ابراھیم سے کہا کہ اِس لونڈي (یعني ھاجرہ) اور اُسکے بیٹے (یعني اسماعیل) کو نکال دے کیونکہ یہہ لونڈي بچہ میرے بیٹے اسحاق کے ساتھہ وارث نہوگا * اور ۱۲ آیت میں خدای تعالیٰ ابراھیم سے فرماتا ھی کہ * وہ بات اِس لڑکے اور تیری لونڈي کي بابت تیري نظر میں بُری نہ معلوم ھو سب کچھہ جو سارہ نے تجھہ سے کہا مان کیونکہ تیری نسل اسحاق سے کہلائیگي * اور اُسي کتاب کے ۲۲ باب کی ۱۸ آیت میں مرقوم ھی کہ خدا نے ابراھیم سے کہا کہ * تیری نسل سے زمین کی ساري اُمتیں برکت پاوینگی کیونکہ تو نے میری بات مانی * پھر اُسي کتاب کے ۱۷ باب کي ۱۹ آیت سے ۲۱ تک لکھا ھی کہ * خدا نے ابراھیم سے کہا کہ میں اسحاق اور اُسکی اولاد سے اپنا عہد جو ھمیشہ

کا عہد ھی کرونگا * یعني وہ بڑا پیغمبر اور موعودہ نجات دینیوالا اسحاق
کي اولاد سے ھوگا نہ اسماعیل کي اولاد سے * پھر اُسي کتاب کے ۲۶ باب
کي ۳ و ۴ آیت میں خدا اپنے اِس وعدہ کي تکرار کرکے اسحاق سے
کہتا ھی کہ * زمین کي سب قومیں تیری نسل سے برکت پاوینگی *
پھر اُسي کتاب کے ۲۸ باب کي ۱۰ آیت سے ۱۵ تک خدا نے اسحاق کے
بیتے یعقوب سے بھی یہي وعدہ کیا اور انجیل میں یعنی گلتیوں کے ۳
باب کي ۱۶ آیت میں مذکور ھی کہ وہ نسل جسکا ابراھیم اور اسحاق
و یعقوب سے وعدہ ھوا ھی اور دنیا کي سب قومیں اُس سے برکت
پاوینگی مسیح ھی چنانچہ لکھا ھی کہ * ابیرھام اور اُسکی نسل سے وعدے
کیئے گئے سو وہ اُسے نہیں کہتا کہ تیری نسلوں کو جیسا بہتوں کے واسطے
بلکہ جیسا ایک کے واسطے کہتا ھی کہ تیری نسل کو سو وہ مسیح ھی خلاصہ
اِن آیتوں کے مضمون سے صاف معلوم ھوا کہ وہ بڑا شخص اور نبي جو
توریت میں ابراھیم اور اسحاق اور یعقوب اور موسیٰ کو وعدہ دیا گیا تھا
کوئي اَور نہیں ھی مگر یسوع مسیح * ثالثاً خود مسیح نے یوحنّا کے ۵ باب
کی ۴۶ آیت میں کہا ھی کہ * اگر تم موسیٰ پر ایمان لاتے تو مجھہ پر بھي
ایمان لاتے اِس لیئے کہ اُسنے میرے حق میں لکھا ھی * بس درحالیکہ
آپ مسیح نے اپنے تئیں موسیٰ کی خبر کا مصداق تھہرایا ھی تو بخوبی
ظاھر ھو گیا کہ محمدیوں کا دعویٰ باطل ھی * * ایک اَور آیت جو محمدي
توریت سے ذکر کرکے محمد کي طرف منسوب کرتے ھیں یہہ ھی کہ ۴۵
زبور کي ۳ و ۴ آیتوں میں مرقوم ھی کہ * ای پہلوانٗ تو جاہ و جلال سے
اپني تلوار حمائل کرکے اپنی ران پر لتکا امانت اور حلم اور عدالت پر
اپني بزرگواری اور اقبالمندی سے سوار ھو کہ تیرا دھنا ھاتھہ تجھے ھیبتناک
کام دکھائیگا * محمد نے جو اپنا دین جاري کرنے کے لیئے شمشیرزني کي
اور تلوار کے زور سے اپنا کام بنایا اِس لیئے محمدی اِس آیت کو یوں
تاویل کرتے ھیں کہ گویا محمد سے منسوب ھی لیکن وے خلاف سمجھے

هیں کیونکہ اِسي زبور کي اگلی پچھلي آیتوں سے بخوبی ظاهر هی که ممکن
هی نهیں که یهه آیت محمد سے نسبت رکهتی هو کس واسطے جس
شخص کي طرف ۳ آیت میں یهه خطاب هی که اپنی تلوار حمائل کر
اُسی کو ۶ و ۷ آیتوں میں خدا کہا هی اور انجیل میں یعنی عبرانیوں
کے پہلے باب کي ۸ و ۹ آیتوں میں کُهلاکهلي بیان هوا هی که توریت کی
یهه آیت مسیح سے منسوب هی مخفی نرهے که عهد عتیق کی کتابوں
میں مسیح کے حق میں دو قسم کی پیشینگوئیاں مرقوم هیں ایک
قسم میں تو اُسکی فروتني و خاکساری کا بیان هی اور دوسری قسم میں
اُسکي بزرگي و جلال اور اُسکي الوهیت کا ذکر هی اور بعضی جگهه ایسا
اتفاق هوا هی که دونوں امر کُهلے ملے بیان هوئے هیں اور زبور کی وے
آیات جو ذکر هوئیں دوسری قسم کي پیشینگوئیوں میں سے هیں اور
مسیح کی بزرگی اور حکمراني و قدرت بیان کرتی هیں جنکے موافق آسمان
و زمین کا حکم اُسکے هاتهه هی اور اب غیرمرئي طور سے جهان پر حکمرانی
کرتا اور دنیا کے کاموں کو پهیرنا بدلتا هی چنانچه خود اُسنے بهی متی کے
۲۸ باب کي ۱۸ آیت میں کہا هی که × آسمان اور زمین کا سارا اختیار
مجهے دیا گیا × اور جب که مسیح دوسری بار زمین پر اُتریگا تو مرئي طور
پر سلطنت کریگا اور آخرت کے روز حکومت و عدالت اُسی کے هاتهه
هوگي جیسا که یوحنا کے ۵ باب کی ۲۲ آیت میں مرقوم هی که مسیح
نے فرمایا هی که × باپ کسی شخص کي عدالت نهیں کرتا بلکه اُسنے ساری
عدالت بیٹے کو سونپ دي تاکه سب جس طرح سے که باپ کی
عزت کرتے هیں بیٹے کي عزت کریں × اور دوسرے تسلونیقیوں کے پہلے
باب کي ۷ و ۸ آیتوں میں مذکور هی که × خداوند یسوع آسمان سے اپنے
زبردست فرشتوں کے ساتهه بهڑکتی آگ میں ظاهر هوگا اور اُن سے جو
خدا کو نهیں پهچانتے اور همارے خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو نهیں
مانتے بدلا لیگا × اور مسیح کے آسمان سے اُترنے کی بابت جو آخر روز

بدلا لینے اور انصاف کرنے کے واسطے وقوع میں آئیگا مکاشفات کے ۱۹ باب کی ۱۱ آیت سے ۱۶ تک ایسا لکھا ھی کہ * میں نے آسمان کو کُھلا دیکھا اور کیا دیکھتا ھوں کہ ایک سفید گھوڑا اور اُسکا سوار امانت‌دار اور سچّا کہلاتا ھی اور وہ راستی سے عدالت کرتا اور لڑتا ھی اور اُسکی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند اور اُسکے سر پر بہت سے تاج اور اُسکا ایک نام لکھا ھوا ھی جسے اُسکے سوا کسی نے نجانا اور خون میں ڈوبا ھوا لباس وہ پہنے تھا اور اُسکا نام خدا کا کلام ھی (کہ مسیح کا ایک نام ھی) اور آسمانی فوجیں صاف اور سفید اور مہین لباس پہنے ھوئے سفید گھوڑوں پر اُسکے پیچھے ھو لیں اُسکے منہہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ھی کہ وہ اُس سے قوموں کو مارے اور وہ لوھے کے عصا سے اُن پر حکمرانی کریگا اور وہ قادر مطلق خدا کے قہر و غضب کے وَین کے کولھو میں روندھتا ھی اور اُسکے لباس اور ران پر یہہ نام لکھا ھی بادشاھوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند * * پھر ایک اَور آیت جسے محمدیوں نے توریت سے لیکر محمد پر منسوب کی ھی یہہ ھی کہ یسعیاہ پیغمبر کے ۴۲ باب کی پہلی آیت سے ۴ تک لکھا ھی کہ * دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالونگا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ھی میں نے اپنی روح اُسپر رکھی وہ قوموں پر راستی ظاھر کریگا وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نکریگا اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سناویگا وہ مسلے ھوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا اور سن کو جس سے دھواں اُٹھتا ھی نہ بُجھائیگا جب تک کہ راستی کو امن کے ساتھہ ظاھر نکرے وہ نہ گھٹیگا اور نہ تھکیگا جب تک کہ راستی کو زمین پر قائم نکرے اور جزیرے اُسکی شریعت کے منتظر ھوویں * اب دیکھو کہ خود آیت کے لفظوں سے بخوبی واضح و یقین ھوتا ھی کہ یے آیات محمد سے کچھہ نسبت نہیں رکھتیں کیونکہ محمد میں ایسی خاکساری و تحمل اور ایسی اعلیٰ تعلیم نہ تھی وہ تو اپنی قوم اور لشکر کا سردار بنکر اپنے نماننےوالوں سے لڑا اور اکثر اوقات لڑائی اور جہاد ھی میں

معروف رہا بلکہ یے آیتیں مسیح سے منسوب ہیں اور اُسی پر صادق
آئیں جیسا کہ انجیل میں متی کے ۱۲ باب کی ۱۵ آیت سے ۲۱ تک بیان
ہوئی ہیں اور وے کلمات مسیح کے حلم اور فروتنی ظاہر کرتی ہیں کہ
جب تک دنیا میں تھا اِسی طریق پر چلا اور ظالم اور جبر کا متحمل رہا
اور ماوراے اِسکے اِن آیات میں مسیح کی تعلیم کا تمام عالم میں منتشر
اور مشہور ہونا بھی بیان ہوا ہی جیسا کہ اب تک پورا ہونا چلا آتا اور
روز بروز پورا ہوتا جائیگا کیونکہ بالفعل مسیحی لوگ محمدیوں سے دو گونہ
ہیں اور روز بروز بڑھتے جاتے ہیں چنانچہ اِن دنوں فی زماننا مسیحی
ملت عالم کے اکثر جزیروں اور ولایتوں میں مشہور و قائم ہوئی ہی حاصلہ
ظاہر و ثابت ہوا کہ آیات مذکورہ مسیح پر منسوب ہیں محمد سے اُنہیں
کچھہ علاقہ نہیں * اب ہم اُس اعتراض پر بھی متوجہہ ہوتے ہیں جو
بعض محمدی کیا کرتے ہیں کہ درحالیکہ باب مذکورہ کی پہلی اور چھٹی
آیت میں یشعیاہ نبی نے کہا ہی کہ وہ بندہ یعنی وہ نبی موعودہ قوموں
پر راستی ظاہر کریگا اور اُنکا نور ہوگا تو ظاہر ہی کہ اُسکی رسالت عام
ہوگی اور حال آنکہ مسیح کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لیئے تھی
کیونکہ متی کے ۱۵ باب کی ۲۴ آیت میں اُسنے خود کہا ہی کہ * میں
اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا
گیا * پھر اُسی باب کی ۱۱ آیت میں یشعیاہ نبی نے کہا ہی کہ * بیابان
اور اُسکی بستیاں کیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کریں سنگ لاخ
کے بسنیوالے سرود گائیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں * لفظ کیدار جو
اِس آیت میں ہی عرب کی ایک قوم کا نام اور اہل عرب کے ساتھہ منسوب
ہی بس اِس خیال پر محمدی کہتے ہیں کہ یہہ لفظ محمد سے مراد
اور اُسی کی خبر ہی سو اِسکا جواب یہہ ہی کہ لفظ کیدار نہ مسیح سے
مراد ہی نہ محمد سے بلکہ صرف عرب کی قوموں سے یعنی یشعیاہ نبی
نے ۱۰ آیت سے ۱۲ تک پیشینگوئی کی راہ سے مسیحی دین کا سارے جہان

میں بدیل جانا بیان کرکے ۱۱ آیت میں کہا ھی کہ کیدار کی بستیاں بھی
یعني عرب کے لوگ بھی آخر وقت میں مسیح پر ایمان لائینگے اور اُسکے
نام پر سرود گائینگے جیسا کہ اِسی امر کی بابت یشعیاہ نے ۶۰ باب کی
۶ و ۷ آیتوں میں کہا ھی کہ * اونٹوں کی قطاریں اور مدیان اور ایفہ کی
سانڈنیاں تیرے پاس جمع ھونگی وے صبا سے آوینگے سونا اور لوبان لاوینگے
اور خداوند کی تعریفوں کی بشارتیں سناوینگے کیدار کے سارے گلے تیرے
پاس جمع ھونگے نبایط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ھونگے
وے مقبولیت کو میرے مذبح پر چڑھینگے اور میں اپنی شوکت کے
گھر کو سنوارونگی خوشبونا * اب باقی رھی مسیح کی رسالت کی بات سو
وہ خاص بھی ھی اور عام بھی ھی اِس معنی سے کہ پہلے تو مسیح بني
اسرائیل کے لئیے آیا تھا جب اُن میں رسالت کا پیغام پہنچا چکا اور جو
مطلب کہ اُسے اُنکے ساتھہ تھا تمام ھوا تب اپنے شاگردوں کو جو اُسکے
قائم مقام تھے حکم دیا کہ * تمام دنیا میں جاکے ھر ایک مخلوق کے سامھنے
انجیل کی منادی کرو جو کہ ایمان لایا اور بپتسما پاتا ھی نجات پائیگا
اور جو ایمان نہیں لایا اُس پر سزا کا حکم کیا جائیگا * جیسا کہ مرقس کے
۱۶ باب کی ۱۵ و ۱۶ آیت میں لکھا ھی مخفی نرھے کہ مسیح کی رسالت
اور اُسکے معاملے اَوْر پیغمبروں کے سے نہیں ھیں کیونکہ اَوْر پیغمبروں کی
رسالت اُنکے مرنے ھی تمام ھو گئی مگر مسیح کے معاملے لوگوں کي نجات
کی بابت جو تھے اُسکے عروج سے تمام نہیں ھو گئے بلکہ آخرت تک ویسے
ھی جاری رھینگے اور سوا اِس آیت کے اَوْر آیتوں میں بھی مسیح نے اپنی
رسالت و نجات کی عمومیت صاف صاف بیان کی ھی مثلاً یوحنا کے ۸
باب کی ۱۲ آیت میں مسیح نے کہا ھی کہ * جہان کا نور میں ھوں جو
میری پیروی کرتا ھی اندھیرے میں نہ چلیگا بلکہ زندگی کا نور پائیگا * پھر
یوحنا کے ۶ باب کی ۵۱ آیت میں کہا ھی کہ * میں ھوں وہ جیتی روتی
جو آسمان سے اُتری اگر کوئی شخص اُس روتي کو کھائے تو ابد تک جیتا رھیگا
اور روتی جو میں دونگا میرا گوشت ھي جو میں جہان کی زندگي کے

لیئے دونگا * پھر یوحنا کے ۱۰ باب کی ۱۶ آیت میں کہا ہی کہ * میری
آؤر بھی بھیڑیں ہیں جو اِس گلّہ کی (یعنی بنی اسرائیل سے) نہیں ضرور
ہی کہ میں اُنھیں بھی لاؤں اور وے میری آواز سنینگی اور گلّہ ایک اور
گڈریا ایک ہوگا * پھر متی کے ۱۸ باب کی ۱۱ آیت میں مسیح نے کہا ہی
کہ ابن آدم (جو خود اُس سے مراد ہی) آیا ہی کہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈھکے
بچاوے * درحالیکہ کھوئے ہوؤں کا لفظ بلا تخصیص عام معنی سے آیا ہی تو
مسیح نے اِس آیت میں بھی اپنے نجات کے عام ہونے کا اقرار کیا ہی اور
یحییٰ نے جس وقت مسیح کو اپنے پاس آتے دیکھا یوں کہا کہ * دیکھو خدا
کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہی * جیسا کہ یوحنا کے پہلے باب کی
۲۹ آیت میں مرقوم ہی پھر پہلے یوحنا کے ۲ باب کی ۲ آیت میں لکھا ہی
کہ * یسوع مسیح ہمارے گناہوں کا کفارہ ہی فقط ہمارے گناہوں کا نہیں بلکہ
تمام دنیا کے * پھر فیلپیوں کے ۲ باب کی ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں مذکور ہی کہ *
یسوع کے نام پر کیا آسمانی کیا زمینی اور کیا جو زمین کے تلے ہیں ہر ایک
گھٹنا ٹیکے اور ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہی تاکہ خدا
باپ کا جلال ہووے * خلاصہ اِن آیتوں سے صاف ثابت و ظاہر ہو گیا کہ
مسیح کی رسالت اور نجات عام ہی پس محمدیوں کا دعویٰ بالکل باطل
ٹھہرا اور انکا ایسا دعویٰ یا تو تعصب کے سبب یا انجیل کے مطالب سے
بے خبر ہونے کی جہت سے صادر ہوا ہی اور بس * پھر توریت کی
ایک آؤر آیت جو بعضے علمائے محمدی محمد سے منسوب کرتے ہیں یشعیاہ
کے ۲۱ باب کی ۷ آیت ہی جہاں یوں مرقوم ہی کہ * اُسنے سوار دیکھے
فارس دو دو سوار گدھے پر اور سوار اونٹ پر * گدھے اور اونٹ پر نظر کرکے
کہتے ہیں کہ حمار کا سوار یسوع مسیح سے اشارہ ہی کیونکہ وہ ایک دفعہ
حمار پر سوار ہوا تھا اور شتر کے سوار سے محمد مراد ہی کہ وہ اکثر اوقات
شتر پر سوار ہوا ہی مگر محمدیوں کی ایسی تاویل محض اِس جہت سے
ہی کہ کتب مقدسہ کے مضمون و مطالب سے اُنھیں خبر نہیں اگر ایک
تھوڑی سی تکلیف کرکے وہ باب سارا پڑھے تو صحیح معنی دریافت کرکے

پھر اُس آیت کو محمد سے نسبت نہ دیتے کیونکہ اگلی پچھلی آیتوں سے ظاہر و آشکار ہی کہ وہ آیت نہ مسیح سے کچھہ علاقہ رکھتی ہی نہ محمد سے بلکہ اُس میں شہر بابل کے محاصرہ کا اِشارہ و بیان ہی یعنی اِس باب کی پہلی آیت سے ۱۰ آیت تک کا مطلب ایک پیشینگوئی ہی جو یشعیاہ پیغمبر نے وقوع سے دو سو برس پہلے اِلہام سے آگاہ ہوکر اُس میں فارس و مادائے کی سپاہ کے بابل پر چڑھہ آنے کا حال اور اُسکے زیر و زبر کرڈالنے کا احوال بیان کیا ہی چنانچہ کہ ۲ آیت میں لکھا ہی کہ ؛ ای ایلام چڑھائی کر ای مادہ محاصرہ کر * اور ۹ آیت میں مرقوم ہی کہ * گرپڑی بابل گرپڑی ہی اور اُسکے اِلاہوں کی ساری مُورتیں زمین پر توڑی گئیں * پوشیدہ نرہے کہ کتب مقدسہ میں اور یہودیوں کی قدیم قدیم کتابوں میں بھی ایران کے دکھن طرف کے نواح کو یعنی ولایت سوسنز و شیراز و غیرہ کے عیلام کہتے ہیں اور اُسکے اُتّر طرف کو کہ ہمدان اور آذر بایجان وغیرہ ہیں مادائے یا مادایں بولتے ہیں چنانچہ یہہ بات کتب مقدسہ کے پڑھنیوالوں اور اگلے زمانہ کی تواریخ دیکھنے والوں کو خوب معلوم ہی پس وہ دو سوار اور وہ حمار و مرکب جو پیغمبر مذکور نے نبوت کے رویا میں دیکھا اور بیان کیا فارس کی سپاہ کے چڑھہ آنے سے مراد ہی نہ محمد کے آنے سے اور وہ سپاہ فورس کے جھنڈے تلے جسے کیخسرو کہتے ہیں جمع ہوکر بابل پر چڑھہ آئي اور اُسکا محاصرہ کرکے ضبط کر لیا پس محمدیوں کے ایسے خیالات کہ گویا یہہ آیت محمد کی طرف رجوع کرتی ہی باطل ہیں کتاب اِستفسار کے مصنف نے بھی الفاظ عرب و قیدار کے سبب جو اِس باب کی اخیر آیتوں میں لکھے ہیں اور ایک عربی ترجمہ میں ۱۱ آیت میں جو لفظ النبوت فی ادوم اور ۱۳ آیت میں النبوت في العرب واقع ہوئے ہیں اور اُنکے معنی یہ ہیں کہ ادوم پر یا ادوم کي نسبت نبوت کرنا اور عرب پر یا عرب کي نسبت نبوت کرنا سو مصنف موصوف نے اِن الفاظ پر خیال کرکے یوں کہا ہی کہ یہ الفاظ تو یسوع مسیح کے ساتھہ

اور یے الفاظ محمد کے ساتھہ منسوب ہیں اور اِس معنی سے اُن آیات کو ایک دلیل ٹھہرایا ھی کہ وہ شتر سوار محمد سے مراد ھی لیکن یہہ ایک عجیب دعوی ھی کیونکہ جو شخص اِس باب کو ذرا فکر و غور سے پڑھیگا تو اُسے فی الفور معلوم ہو جائیگا کہ پچھلی آیتوں کو اگلی آیتوں سے کچھہ علاقہ نہیں پوشیدہ نرہے کہ یشعیاہ پیغمبر نے اِس باب میں تین نبوتیں بیان کی ہیں پہلی نبوت تو اول آیت سے ۱۰ تک شہر بابل سے متعلق ھی اور لشکر ایران سے اُسکا مغلوب ہونا بیان کرتی ہی دوسری نبوت ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں ھی اور وہ دوما یعنی ادوم کے لوگوں سے منسوب ہی جو سعیر کے کوہستان میں رہتے تھے اور بنی عیص تھے تیسری نبوت ۱۳ آیت سے آخر تک اہل عرب سے نسبت رکھتی ھی اور یے دونوں پچھلی نبوتیں بعض مفسرین کے قول کی نسبت کیخسرو اور بعض کے قول کی نسبت بخت نصر کے لشکر سے اشارہ ھی جسنے بنی عیص کو اور عربوں کو مغلوب کرکے اُنکی ولایتیں چھین لیں اور اُن پر بڑا ظلم کیا چنانچہ اُسی باب کی اخیر آیتوں میں نبی نے کہا ھی کہ * خداوند نے مجھکو یوں فرمایا کہ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کا سا ایک ٹھیک برس باقی ھی کہ کیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی اور بنی کیدار کے باقی بہادر تیراندازوں کا شمار کم ہوگا * پس ظاہر و یقین ھی کہ دوسری اور تیسری نبوت میں بھی نہ مسیح کا اِشارہ ھی نہ محمد کا اور النبوت کا جو لفظ ھی اُسکو بعض مترجمین نے وحی اور بعض نے نقل اور بعض نے بار اور بعض نے منشا ترجمہ کیا ھی مگر اِس بات سے تحریف یا عبرانی نسخہ کا فرق ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ استفسار کے مصنف نے دعوی کیا ھی کیونکہ عبرانی لفظ اِن سب معنیوں سے آیا ھی اور عبرانی لفظ مسا ھی اسم مصدر اُسکے معنی بوجھہ اُٹھانا ھی اور قول و حکم الہی اور وحی و نبوت کے معنی میں بھی مستعمل ھی پس اگر مصنف عبرانی زبان جانتا ہوتا تو ایسا بیجا دعوی نکرتا اور ظاہر ھی کہ جب تک آدمی اصل زبان نہ سیکھہ لے ترجمہ

کی صحت اور غیر صحت یا اصل زبان کی تحریف کی بابت کچھ گفتگو نہیں کر سکتا ×

محمدی علما نے توریت کی اُن آیتوں کے سوا چند آیتیں انجیل کی بھی اپنی کتابوں میں ذکر کرکے محمد کی خبر بتائی ہی مثلاً یوحنا کے ۱۴ باب کی ۱۶ و ۱۷ و ۲۶ آیتیں جن میں مسیح نے اپنے حواریوں سے کہا ہی که × میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلّی دینیوالا بخشیگا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھہ رہے یعنی روح حق جسے دنیا قبول نہیں کر سکتی کیونکہ اُسے نہ دیکھتی ہی اور نہ اُسے جانتی ہی لیکن تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھہ رہتا ہی اور تم میں ہوویگا اور وہ تسلّی دینیوالا روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب چیزیں سکھلائیگا اور سب باتیں جو کچھہ کہ میں نے تمہیں کہی ہیں تمہیں یاد دلائیگا × اور یوحنا کے ۱۶ باب کی ۸ آیت سے ۱۴ تک بھی اِسی معنی پر آئی ہیں اب محمدی کہتے ہیں کہ یہ آیتیں محمد ہی سے نسبت رکھتی ہیں اور تسلّی دینیوالا جسکا اِن آیتوں میں مسیح نے اپنے شاگردوں سے وعدہ کیا ہی محمد ہی لیکن قطع نظر اِس سے کہ لفظ پاراقلیت یا فارقلیط کو جو جو یونانی لفظ ہی اور اُسکے معنی مدد کرنیوالا اور تسلّی دینیوالا ہی برخلاف تفسیر کرتے اور خلاف واقع کہتے ہیں کہ اُسکے معنی محمود اور احمد ہیں علماے محمدی آیات کے باقی کلمات اور مطالب پرکچھہ متوجہ نہیں ہوتے حال آنکہ اُسی ۱۴ باب کی ۲۶ آیت میں بھی موعودہ تسلّی دینیوالا روح القدس کہلایا ہی اور اُسکے حق میں کہا گیا ہی کہ وہ سب چیزیں حواریوں کو سکھائیگا اور مسیح کی بات اُنہیں یاد دلائیگا اور پھر ۱۶ و ۱۷ آیت میں مسیح حواریوں سے کہتا ہی کہ وہ ہمیشہ تمہارے ساتھہ رہیگا اور تم میں ہوویگا اور دنیا اُسے نہیں دیکھتی الحاصل ظاہر و آشکار ہی کہ محمد کسی معنی پر روح القدس اور روح حق نہیں کہلایا اور کیونکر ہو سکتا تھا کہ محمد

جسکا خروج حواریوں سے پانسو برس بعد ہوا پھر وہ مسیح کی بات اُنہیں
یاد دلاے اور اُنہیں سکھاے اور ہمیشہ اُنکے پاس اور اُنمیں رہے ظاہر ہی کہ
ایسی بات تو کوئی عقلمند نکہیگا اور محمد کو تو سب لوگوں نے آنکھوں
دیکھا مگر فارقلیط کے حق میں مسیح نے کہا ہی کہ دنیا اُسے نہیں دیکھ
سکتی ہی اور اگر تو کوئی اور بہی دلیل چاہتا ہی جس سے بخوبی ظاہر
ہوجاے کہ وہ تسلّی دینیوالا جسکا حواریوں سے وعدہ ہوا تہا محمد نہیں
ہی تو یہہ بات بھی سُن اے جو اعمال کے پہلے باب کی ۴ و ۵ آیتوں میں
مذکور ہی کہ مسیح نے اپنے صعود سے پہلے اپنے شاگردوں سے ملاقات
کرکے بڑی تاکید سے کہا کہ * یروشلیم سے باہر نجاؤ بلکہ باپ کے اُس وعدہ
کی جسکا ذکر تم مجھسے سُن چکے ہو راہ دیکھو کہ یوحنا نے تو پانی سے
بپتسما دیا پر تم تھوڑے دنوں کے بعد روح القدس سے بپتسما پاؤگے * اور
مسیح کا یہی حکم لوقا کے آخر باب کی ۴۹ آیت میں بھی مرقوم ہی اور
درحالیکہ مسیح نے حواریوں کو یہہ حکم دیا تہا کہ جبتک وہ مدد کرنیوالا
موعودہ یعنی روح القدس تمھارے پاس نہ آلے یروشلیم سے الگ مت ہونا
سو اگر وہ مدد کرنیوالا محمد ہوتا جیسا کہ محمدی لوگ کہتے ہیں تو
ضرور ہوتا کہ حواری بھی مسیح کی عدول حکمی نکرکے نہ صرف چند روز
بلکہ چہہ سو برس تک اُسی یروشلیم میں زندہ رہکر محمد کا انتظار کرتے
کیونکہ محمد نے تو مسیح کے چھہ سو دس برس بعد خروج کیا خلاصہ ظاہر
ہی کہ ایسی باتیں باطل ہیں اور اِن آیات کو محمد سے منسوب کرنا
عقل و انصاف سے باہر ہی پوشیدہ نرہے کہ مدد کرنیوالا جسکا مسیح نے
حواریوں کو وعدہ دیا تہا روح القدس تہا چنانچہ مسطورہ آیتوں سے صاف
آشکار و یقین ہوتا ہی اور روح القدس جو انجیل کی تعلیم کے موافق اقنوم
ثالث سے مراد ہی مسیح کے وعدہ بموجب مسیح کے عروج سے دس
دن بعد حواریوں پر نازل ہوا جیسا کہ اعمال کے ۲ باب میں مفصل بیان
ہوا ہی اور جبکہ روح القدس حواریوں پر نازل ہوچکا اور رسالت کا مرتبہ

اور معجزہ کي قوت اُنہیں دے چکا تو اُنھوں نے یروشلیم سے نکلکر سارے جہان میں انجیل کا وعظ کیا چنانچہ اِن مطالب کا ذکر اِس کتاب کے دوسرے باب کے آخر میں ہوچکا ھی * × بعضے محمدي اعتراض کرکے کہتے ھیں که روح القدس تو حواریوں سے پہلے نبیوں کو بھی دیا گیا تھا اور دنیا میں موجود تھا لیکن مسیح نے پارافلت کے حق میں فرمایا ھی که میرے جانے کے بعد آئیگا اور مسیحي دین کے اصول بموجب روح القدس قدیم اور غیرمخلوق ھی مکان اور زمان کي قیدیں اُسکے ساتھ کیونکر منسوب ھوسکتی ھیں اور کس طرح کہہ سکتے ھیں که وہ آئیگا اور پھر جس صورت میں که مسیح نے فرمایا ھی که سچائي کي روح میرے حق میں گواھی دیگي اور حواریوں سے کہا که تم بھی گواھی دوگے اور پھر کہا که جب وہ تسلّي دینیوالا آئیگا تو جہان کے لوگوں کو گناہ اور سچائي اور انصاف سے الزام دیگا اور حال آنکه روح القدس صرف ایمانداروں پر نازل ھوتا ھی تو اِن سب باتوں کے رو سے صاف ثابت ھوتا ھی که پارافلت کوئي اَور ھی اور روح القدس کوئي اَور ھی اور روح القدس وہ ایک وحي کي روح ھی جسنے حواریوں میں حلول کیا اور پارافلت محمد سے مراد ھی جو مسیح کے کہنے بموجب مسیح کے بعد بلاشک آنیوالا تھا * فاما الجواب * پہلے تو اِن سب اعتراضوں کا جواب شافی یہہ ھی که خود مسیح نے اُنھیں مذکورہ آیات میں پارافلت کے لفظ کو روح القدس اور روح راستي کے لفظ سے بیان کرکے حواریوں سے کہا ھی که وہ پارافلت یعنی تسلّی دینیوالا تمھارے پاس آئیگا اور تمکو تعلیم دیگا اور تم جب تک وہ تمھارے پاس آلے یروشلیم سے جدا مت ھونا پس اظہر من الشمس ھی که پارافلت اور روح القدس دو نہیں ھیں بلکه ایک ھی اور پارافلت یعني تسلّي دینیوالا روح القدس کا ایک نام اور اُسکی صفتوں میں سے ایک صفت ھی کیونکه وہ روحاني تسلّي اور روحانی مدد کرتا ھی پس محمدیوں کا یہہ دعوٰی باطل و بیجا ھی که پارافلت اَور ھی اور روح القدس اَور دوسرے اگرچه روح القدس

مسیح کے عروج سے پہلے بھی جہان میں تھا اور اگلے نبیوں کو بھی دیا گیا تھا مگر وہ اُترنا جسکا مسیح نے حواریوں کو وعدہ دیکر کہا تھا کہ میرے عروج کے بعد تمھارے پاس آئیگا اور پھر ویسا ہی ہوا کہ دسویں دن آیا ایک خاص طور کا آنا اور اُترنا تھا اور ایسا کمال کے ساتھہ تھا کہ اگلے پیغمبروں میں سے کسی پر ایسے کامل طور پر نازل نہوا تھا اور اِس جہت سے اَوَر سب پیغمبروں کی نسبت حواریوں کی رسالت کا مرتبہ بھی اعلیٰ ہی چنانچہ اِس کتاب کے دوسرے باب کی ۷ فصل میں بیان و ثابت ہوچکا پس آویگا کا لفظ اِس خاص اُترنے کے معنی بخشتا ہی نہ یہہ کہ گویا روح‌القدس پہلے نہ تھا یا کسی مکان و زمان میں مقید ہی چنانچہ مشہور ہی کہ خدا کی نسبت یہی کہا گیا ہی کہ کوہ سینا پر اُترا تو اِس سے یہہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ گویا خدا مقام پر مقید ہی اور اِس سے آگے بنی اسرائیل کے ساتھہ نہ تھا بلکہ اُس خاص ظہور و بیان سے مراد ہی جس سے خدا نے اپنے تئیں کوہ سینا پر موسیٰ اور بنی اسرائیل سے بیان فرمایا ہی تیسرے ظاہر ہی کہ روح‌القدس جہان کے عام لوگوں اور بے ایمانوں پر نازل نہیں ہوتا جیسا کہ پیغمبروں اور ایمانداروں پر نازل ہوتا ہی اور نہ مسیح کے قول سے یہہ بات نکلتی ہی یہہ تو صرف محمدیوں نے اپنے مفاد کے لیئے بنالی ہی بلکہ مسیح نے تو یوں کہا ہی کہ جس وقت وہ تسلّی دینیوالا آئیگا جہان کے لوگوں کو گناہ اور راستی اور عدالت سے الزام دیگا یعنی انجیل کے وعظ کی رو سے جو حواریوں کی معرفت ہوگا روح‌القدس وعظ سننےوالوں کو اُنکے گناہوں پر اور خدا کی سچائی اور عدالت پر اور نجات پر جو مسیح کے سبب حاصل اور موجود ہوئی ہی خبردار اور ملزم کریگا اور اُنھیں توبہ و ایمان کی طرف کھینچ لائیگا جاننا چاہیئے کہ انجیل کی تعلیم کے موافق توبہ اور بازگشت اور ایمان اور نیک نیتی اور نیک کام کی طاقت اور روحانی درک و دریافت یہ سب باتیں روح‌القدس کی تاثیر سے انسان میں ہوتی ہیں چنانچہ اِس کتاب کے

دوسرے باب میں مفصل بیان ہو چکا ہی بر روح القدس کی یے تاثیریں اَوْر چیز ہیں اور پیغمبروں اور حواریوں پر اُسکا اترنا اور چیز ہی * پھر ایک اَوْر آیت جو بعض علماے محمدی نے انجیل سے نقل کرکے محمد کی خبر بنائی ہی یوحنا کے ۱۴ باب کی ۳۰ آیت ہی اِس مضمون سے کہ * اِس جہان کا سردار آتا ہی اور مجھہ میں اُسکی کوئی چیز نہیں * محمدی کہتے ہیں کہ اِس جہان کے سردار سے محمد مراد ہی اور بڑے تعجب کی بات ہی کہ مصنف استفسار نے بھی ایسا بیجا دعوي کیا ہی اور یہہ ایک واضح دلیل ہی کہ علماے محمدي انجیل کے مطالب و مضمون سے کتنے بے خبر ہیں اور تعصب نے اُنھیں کیسا گھبراھٹ میں ڈالا ہی کہ اِس آیت کو محمد سے نسبت دیتے ہیں حال آنکہ الفاظ اِس جہان کا سردار جو اِس آیت میں مذکور ہیں اُن سے شیطان مراد ہی چنانچہ انجیل کي اَوْر آیتوں سے صاف معلوم و یقین ہوتا ہی اور سارے مفسرین نے یہي یہي تفسیر کي ہی جاننا چاھیئے کہ انجیل کے مضمون بموجب وے لوگ جو گناہ کرتے ہیں گناہ هي کے بندہ ہو جاتے ہیں اور گناہ اُنکا مالک بن جاتا ہی (رومیوں کے ۶ باب کي ۱۶ آیت) اور گناہ اور جھوٹھہ کا باپ شیطان ہی یعني گناہ اور شر اُسي سے ہی (یوحنا کے ۸ باب کي ۴۴ آیت) اور ہوا کا سردار یعني شیطان گناہ کے سبب نافرمانبردار لوگوں میں تاثیر و حکم کرتا ہی چنانچہ افسیوں کے ۲ باب کي پہلي اور دوسری آیتوں میں مرقوم ہی کہ * اُسنے تمھیں بھي جو خطاؤں اور گناھوں کے سبب مردہ تھے زندہ کیا جن میں تم آگے اِس جہان کے طور پر ہوا کي حکومت کے سردار کي طرح جو روح ہی کہ اب نافرمانبردار لوگوں میں تاثیر کرتي چلتے تھے * اور اِسی لیئے انجیل میں کہا گیا کہ تمام دنیا شریر ۔ گناہ کے حکم میں ہی جیسا کہ پہلے یوحنا کے ۵ باب کي ۱۸ و ۱۹ آیتوں میں لکھا ہی کہ * جو کوئي خدا سے پیدا ہوا ہی گناہ نہیں کرتا بلکہ وہ جو خدا سے پیدا ہوا ہی اپني حفاظت کرتا ہی اور وہ شریر (یعني شیطان) اُسکو نہیں چھوتا

هم جانتے هیں که هم خدا سے هیں اور ساري دُنیا بُرائی میں پڑی رهتي
هی * پوشیدہ نرهے که اصل یوناني میں لفظ پُونرِسُ جو ۱۸ آیت میں آیا
اور اُسکا شریر ترجمه هوا هی وهي لفظ هي جو ۱۹ آیت میں بُرائي کے لفظ
سے بیان هوا هی یعني پہلے مقام میں وہ لفظ فاعلیت کي حالت سے
آیا هی یعنی هُو پُونَرُس جسکے معني الشّریر یعنی شیطان هیں اور دوسرے
مقام میں مفعولیت کي حالت سے واقع هوا هی یعني تُو پُونِرُو مگر یهه
لفظ مفعولیت کي حالت میں یوناني زبان کے قاعدہ بموجب مذکر اور
مستوي دونوں هو سکتا هی پس اگر مذکر هو تو اُسکے یے معنی هونگے که
ساري دنیا شریر میں پڑي هی یعني شیطان کے حکم میں هی اِسي لیئے
بعض مترجم نے اِس آیت کو اِسی مضمون پر ترجمه کیا هی اور بعض نے
شرارت سے مگر حقیقت میں شریر و شرارت دونوں لفظ اُسی ایک مطلب
کو بیان کرتے هیں کیونکه وہ جو گناہ اور شرارت میں پڑا هی شیطان کے
حکم میں هی اِس جهت سے که گناہ و شرارت شیطان هي سے هی پهر
انجیل کے ایک اَور مقام میں شیطان اور شیاطین کو اِس جهان کے رئیس
اور شاهنشاہ کہا هی جیسا که افسیوں کے ۶ باب کي ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں
لکھا هی که * خدا کے سارے هتھیار باندهو تاکه تم شیطان کے منصوبوں کے
مقابل قائم رہ سکو کیونکه همیں خون و جسم سے کُشتي کرنا نہیں بلکه
سرداروں سے اور اختیاروالوں سے اور اِس دنیا کي تاریکی کے قدرت والوں
سے اور شریر روحوں سے بهی جو بلند مکان میں هیں * خلاصه اِن آیتوں
سے بخوبی ثابت هو گیا که اِس جهان کے سردار کے لفظ سے انجیل میں
شیطان مراد هی اور خدا تو در حقیقت سردار و مالک هی مگر گناہ کے
سبب گنهگاروں کا سردار و مخدوم شیطان هي بن گیا هی اور جس حالت
میں که سارے آدمي گناہ میں گرفتار هیں پس شیطان سب کا سردار
هوا اب مسیح جو آیا سو اِسي لیئے آیا که شیطان کو مغلوب اور اُسکي
حکمت کو نیست و نابود کرے چنانچه پہلے یوحنا کے ۳ باب کي ۸ آیت

میں لکھا ھی کہ * جو کوئي گناہ کیا کرتا ھی سو شیطان کا ھی کہ شیطان شروع سے گنہگار ھی خدا کا بیٹا اِس لیئے ظاھر ھوا کہ شیطان کے کاموں کو مٹاوے * اور مسیح نے اطاعت اور دکھہ اور اپني صلیبی موت سے شیطان کو مغلوب کیا اور اُن لوگوں پر سے جو مسیح پر ایمان لائے شیطان کي حکومت مٹادی اور شیطان کے قبضہ سے اُنھیں چھڑا دیا چنانچہ قلسیوں کے پہلے باب کی ۱۳ آیت میں لکھا ھی کہ * خدا نے ھمکو (مسیح کے وسیلے) تاریکي کے قبضہ سے چھڑایا اور اپنے پیارے بیٹے کي بادشاھت میں داخل کیا * پھر عبرانیوں کے ۲ باب کي ۱۴ و ۱۵ آیتوں میں لکھا ھی کہ * وہ موت کے وسیلے اُسکو جسکے پاس موت کا زور تھا یعنی شیطان کو برباد کرے اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامي میں گرفتار تھے اُنھیں چھڑاوے * پھر افسیوں کے ۴ باب کي ۸ آیت میں مذکور ھی کہ * مسیح نے اُونچے پر چڑھکے قید کو قید کیا اور آدمیوں کو انعام دیئے * پھر قلسیوں کے ۲ باب کي ۱۵ آیت میں مسطور ھی کہ * سرداروں اور اختیاروالوں کي (یعني شیطان کی) قدرت چھین لی اور اُنھیں برملا رسوا کرکے اُنپر شادیانے بجائے * اور اُن لڑائیوں کا جو مسیح نے غیر مرئي عالم میں شیطان اور شیاطین کے ساتھہ کرکے اُنھیں مغلوب کیا ھی مکاشفات کے ۱۲ باب کي ۹ آیت میں بھي اشارہ ھی اِس مضمون سے کہ * بڑا اژدھا نکالا گیا وھي پُرانا سانپ جسکا نام ابلیس اور شیطان ھی جو سارے جہان کو دغا دیتا ھی وہ زمین پر گرایا گیا اور اُسکے فرشتے بھي اُسکے ساتھہ گرائے گئے * اب دیکھو اُس آخری حملہ کی نسبت جو اِس روحاني لڑائي میں شیطان نے مسیح پر اُسکے دکھہ اور موت کے وقت کیا تھا مسیح نے آیت مذکورہ میں کہا ھی کہ اِس جہان کا سردار یعني شیطان آتا ھی کہ میرے ساتھہ آخری لڑائي کرے لیکن مجھہ میں اُس کی کوئي چیز نہیں یعني گناہ و شر جو اُس کي چیز ھی اور جسکے سبب لوگوں پر حکم و سلطنت پاتا ھی مجھہ میں نپائیگا اور اِس لیئے مجھہ پر غالب نہوگا اور یوحنا کے ۱۲

باب کی ۳۱ آیت میں فرمایا ہی کہ * اب اِس جہان پر حکم ہونا ہی اب اِس جہان کا سردار نکال دیا جائیگا * یعنی اب میں اپنی موت اور دکھہ کے وسیلے سے شیطان کو مغلوب کرونگا اور اُسے سزا دی جائیگی اور میرے ایمانداروں پر حکومت کرنے سے گرا دیا جائیگا اور یوحنا کے ۱۹ باب کی ۳۰ آیت میں مرقوم ہی کہ * یسوع نے کہا پورا ہوا اور سر جھکاکے جان دی * پورا ہوا سے مراد یہہ ہی کہ اب شیطان کے ساتھہ میری لڑائی تمام ہوئی اور وہ مغلوب ہو گیا اور ایمانداروں کے لیئے نجات مہیا ہو گئی اور یوحنا کے ۱۶ باب کی ۱۱ آیت میں مسیح نے اُسی مطلب کی بابت یوں فرمایا ہی کہ * روح‌القدس عدالت سے اِس لیئے ملزم کریگا کہ اِس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہی * یعنی روح‌القدس لوگوں کو ملزم کریگا اور اُنہیں سمجھائیگا کہ شیطان پر حکم کیا گیا اور وہ مسیح سے ایسا مغلوب ہوا کہ پھر ایمانداروں پر حکومت نکرسکیگا اور آخر کار شیطان آگ کے دریا میں ڈالا جائیگا جیسا کہ مکاشفات کے ۲۰ باب کی ۱۰ آیت میں بیان ہوا ہی کہ * شیطان جسنے اُنہیں فریب دیا تہا آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالا گیا جہاں وہ حیوان اور جھوٹھا نبی ہی اور رات دن ہمیشہ کو عذاب میں رہینگے * پوشیدہ نرہے کہ شیطان اور شیاطین اب بھی دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہیں لیکن آخری روز اَوْر بھی سخت عذاب میں پڑینگے * * پھر ایک اَوْر آیت جسے بعضے محمدیوں نے انجیل سے مذکور کرکے محمد کی خبر بنایا ہی یہہ ہی کہ مرقس کے پہلے باب کی ۷ آیت میں مذکور ہی کہ * میرے پیچھے مجھسے ایک قدرت والا آتا ہی میں لائق نہیں کہ جھک کے اُسکی جوتیوں کا تسمہ کھولوں * اب کہتے ہیں کہ مسیح نے یہہ آیت محمد کے آنے کی بابت بیان کی ہی لیکن محمدیوں نے یہاں بھی غلطی کی کیونکہ پہلے تو یہہ آیت مسیح کا قول نہیں بلکہ یحیی نبی کا قول ہی چنانچہ اگلی پچھلی آیتوں سے ظاہر و ثابت ہوتا ہی دوسرے یحیی نے یہہ خبر مسیح

کے حق میں کہی هی نه محمد کے حق میں چنانچه یوحنا کے پہلے باب کي ۲۹ و ۳۰ آیتوں میں یحیی نے مسیح کے حق میں یوں کہا که * دیکھو خدا کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھالیجاتا هی یہه وهي هی جسکے حق میں میں نے کہا که ایک مرد میرے پیچھے آتا هی جو مجھسے مقدم هوا کیونکه وہ مجھسے پہلے تھا * اور اگر کوئي کہے که درحالیکه مسیح اُس زمانه میں موجود تھا تو اُسکے حق میں یحیی یہه بات کیونکرکہه سکتا تھا که میرے بعد آئیگا اِسکا جواب یہه هي که یحیی نے یہه بات مسیح کے خروج اور تعلیم دینے کي نسبت کہی هی سو ایسا هي هوا که جب یحیی اپنی رسالت تمام کرچکا مسیح نے خروج کرکے تعلیم اور معجزے کرنے شروع کیئے * * بعضے محمدیوں نے اپنے مقاد کے واسطے اِن مذکورہ آیتوں کے سوا اَوْر آیتیں بھي کتب عهد عتیق و جدید سے نکالکر اپني کتابوں میں لکھی هیں جیسا که روضۃالصفا کے مصنف نے جلد ثانی کے اوائل میں اور حاجي ملا محمد رضاے همداني نے اپنے رساله میں اور کتاب استفسار وغیرہ کے مصنف نے لکھا هی لیکن اُن آیتوں میں سے بعضي تو ایسي هیں کے توریت و انجیل میں اُنکا پتا بھی نہیں ملتا اور بعضي جو ملتي بھي هیں سو اِس کیفیت کي هیں که اکثر لفظا اور تفسیرا مسیح سے منسوب هیں اور بعض کے کچھه اَوْر معنی هیں نه وہ معني جو محمدیوں نے تعصب کي راہ سے اپنے مطلب کے موافق بیان کیئے هیں چنانچه جو شخص اُن آیات کو پڑهیگا اور آیات کی سلسله بندي پر خیال کریگا وہ بخوبي سمجھه لیگا که اُنکے وہ معني نہیں جو محمدي بیان کرتے هیں یہاں اُن آیات کے ذکر کرنے سے طول کلامي هو جاتی اِس جهت سے هم اُنکے ذکر سے باز رهے اور صرف اُنهیں آیتوں کے بیان پر کفایت کي جنهیں محمدیوں نے اپنا عمدہ دلیل بنایا هی اب بھي اگر محمدي ذرا دقّت کرکے توریت و انجیل کو پڑهیں اور اُنکے مطلب سے اچھي طرح مطلع هو جائیں تو اُنکی بڑی خوش نصیبی هی کیونکه اُس وقت پھر ایسي نا موافق و نا مناسب تاویلیں

نکرینگے اور اگر انصاف پر آئینگے تو خوب سمجھہ جائینگے کہ توریت و انجیل میں اصلا محمد کي خبر نہیں هی * خلاصه اِس فصل کے مطالب سے خوب ظاهر و ثابت هو گیا که محمد کي رسالت کے واسطے کتب عهد عتیق و جدید میں کوئي بات بلکه کوئی اشارہ بھي نہیں هی بس محمدیوں کا یہه دعوی که گویا محمد کي خبر توریت و انجیل میں ذکر هوئي هی باطل اور بے جا هی *

دوسري فصل

اِس بات کی تحقیق میں که قران کي عبارت اُسکے من جانب الله هونے کي دلیل هو سکتی هی یا نہیں

ایک اَور دلیل جو محمد کي رسالت کے ثبوت کے لیئے قران میں ذکر هوئي هی سو وہ قران کي عبارت هی جیسا که سورہ بقر میں لکھا هی * * و اِن کنتم في ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتو بسورۃ من مثله وادعوا شهدا ئکم من دون الله اِن کنتم صادقین * - یعني اگر تم اُس چیز کي بابت جو هم نے اپنے بندہ پر اُتاري هی شک کرتے هو تو تم بھي ایک ویسي هي سورہ بنا لاؤ اور اپنے گواهوں کو جو خدا کے ماسوا هوں بُلاؤ اگر تم سچّے هو * علمای محمدي اِس آیت کے بھروسے پر قران کی عبارت کے بے مثل و بے نظیر هونے کا همیشه دعوی کیا کرتے هیں اور چاهتے هیں که قران کی عبارت ایک بڑا معجزہ ٹھہرے یہاں تک که موسی بلکه مسیح کے معجزوں پر بھي فوقیت رکھتا هو اور ایسے هی خیالات سے قران کي عبارت کو اُسکي حقیت اور محمد کی رسالت کے لیئے ایک بڑی دلیل بناتے هیں لیکن اگر کوئی اِس امر میں ذرا فکر کرے اور قران کي عبارت کو انصاف سے جانچے تو سمجھہ جائیگا که قران کي عبارت اُسکے حق هونے کے لیئے دلیل

نہیں ہوسکتی ھی کیونکہ اولا اگر بالفرض ہم قبول کریں کہ قرآن کی عبارت اُسکے من جانب اللہ ہونے کی دلیل بھی ہو تو پھر ایک ناقص دلیل ھی اِس جہت سے کہ اِس دلیل کو صرف وھی لوگ سمجھہ سکتے ھیں جو عربی زبان میں خوب واقفیت رکھتے ھیں اور آوٗر لوگوں کو لازم پڑیگا کہ علما کے کہنے بموجب مان لیں کہ قران کی عبارت کی افضلیت نہایت کے مرتبہ پر ھی اور اِسی سبب وہ خدا کا کلام ھی لیکن جو شخص غور کریگا وہ پھر بھی اِس شبہہ میں رھیگا کہ شاید عرب کے علما سہو سے ایسے خیالوں میں پڑے ھیں کیونکہ بنی آدم کیا عالم کیا جاھل سہو و خطا سے مبّرا نہیں ھیں اور پھر وہ یہہ بھی سوچیگا کہ علما لوگ جو ایسا دعویٰ کرتے ھیں شاید اِس جہت سے کرتے ہوں کہ یے قرآن کے مطیع ھیں اور منظور اُنہیں یہہ ھی کہ لوگ قرآن کے مطیع و معتقد ہو جائیں تو اِس سبب سے ہماری ریاست و عزت بڑھہ جائیگی اور اِسی سبب سے وے علما اب تک اپنے دنیوی فواید کے لیئے اِس بات میں متفق رہے ھیں جیسا کہ بت پرستوں کے علما باوجود اِسکے کہ وے خود جہالت میں پڑے ھیں لیکن آوٗروں کے فریب دینے کو ایک مدت دراز سے ابتک آپس میں ایک زبان ہوکر اپنی جھوٹھی کتاب کے لیئے دعویٰ کرتے ھیں کہ ہماری یہہ کتاب خدا کی طرف سے ھی اور حال آنکہ بت پرستوں کے علما گنتی میں اسلام کے علما سے زیادہ ھیں چنانچہ سیّاح اور تواریخ‌دان لوگ اِس بات کو خوب جانتے ھیں پس قران کی عبارت اگر بالفرض دلیل ہو بھی سکے تو بھی ظاہر ھی کہ طالبان حقیقت کو دلی سکوت و یقین نددے سکیگی بلکہ اُنہیں ہمیشہ ایک تردد اور تذبذب میں چھوڑدیگی اور یہہ بات کہ انجیل کے واسطے ایسی دلیلیں ھیں جنہیں سارے خاص و عام آسانی سے سمجھہ لیتے ھیں اور ایمان لانیوالا انجیل کی حقیقت کی نسبت یقین کلی حاصل کرتا ھی پچھلے باب میں ذکر ہوئی ھی ×

اور اگر کوئی کہے کہ موسیٰ وغیرہ کے معجزوں کو بھی سب لوگوں نے

نہیں دیکھا اور نہ دیکھہ سکتے ھیں تو معجزہ کی دلیل بھی قرآن کی عبارت کی طرح ناقص دلیل ھی اِسکا جواب یہہ ھی کہ اِس میں اُس میں بڑا فرق ھی کلام کی فصاحت اور لطافت کا دریافت کرنا اِس جہان کے علوم میں سے ایک علم ھی اور ایسی دلیل کو صرف وھی شخص سمجھیگا جو صاحب علم ہوگا جیسا کہ علم ریاضي ونجوم کی دلیل صرف اُسی کو معلوم ہوگي جو اِن علموں میں دخل رکہتا ھی لیکن معجزہ کي دلیل دیکھنے سے علاقہ رکہتي ھی چنانچہ موسیٰ ومسیح اور حواریوں کے معجزے جس جسنے دیکھے اُنکي رسالت پر اُنھیں یقین حاصل ہوا پس اِس دلیل کے دریافت کرنے کو علم کي کچھہ ضرورت نہیں ھی اور اُن لوگوں کے لیئے جو بعد ہوئے اور ہوتے آئینگے مسیح اور حواریوں اور موسیٰ کے معجزے توریت وانجیل میں مفصل موجود ھیں پس درحالیکہ مسیح پر ایمان لانیوالے نے اپنے دل کی تبدیلي اور باطني بیماری کے شفا پانے اور حقیقي آرام و تسلّي حاصل کرنے سے اپنے دل میں یقین حاصل کر لیا ھی کہ توریت وانجیل خدا کا کلام ھی تو وے معجزے جو اُن کتابوں میں بیان ہوئے ھیں اُسکے لیئے ویسی ھي قوی دلیل ھی جیسی دیکھنے والوں کے لیئے تھي اور اِس تبدیل دلی اور آرام باطني کے حاصل کرنے کو کچھہ علم و فضیلت ضرور نہیں ھی صرف مسیح پر سچا ایمان درکار ھی اور بس جیسا کہ پچھلے باب میں مفصل بیان ہوا اور اُسي باب میں وے اوَر دلیلیں بھي مذکور ہوئی ھیں جن سے انجیل و توریت کا حق ہونا ثابت ہوتا ھی *

ثانیاً اگر بالفرض اِس بات کو ھم قبول کر لیں کہ اب تک عربی زبان میں عبارت کی رو سے قران کي مانند کوئي کتاب نہیں لکھی گئي تو اِس سے صرف یہہ بات پائي جائیگي کہ قران عربی زبان میں عرب کی ساری کتابوں سے عبارت میں افضل ھی نہ یہہ کہ قران کی عبارت جہان کي ساری کتابوں سے افضل اور خدا کا کلام ہو پوشیدہ نرھے کہ یونانی

اور لاطینی اور انگلش اور نمسہ وغیرہ زبانوں میں ایسی ایسی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں کہ عبارت میں قران سے کہیں افضل ہیں چنانچہ یہہ بات فرنگستان کے عالموں میں مشہور و معروف ہی اور بعض اُن میں جنھوں نے عربی زبان سیکھی اور عربی علم میں کمال مداخلت پیدا کی اور عربی کتابیں خوب دیکھی بھالی ہیں کہتے ہیں کہ عربی کی بعضی کتاب مثل مقامات حریری و مقامات ہمدانی کی عبارت میں قران کے برابر بلکہ اُس سے بہتر و افضل ہیں اور ہرچند کہ اِن علماؤں کی بات محمدیوں کے نزدیک معتبر نہیں ہی اور تعصب کی راہ سے اُنکی بات قبول نہیں کرتے ایکن ایسی جانبداری کے سبب سے محمدیوں کی گواہی قران کی عبارت کی بابت اَور قوم و ملت کے آگے معتبر نہوگی اور مخفی نرہے کہ عرب کے بھی بعضے علما نے اقرار کیا ہی کہ قران کی عبارت اعجاز اور لاثانی نہیں ہی چنانچہ شاہ اسمعیل نے اپنی تواریخ کے باب فی امۃ المسلمین میں فرقہ مرداریہ کی بابت ایسا لکھا ہی * * المردارية اصحاب عيسى بن صبيح المكنى بابي موسى الملقب بالمزدار و يسمي راهب المعتزلة لانه تزهد و انفرد عن اصحابه بمسائل قبيحة جدا منها ان الناس قادرون على مثل هذا القران فصاحة و نظما و بلاغة و هو الذى بالغ في القول بخلق القران * * یعنی مرداریہ عیسی بن صبیح کے اصحاب تھے جسکی کنیت ابی موسی اور مزدار لقب تھا اور فرقہ معتزلہ کا راھب کہلاتا تھا کیونکہ اُسنے زھد اختیار کیا اور مسائل قبیحہ کے سبب اپنے اصحاب سے الگ ہو گیا اُن قبیح مسئلوں میں سے بعضے یے ہیں کہ فصاحت و بلاغت میں قران کی مثل بنانے پر آدمی قادر ہی اور اُسنے اِس بات پر بڑا مبالغہ کیا ہی کہ قران مخلوق ہی * اور شرح المواقف کے مصنف نے مزدار کی نسبت کہا ہی کہ اُسنے دعوی کرکے یہہ بات کہی کہ عرب ایک ایسی کتاب جو قران سے بہتر ہو تصنیف کر سکتے ہیں پھر شہرستانی نے اپنی کتاب میں مردار کی نسبت

اِس معامله میں ایسا لکھا هی که * * ابطاله اعجاز القران من جهة الفصاحة
و البلاغة * * یعني اُسنے اِس بات کو باطل ٹهہرایا هی که قران فصاحت
و بلاغت کی رو سے معجزہ گنا جاے * اور نظام نے کہا هی که * * من
حیث الاخبار عن الامور الماضیة و الاتیة و من جهة صرف الدواعی عن
المعارضة و منع العرب عن الاهتمام به جبرا و تعجیزا اذا لو خلاهم لکانوا قادرین
علی ان یاتوا بسورة من مثله بلاغة و فصاحة و نظما * * یعنی گذشته اور
آینده زمانه کے اخبار کي رو سے اور بحث و معارضه کے دعوی سے بهی باز
رهنے کي راه سے اور ایک اِس راه سے که خدای تعالی عرب کو اهتمام کے
وقت سراسیمگي اور عاجزی سے بچاے تو جس وقت که وه (یعنی عرب)
مسلمانوں سے الگ هونے تو بے شک اِس بات کي قدرت رکهتے تهے که
بلاغت و فصاحت میں قران کي مانند سورہ بنا لائیں * اب اگرچه اهل
شرع اِن لوگوں کي بات قبول نہیں کرتے بلکه کفر جانتے هیں پهر اِن
مقاموں سے اتنا معلوم و یقین هوتا هی که عرب کے علما قران کي عبارت
کي بابت متفق نہیں هیں بلکه بعضے ایسے بهي هیں جو قران کی عبارت
کو فصاحت و بلاغت میں افضل و لاثانی نہیں جانتے *

ثالثا اگر هم فرض کریں که قران کي عبارت عربی زبان میں بے مثل
و بے مانند هي اور خدا کا کلام هونے کے لیئے عبارت هی کافي دلیل هو
جاے تو اِس صورت میں یهه بات لازم آتی هی که وے ساري کتابیں جو
اگلے زمانه میں یوناني اور لاطیني زبان میں لکهی گئي هیں اور وے مشهور
کتابیں بهي جو اب پچهلے زمانه میں انگلشي اور نمسه اور فارسی وغیره
زبانوں میں مرقوم هوئي هیں جنکي مثل اب تک کوئی کتاب اِن زبانوں
میں نہیں هوئی چاهیئے که وے سب کتابیں خدا کا کلام ٹهہرائي جائیں
اور ایسی هی وید کي کتاب جو هندوؤں کے دین کی کتاب هی اور وے
لوگ اُسکے بے مثل و مانند اور من جانب الله هونے کا دعوی کرتے هیں
اگرچه اِس میں بت‌پرستي کي تعلیمیں هیں مگر چاهیئے که عبارت

کی خوبی سے وہ بھی خدا کا کلام ہو جاے اور اگر قران کي عبارت کے واسطے اسلام کے علما کا یہہ دعویٰ ہو کہ اُسکي عبارت جہان کي ساري کتابوں کي عبارت سے افضل ھی تو ایسے دعوی کرنے سے پہلے اُنکو لازم ہوگا کہ اول زبانیں سیکھیں اور اُن کتابوں کو جو اَوْر اَوْر زبانوں میں لکھی گئي ھیں پڑھیں کیونکہ ظاھر ھی کہ جب تک عبراني اور یوناني اور لاطیني اور نمسہ اور انگلش اور فرانس اور ھند و چین وغیرہ زبانیں نہ سیکھہ لینگے اور اِن زبانوں کي کتابیں نہ پڑھہ لینگے تب تک یہہ ایسا دعویٰ نہیں کر سکتے اور نہیں کہہ سکتے کہ قران کی عبارت جہان کی سب کتابوں کی عبارت سے بہتر و افضل ھی اور اِس صورت میں کہ علماے اسلام نے آج تک اِس امر کي تدبیر نہیں کي اور اَوْر قوم کی کتب و علوم کي جستجو نہیں کي پس اُنھیں یہہ مرتبہ نہیں ہوگا کہ ایسے ایسے دعوی کریں *

رابعاً ممکن ھی کہ ناحق مطلب اور بُرے معانی اور کفر آمیز باتیں ایسي رنگیني عبارت اور شیریں لفظوں میں لکھي جائیں جو انتہا کے مرتبہ پر ہوں چنانچہ یہہ بات بت‌پرستوں میں اور اَوْر فرقوں میں بھی ہوئی ھی اور ایسی میٹھی باتوں اور رنگینی عبارتوں پر بہت آدمی فریفتہ و گرویدہ ہو گئے ھیں پس مسلمانوں کے دعوی کے بموجب چاھیئے کہ ایسی ناحق اور کفر انگیز باتیں عبارت کی فضلیت کے سبب خدا کا کلام ہو جائیں * خلاصہ اُن دلیلوں سے جو قران کي عبارت کی بابت مذکور ہوئیں بخوبی ظاھر و معلوم ہو گیا کہ قران کي عبارت خواہ بے مثل و بے مانند ہو خواہ نہو پھر اسکے حق اور من جانب اللہ ہونے اور محمد کي رسالت کے لیئے ھرگز دلیل نہیں ہو سکتي *

تیسري فصل

چند کلمے معني قران کے بیان میں

اب که قرآن کی عبارت سے اُسکے من جانب الله هونے کے لیئے کوئی دلیل نه نکلی تو هم اُسکے مضمون کی طرف رجوع کرکے دیکهینگے که آیا اُسکے مضمون سے اُسکي حقیقت کے لیئے کوئی دلیل مل سکتی هی یا نهیں سو جو کوئي طرفداري کو برکنار رکهکر قرآن کو مطالعه کرلیگا وه قبول کریگا که قران اپني باتوں میں خدا کو حق حق اور راست راست بیان کرتا هی چنانچه خدا کی صفات کی نسبت اُس میں ذکر هوا هی که خدا واحد وقدیم و علیم وحکیم و رحیم و رؤف و غفور و کریم هی اور اُس میں یهه بهی بیان هوا هی که مرنے کے بعد انسان کي روح ابدا باقی رهیگي اور بدن پهر اُتهیگا اور انصاف کے دن نیک کار اور بدکار سب اپنا اجر پائینگے اور اِنکے سوا چند احکام ایسے بهي هیں جو کتب عهد عتیق و جدید کے احکام سے موافق هیں جیسے بت پرستي نکریں اور خدا کا شریک نه تههرائیں اور اُسکي تصویر نه کهینچیں اور اُسکا نام بےحرمتي سے نه لیں چوری چهنالا خون نکریں جهوتهه نبولیں خدا کے ساتهه محبت رکهیں بهائي برادر پر احسان اور غریب و فقیر پر رحم کریں لیکن جو شخص که کتب عهد عتیق و جدید سے خبر رکهتا هوگا اُسے فورا معلوم هو جائیگا که محمد نے یے باتیں اور یے حکم کهاں سے حاصل کیئے هیں یعنی اُسپر کُهل جائیگا که کتب مقدسه سے نقل کر لیئے هیں اور هرچند که خود محمد توریت و انجیل نهیں پڑها تها لیکن اُسکے زمانه میں عربستان کے درمیان مسیحي اور یهودی بهت تهے اور کتاب سیرت الرسل اور انسان العیون سے معلوم هوتا هی که ورقه بهي جو خدیجه کا چچیرا بهائي تها پهلے اُسنے یهودی مذهب قبول کیا پهر مسیحی هو گیا اور وه محمد کے دعوی رسالت کرنے

سے چند روز پہلے مرگیا اور پھر شام کی ولایت کے لوگ بالکل مسیحی
تھے اور محمد بھی اِدعاے نبوت سے پہلے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ
اور پھر آپ اکیلا کئی بار تجارت کے ارادہ سے ولایت شام کو گیا تھا پس
محمد کو ہر ایک طرح سے فرصت اور موقع تھا کہ چلتے پھرتے وقت
مسیحیوں اور یہودیوں کے ساتھ اُنکی کتب اور اُنکے مذہب کی بابت
بات چیت کرے سو اِس ذریعہ سے محمد کو اُن لوگوں کے مذہب اور
کتب کے مضامین سے اُسی قدر آگاہی ہوئی جتنا انہوں نے محمد کے آگے
نقل اور بیان کیا اور جب کہ محمد نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہی کچھہ
جو سنا تھا اور اپنی طبیعت کے موافق پسند کیا اور یاد رکھا تھا قرآن
میں داخل کر دیا پس انجیل کی وے تعلیمات جسے اُسنے اپنی عقل
و طبیعت کے موافق ندیکھا قرآن میں بیان نکیا چنانچہ خبر ندی کہ مسیح
خدا کا بیٹا اور الوہیت کے مرتبہ میں ہی ہی اور ایسے ہی انجیل کی یے
تعلیمات بھی بیان نکیں کہ آدمی کا دل ایسا خراب ہی کہ ثواب کا
کوئی کام نہیں کر سکتا اور خدا کے حضور ایسا گنہکار ہی کہ صرف یسوع
مسیح گناہ کی سزا سے اُسے بچا سکتا ہی اور یہہ کہ تمام عالم کا نجات
دہندہ اور شافی وہی ہی اور پس اور انجیل کی وے نصیحتیں اور وے
احکام بھی جو آدمی کے دل کی تازگی اور فکر و خواہش کی پاکی سے
نسبت رکھتے ہیں قرآن میں بیان نہیں کیئے اور ازآنجا کہ یہودیوں اور
مسیحیوں نے انجیل و توریت کی بعضی حکایتیں محمد سے صحت کے
ساتھہ نقل نکی تھیں یا اگر صحت سے نقل کی تھیں تو محمد کو صحیح
یاد نرہی تھیں اِس سبب سے سہو میں پڑگیا اور وے حکایتیں بعینہ اور
صحیح صحیح طور پر قرآن میں نقل نہوئیں اور قرآن میں ایسی حکایتیں
بھی بیان ہوئی ہیں جو اُس زمانہ میں جعلی حدیثوں کے طور پر یہودیوں
اور مسیحیوں کے درمیان مشہور ہو رہی تھیں لیکن توریت و انجیل میں
کہیں بھی نہ تھیں چنانچہ آگے چلکر ہم بیان کرینگے * * اب اُن سہو اور

بهول چوک سے جو اِس امر میں قرآن کے درمیان پائی جاتی هیں کئی ایک بطریق نمونه کے هم یہاں ذکر کرینگے مثلاً وہ جو سورهٔ بقر کے اوائل میں لکها هی که فرشتوں نے آدم کے پیدا کرنے کی بابت خدا سے گفتگو اور مباحثه کیا اور خدا نے اُسے سجدہ کرنے کا حکم اُنهیں دیا مگر ابلیس منکر هوا سو یه سب توریت کے خلاف هی بلکه توریت سے معلوم هوتا هی که خدا نے ایسا حکم نهیں دیا اور ابلیس اِس عالم کی پیدایش سے پہلے نافرمانی کرکے شیطان هو گیا تها پهر سورهٔ عنکبوت کے اوائل میں کہا گیا هی که جب طوفان آیا تو نوح نو سو پچاس برس کا تها چنانچه مرقوم هی * * و لقد ارسلنا نوحا اِلي قومه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاما فاخذ هم الطوفان و هم ظالمون * * یعني نوح کو هم نے اُسکی قوم کی طرف بهیجا سو وہ نو سو پچاس برس اپني قوم میں رها پس اسکي قوم میں طوفان آیا اور وے گنهگار تهے * مگر موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۷ باب کی ۱۱ آیت میں لکها هی که جس وقت که طوفان آیا نوح چهه سو برس کا تها اور ۹ باب کی ۲۸ آیت میں مرقوم هی که نوح طوفان کے بعد تین سو پچاس برس زندہ رها پس نوح کی ساری عمر نو سو پچاس برس کی تهي نه یہه که طوفان آنے کے وقت اِتني عمر رکهتا هو پهر سورهٔ هود کے اوائل میں بیان هوا هی که نوح کے بیٹوں میں سے ایک نے کشتي میں بیٹهنے سے انکار کیا سو وہ طوفان میں ڈوب مرا چنانچه لکها هی * * و نادي نوح ابنه و کان في معزل یا بني ارکب معنا و لا تکن مع الکافرین * * اور پهر لکها هی که * * فکان من المغرقین * * یعني نوح نے اپنے بیٹے کو بلایا درحالیکه وہ ایک گوشه میں تها که ای میرے بیٹے تو میرے ساتهه سوار هو اور منکروں میں مت رہ پهر هو گیا وہ ڈوبنے والوں میں سے * لیکن توریت میں موسیٰ کي پهلي کتاب کے ۷ و ۸ و ۹ باب میں صاف لکها هی که نوح کے سب بیٹے کشتی میں تهے اور سب نے طوفان سے نجات پائی پهر سورهٔ یوسف میں بیان هوا هي که گویا یوسف نے اپنے مالک کي جورو

کی خواہش کی تھی جیسا کہ مذکور ہی * * و لقد ہمت بہ و ہم بہا * *
یعنی عورت نے اُسکی فکر کی اور اُسنے عورت کی فکر کی * مگر موسیٰ
کی پہلی کتاب کے ۳۹ باب میں کھلا کھلی بیان ہوا ہی کہ یوسف نے بالکل
اُس سے انکار کیا اور بُری فکر کو اپنے دل میں بھی جگہہ ندی نہی پھر
سورۂ قصص کے اوائل میں لکھا ہی کہ فرعون کی عورت نے موسیٰ کو پالا
اور بجاے فرزند کے قبول کیا چنانچہ مرقوم ہی کہ * * فالتقطہ آل فرعون * *
یعنی فرعون کے ناتے والوں نے اُسے اُٹھالیا * اور پھر کہا ہی کہ * * قالت
امراۃ فرعون قرۃ عین لی و لک لا تقتلوہ عسی ان ینفعنا او نتخذوہ ولدا و ہم
لایشعرون * * یعنی فرعون کی عورت نے کہا کہ میرے اور تیرے لیئے
قرۃالعین ہی اِسے قتل مت کر شاید ہمارے کام آوے یا ہم اِسے اپنا بیٹا
بنالیں اور انھیں خبر نتھی * مگر توریت میں موسیٰ کی دوسری کتاب
کے دوسرے باب میں صاف کہا ہی کہ فرعون کی بیٹی نے موسیٰ کو پرورش
کرکے بجاے فرزند کے اُسے قبول کیا تھا پھر سورۂ مریم کے شروع میں مذکور
ہی کہ مریم ایک دور و دراز جگہہ چلی گئی تھی اور یسوع خرما کے درخت
تلے پیدا ہوا تھا چنانچہ لکھا ہی * * فانتبذت بہ مکانا قصیّا فاجاء
ہا المخاض الی جذع النخلۃ * * یعنی اُسے لیکر ایک دور مکان میں علاحدہ
چلی گئی پھر اُسے درد لگے اور ایک خرما کے درخت تلے آئی * لیکن لوقا
کی انجیل کے دوسرے باب میں مفصل بیان ہوا ہی کہ مسیح شہر
بیت‌اللحم میں اصطبل کے درمیان پیدا ہوا اور بیت‌اللحم یہودیہ ملک
میں مریم کے باپ دادے کا شہر تھا اب دیکھو اِن مقاموں میں اور اِنکی
مانند اَور مقاموں میں بھی محمد نے سہو کی راہ سے توریت و انجیل کے
خلاف بیان کیا ہی سو یہہ خلاف یا تو اِس سبب سے ہوا کہ محمد کو
یاد نہیں رہا تھا یا یہود و نصاریٰ ہی نے اُس سے خلاف بیان کیا تھا ورنہ
اِن گزارشات کو محمد بیشک صحیح صحیح نقل کرتا *

القصہ انصاف و آسانی سے ثابت و مدلل کرسکتے ہیں کہ قرآن کتب

عہد عتیق و جدید کی تعلیمات و حکایات سے اور یہودیوں اور مسیحیوں
کی اُن احادیث سے جو محمد کے زمانہ میں مشہور تھیں اور عربوں اور
مجوسوں کی عادتوں کے قصوں سے جمع ہوکر تالیف ہوا ہی یعنی اِس
بات میں شبہہ نہیں کہ محمد نے اپنے دل میں سوچا تھا کہ میں اِن
تینوں مذہب یعنی یہودیوں اور مسیحیوں اور عربوں کے مذہب سے ایک
علاحدہ مذہب نکالکر قائم کروں اور اِس طریق سے لوگ باسانی میرا
مذہب قبول کرینگے اِسی لیئے اِن تینوں مذہب میں سے جس چیز
کو اُسکی عقل نے قبول کیا اور اپنے مطلب کے موافق جانا اُسے جمع کرکے
ایک نیا مذہب بنایا اور قرآن میں لکھ دیا چنانچہ خدا کی صفات اور
قیامت کی خبر اور انصاف کا دن اور نہی کے احکام قتل و زنا اور چوری
اور جھوٹھ کی قسم سے اور امر کے احکام جیسے خدا کی اطاعت و محبت
اور ہمسایہ و اقربا کا دوست رکھنا یے سب توریت و انجیل سے لے لیئے
گئے ہیں جسنے کتب مقدسہ پڑھی ہونگی اگر قرآن کے مطالب کو کتب
مقدسہ کی تعلیمات سے مقابلہ کریگا باسانی تمام دریافت کرلیگا کہ یے
باتیں کتب مقدسہ سے نقل کی گئی ہیں ۔ پھر قرآن میں بہت حکایتیں
بھی مرقوم ہیں جو کتب عہد عتیق و جدید سے لے لی گئی ہیں جیسے
لوط کا قصہ جو سورۂ ہود کے اواخر میں مذکور ہوا ہی موسیٰ کی پہلی
کتاب کے ۱۹ باب میں مفصّل لکھا ہی اور موسیٰ و فرعون کا حال جو سورۂ
اعراف میں بیان ہوا ہی موسیٰ کی ۲ کتاب کے ۳ باب سے ۱۴ تک
بالتفصیل مرقوم ہی اور یوسف کی گزارشات جو سورۂ یوسف میں ہیں
موسیٰ کی پہلی کتاب کے ۳۷ و ۳۹ سے ۴۷ باب تک صحیح صحیح صاف صاف
مندرج ہیں اور مریم کا مقدمہ جو سورۂ مریم کے اوائل میں لکھا ہی سو
اظہر من الشمس ہی کہ وہ گزارش لوقا کی انجیل کے پہلے باب سے نکال
لی گئی ہی اور ایسی اَور حکایتیں بھی قرآن میں پائی جاتی ہیں جو کتب
عہد عتیق و جدید سے اخذ کی گئی ہیں لیکن اِتنا فرق ہی کہ قرآن میں

یا تو کم و بیش بیان ہوئی ہیں یا کچھہ تغیر و تبدیل سے لکھی گئی ہیں
اور اِس تغیر و تبدیل کا سبب ہم نے اوپر ذکر کر دیا * اور یہودیوں کی
حدیثوں سے بھی محمد نے کئی ایک حکایتیں قرآن میں لکھ دی ہیں چنانچہ
آدم کا پیدا ہونا اور فرشتوں کا اُسے سجدہ کرنا اور شیطان کا خدا سے برگشتہ
ہونا اور آدم کا بہشت سے نکالا جانا جو سورۂ بقر میں اور سورۂ اعراف
کے اوائل میں مرقوم ہی اُنہیں حکایتوں میں سے ہی اور اِسی طرح ابراہیم
اور داؤد و سلیمان کے حالات کہ سورۂ انبیا اور سورۂ نمل میں ذکر ہوئے
ہیں کہ ابراہیم نے اپنے باپ کے بتوں کو توڑ ڈالا اور اُسکی قوم نے اُسے آگ
میں ڈال دینے کا قصد کیا اور پہاڑوں اور پرند جانوروں نے داؤد کے ساتھہ
حمد و ثنا بیان کی اور ہوا و جن وغیرہ سلیمان کے حکم میں تھے اور پھر
بہشت کی کیفیت اور فرشتوں کا ذکر اور سوال قبر اور جہنم کا سات
حصوں پر تقسیم ہونا اور اعراف کی خبر اور یہہ نقل کہ قیامت کے دن
زبان اور پانو اور ہاتھہ وغیرہ گنہگاروں کے گناہ پر گواہی دینگے چنانچہ سورۂ
یاسین کے آخر میں بیان ہوا ہی پھر غسل و طہارت اور تیمم کا حکم کہ
اگر پانی نملے تو خاک سے تیمم کریں اور روزہ کھولتے وقت خیط ابیض اور
خیط اسود کے درمیان اِمتیاز ہونا اور نماز وغیرہ کے قاعدے یہ سب
یہودیوں کی حدیثوں اور تواتر سے لیا گیا ہی چنانچہ اب اِس زمانہ میں
بھی اِس قسم کی حدیثیں طالموت و گمرا و صحار و میدراس نامی کتابوں
اور یہودیوں کی اَور اَور کتابوں میں بھی منضبط ہیں * اور یہہ بات کہ
یسوع نے ہنڈولے میں باتیں کیں اور لڑکپن میں اُس سے معجزے ظاہر ہوئے
جیسا کہ سورۂ آل عمران کے اوائل اور سورۂ مریم میں مذکور ہی اور
اصحاب کہف اور رقیم کا قصہ جو سورۂ کہف میں ہی محمد نے اُس
زمانہ کے مسیحیوں کی احادیث سے لیکر قرآن میں ذکر کیا ہی چنانچہ
پہلی بات تو احادیث کی کتاب میں جسکا نام نقل یا انجیل طفولیت
یسوع مسیح ہی مرقوم ہی اور اصحاب کہف کا قصہ افرائم نامی ایک

شخص کی تصنیف کی هوئی کتاب میں پایا جاتا هی پوشیدہ نرهے که مسیحی لوگ اگلے زمانہ کی حکایات اور حدیثوں میں سے صرف اُنهیں باتوں کو قبول کرتے هیں جو انجیل سے مطابق هوں * پهر میزان اور پل صراط کی باتیں جو قرآن میں ذکر هوئی هیں قدیم مجوسیوں کی حکایتوں سے اخذ کرلی هیں جیسا که جید نامی ایک کتاب میں جس میں اُس قوم کے مذهب و تاریخ کا ذکر هی لکها هی * پهر کعبه کے احوال کا کمّ و کیف اور حج کے اداب یے سب باتیں اگلے عربوں کے مذهب و عادت کی هیں چنانچه اگر کوئی شخص عربوں کے اگلے احوال و تواریخ پر رجوع کرے اور مطلع هو تو سمجهه لیگا که محمد سے پہلے کعبه ایک مشہور بت‌خانه تها که اُس وقت کے عرب اپنے بت‌پرستی کے مذهب کے موافق وهاں کی زیارت و طواف اور بعضے اَوْر عمل و آداب بهی کرتے تهے اِس لیئے محمد نے بهی عربوں کے دلوں کی تالیف کے واسطے اُنهیں عملوں میں کچهه تغیر و تبدیل کرکے اپنا دین قائم کرنے کو طواف و حج کا عمل برقرار رکها * خلاصه اگرچه هم اِس قسم کی حکایتیں جو محمد نے کتب مقدسه سے اور یهودیوں اور مسیحیوں وغیرہ کی حدیثوں اور حکایتوں سے لیکر قرآن میں لکه دی هیں اَوْر بهی لکهه سکتے تهے لیکن لوگوں کی آگاهی کے لیئے اِتنے هی پر کفایت کی پس اِس صورت میں جس قدر حق و درست باتیں قرآن میں هیں کتب مقدسه سے عاریتا لے لی گئی هیں اور قرآن کی حقیت کے لیئے دلیل نہیں هو سکتیں *

باوجودیکه قرآن میں ایسی باتیں بهی هیں جو سچی اور کتب مقدسه سے نکالی هوئی هیں پهر بهی اُسکی تعلیم انجیل کے اکثر مطالب و تعلیمات سے ضد و برخلاف هی اور یہی ایک بڑی دلیل هی که قرآن خدا کا کلام نہیں اور قرآن کی مخالفت انجیل سے اِن اِن باتوں میں هی اولاً انجیل میں مسیح کی الوهیت کُهلا کُهلی بیان هوئی هی مگر قرآن الوهیت مسیح کا انکار کرکے اُسکو صرف رسالت هی کے مرتبه میں حساب کرتا هی

دوسرے انجیل میں لکھا ھی کہ مسیح کی موت گنہگاروں کے لیئے کفارہ ھی
لیکن قرآن مسیح کے مرنے کی بات آدمیوں کو شک میں ڈالتا ھی کیونکہ
ایک جگہہ تو مسیح کی موت کا اِقرار ھی اور دوسری جگہہ اِنکار تیسرے
انجیل میں بیان ھوا کہ وہ میانجی اور وہ صادق و یکتا وسیلہ جو خدا
اور خلقت کے درمیان ھی مسیح ھے اور گناہ کی معافی اور خدا کی
رضامندی اور ھمیشہ کی نیکبختی صرف وھی آدمی پائیگا جو مسیح کو
اپنا درمیانی اور نجات دھندہ جان لیگا لیکن محمدی کہتے ھیں کہ گنہگاروں
کا شفیع محمد ھی اور خدا اُسکی خاطر گنہگاروں کو بخش دیگا اور اُسپر ایمان
لانیوالوں کو بہشت میں لے جائیگا چوتھے خداے واحد نے انجیل میں
اپنے تئیں تثلیث کے ساتھہ یعنی باپ بیٹے روح القدس کے نام سے بیان
کیا ھی مگر قرآن اِس بیان کا قائل نہیں بلکہ اُسے کفر کے مرتبہ میں
گنتا ھی پانچویں مسیح انجیل میں فرماتا ھی کہ کتب عہد عتیق و جدید
باطل و منسوخ نہیں ھوئی ھیں اور نہونگی آسمان و زمین ٹل جائینگے
مگر میری بات نہ ٹلیگی لیکن محمدی اِسکے برخلاف کہتے ھیں کہ قرآن
کے ظاھر ھونے سے توریت و انجیل منسوخ ھو گئیں چھٹے کتب مقدسہ
میں بیان ھوا ھی کہ آدمی اپنے اعمال کے سبب نہیں بلکہ صرف یسوع
مسیح پر ایمان لانے سے نجات پائیگا جیسا کہ انجیل میں رومیوں کے ۳
باب کی ۲۳ و ۲۴ آیت اور ۱۰ باب کی ۵ آیت میں اور افسیوں کے ۲
باب کی ۸ و ۹ آیتوں میں مرقوم ھی لیکن قرآن میں کہا گیا ھی کہ آدمی
اپنے نیک کاموں اور ثواب کے سبب نجات پائیگا ساتویں مسیح نے متی
کے ۵ باب کی ۴۴ آیت میں اپنے تابعین سے کہا ھی کہ * میں تمھیں
کہتا ھوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تمپر لعنت کریں اُنکے لیئے
برکت چاھو جو تم سے کینہ رکھیں اُنکا بھلا کرو اور جو تمھیں دکھہ دیویں
اور ستاویں اُنکے لیئے دعا کرو * مگر محمد نے اپنی اُمت کو حکم دیا کہ
غیر مذھب والوں سے جہاد کرو اور جو لوگ قرآن سے برگشتہ ھوں اُنہیں

قتل کرو آٹھویں مسیح نے تو لوقا کے ۲۰ باب کی ۳۴ آیت سے ۳۶ تک یوں فرمایا هی که * اُس جہان کے لوگ (یعنی بہشت کے لوگ) نه بیاہ کرتے ہیں اور نه بیاہے جاتے ہیں کیونکه وے فرشتوں کی مانند ہیں * اور رومیوں کے ۱۴ باب کی ۱۷ آیت میں مرقوم هی که * خدا کی بادشاهت کھانا پینا نہیں بلکه راستی اور سلامتی اور روح قدس سے خوشوقتی هی * مگر محمد نے قرآن میں اُسکے برخلاف فرمایا هی که بہشت میں کھانا پینا اور حوروں کے ساتھه رهنا هی اور انجیل و توریت میں ایسی اَور بھی تعلیمات و مطالب ہیں جنکے برخلاف قران میں بیان هوا هی مگر اُن سب کی تفصیل کرنے سے طول کلامی هوتی هی اِس واسطے هم نے اِنہیں چند باتوں پر کفایت کی * * خلاصه واضح هوا که قرآن کی تعلیم انجیل کی تعلیم سے برخلاف و ضد هی اور اِس جہت سے قرآن اُس پہلی شرط کو جو هم نے اِس باب کے شروع میں سچے پیغمبر کی شناخت کے لیئے ذکر کی پورا نہیں کرتا اور اِس صورت میں که ممکن نہیں که خدا کا کلام ایک دوسرے کے ضد و برخلاف هو اور اُن دلائل و مطالب کی رو سے جو هم نے اِس کتاب کے پہلے اور دوسرے باب میں کتب مقدسه کی بابت بیان کی ہیں یقین هو گیا که کتب مقدسه نه تحریف هوئی ہیں نه منسوخ بلکه درحقیقت خدا کا کلام ہیں مگر قرآن اُنکے برخلاف اور اُنکی ضد هی پس اِس سے صاف ثابت و یقین هوتا هی که قرآن خدا کا کلام نہیں هی اور اگر ایسا هوتا که قرآن کے خلاف هونے کے لیئے اِس دلیل کے سوا کوئی اَور دلیل نہوتی تو بھی بس ایک هی دلیل کافی هوتی کیونکه انجیل میں قطعی حکم هی که اگر کوئی انجیل کے برخلاف بیان کرے اگر فرشته بھی هو تو بھی اُسکے کلام کو خدا کا کلام مت جانو جیسا که گلتیوں کے پہلے باب کی ۸ و ۹ آیتوں میں پولس حواری نے کہا هی که * اگر هم یا آسمان سے کوئی فرشته سوا اِس انجیل کے جو هم نے تمہیں سنائی دوسری انجیل تمہیں سناوے ملعون هووے جیسا هم نے آگے کہا ویسا هی

اب میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی تمہیں کسی دوسری انجیل کو سوا اسکے جسے تم نے پایا سناوے وہ ملعون ہووے * اِس صورت میں کچھ ضرور نہیں ہی کہ قرآن کے رد میں ہم اِس سے زیادہ کچھ اَور بھي لکھیں لیکن طالبان حق کے لیئے ہم کئی ایک دلیل اَور بھی بیان کرینگے کہ اُن سے بھی خوب یقین ہو جائیگا کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہی *

اولاً یہہ کہ سواے مذکورہ دلیل کے ایک اَور نشان جس سے معلوم ہوتا ہی کہ قرآن خدا کا کلام نہیں یہہ ہی کہ قرآن روح کے تقاضا و تمنا کو رفع نہیں کرتا کیونکہ اِس کتاب کے دیباچہ میں ہم نے ذکر کیا ہی کہ ضرور ہی کہ سچا اِلہام اُس تقاضا کو جو آدمی کی روح اور دل میں ہی رفع کرے اور یہہ بات بھي دیباچہ ہی میں ثابت و بیان ہوئی ہی کہ روح کا تقاضا اِس بات میں ہی کہ آدمی خدا کی صفات اور اُسکے ارادہ سے جو وہ آدمي کے حق میں رکھتا ہی آگاہ ہو اور اُسکے پورا کرنے کے وسیلے معلوم کرے اور خدا کے حضور بري الذمہ اور بے گناہ ہوکر دلی پاکی اور نیک چال چلن حاصل کرے اور حقیقي خوشحالی اور ابدی سعادت کو پہنچے اور دیباچہ ہی میں ہم نے یہہ بھي ذکر کیا ہی کہ اگر کوئی کتاب روح کے تقاضا و تمنا کو رفع نکرے اور آدمي کو مذکورہ مراتب پر نہ پہنچاوے تو یہی ایک بڑي علامت ہی کہ وہ کتاب خدا کا کلام نہیں ہی اب دیکھو قرآن کے مضامین سے معلوم ہو جاتا ہی کہ اُسکی تعلیم روح کا تقاضا رفع کرنے میں ناقص ہی یعني اگرچہ کئی ایک مطلب خدا کی صفات اور دل کے احوال کی بابت سچ اور صحیح اُس میں بیان ہوئے ہیں لیکن خدا کي صفات اور اُسکا ارادہ و احکام اور آدمی کے دلي احوال کی کیفیت جس کمال کے ساتھہ کہ انجیل میں بیان ہوئی قران میں نہیں ہی اور یہہ مطلب بھی کہ آدمي کو چاهیئے کہ پاک دل ہوکر خدا کا تقرب حاصل کرے قرآن میں نظر انداز ہو گیا ہی بلکہ اُسکي بعض آیات کے مضمون سے خدا کا تقدس و عدالت اور آدمي کي دلي

باقی باطل ہوتی ہی چنانچہ آگے چلکر ہم اِس مطلب کا اِثبات کرینگے اور آدمی کی روح کا تقاضا جسکے بموجب آدمی کو چاہیئے کہ گناہ اور اُسکی سزا سے نجات پاوے قران کی تعلیم ہرگز رفع نہیں کرتی اور آدمی کو ایسی راہ نہیں بتاتی جس سے عادل و مقدس خدا کے آگے وے گناہ و پاک بنے کیونکہ وے وسیلے جو خدا نے گناہ کی معافی حاصل کرنے کے لیئے انجیل میں بیان و برقرار کیئے ہیں اُن سے انکار کرکے قرآن میں اور محمدیوں کی اَور کتابوں میں ایسے وسیلے آدمی کو بتائے گئے ہیں جن سے ممکن ہی نہیں کہ آدمی اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرکے اُنکی سزا سے نجات پاوے چنانچہ قرآن میں بیان ہوا ہی کہ آدمی توبہ اور نیک کام اور ثواب کے سبب اور خدا کی رحمت اور محمد کی شفاعت سے اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرتا ہی اور خدا بھی اِنہیں باتوں کے سبب بندہ کی تقصیر سے درگذرکے اُسے مقبول کر لیتا ہی مگر یہہ عقیدہ باطل و خلاف عقیدہ ہی کیونکہ توبہ کی بابت اِس کتاب کے دوسرے باب کی دوسری فصل کے آخر میں ہم نے ذکر و ثابت کیا ہی کہ خدا توبہ کے سبب گناہ سے درگذر نہیں کرتا اور انجیل میں کُھلا کُھلی بیان ہوا ہی کہ خدا صرف اُسی آدمی کے گناہ سے درگذرتا ہی جو توبہ کرکے دل سے مسیح پر ایمان لاوے اور جو آدمی مسیح پر ایمان نلائیگا خدا کا غضب اُسپر رہیگا اور ابدی ہلاکت میں پھنسیگا چنانچہ یہہ مطلب انجیل کی اِن آیتوں میں بیان ہوا ہی یعنی مرقس کے پہلے باب کی ۱۵ آیت اور اعمال کے دوسرے باب کی ۳۸ آیت اور ۲۰ باب کی ۲۱ آیت اور مرقس کے ۱۶ باب کی ۱۵ و ۱۶ آیت اور یوحنا کے ۳ باب کی ۳۶ آیت میں ذکر و بیان ہوا ہی اگر کوئی اِن آیتوں پر رجوع کرے تو آگاہ ہو جائیگا * * اور ایسا ہی اِس کتاب کے ۲ باب کی ۲ و ۳ فصل میں مفصل مذکور ہوا کہ آدمی نیک کام کے سبب گناہوں کی سزا سے اپنے تئیں چُھڑا نہیں سکتا کیونکہ کتب مقدسہ کی آیات کے مضمون سے بخوبی ثابت ہو گیا

که سب آدمي خدا کے حضور گنہگار هیں اور اُنکا کوئی کام نیک نہیں
اور هرگز قدرت نہیں رکھتے که ثواب کا ایک ایسا کام کریں جو گناہ کا بدلہ
هو اور اُن مذکورہ مقاموں میں هم نے یهه بهی ثابت کیا هی که انجیل کے
کلام بموجب خدا صرف مسیح کي خاطر گنهگاروں پر رحم کرتا هی اور
صرف اُس آدمی کے گناہ مٹاتا هی جو دل سے مسیح پر ایمان لاکر اُسے اپنا
نجات دهندہ جانے لیکن جو مسیح پر ایمان نه لائیگا اور اُسے اپنا وسیله اور
نجات دینیوالا نجانیگا گناہ کی معافي هرگز نپائیگا بلکه ابدي هلاکت میں
پڑیگا چنانچه یهه بات انجیل کي آیتوں سے بهی ظاهر و ثابت هو گئي * *
پهر یهه بات بهي که گویا محمد گنہگاروں کا شفیع هی بالکل خلاف اور انجیل
کے ضد هی کیونکه انجیل میں صاف بیان هوا هی که گنہگاروں کا شافي
مسیح هی اور بس جیسا که یوحنا کے ۱۴ باب کی ۶ آیت میں فرمایا
هی که * راہ اور سچائي اور زندگی میں هوں کوئي بغیر میرے وسیلے
باپ کے پاس آ نہیں سکتا هی * پهر اعمال کے ۴ باب کي ۱۲ آیت میں
لکھا هی که * اَور کسی دوسرے سے نجات نہیں کیونکه آسمان کے تلے
آدمیوں کو کوئي دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس سے هم نجات پا سکیں *
پهر پہلے تیموتیوس کے ۲ باب کی ۵ و ۶ آیتوں میں بیان هوا هی که *
خدا ایک هی اور خدا اور آدمیوں کے بیچ ایک آدمي درمیانی هی وہ مسیح
یسوع هی جسنے اپنے تئیں سب کے کفارہ میں دیا * پس اِن آیتوں کے
مضمون سے معلوم هوتا هي که زمین و آسمان میں نه کوئي شافي هي اور
نهوگا مگر وهی یسوع مسیح * * اور درحالیکه محمد بنی نوع بشر میں
سے هی اور اُس میں سہو و نسیان و گناہ پایا جاتا هی تو وہ خود کسي
نجات دینیوالے کي شفاعت کا محتاج هی پس کیونکر هو سکتا هی که ایسا
شخص اَوروں کے لیئے وسیله اور شفاعت کا سبب ٹهہرے اور یهه بات که
شافي و نجات دهندہ بے گناہ اور کمال کے مرتبه پر هونا چاهیئے اِس
کتاب کے ۲ باب کي ۲ و ۳ فصل میں بیان هوئي هی پوشیدہ نرهے که

رسالت کا مرتبہ گناہ سے باطل نہیں ہو جاتا چنانچہ آگے بیان ہوا مگر
شفاعت کا مرتبہ البتہ باطل ہو جاتا ہی اور قرآن میں صاف کہا گیا ہی
کہ محمد گنہگار تھا جیسا کہ سورۂ مومن میں مرقوم ہی کہ * * فاصبر ان
وعد الله حق و استغفر لذنبک و سبّح بحمد ربک بالعشي و الابکار * * یعني
تو صبر کر کیونکہ خدا کا وعدہ سچا ہی اور اپنے گناہ کی معافی مانگ اور
صبح و شام اپنے خدا کا شکر کر * پھر سورۃ القتال میں مذکور ہی کہ * *
فاعلم آنه لا اله اِلّا الله واستغفر لذنبک و للمومنین و المومنات * * یعني
تو تحقیق جان کہ کوئی خدا نہیں مگر خداے واحد اور اپنے گناہ اور
مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ کي معافی مانگ * پھر اِسي
امر کي بابت سورۃ الفتح میں لکھا ہی کہ * * انا فتحنا لک فتحا مبینا
لیغفر لک ما تقدم من ذنبک و ما تاخر * * یعني دیکھہ ہم نے ایک بڑی
فتح تجھہ سے بیان کي ہی کہ خدا نے تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کیئے
اور یہہ بات کہ یے آیتیں بلاشک محمد ھي کی طرف رجوع کرتي اور
اُسکی قوم سے کچھہ علاقہ نہیں رکھتي ہیں آیتوں کے ربط کلام سے ظاہر ہی
چنانچہ لفظ لذنبک محمد سے منسوب ہی اور الفاظ للمومنین و المومنات
اُمت کے لوگوں سے متعلق ہیں اور احادیث سے بھی بخوبی معلوم و یقین
ہوتا ہی کہ محمد کے اگلے پچھلے گناہ جنکو مذکورہ آیات کے مضمون بموجب
گویا خدا نے معاف کردیا ہي اُسکي اُمت کے گناہ نہیں ہیں بلکہ
فی الحقیقت خود اُسی کے گناہ ہیں اور وے حدیثیں یے ہیں چنانچہ
کتاب حیات القلوب کي دوسري جلد کے ۷۵ ورق کے ۲ صفحہ میں امام
جعفر کے قول سے مرقوم ہی کہ ایک رات محمد اُمّ سلمہ کے گھر میں دعا
کرنے میں رونا تھا اور کہتا تھا کہ ای خداوند مجھے بدی کي طرف مت
پھیر اگرچہ بدی سے تو نے مجھے نجات دی ہی اور ایک لمحہ کو مجھے
اپنے اِختیار میں مت چھوڑ اِس میں اُمّ سلمہ بولي کہ درحالیکہ خدا نے
تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں تو پھر تو رو روکر ایسا کیوں کہتا ہی

محمد نے فرمایا کہ ای اُم سلمہ میں کیونکر بے خوف رہوں دیکھہ حق تعالیٰ نے
ایک لمحہ کے لمحہ کو یونس کے تئیں چھوڑ دیا تھا سو اُس سے سرزد ہوا جو ہوا
پھر اُسي کتاب کي ۷۷ ورق کے ۲ صفحہ میں اِسی مضمون کی ایک اوٗر
حدیث امام محمد باقر سے منقول ہی کہ ایک رات عائشہ کے گھر میں
محمد ازبس عبادت میں مشغول تھا عائشہ نے کہا اِتنا رنج اپنے اُوپر کیوں
گوارا کریا ہی حال آنکہ خدای تعالیٰ نے تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے
ہیں محمد نے فرمایا ای عائشہ کیا میں اپنے خدا کا شکر گذار بندہ نہ
بنوں پھر اُسي کتاب کے ۱۰۳ ورق میں ہی کہ محمد نے اپني اُمت کے روبرو
خطبہ پڑھکر خدا کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں کو نصیحت کي اور اپنے
گناہوں کا اِقرار کرکے دعا مانگي کہ یا خدا مجھے اور میری اُمت کو بخش
دے اور فرمایا کہ ای لوگو میں خدا سے اپنے لیئے اور تمھارے لیئے معافی
مانگتا ہوں اور ایسا ہي کچھہ بخاري و مسلم نے بھی روایت کیا ہی چنانچہ
کتاب حصن الحصین میں صلوة کي فصل میں مرقوم ہی کہ محمد نے اپنے
گناہ کا اقرار کرکے دعا کي کہ * فاغفرلی ما قدمت و ما اخرت و ما اسررت
و ما اعلنت و ما انت اعلم بہ مني انت المقدم و انت الموخر انت
اللہ لا الہ الا انت * یعنی میرے گناہ بخش دے جو گناہ میں نے پہلے کیا اور
جو پیچھے کیا اور جو گناہ پوشیدہ کیا اور جو ظاہر کیا اور ہر ایک گناہ جو تو
جانتا ہی اول بھي تو ہي ہی آخر بھی تو ہی ہی تیرے سوا اوٗر کوئی نہیں
ہی * اور مشکات المصابیح میں کتاب اسماء اللہ تعالیٰ کے باب استغفار
و التوبہ میں بخاري سے روایت ہی کہ ابی ہریرہ نے کہا کہ * قال محمد
اِني استغفر اللہ و اتوب اِلیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ * یعنی محمد
نے کہا ہی کہ میں ہر روز ستّر بار سے زیادہ خدا سے مغفرت مانگتا ہوں
اور توبہ کرتا ہوں * پھر اُسی مقام میں مسلم سے روایت ہی کہ محمد نے
کہا * انی لاستغفر اللہ في یوم مائت مرہ * یعني ہر روز سو دفعہ خدا
سے مغفرت مانگتا ہوں * پھر اِسي کتاب کے باب الاستعاذہ میں مسلم نے

عائشہ کے قول سے روایت کی ھی کہ محمد نے کہا * * اللهم اغسل خطایائی بماءالثلج و البرد و نقّ قلبي کما ینقّی الثوب الابیض من الدّنس و باعد بیني و بین خطایائي کما باعدت بین المشرق و المغرب * * یعنی ای خداوند میرے گناہ برف کے پانی سے دھو ڈال اور میرا دل ایسا پاک کر جیسے سفید کپڑے کو میل سے پاک کرتے ھیں اور میرے گناہ کو مجھہ سے ایسا دور کر جیسا مشرق سے مغرب دور ھی * پھر کتاب الصلوہ کے باب السجود میں روایت ھی کہ ابو هریرہ نے کہا * * کان النبی یقول فی سجوده اللهم اغفرلي ذنوبی کله دقه و جله و اوّله و آخره و علانیه و سره * * یعنی ابو هریرہ نے کہا ھی کہ نبي سجدہ میں کہتا تھا یا الهی میرے سارے گناہ بخش دے کیا صغیرہ کیا کبیرہ کیا اگلے کیا پچھلے کیا کُھلے کیا چھپے * اب اگر بعضے علما یوں کہتے ھیں کہ اِن آیتوں میں استغفار و مغفرت کے یہے معنی ھیں کہ گناہ مرتبہء اِمکان سے پوشیدہ رکھا جاے تو اِس بات کا جواب یہہ ھی کہ جو چیز کہ هنوز مرتبہء اِمکان سے ظہور میں نہیں ائي ظاھر ھی کہ اُسکا وجود ھی نہیں ہوا یعنی وہ معدوم و نابود ھی پس ایسي چیز کے حق میں جو هنوز معدوم ھی یوں کہنا کہ وہ موجود ھی یا ہو چکی حق نہیں ھی اِس صورت میں ایسے گناہ کے لیئے جو وقوع میں نہیں آیا معافي اور مغفرت مانگنا بیجا ھی پس یہہ دعوی باطل ھی اور مرتبہء اِمکان کو اور ظہور و وقوع کو برابر سمجھنا عقل کے خلاف ھی ایسے دعوے کے موافق تو فرشتے بھی درحالیکہ گناہ کے اِمکان کا مرتبہ اُنکے لیئے بھي ھی تو وے بھي سب کے سب گنہگار ٹھہرینگے اگرچہ اُن سے کبھی گناہ ظہور میں نہیں آیا * * خلاصہ جب کہ قرآن کی آیتوں اور حدیثوں کے مضمون سے ظاھر ھو گیا کہ محمد گنہگار تھا پھر کیونکر ھو سکتا ھی کہ وہ کسی کا شفیع ھو پس مذکورہ دلیلوں سے ظاھر و واضح ھو گیا کہ اُن وسیلوں سے جو قرآن میں بیان ھوئے ھیں آدمی اپنے گناھوں کی معافي حاصل نہیں کر سکتا اور گناہ کی سزا سے نہیں چھوٹیگا اور اِسي سبب سے

قرآن کے طریقہ اور اعتقاد سے آدمی دلی پاکی کو بھی نہ پہنچیگا اور
حقیقی نیکبختی اور ابدی سعادت کو بھی پہنچ نہیں سکتا بلکہ گناہ
میں رہکر اور خدا کے غضب میں گرفتار ہوکر ابدی ہلاکت میں پڑیگا
اِس صورت میں قرآن کی تعلیم روح کے تقاضا و تمنا کو رفع نہیں کرتی
اور آدمی کو نجات کی منزل پر نہیں پہنچاتی پس قرآن نجات حاصل
کرنے کے لیئے نامناسب و بے فائدہ ہی اور اُس پہلی شرط کو جو حقیقی
اِلہام کی تصدیق کے لیئے ہم نے دیباچہ میں ذکر کی ہی پورا نہیں کرتا
پس واضح و ثابت ہوتا ہی کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہی فی الجملہ انجیل
اِس بات میں بھی قرآن پر فوقیت رکھتی ہی کیونکہ انجیل کی تعلیم
ایماندار کی روح کے تقاضا کو بالکل رفع کرتی ہی اور اُسے معرفت اللہ
سکہاتی اور اپنے دلی احوال کے پہچاننے کی قدرت دیتی ہی اور مسیح کی
نجات کے سبب ایماندار آدمی گناہوں کی معافی اور دل کی پاکی اور
نیک چال چلن حاصل کرکے خدا کی رضامندی اپنے شامل حال کرتا ہی
اور حقیقی خوشحالی اور ابدی سعادت کو پہنچتا ہی چنانچہ یہہ مطلب
اِس کتاب کے دوسرے باب میں مفصل مذکور ہوا *

ثانیاً ایک اَور دلیل جس سے ثابت ہوتا ہی کہ قرآن خدا کا کلام
نہیں اُسکے ناشایستہ مطالب ہیں جو خدا کی رحمت و محبت اور
تقدس و عدالت کے لائق نہیں مثلاً بہشت کی باتیں جیسا کہ سورۃ
القتال میں مرقوم ہی کہ * * مثل الجنۃ التی وعد المتقون فیہا انہار من
ماء غیر آسن و انہار من لبن لم یتغیر طعمہ و انہار من خمر لذۃ للشاربین
و انہار من عسل مصفی و لہم فیہا من کل الثمرات و مغفرۃ من ربہم * *
یعنی بہشت جسکا متقیوں سے وعدہ ہوا ہی ایسا ہی کہ وہاں نہریں
ہیں جنکا پانی خراب نہیں ہوتا اور دودھ کی نہریں ہیں جسکا مزا نہیں
بدلتا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینیوالوں کو مزہ دیتی اور مصفی شہد
کی نہریں ہیں اور ہر ایک قسم کے میوے ہیں اور وے لوگ اپنے خدا

کی بخشش حاصل کرینگے * پہر سورۃ الواقعہ میں لکھا ہی کہ * اولیٔک المقربون فی جنات نعیم ثلۃ من الاولین و قلیل من الاخرین علی سرر موضونۃ متکین علیہا متقابلین یطوف علیہم ولدان مخلّدون باکواب و اباریق کاس من معین لا یصدّعون عنہا و لا ینزفون و فاکہۃ مما یتخیّرون و لحم طیر مما یشتہون و حور عین کا مثال اللؤلؤ المکنون جزاء بما کانوا یعملون لا یسمعون فیہا لغوا و لا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما و اصحاب الیمین ما اصحاب الیمین فی سدر مخضود و طلح منضود و ظل ممدود و ماء مسکوب و فاکہۃ کثیرۃ لا مقطوعۃ و لا ممنوعۃ و فرش مرفوعۃ انا انشاءنا ہن انشاء فجعلنا ہن ابکارا عربا اترابا لاصحاب الیمین ٭ * یعنی وے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے بہشت میں اپنے خدا کی قربت حاصل کی ہی بہت اگلوں میں سے ہیں تہوڑے پچہلوں میں سے جڑاؤ مسندوں پر آمنے سامنے بیٹہینگے اور بہشت کے جوان اُنکی خدمتگاری کے لیئے آس پاس کہڑے ہونگے اور پیالے اور ٹُنٹہیّاں اور شراب کے بہرے ہوئے جام جس سے نہ درد سر ہو نہ نشہ ہو اور انواع میوے اور پرندوں کا گوشت جو اُنکا جی چاہے اور موتی کی مانند حورالعین یہ سب چیزیں اُنکے اعمال کا بدلا ہونگی اور وہاں بُری بات نہوگی مگر سلام سلام اور اصحاب یمین کا حال کیا اچہا حال ہوگا اور سدر مخضود اور طلح منضود کے درخت تلے جنکا پہیلا ہوا سایہ بہنے پانی کے کنارے میوؤں کے بیچوں بیچ ہونگے جو نہ کاٹنے پڑیں نہ کوئی منع کرے اور وہاں اچہی اچہی پرہیزگار عورتیں ہونگی کہ ہم نے اُنہیں ایک خاص طور پر پیدا کیا ہی اور اُنہیں باکرہ اور اپنے شوہروں کی محبوب اور ہم عمر بنایا ہی یہہ سب اصحاب یمین کے لیئے ہی * دیکہو بہشت کی کیفیت جو اصحاب یمین کے لیئے مقرر ہوا ہی قرآن میں اِس طرح مذکور ہوئی ہی اور آیندہ آیتوں کے معنی تو اَور بہی زیادہ نامناسب ہیں جیسا کہ سورۃ الرحمن میں لکہا ہی کہ * * فیہن قاصرات الطرف لم یطمثہن انس قبلہم و لا جان ٭ * یعنی مومنین کے واسطہ بہشت میں ایسی حوریں ہیں

که صرف اپنے شوہر هي کي طرف متوجهه هوتي هیں اور اُنکے شوهروں
سے پہلے کوئي جن و انسان میں سے اُن تک نہیں پہنچا * اور سورة النبا
میں وارد هی که * * إن للمتقين مفازو حدائق و اعنا با و كواعب اترابا
و كاسا دهاقا * * یعنی متقیوں کے لیئے ایک عیش کا مکان طیار هوا هی
یعني انگور کے باغ اور نارپستان حور اور لبالب پیالے * ظاهر هی که ایسی
باتوں کو خدا کا کلام کہنا لائق نہیں هی کیونکه خدای تعالی کے تقدس
کے مقابله میں اِس قسم کے مضمون اور ایسے معانی مناسب نہیں هیں
خلاصه قرآن کي آیتوں بموجب محمدیوں کي آخري نیکبختي اچھے
اچھے لباس پہنّے اور تکلف کے فرش پر بیٹھنے اور اچھے اچھے میوے اور
بہشت کے پرندوں کا مزه دار گوشت کھانے اور شهد و شراب اور دودهه پینے
اور حوروں کے ساتھه رهنے میں هی اور قران کے مفسرین اور حدیث کے
مورخین نے بہشت کي لذت اَور بهي بڑهائي هی چنانچه اُسکي کیفیت
کتاب عین الحیات کے ۱۶۷ ورق سے ۱۷۱ تک اور کتاب حق الیقین کے
۲۰۱ ورق سے ۲۰۸ تک اور مشکات المصابیح میں صفة الجنة و اهلها کے
باب میں مفصل مندرج اور ضبط هوئي هی اور کتاب طریق الحیات کے
آخر میں بهی بیان هوئی هی اور اُن حدیثوں کے مضامین سے جو اُن
مقاموں میں مرقوم هیں بواضحی تمام ظاهر هوتا هی که محمدیوں کا اعتقادی
بہشت بالکل مجازی و جسمانی هی اِس نہج پر که جو چیز آدمي کے
خیال میں آئے سو وهاں موجود هی اور نفسانی و جسمانی هر ایک لذت
اور هر عیش و عشرت جس پر انسان کا دل مائل هو وهاں ملتي هی پس
ظاهر هی که ایسے بہشت کا اُمیدوار کرنا آدمي کو دل کی پاکی اور
نیک فکر سے روککر نفسانی خواهشوں کو قوت و قدرت دیتا هی سو ایسا
بہشت خدا کے تقدس کے لائق کیونکر هو سکتا هی اور آدمی کي روح جو
عبادت کے لیئے مخلوق هوئی هی اور روحاني عیش و لذت کی طالب
هی اور صرف خدا کي محبت اور اُسکے قرب اور لطف و رضامندي سے

خوش و خرّم ہونے ہی ایسے نفسانی عیش و عشرت اور ایسی لذتوں سے
کیونکر خوشحال ہو سکتی ہی آیا قرآن کی ایسی آیتوں سے پڑھنیوالے اور
سننے والے کی نفسانی خواہشیں متحرک نہونگی اور ہو سکتا ہی کہ خدای
تعالی نفسانی خواہشوں کی پرورش کرکے متحرک کرے ہرگز نہیں بلکہ
ایسی حالت میں خدا کی پاکی و تقدس کی بابت جھگڑا پڑتا ہی
پس اِس طور سے یہہ بہشت جو قرآن میں بیان ہوا ہی بہی ایک ظاہر
دلیل ہی کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہی *

پہر سورة التحریم میں لکھا ہی کہ * * یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین
و اغلظ علیہم * * یعنی ای پیغمبر کافروں اور منافقوں پر جہاد کر اور ان
پر سختی کر * پہر سورۂ بقر میں مرقوم ہی کہ * * کتب علیکم القتال
و ھو کرہ لکم * * یعنی مقاتلہ کا تمہیں حکم ہوا اور یہہ تمہارے واسطے مکروہ
ہی * * پہر سورۂ نساء میں لکہا ہی کہ * * فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین
یشرون الحیات الدنیا بالآخرة ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب
فسوف نوتیہ اجرا عظیما * * یعنی خدا کی راہ میں جہاد کرنیوالے ایسا
لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی کے بدلے آخرت کو خریدتے ہیں اور جو
کوئی خدا کی راہ میں جہاد کرکے مارا جاے یا غالب آے ہم اُسے بڑا
اجر دینگے * اور سورة الفتح میں مذکور ہی کہ * * تقاتلو نہم او یسلمون
* * یعنی تم اُنہیں قتل کرو یا وے مسلمان ہو جائیں * پہر سورة الانفال
کی بھی ایک آیت اِسی مطلب سے منسوب ہی کہ * * وقاتلو ھم حتی
لاتکون فتنة و یکون الدّین کلہ للہ * * یعنی کافروں سے مقاتلہ کرو تاکہ فتنہ
باقی نرہے اور دین بالکل خدا ہی کا ہو جاے * پہر سورۂ نساء میں مسطور
ہی کہ * * فان تو لّو فخذوھم و اقتلوھم حیث وجدتموھم * * یعنی جو
لوگ اِسلام سے پہر جائیں اُنہیں پکڑو اور قتل کرو جہاں پاؤ * پہر سورۂ
انعام میں مرقوم ہی کہ * * من یشاء اللہ یضللہ و من یشاء یجعلہ علی صراط
مستقیم * * یعنی خدا جسے چاہتا ہی گمراہ کردیتا ہی جسے چاہتا ہی

سیدھي راہ بتاتا ھی * پھر سورۂ بقر میں لکھا ھی کہ * * ان الذین کفروا سواء علیہم ء انذرتہم ام لم تنذرھم لا یومنون ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارھم غشاوہ و لہم عذاب عظیم * * یعني وے لوگ جو کافر ھیں اُنکے لیئے برابر ھی تو نصیحت دے یا نہ دے وے ایمان نلائینگے خدا نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ھی اور اُنکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ھی وے بڑے عذاب میں پڑینگے * پھر سورۂ اعراف میں مسطور ھی کہ * * من یہدي اللہ فہو المہتد و من یضلل فاولٰیک ھم الخاسرون و لقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس * * یعني جسے خدا ھدایت کرتا ھی وہ راہ پاویگا اور جنھیں خدا گمراہ کرتا ھی وے ھلاک ھونگے تحقیق کہ ھمنے بہتوں کو جنوں اور انسانوں میں سے جہنم کے لیئے پیدا کیا ھی * اب اُن پہلي چھہ آیتوں کے بموجب جو جہاد کي بابت ھمنے قرآن سے ذکر کیں لازم آتا ھی کہ محمد قرآن کے وعظ کو بزور شمشیر قوت دے اور لوگوں کو کراھیت کے ساتھہ ایمان قبول کروائے اور مجبور کرکے اسلام کا قائل و معتقد بنائے اور جو کوئي کہ محمد کے دین کو قبول کرے اور پھر اُس سے برگشتہ ھو جاے تو ایسے شخص کو جہاں کہیں پائیں اُسی وقت مارڈالیں اِس صورت میں پھر آدمي قرآن کی حقیقت یا غیر حقیقت دریافت کرنے اور اُسکے مضمون کي بابت گفتگو کرنے کی مجال و فرصت نپائیگا بلکہ قرآن کے مضمون سے ایسا نکلتا ھی کہ یا تو آدمي جبرا قہرا ایمان لاوے یا مارڈالا جاے مگر اِس حالت میں اُس فعل مختاری کي قدرت جو آدمی کو خدا کی طرف سے دی گئی ھی جسکے بموجب نیک و بد کے قبول و رد کا اُسے اختیار ھی بالکل زائل ھوئی جاتی ھی اور اُن تینوں آیت کے مضمون سے جو آخر میں ھمنے لکھیں اَور زیادہ معلوم ھوتا ھی کہ قرآن آدمی کی فعل مختاري بالکل باطل کرتا ھی یہاں تک کہ ایمان لانے یا نلانے کے لیئے اُسے کچھہ اختیار اور کچھہ قوت و قدرت باقي نہیں رھتي اِس صورت میں نصیحت اور تعلیم دینا بھی بے فائدہ اور باطل ھوگا کیونکہ جس شخص کے لیئے کہ خدا نے

روز ازل سے کافری اور ملحدی مقسوم کر دی اور اُسے جہنم کے واسطے پیدا کیا ھی پھر کیا فائدہ کہ اُسے ایمان کی نصیحت و ھدایت کریں حال آنکہ وھي بے ایماني و ملحدی اسکي قسمت میں ھی پس قرآن کی مذکورہ آیتوں کے بموجب ایسا سمجھا جاتا ھی کہ العیاذ بالله خدا نے ایک ظالم بادشاہ کی مانند اپنی عدالت و مہرباني نظر سے ڈالکر بعضے آدمیوں کو ایمان کے لیئے اور بعضوں کو کفر و عصیان اور جہنم کے واسطے پیدا کیا اور ازل سے اُنکی تقدیر ایسی ھي کر دی ھی کہ ابدالاباد تک دوزخ میں جلیں اِس حالت میں ظاھر ھی کہ قرآن کے موافق خدا سب آدمیوں کی نیکي چاھنےوالا نہیں بلکہ بعض کي ھلاکت بھی چاھتا ھی اور انہیں اِسي لیئے پیدا کیا ھی اِس صورت میں قرآن کے مضمون سے خدا کی عدالت و رحمت کو نقص لازم آیا اور جبر و ظلم اُس میں پایا جاتا ھی لیکن درحالیکہ خدا میں اور اسکے کلام میں نقص ھونا محال ھی تو ظاھر و یقین ھی کہ وہ کتاب جس میں ایسی باتیں مرقوم ھیں خدا کا کلام نہیں ھی ×

جاننا چاھیئے کہ اِن باتوں میں بھی انجیل کے معنی قرآن سے کہیں افضل ھیں چنانچہ وہ نیکبختی جو انسان کے لیئے انجیل میں وعدہ دی گئی ھی کھانے پینے میں نہیں بلکہ اِس بات میں ھی کہ روح القدس سے دل کو آرام و خوشحالی حاصل ھو یعنی خدا کی رضامندی کی لذت چکھے اور ایمان لانیوالا جو اِس جہان میں دل سے خدا کا مطیع اور دوستدار ھو گیا وہ اُس عالم میں خدا کا مقرب ھوکر اُسے بخوبی تمام پہچانیگا اور اسکے لائق اُسکي عبادت و بندگي کریگا چنانچہ یہ مطالب اِس کتاب کے ۲ باب کی ۵ فصل میں مذکور ھوئے × × اور انجیل کے بموجب آدمي حقیقت کے قبول کرنے نکرنے میں فاعل مختار ھی اور اگر کوئی ایمان لانے کا اِرادہ کرے تو روح القدس ایمان لانے اور خدا کے حکم پورے کرنے کے لیئے اُسے قوت اور قدرت بخشتا ھی اور اگر کوئي ایمان لانا

سکہاتا ہو تو انجیل میں منع کیا ہی کہ ایمان نلانے کے سبب کوئي اس پر ظلم نکرے لیکن اسکے حق میں یہہ بات انجیل کے درمیان بیان ہوئی ہی کہ وہ شخص اپني بے ایمانی کے سبب بالیقین خدا کے غضب میں پڑیگا * * پھر انجیل کی تعلیمیں قرآن کي نسبت کہیں شیریں اور تسلّی و تسکین دینیوالی ہیں کیونکہ قرآن کے مضمون بموجب تو آدمي ہمیشہ اِسی شک و شبہ میں ہی کہ شاید میں اُنہیں لوگوں میں سے ہوں جو بے ایمانی و جہنم کے لیئے پیدا ہوئے ہیں لیکن انجیل ہرآدمي سے کُہلا کُہلی کہتی ہی کہ گہبرا مت خدا نے ہلاکت کے لیئے کسي کو پیدا نہیں کیا ہی اور جہنم کسی کی قسمت میں نہیں کیا بلکہ اُسکي محبت کا تقاضا اور اُسکی مرضي یہہ ہی کہ سب کے سب نجات پاکر ابدی نیکبختی حاصل کریں پھر انجیل یہہ بھي بیان کرتی ہی کہ آدمي خدا کي محبت کو اِس امر سے بخوبی تمام دریافت و یقین کر سکتا ہی کہ خدا نے اپنے بیٹے کو انسانیت اور حقارت اور مصلوبیت میں جو سونپ دیا ہی سو محض اِسواسطے کہ ہر ایک آدمي یسوع مسیح کے وسیلہ گناہ اور اُسکی سزا سے نجات پاکر ہمیشہ کی نیکبختي حاصل کرے بشرطیکہ آدمي انجیل کا معتقد ہوکر خدا کو دل سے دوست رکہے اور اُسکے احکام کا تابع رہے اور انجیل کی آیات کے موافق صرف وے لوگ ہلاک ہوتے اور جہنم میں ڈالے جانے ہیں جو خدا کي اُس محبت کو جو انجیل میں بیان و ظاہر ہوئی ہی قبول نہیں کرتے اور مسیح پر ایمان نہیں لاتے اور اُسے اپنا نجات دہندہ نہیں جانتے اور بد چال چلن اور بے انصافی اور ظلم و ستم اپنا شیوہ و عادت بناتے ہیں *

پوشیدہ نرہے کہ قرآن میں ایسي آیتیں بھی پائی جاتی ہیں جنکا مضمون اُن آیتوں سے جو مذکور ہوئیں برخلاف ہی اِس نہج سے کہ دین میں اکراہ اور ظلم و ستم مت کرو اور اُن لوگوں کو جو اسلام سے برگشتہ ہو جائیں ایذا مت دو چنانچہ سورۂ بقر میں مذکور ہی کہ * * لا اکراہ فی الدین

* * یعنی دین میں جبر نہو * اور سورۂ غاشیہ میں مرقوم ہی کہ * *
فذکر انّما انت مذکر لست علیہم بمصیطر * * (یعنی ای محمد) تو نصیحت
دے کیونکہ تو نصیحت دینےوالا ہی تجھے اُن پر کچھہ زور و حکومت نہیں
اور سورۂ نور میں آیا ہی کہ * * قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولوا
فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حمّلتم و ان تطیعوہ تہتدوا و ما علی الرسول
الا البلاغ المبین * * یعنی کہہ (ای محمد) کہ خدا و رسول کی اطاعت
کرو اور اگر برگشتہ ہو جاؤ تو جس کام کا اُسکو حکم ہوا ہی وہ کرے اور جو
تمھیں کرنا لازم ہی تم کرو اور اگر اُسکی اطاعت کروگے تو تم ہدایت پاؤگے
نہیں تو جو بات کہ ہمارے رسول کو لائق ہی صرف کُھلا کُھلی وعظ کرنا
ہی * اور قرآن میں ایسی آیتیں بھی ہیں جنمیں بے ایمانوں کو ایمان
کی تکلیف و دعوت ہوئی اور بیان کیا گیا ہی کہ اگر قرآن پر ایمان نہ
لاوینگے تو دوزخی ہونگے چنانچہ اِن آیتوں کے بموجب انسان کو ایمان کے
رد یا قبول کرنے کا اختیار باقی ہی نہیں تو دعوت و نصیحت بی فایدہ و
بیجا ہوتی اور ہر چند کہ قرآن کی اکثر آیتوں میں لکھا ہی کہ یسوع مسیح
صرف ایک آدمی و بندہ اور پیغمبر تھا لیکن دو ایک مقام پر اُسکے برخلاف
یہہ بھی بیان ہوا ہی کہ مسیح انسان کی جنس سے نہیں ہی بلکہ اُسکا
مرتبہ اعلیٰ ہی جیسا کہ سورۂ نسا میں بیان ہوا ہی کہ * انما المسیح
عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ و کلمتہ القیہا اِلیٰ مریم و روح منہ * * یعنی
تحقیق کہ یسوع مسیح مریم کا بیٹا خدا کا رسول ہی اور اُسکا کلمہ ہی جو
مریم میں ڈالا گیا اور خدا کا روح ہی * جانا چاہیئے کہ لفظ کلمۂ خدا
جو اِس آیت میں مسیح سے خطاب و اِشارہ ہی سو انجیل سے نقل کر لیا
گیا ہی چنانچہ یوحنا کے پہلے باب کی ۱ و ۱۴ آیت میں مرقوم ہی کہ *
ابتدا میں کلمہ تھا (یعنی مسیح) ارر وہ کلمہ خدا کے ساتھہ تھا اور وہ کلمہ
خدا تھا اور وہ کلمہ مجسم ہوا اور فضل و راستی سے بھرپور ہوکے ہمارے
درمیان رہا اور ہمنے اُسکا ایسا جلال دیکھا جیسے باپ کے اِکلوتے کا جلال *

پھر قران میں الفاظ روح الله کے مسیح سے منسوب ہوئے ہیں جیسا کہ سورۂ تحریم میں بیان ہوا ہی کہ * * ومریم بنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا * * یعنی مریم عمران کي بیتی ایسی ہی کہ اُسنے اپنے تئیں محفوظ رکھا اور ہم نے اپني روح اُس میں پھونکی * ظاہر ہی کہ یے آیتیں اُن آیتوں کی ضد ہیں جنمیں مسیح کے اعلیٰ مرتبہ اور اُسکی الوہیت کا انکار ہی * * اور ایسے اختلاف اگرچہ اِن سے بھی استدلال ہو سکتا ہی کہ قران من جانب الله نہیں ہی کیونکہ کلام میں معانی کا اختلاف اور احکام میں ضد ہونا یہہ ایک ناقص بات ہی مگر اِس قسم کی دلیلیں لانے کی کچھہ ضرورت نہیں رہي کسواسطے کہ اب تک جو مطالب و دلائل کہ اِس فصل میں قرآن کے معانی کي بابت ہمنے ذکر کیئے اُن سے خوب ثابت ہو گیا کہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہی اور درحالیکہ قرآن کی تعلیم انجیل کے ضد و خلاف ہی اور آدمي کي روح کے بقاصا رفع و دفع نہیں کرتی اور بعضی آیتوں کی رو سے خدا کے تقدس و عدالت اور محبت و رحمت کو بھي نقص پہنچتا ہی تو ظاہر و آشکار ہی کہ قرآن اُن شرطوں کو پورا نہیں کرتا جو ہمنے دیباچہ میں اور اِس باب کے شروع میں الہام حقیقی اور یعنی برحق کي صداقت کے لیئے ذکر کی ہیں خلاصہ بالکل معلوم ہو گیا کہ قرآن کی تعلیم و معنی سے اُس کي حقیقت اور من جانب الله ہونے کی کبھی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی بلکہ اُسکے معانی و تعلیم سے یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ ممکن نہیں کہ قرآن خدا کا کلام ہو *

مخفی نرہے کہ بعضے علما نے آیات مذکورہ کو ظاہری معني کے برخلاف تفسیر کرکے اَوْرہی مضمون سے تاویل کیا ہی اور بعض چھپانے کو منسوخیت کا قاعدہ درمیان لاکر کہتے ہیں کہ پچھلي آیت اگر پہلی کے مضمون سے ضد و برخلاف ہو تو اُسنے اُسے منسوخ کردیا ہی اور کہتے ہیں کہ قرآن میں بہت آیتیں ایسی ہیں جو منسوخ ہو گئي ہیں لیکن جو کوئي ذرا

بھی فکر و دقت کریگا وہ سمجھہ لیگا کہ اِس قاعدہ میں بھی عیب اور نقص ھی اور پھر اُن آیتوں کی نسبت جو منسوخ نہیں ھوئیں مگر اُنکے لفظی معانی ناقص ھیں کہتے ھیں کہ اِن آیتوں کے ایک باطنی معانی ھیں اور بعضے محمدی یہہ دعوی بھی کرتے ھیں کہ قرآن کی آیتوں کے صرف ایک ھی معنی نہیں ھیں بلکہ سات سات یا ستّر ستّر معانی باطنی پوشیدہ ھیں اور یہہ بھی کہتے ھیں کہ قرآن کے معانی ایسے اعلیٰ ھیں کہ عوام تو کیا بلکہ ھر ایک فاضل بھی انکے سمجھنے پر قادر نہیں ھی اِسی سبب سے محمدی علما اپنے ھم مذھبوں کو ھدایت کرتے ھیں کہ قرآن کے معانی دریافت کرنے میں اُسی پر کفایت کریں جو مفسّرین نے کہہ دیا ھی اور اِسی طریقہ سے مفسّرین اور علما نے قرآن کا عیب و نقص خلق سے چھپاکر حقیقی معانی سمجھنے سے روک دیا ھی اور قرآن کی تفسیر میں مفسّرین نے ظاھری الفاظ پر توجہ نکرکے بہتیری آیتوں کو اپنی راے و مرضی کے موافق تفسیر و تاویل کیا ھی اور اگر فرض کیا جاے کہ قرآن کی آیتوں کے سات سات یا ستّر ستّر معانی ھوں تو اِس صورت میں اگر کوئی شخص سیکڑوں معانی ٹھہرانا چاھے تو بھی ممکن ھوگا پس ایسی حالت میں کوئی پہچان سکیگا کہ قرآن کے حقیقی معانی کونسے ھیں جن پر عمل کیا جاے اور جس صورت میں کہ مفسّرین نے سات یا ستّر معانی پیدا نہیں کیئے اور باطنی معانی کی تفسیر میں باھم موافق بھی نہیں ھیں تو تحقیق کرنیوالے کو اَور بھی تشویش ھوگی کہ قرآن کے معانی کی بابت کیا تجویز کرے اور کونسے معنی قبول کرے خلاصہ اگر مثلاً محمدیوں کا دعوی درست ھو کہ قرآن کے باطنی معانی سات یا سات سے زیادہ ھیں اور قرآن کے معانی ایسے ھیں کہ صرف بعضے علما سمجھہ سکتے ھیں تو سوچنےوالے کو یہہ بات بڑی پریشانی اور سراسر شک و شبہہ میں چھوڑدیگی کیونکہ وہ اپنے دل میں کہیگا کہ اگر قرآن سب آدمیوں کی ھدایت کو نازل ھوا ھی تو چاھیئے کہ ھر آدمی اُسکے مطالب و معانی

سے آگاہ ہو نہ یہہ کہ صرف عالم فاضل ہي سمجھیں اور بس اور پھر یہہ بھي
سوچیگا کہ اگر میں اُسکے معانی دریافت نکر سکونگا تو اُسکے احکام کیونکر
پورے کرونگا اور اگر علما کے قول پر عمل کروں تو اِس بات کا یقین کیونکر
ہو کہ اُنکو کچھہ سہو و نسیان نہیں ہوا اور درست درست معني کہتے
ہیں الحاصل ہر ایک سوچنےوالے کو آسانی سے ظاہر و معلوم ہو جائیگا کہ
قرآن کے باطنی معنی کا دعوی سے اصل و بے بنیاد ہی اور اِس آیت
کے رو سے بھی یہہ دعوی باطل و خلاف ٹھہرتا ہی دیکھو سورۂ آل عمران
میں لکھا ہی کہ * * ہو الذي انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن
ام الکتاب وآخر متشابهات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه
منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والرّاسخون في العلم
یقولون امنّا به کل من عند ربّنا ما یذکر الا اولوا الالباب * * یعنی خدا نے
تجھہ پر کتاب نازل کی ہی اُسکی بعضي آیات تو محکمات ہیں جو آسانی
سے سمجھی جاتی ہیں اور وہي آیتیں کتاب کی اصل ہیں اور باقی آیات
متشابہات ہیں یعني تمثیلیں ہیں لیکن وے لوگ جنکے دل میں فتنه
انگیزی ہی چاہتے ہیں کہ متشابہات میں دست اندازی کریں اور حال
آنکه انکی تاویل خدا کے سوا کوئي نہیں جانتا اور وے لوگ جو علم میں
مضبوط و استوار ہیں کہتے ہیں کہ ہم اُن آیتوں پر ایمان لائے وے سب
ہمارے خدا کي طرف سے ہیں اور نصیحت کوئي نہیں مانتا مگر عقلمند
لوگ * ہم نے اِن آیتوں کو سنّي مفسّرین کے بیان بموجب ترجمه کیا ہی
کیونکہ اُنکي تفسیر صرف و نحو کے قاعدہ سے درست اور آیت کے معانی
اور لفظی تسلسل کے مطابق و مناسب ہی کیونکہ الفاظ والراسخون في العلم
اگر سابق کے الفاظ پر معطوف ہوں جیسا کہ مفسّرین شیعہ کا گمان ہی تو
اِس صورت میں چاہیئے تھا کہ لفظ یقولون سے پہلے ایک واو یا ضمیر اشارہ
یعني و یقولون یا و ہم یقولون ہوتا مگر درحالیکہ کلمات ماقبل میں عام
معنی سے اشارہ ہوا ہی کہ صرف وہي لوگ جنکے دل میں خرابي ہی

آیات متشابہات کي تاویل ڈھونڈھتے ھیں تو اِس سے واضح ھوتا ھی کہ علماء شیعہ بھي اُن ایات کے معاني سمجھنے میں عاجز و قاصر ھیں اور جیسا کہ سنّیوں پر ویساھي اُن پر بھي واجب ھی کہ ایسي آیتوں کي تاویل کے خواھاں نہوں اور پہلے الفاظ کہ امنا کل من عند ربنا کے معنی تفسیر مذکورہ کي صحت کو ثابت کرتے ھیں کیونکہ کلمات و الراسخون فی العلم یقولون اِن الفاظ کي طرف راجع ھیں کہ وما یعلم تاویلہ اِلا اللہ اِس نہج سے کہ وے لوگ جو قرآن دانی اور علم میں مضبوط ھیں اور اُنکے دل میں کچھہ شک و شبہہ نہیں ھی یوں کہتے ھیں کہ ھر چند کہ آیات متشابہات کو ھم نہیں سمجھتے پھر بھي اُنھیں مانتے ھیں اور جو کچھہ قرآن میں ھی اسے ھم خدا کي طرف سے جانتے ھیں پس قرآن کي اِس آیت کے مضمون سے معلوم ھوتا ھی کہ قرآن میں دو قسم کي آیتیں ھیں ایک تو آسانی سے کُھلا کُھلي سمجھي جاتی ھیں جنکے معاني الفاظ ھي سے دریافت ھوتے ھیں اور اِس قسم کي آیتیں قرآن کي بنیاد ھیں اور دوسری قسم کي آیتیں متشابہات کہلاتی ھیں اور انکے معاني باطني ھیں جنھیں خدا کے سوا کوئي نہیں جان سکتا اور اُنکے سمجھنے میں کسي کو تاویل و کوشش کرنا بھی نچاھیئے لیکن درحالیکہ قرآن کے کسي مقام میں نہیں کہا گیا کہ آیات متشابہات کونسی ھیں تو ظاھر ھی کہ آیات متشابہات صرف وھی آیتیں ھونگي جنمیں اِشارہ ھی کہ اِنکے معانی اور مطالب تمثیل کے طور پر ھیں اور باقي آیتیں جنمیں ایسا اِشارہ نہیں ھی اُنکے معانی ظاھري اور لفظي سمجھنا چاھیئے کیونکہ اِس نہج کی تفسیر کرنا قواعد کے مطابق اور موافق ھی چنانچہ تفسیر کا ضابطہ اور قانون یہہ ھی کہ اولا مفسّر کو چاھیئے کہ کتاب کا مطلب ایسا دریافت کرے جیسا مصنف کے دل میں تھا اور پھر مفسّر کو یہہ بھی چاھیئے کہ مصنف کے زمانہ کے احوال اور اس مذھب کے عقیدہ و عادات سے جس میں مصنف نے پرورش پائی ھو خوب آگاھی بہم پہنچاے اور خود مصنف کي صفات و حالات سے بھی خبردار ھو جاے

کتاب کے مطالب کے تسلسل پر متوجہ ہوکر اگلی پچھلی باتوں کے علاوہ کو نہ توڑ دے اور جس مطلب کی تفسیر کرنا چاہے اس میں ضرور ہی کہ اُن سب مقاموں کو جو اُس مطلب کے ساتھہ مناسبت اور مطابقت رکھتے ہوں مقابلہ کرے اور اُنکے موافق تفسیر لکھے ثالثاً درحالیکہ ظاہری معنی جو گفتگو اور محاورہ میں ہیں وہی معنی ہیں جن سے مصنف نے الفاظ کو اپنی کتاب میں ضبط و ثبت کیا ہی تو چاہیئے کہ مفسّر بھی اُن ظاہری مشہور معانی سے دست بردار نہو جب تک کہ خود کتاب سے معلوم نہو جاے کہ اِس مقام پر مصنف کا مقصد تمثیل و کنایہ ہی بس اگر تمثیل ہو تو مفسر کو بھی چاہیئے کہ معانی کو تمثیل کے مقصد و مطلب کے موافق تفسیر کرے ورنہ مفسّر صرف اپنی خواهش کے موافق تفسیر نہیں کرسکتا × × اب جو کوئی انصاف کی نظر سے قرآن کی اُن آیتوں کو جو ہمنے اِس کتاب میں ذکر کیں ملاحظہ کرے تو سمجھیگا کہ تفسیر صحیح اور قانون مذکورہ کے موافق اُن آیات کے یہی معنی ہیں جو ہم نے ترجمہ کرکے بیان کیئے کسی میں تشبیہہ اور تمثیل کا اِشارہ نہیں ہی *

چوتھی فصل

محمد کی صفات اور حال چال کے بیان میں

گذشتہ فصلوں میں ثابت ہوا کہ قران کی عبارت اور مضمون سے اُسکے من جانب اللہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں نکلتی اب ہم محمد کی صفات اور چال چلن کی طرف رجوع کرکے دیکھینگے کہ آیا پیغمبری کی صفات اُس میں پائی جاتی ہیں یا نہیں اِس باب کے ابتدا میں مذکور ہوا کہ

پیغمبری کی صفات سے ایک یہہ هی کہ اُس سے معجزہ یا پیشینگوئی هوئی هو مگر قرآن کے مضمون کے موافق محمد سے کوئی معجزہ نہیں ہوا چنانچہ سورۂ عنکبوت میں مرقوم هی کہ * * وقالوا و لا انزل علیه آیات من ربه قل انما الایات عند الله و انما انا نذیر مبین * * یعنی کہتے هیں کہ اگر اُسکے خدا کی طرف سے کوئی نشانی اُسپر نازل نہوگی تو هم ایمان نلائینگے پس (ای محمد) تو کہہ کہ نشانیاں خدا کے پاس هیں میں تو ایک نصیحت دینےوالا هوں * اور سورۂ بنی اسرائیل میں مذکور هی کہ * * وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنة من نخیل و عنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط السمآء کما زعمت علینا کسفا او تاتی بالله و الملائکة قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السمآء و لن نومن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ قل سبحان ربّی هل کنت الا بشرا رسولا * * یعنی وے لوگ کہتے هیں کہ هم تجھپر هرگز ایمان نلائینگے جب تک تو همارے لیئے زمین کے نیچے سے پانی کا چشمہ نکالکر جاری نکر دیگا یا هو جاوے تیرے واسطے خرما یا انگور کا کوئی باغ اور اُسمیں تو نہریں جاری کردے یا آسمان کو همپر گرادے جیسا کہ تو نے دعوی کیا هی یا خدا کو اور فرشتوں کو گواهی کے لیئے بلاوے یا سونے کا بنا هوا تیرا ایک گھر هو یا تو آسمان پر چڑھہ جاے اور وہ چڑھہ جانا هم سچ نمانینگے جب تک تو همارے لیئے کوئی ایسی کتاب نہ اُتار لاے جسے هم آپ پڑھہ لیں اُسکے جواب میں کہہ (ای محمد) کہ سبحان الله میں کون هوں مگر ایک بشر جو پیغمبری پر بھیجا گیا هوں * پھر سورۂ انعام میں لکھا هی کہ * * واقسموا بالله جهد ایمانہم لئن جاءتہم آیة لیومنن بہا قل انما الایات عند الله و ما یشعرکم انہا اذا جاءت لا یومنون * * یعنی (کفّار نے) بڑی گاڑھی قسم کھائی هی کہ اگر کوئی معجزہ دیکھیں تو ایمان لاوینگے کہہ (ای محمد) کہ معجزے خدا کے پاس هیں اور تم نہیں جانتے هو اگر معجزہ هوگا تب بھی وے ایمان نلائینگے * پھر اسی سورۂ میں مرقوم

هی که * ما عندي ما تستعجلون به ان الحکم الا الله يقص الحق و هو خير الفاصلين قل لو ان عندي ما تستعجلون به لقضي الامر بيني و بينكم * * يعني کهه (اي محمد) که ميرے پاس وه چيز (يعني معجزه) جسکے ليئے تم جلدي کرتے هو نهيں هی کيونکه حکم خدا کي طرف سے هی اور وهی حق کو ظاهر کر ديگا اور وه سب حاکموں سے بهتر و برتر هی کهه (اي محمد) که وه چيز (يعني معجزه) جسے تم چاهتے هو که جلد ظهور ميں آجاے اگر ميرے پاس هوتا تو ميرا تمهارا جهگڑا فيصل هو جاتا * پس اِن آيتوں سے صاف معلوم هوتا هی که محمد نے کوئي معجزه نهيں دکهايا اور دکهانے پر قادر بهي نتها اور هرچند که قرآن کے مفسّرين دعوی کرتے هيں که درحاليکه خدا جانتا تها که يے لوگ جو محمد سے معجزه طلب کرتے هيں اگر معجزه ديکهه بهي لينگے تب بهي ايمان نلائينگے تو اپني رحمت کے سبب محمد کو معجزه دکهانے کي اجازت ندي تاکه اُنکا عذاب بڑهه نجاے ورنه بجز اُنهيں اوقات مذکوره کے محمد کو معجزه دکهانے کي قدرت بهي ليکن مفسّرين ايسا دعوی کرکے محمد کو جهوٹها بناتے هيں کيونکه محمد نے اِن آيتوں ميں کُهلا کُهلي اقرار کريا هی که صرف نصيحت دينا ميرا کام هی اگر معجزه ميرے اختيار ميں هوتا تو ميں ضرور دکهلاکر حجت تمام کريا علاوه اِسکے جو لوگ رسالت کے نبوت ميں محمد سے معجزه طلب کرتے تهے محمد نے اُنهيں کسي جگهه اور کسي وقت اپنے اگلے معجزه کا حواله نهيں ديا اور نه يهه کها که ميں آينده معجزه دکهلاؤنگا اور ظاهر هی که اگر محمد سے معجزه هوا هوتا تو اپنے مدعيوں کو اُسکا حواله ديکر حجت تمام کريا اور اُنهيں بهي ايمان لانے کے ليئے پهرکچهه عذر باقي نه رهتا مگر اِس بات سے که لوگ هميشه محمد سے معجزه مانگا کرتے تهے اور اُسنے کسي وقت اُنهيں اپنے معجزه کا حواله نهيں ديا صاف ثابت هوتا هی که محمد نے کبهي معجزه نهيں کيا اور نه اُسے معجزه کرنے کي طاقت تهي چنانچه يهه مطلب سورهٔ بني اسرائيل سے کُهلا کُهلي

معلوم ہوتا ہی کہ اسمیں لکھا ہی * * ما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بہا الاولون * * یعنی کوئی چیز ہمیں مانع نہیں ہوئی کہ تجھے معجزہ کے ساتھ بھیجیں مگر یہی کہ اگلے پیغمبروں کو جو ہمنے معجزہ دیکر بھیجا تھا اُنہیں لوگوں نے جھوٹھا جانا * پس اِس آیت کے مضمون سے بھی خوب واضح ہی کہ محمد نے کسی وقت معجزہ نہیں دکھایا اور رسالت کی یہہ دلیل اُس میں نہ تھی * * بعضے علما دعویٰ کرتے ہیں مثل مصنف کتاب استفسار جو اپنی کتاب کے آخر میں لکھتا ہی کہ اِن آیتوں میں معجزہ کی نفی عموما نہیں ہی بلکہ ایک خاص نفی ہی یعنی اُن آیتوں میں محمد نے صرف اُس خاص معجزہ کا اِنکار کیا ہی جو بعضے بے ایمان عرب نے اُس وقت اُس سے مانگا تھا اور کہتے ہیں کہ یہہ بات لفظ الایات سے جو معرّف باللّام ہی ثابت ہوتی ہی اور کہتے ہیں کہ اگر الایات کی جگہہ صرف لفظ آیۃ ہوتا تو البتہ عموما نفی نکلتی اور ثابت ہو جاتا کہ محمد سے کوئی معجزہ نہیں ہوا سو ایسا دعویٰ اُس وقت درست ہوتا کہ لفظ الایات قران میں ہمیشہ خاص کے معانی سے آیا ہوتا لیکن درحالیکہ خود اِس آیت سے اور اَوْر آیتوں سے بھی واضح و ثابت ہوتا ہی کہ لفظ الایات اِس مقام میں اور قرآن کے اَوْر مقاموں میں بھی آیۃ کے معانی سے یعنی عام معنی سے آیا ہی تو ظاہر و ثابت ہوا کہ ایسا دعویٰ باطل و بیجا ہی اور قرآن کی اُن آیتوں میں سے جن میں لفظ الایات عام معنی سے آیا ہی چند آیتیں یے ہیں مثلا اُسی اخیر آیت میں نرسل کا لفظ اِشارہ کرتا ہی کہ لفظ الایات فائدہء عام کے لیئے آیا ہی چنانچہ اُسی آیت کے آخر الفاظ یے ہیں کہ * * ما نرسل بالایات الا تخویفا * * یعنی انبیا کو ہم نے معجزے کے ساتھہ نہیں بھیجا مگر ڈرانے کے لیئے * دیکھو اس جملہ میں لفظ الایات عام معنی سے آیا ہی اس ظاہر ہی کہ پہلے جملہ میں بھی اُس سے یہی مراد ہی پھر تیسری آیت میں لفظ آیۃ یعنی جاءتہم آیۃ عام معنی سے آیا ہی اور

بعدہ لفظ الآیات سے تعبیر کیا گیا یعنی انما الآیات الخ پس ظاہر ہی کہ الآیات اِس مقام میں آیہ کے معنی سے یعنی عام معنی کے لیئے آیا ہی پھر سورۂ عمران میں وارد ہی کہ * * ذلک نتلوہ علیک من الآیات * * یعنی ہم اِس طرح آیات کو تجھہ سے بیان کرتے ہیں ۔ پھر سورۂ انعام میں مذکور ہی کہ * * قد فصّلنا الآیات لقوم یعلمون * * یعنی ہم نے آیات کو اِس طرح سے یاد کرنیوالوں کے لیئے بیان کیا * اور یہی الفاظ سورۂ اعراف اور سورۂ توبہ وغیرہ میں بھی آئے ہیں پھر سورۂ رعد کے اوائل میں لکھا ہی کہ * * یفصّل الآیات لعلکم الخ * * یعنی وہ تم سے آیات کی تفصیل کرتا ہی * پھر سورۂ دخان میں ہی کہ * * و اٰتیناہم من الآیات * * یعنی ہم نے اُنہیں (یعنی بنی اِسرائیل کو) نشانیاں (یعنی معجزے) دئے ہیں * * پھر سورۂ احقاف میں لکھا ہی کہ * و صرفنا الآیات لعلہم یرجعون * * یعنی ہم نے اپنی آیات یعنی اپنی نشانیاں اُن سے بیان کردیں * خلاصہ ایسی آیتیں قرآن میں بہت ہیں جن میں لفظ الآیات عام معنی سے آیا ہی اور بعضے مقام میں قرآن کی آیتوں سے مراد ہی اور بعض جگہہ معجزوں اور خدا کی نشانیوں سے جو آسمان و زمین میں ہیں مقصود ہی اور بعض موضع میں اُن معجزوں سے مراد ہی جو انبیا نے عادت اللہ کے موافق دکھئے ہیں پس شک نہیں ہی کہ آیات مذکورہ میں بھی لفظ الآیات عام کے معنی سے آیا ہی اور محمد نے اُن آیتوں میں نفی عام اِس لیئے کی ہی کہ وے معجزے جو عادت اللہ کے موافق انبیا کو دئیے گئے تھے اُسکو نہیں دیئے گئے * * اور یہہ جو مصنف استفسار کہتا ہی کہ مسیح نے بھی صاحب معجزہ ہوکر معجزہ سے اِنکار کیا ہی جیسا کہ متی کے ۱۶ باب کی ۴ آیت میں مرقوم ہی کہ * اِس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں پر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان اُنہیں دکھایا جائیگا * سو یہہ آیت مصنف مذکور کے لیئے مفید نہوگی کیونکہ پہلے تو یہودی سرداروں نے امتحان کے طور پر ایک خاص آسمانی نشان

مسیح سے مانگا تھا چنانچہ متی کے اُسی باب کي پہلی آیت سے ظاہر و ثابت ھی کہ وہاں مرقوم ھی کہ * فروسیوں اور زادوقیوں نے آکے آزمانے کے لیئے اُس سے چاہا کہ ایک آسمانی نشان ہمیں دکھا * پس مسیح نے صرف اُسی خاص نشان سے انکار کیا اور پس دوسرے مسیح نے محمد کی طرح یہہ نہیں کہا کہ نشانی میرے پاس نہیں ھی اور میں معجزہ کے ساتھہ نہیں بھیجا گیا بلکہ یہہ کہا کہ ایک خاص نشان بھی تمہیں دکھایا جائیگا یعنی یونس نبي کا معجزہ جو مسیح کے قیام سے مراد ھی جیسا کہ متی کے ۱۲ باب کی ۳۸ آیت سے ۴۱ تک بیان ہوا ھی اور یہہ نشان مسیح کے قیام کے وقت یہودیوں پر ظاہر ہوا تیسرے مسیح کے معجزے انجیل میں مفصل بیان ہوئے اور کہا گیا ھی کہ اُسنے فلانے مُردہ کو زندہ کیا اور فلانے اندھے کو بینائی بخشی اور فلانے بیمار کو اچّھا کیا اور یوحنا کے ۱۰ باب کي ۳۸ آیت میں مذکور ھی کہ خود مسیح نے یہودیوں کو اپنے معجزوں کي طرف رجوع کرکے کہا کہ * اگر مجھہ پر ایمان نلاؤ تو میرے کاموں پر ایمان لاؤ * اور یہودی سرداروں نے خود مسیح کے معجزوں کا اِقرار کیا ھی چنانچہ یوحنا کے ۳ باب کی ۲ آیت میں لکھا ھی کہ * نیقودیموس جو یہودیوں کا ایک سردار تھا اُسنے رات کو یسوع پاس آکر کہا کہ ربّي ہم جانتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے اُستاد ہوکے آیا کیونکہ کوئی شخص یے معجزے جو تو دکھاتا ھی جب تک کہ خدا اُسکے ساتھہ نہو نہیں دکھا سکتا * مگر قرآن میں کسی جگہہ نہیں کہا گیا کہ محمد نے فلاں فلاں معجزے دکھائے ہیں بلکہ معجزہ کا عذر اور نفی جا بجا ھی جیسا کہ بیان ہوا * * بعضے وقت محمدي سورۂ قمر کی یہہ آیت کہ * * اقتربت الساعة و انشق القمر * * یعنی پاس آ گئي وہ ساعت اور چاند پھٹ گیا * محمد کے معجزہ کي دلیل بناکر چاہتے ہیں کہ اِس آیت سے محمد کا معجزہ ثابت کریں پر اِس آیت سے محمد کا معجزہ کئي وجہ سے ثابت نہیں ہوتا اوّلاً لفظ الساعة الف لام کے ساتھہ مفرد ہونے کي حالت میں ہر جگہہ قران میں

روز قیامت کے معنی سے آیا ھی مثلا سورۂ طه کے اوائل میں اور سورۂ
حم اور سورۂ شوری وغیرہ میں اِسی معنی سے ھی جانا چاھیئے کہ لفظ
الساعۃ بارہ سورتوں میں پندرہ جگہہ پایا گیا اور ھر جگہہ روز قیامت کے
معنی یا ساعت آخیر کے معنی سے آیا ھی چنانچہ مفسّرین نے بھی اُسکو
اِسی مضمون سے بیان کرکے کہا ھی کہ قیامت کا دن آن پہنچا اور جملہ
انشق القمر واو عطف کے سبب جملہ اقتربت الساعۃ کے ساتھہ ملحق ھوکر
معطوف اور معطوف علیہ دونوں ایک جملہ کے حکم میں ھیں اور اِسکے
سوا دونوں جملوں میں دو فعل ماضی آئے ھیں تو جیسا کہ پہلا فعل
اقتربت مستقبل کے معنی بخشتا ھی یعنی قیامت کا دن آویگا اِسی طرح
دوسرا فعل انشق بھی سینشق کے معنی دیتا ھی یعنی جس وقت کہ
قیامت کا دن آویگا چاند پھٹ جائیگا چنانچہ بعض علما اور بعض
مفسّرین نے بھی آیت کو اِسی مضمون سے بیان کیا ھی مثلا زمخشری اور
بیضاوی اگرچہ آیت مذکورہ کو محمد کا معجزہ جانتے ھیں پھر بھی اپنی
تفسیر میں یوں لکھتے ھیں * " و عن بعض الناس اِن معناہ ینشق یوم
القیامۃ و فی قراۃ حذیفہ و قد انشق القمر ای اقتربت الساعۃ و قد حصل
من آیات اقترابہا انہ القمر قد انشق " * یعنی بعضے اشخاص نے کہا ھی
کہ اِس آیت کے معنی یے ھیں کہ قیامت کے دن چاند شق ھو جائیگا
اور حذیفہ کی قراءت میں یوں ھی کہ چاند شق ھو گیا یعنی قیامت
کا دن نزدیک آیا اور اُسکے نزدیک آنے کا نشان بھی ملا اور وہ یہہ ھی کہ چاند
شق ھو گیا * اور بیضاوی لکھتا ھی کہ * " وقیل معناہ سینشق یوم القیامۃ
یعنی بعض نے کہا ھی کہ قیامت کے دن چاند شق ھو جائیگا * ثانیا اگر
بالفرض ھم مان بھی لیں کہ شق القمر وقوع میں آیا ھی تو اُس حالت
میں بھی محمد کا معجزہ نہو سکیگا کیونکہ نہ تو خود آیت میں نہ اُسکے
ما بعد کی آیتوں میں کہا گیا ھی کہ یہہ کام محمد کے وسیلہ سے وقوع
میں آیا اور معجزے یا خرق عادت کو رسالت و پیغمبری کی دلیل بنانے

کے ایئے ضرور ھی کہ اسی کتاب میں کہا گیا ہو کہ وہ معجزہ اُسی پیغمبر سے ظہور میں آیا ھی جیسا کہ موسیٰ اور یسوع اور حواری وغیرہ کے معجزے توریت و انجیل میں مفصل بیان ہوئے ھیں اور کہا گیا ھی کہ فلاں فلاں معجزہ فلاں فلاں نبی و رسول سے ھوا مگر قرآن کی اِس آیت میں فعل کے فاعل کا کچھہ ذکر نہیں صرف عموما کہا گیا ھی کہ چاند شق ھو گیا اور اَور آیتوں میں بھی قرآن کے کسی مقام میں نہیں کہا گیا کہ اِس سورہ میں جو شق القمر کا معاملہ ھی سو محمد سے نسبت رکھتا اور اُسکے وسیلہ سے عمل میں آیا ھی اور ما بعد کی آیت میں بھی نہیں کہا گیا کہ جس وقت کہ مشرکوں نے اِس نشان کو دیکھا تو کہا کہ جادو ھی بلکہ ایک عام معنی اور صیغہ مضارع سے اور بلا تعئین لفظ آیت کے یعنی بغیر الف لام تعریف کے کہا ھی کہ ۰ * و ان یروا آیۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمر * * یعنی اگر بے ایمان لوگ کوئی نشان دیکھتے ھیں تو کہتے ھیں کہ یہہ پرانا جادو ھی بس اِس آیت میں بھی کچھہ اشارہ نہیں ھی کہ وہ امر محمد سے واقع ہوا اور دوسری آیت کا علاقہ پہلی آیت سے اِس سے بڑھی کہ بے ایمان لوگ آخری زمانہ میں اگرچہ قیامت کے نشان بہت دیکھینگے مگر ایمان نہ لائینگے بلکہ اگلے بے ایمانوں کی عادت کے موافق کہینگے کہ یہہ جادو ھی ثالثا اگر شق القمر محمد سے ھوا ھوتا تو بلا شک اُن لوگوں کو جو ایک معجزہ طلب کرتے تھے محمد اپنے اِس معجزہ شق القمر کا حوالہ دیکر کہتا کہ فلاں وقت میں چاند کو میں نے شق کیا ھی اور یہہ میرا معجزہ ھی تم بے ایمان مت ہوو بلکہ لازم تھا کہ یہی جواب دیتا تاکہ اُنہیں کچھہ عذر باقی نرہتا مگر قرآن میں کہیں ایسے جواب کا ذکر و اشارہ بھی نہیں ھی خلاصہ اِن وجوہات سے ظاہر ھوا کہ یہہ آیت بھی محمدیوں کو مفید نہیں اور محمد کا معجزہ اِس سے ثابت نہیں ہوتا ھی *

مصنف استفسار نے قرآن کی یہہ آیت بھی ذکر کی ھی کہ سورہ انفال

میں ایسا مرقوم ھی کہ * * ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمیٰ * * یعني تو نے نہیں ڈالا جسوقت کہ ڈالا لیکن خدا نے ڈالا * اور کہا ھی کہ اِس آیت کا مضمون محمد کے معجزہ کی دلیل ھی مگر ان کلمات میں کہیں یہہ نہیں کہا گیا کہ محمد نے فلاں فلاں معجزہ کیا بلکہ بے تعئین اور بے تفصیل صرف اِتنا ھي کہا ھی کہ تو نے نہیں ڈالا جسوقت ڈالا لیکن خدا نے ڈالا سو دانشمندوں کے نزدیک ایسے غیر معین لفظوں سے معجزہ ثابت نہوگا ھاں مگر احادیث کے مضمون بموجب مفسّرین یوں لکھتے ھیں کہ غزوۂ بدر یا غزوۂ حنین میں محمد نے ایک مٹھي ریت کفار کے لشکر کي طرف ڈالي تھی جس سے اُن سب کي آنکھوں میں ریت ھی ریت ھو گئی پھر کفّار بھاگ گئے پس اِس آیت کي نسبت کہتے ھیں کہ اِسي واقعہ سے اشارہ ھی لیکن ھمکو حدیثوں سے کچھہ کام نہیں ھماري بحث تو قرآن کے ساتھہ ھی اور معجزہ کی تفصیل قرآن کي آیتوں سے مانگتے ھیں نہ کہ حدیثوں سے اور یہہ بات کہ محمد کي حدیثیں دیني مباحثہ میں دلیل نہیں ھو سکتیں آگے بیان و ثابت ھوگا اور اگر بالفرض ھم قبول کریں کہ وہ حدیث صحیح ھی اور في الحقیقت محمد نے دشمنوں کے لشکر کی طرف ریت ڈالی تب بھي اِس سے معجزہ ثابت نہوگا کیونکہ یہہ تو صرف ایک ایسی بات ھی کہ ھر زمانہ میں لشکر کشوں نے کی ھی اور اب بھي کیا کرتے ھیں تاکہ اپنے لشکر کو دلیر و بیباک بناویں پس اگر اُنکا وعدہ وعید پورا ھوا اور دشمن پر فتح ھو گئي تو اِس صورت میں کوئی عقلمند یہہ نکہیگا کہ اُنکی بات اِلہام الہي سے تھی اور وہ ریت في الحقیقت دشمنوں کي آنکھوں ھي میں پڑي اور لشکر کش نے معجزہ دکھایا ھی *

آیات مذکورہ کے سوا مصنف موصوف نے اپني کتاب کے ۲۱۰ صفحہ میں یے آیتیں بھي لکھی ھیں یعني * * و شہدوا ان الرسول حق و جاء ھم البینات * * جو سورۂ عمران میں واقع ھی * یعنی گواھی دی کہ

رسول برحق هی اور اُنهیں نشانیاں ملیں * پھر یہہ آیت جو سورهٔ صف میں مرقوم هی که * * فلما جاءهم بالبینات قالوا هذا سحر مبین * * یعنی جسوقت که کھلے نشانوں سے اُنکے پاس آیا تو بولے یہہ صریح جادو هی *
اب مصنف مذکور دعویٰ کرتا هی که اِن آیتوں سے محمد کے معجزے ثابت هوتے هیں اور جا بجا اُن آیتوں کي طرف رجوع کرکے انهیں اپني دلیل بنائی هی اور اسکی طرز تحریر سے ایسا معلوم هوتا هی که محمد کا معجزه ثابت کرنے کے لیئے قرآن کي آیتوں میں عمده آیتیں یہی هیں اور شک نہیں که اگر اِن سے بہتر آیتیں قرآن میں ملتیں تو انهیں بهی لکهتا مگر محمد کا معجزه اِن آیتوں سے بهی ثابت نہیں هوتا کیونکه اولا تو ان آیتوں میں ایک معجزه بهی محمد کے نام سے مذکور نہیں هوا اور ایسی تفصیل کے ساتهه جو رسالت ثابت کرنے کے لیئے لازم و واجب هی اور جس طریقه پر توریت و انجیل میں آئے هیں نہیں کہا گیا که محمد نے فلاں معجزه فلاں وقت اور فلاں مقام پر کیا هی بلکه صرف عموما کہا هی که اُنهیں نشانیاں ملیں اور کُهلے نشانوں سے اُنکے پاس آیا ثانیا دوسری آیت مصنف کے مطلب کو اِس سبب سے بهي مفید نہیں هی که وه آیت بظن غالب نه محمد سے بلکه مسیح سے مراد رکهتی هی چنانچه بیضاوی نے بهی اُسے مسیح کی طرف رجوع کرکے اِس مضمون سے بیان کیا هی که * * فلما جاءهم بالبینات قالوا هذا سحر مبین * * الاشارة الی ما جاء او الیه و تسمیته سحرا للمبالغة و یویده قرأة حمزه و الکسائي هذا ساحر علی ان الاشارة الی عیسیٰ عم * * یعنی اِشارہ ما جاء کی طرف هی یا جائی کی طرف یعنی شخص آینده اور اُسکا نام سحر جو رکها گیا سو مبالغه کی راه سے هی اور حمزه و کسائي کي قرأه هذا ساحر اِس معنی کی موئد هی که یہه عیسیٰ سے اشاره هی ثالثا اگر بالفرض هم قبول بهی کریں که دونوں آیتیں محمد کی طرف رجوع کرتی هیں تب بهی لفظ البینات اگرچه معجزه کے معنی بهي رکهتا هی مگر قرآن کے بہتیرے مقاموں میں صرف آیات قرآن

اُس سے مراد ھی مثلاً سورۂ حدید کے اوائل میں مرقوم ھی کہ * * ھو الذي ینزل علی عبدہ آیات بیّنات الخ * * یعني وہ وھی ھی جو اپنے بندہ پر روشن آیتیں اُتارتا ھی * پھر سورۂ احقاف کے اوائل میں ھی کہ * * و اذا تتلی علیھم آیاتنا بیّنات * * یعني جس وقت اُنھیں ھمارا روشن کلام سنایا * پھر سورۂ بیّنہ میں مرقوم ھی کہ * * الا من بعد ما جاءتھم البیّنہ * * یعني بعد اسکے کہ آیا اُنکے پاس روشن کلام * پھر سورۂ بقر میں مذکور ھی کہ * * فان زللتم من بعد ما جاءتکم البیّنات * * یعنی اگر تم ٹھوکر کھاؤ بعد اُسکے کہ صاف حکم تمھارے پاس پہنچ چکا * پھر سورۂ مومن میں وارد ھی کہ * * لما جاءني البیّنات من ربّي * * یعني جس وقت کہ آئے میرے پاس کھلے نشان میرے رب سے * خلاصہ ایسی آیتیں قرآن میں بہت ھیں جن میں الفاظ بیّنہ اور البیّنات اور بالبیّنات بمعنی آیات قرآن اور اگلے پیغمبروں کے احکام و اِلہام کے معنی سے آئے ھیں اور درحالیکہ قرآن میں کسی جگہہ نہیں کہا گیا ھی کہ فلاں معجزہ محمد سے ھوا بلکہ اِسکے ضد و برخلاف معجزہ نکرنے کا عذر جابجا مذکور ھوا ھی تو ظاھر و ثابت ھی کہ آیات مذکورہ میں اگر قبول بھي کریں کہ دونوں آیات میں محمد پر رجوع ھو تو بھی البیّنات کا لفظ نہ محمد کے معجزہ کے معنی سے بلکہ قرآن کي آیتوں کے معنی سے آیا ھی رابعاً اگر کوئي کہے کہ الفاظ ھذا سحر مبین دلیل ھی کہ اِس آیت میں لفظ بیّنات محمد کے معجزہ کے معنی سے آیا ھی کیونکہ قرآن کي آیتوں کو سحر نہیں کہہ سکتے تو اُسکا جواب یہہ ھی کہ قرآن میں بہت آیتیں ھیں جنمیں بیان ھوا ھی کہ قریش و یہود نے محمد کو ساحر اور قرآن کي آیتوں کو سحر اور سحر مبین کہا ھی مثلاً سورۂ ص میں مرقوم ھی کہ * * و قال الکافرون ھذا ساحر کذاب * * یعني منکروں نے کہا کہ یہہ جھوٹھا جادوگر ھی * پھر سورۂ زخرف میں ھی کہ * * و لما جاءھم الحق قالوا ھذا سحر * * یعني جس وقت کہ حق ان کے پاس پہنچا تو بولے یہہ

جادو هی * پهر سورهٔ احقاف میں مذکور هی که * * قال الذین کفروا للحق لما جاءهم هذا سحر مبین * * یعني منکر جس وقت حق بات اُنهیں ملتی هی تو کهتے هیں که یهه صریح جادو هی * بس ظاهر هی که یهه دعوی بهي باطل هی الحاصل واضح اور آشکار هو گیا که اُن دو آیات مذکورہ سے بهي محمد کا معجزہ ظاهر و ثابت نهیں هوتا بس بخوبی یقین هی که محمدی لوگ ایسي ایک آیت بهي قرآن سے نهیں لاسکتے جس میں محمد کا معجزہ تفصیلوار بیان هوا هو خلاصه قرآن سے محمد کا معجزہ هرگز ثابت نهیں هوتا بلکه معجزات سے اُسکا انکار ظاهر و ثابت هوتا هی اور بس *

پیشینگوئي بهي قرآن میں مذکور نهیں هوئي هی یعني ایسي پیشینگوئیاں جو کتب مقدسه کي پیشینگوئیوں کی مانند هوں قرآن میں ذکر نهیں هوئي هیں لیکن بعض علما اِن آیتوں کو ذکر کرکے کهتے هیں که اِنمیں خبر قبل از وقوع دي گئی هی چنانچه سورهٔ قمر میں مرقوم هی که * * ام یقولون نحن جمیع منتصر سیهزم الجمع و یولون الدبر * * یعني وے کهتے هیں که هم قوي و بررور لوگ هیں لیکن وهی لوگ بهاگ جائینگے اور بیٹهه پهیر دینگے * اب مفسّرین کهتے هیں که یهه آیت غزوهٔ بدر سے پهلے وارد هوئي اور جب محمد کا لشکر قریش پر غالب هوا تو اِس آیت کی سچائي ظهور میں آگئي لیکن اِس آیت کی اصل حقیقت اِس طرح هی که جب محمد کے اصحاب اور اُسکے لشکر نے جان لیا که لشکر قریش گنتي میں هم سے دو چند هی تو اُنکے دل میں خوف بیٹهه گیا تها جیسا که سورهٔ انفال سے اور حیات القلوب کی دوسری جلد کے ۳ باب سے معلوم هوتا هی که محمد نے اپنے اصحاب کو خبر دی که قافله گذر گیا اور قریش هماری طرف متوجه هیں اور حق تعالی نے مجهے حکم دیا هی که اُنسے جهاد کروں اصحاب یهه بات سنکر بهت ڈرے اور گهبرانے لگے پهر اُسي کتاب کے ایک اَور مقام میں لکها هی که جب لشکر قریش

کي کثرت کي خبر محمد کے اصحاب کو پہنچي تو وے بہت ڈرے اور رو
ے لگے محمد نے یہہ حال دریافت کرکے اُنکا خوف مٹانے اور اپنے لشکر
کے دلبر بنانے کو آیۂ مذکورہ بیان کی چنانچہ ہر سردار اور ہر لشکرکش کا
ایسا هي قاعدہ ہوتا ہی کہ لڑائی سے پہلے اِسی قسم کي باتیں اپنے لشکر
سے کہتا ہی پس اگر اِتفاقاً دشمن پر غلبہ اور فتح ہوئی تو اُسکي بات بھی
سچ ہو گئی پھر ایک اَور آیت جسے مفسّرین نے پیشینگوئی کي دلیل بنایا
ہی سورۂ روم میں ہی کہ * × الم غلبت الرّوم فی ادنی الارض و ہم من
بعد غلبہم سیغلبون في بضع سنین × * یعني رومي نزدیک کي ولایت
میں مغلوب ہو گئے لیکن مغلوبیت کے بعد پھر وے کئي ایک سال میں
غالب ہونگے * اکثر مفسّرین کے قول بموجب یہہ آیت ہجرت سے ایک
دو سال پہلے نازل ہوئی یعنی کہتے ہیں جس وقت کہ ایران کے بادشاہ
خسرو پرویز نے روم کے لشکر کو شکست دیکر ولایت شام روم کے بادشاہ سے
چھین لي تھی اُس وقت یہہ آیت وارد ہوئی مگر اِس واقعہ کے سات
آٹھہ برس بعد پھر روم کا لشکر خسرو پرویز پر غالب آیا اور اُسے شکست
دی پس مفسّرین کے دعوی بموجب محمد کا قول صادق آیا لیکن اگر
بالفرض ہم مان بھی لیں کہ مفسّرین کا دعویٰ درست ہی اور یہہ آیت
قبل اِسکے کہ روم کا لشکر ایران کے لشکر پر غالب آوے نازل ہوئی ہی تب
بھی صاف معلوم ہوتا ہی کہ پہلی آیت کی طرح اِس آیت کو بھي محمد
نے لشکر کشوں کی عادت پر اور اپنے اصحاب کي تسلّی کے لیئے اور صرف
اپنے گمان یا خوردہ بیني کے موافق بیان کیا ہی چنانچہ ایسی باتیں ہر
زمانہ میں عقلمندوں سے سننے میں آئی ہیں مثلاً اگر دو بادشاہ آپس میں
لڑیں اور ایک کي شکست ہو جاے تو ایک شخص صرف اپنے گمان سے
کہہ سکتا ہی کہ یہہ شکست کھایا ہوا بادشاہ چند سال کے بعد پھر غالب
ہو جائیگا اور اگر کوئي شخص ان دونوں بادشاہوں کے زور و قوت کے حال
کی اطلاع رکھتا ہو اور جان لے کہ اِس مغلوب بادشاہ کا سامان اُس بادشاہ

سے جو اِتفاقاً غالب ہو گیا زیادہ ہی تو وہ شخص اپنی خوردہ بینی اور دور اندیشی سے کہہ سکیگا کہ یہہ مغلوب بادشاہ تھوڑے دن میں پھر غالب ہو جائیگا پس اگر ایسے شخص کا قول سچا ہو جاے اور وہ اپنے اِسی قول کو سند لیکر رسالت کا دعویٰ کرے اور اپنے کلام کو الہام بتاوے تو البتہ ایسے دعوی کو صاحبان عقل ہرگز قبول نکرینگے خلاصہ اِن وجوہات سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ آیات مذکورہ کے مضامین محمد نے صرف اپنے گمان اور خوردہ بینی اور عاقبت اندیشی کے موافق بیان کیئے ہیں پس ایسی باتیں رسالت کی دلیل نہیں ہو سکتی ہیں اگر کوئی شخص قرآن کی آیات مذکورہ کو کتب مقدسہ کی پیشینگوئیوں سے مقابلہ کرے تو اسرار واضح ہو جائیگا کہ اِن پیشینگوئیوں میں اور قرآن کی اُن آیتوں میں آسمان و زمین کا فرق ہی قرآن کی یے آیات صرف انسان کی بات اور گمان ہی بے تعئین اور بے تفصیل اور کتب مقدسہ کی پیشینگوئیاں دو تین آیت پر منحصر نہیں بلکہ کئی سو پیشینگوئیاں اُن میں بیان ہوئی ہیں اور وقوع واقعہ سے سو سو اور ہزار ہزار سال پہلے خبر دی گئی اور تفصیل کے ساتھہ بیان ہوئی ہیں اور پھر وے سب پوری ہوکر صادق آئی ہیں جیسا کہ مفصل مذکور ہوا الحاصل اُن مطالب اور اُن دلائل سے جو یہاں تک اِس فصل میں لکھے گئے واضح ہوا کہ محمد نے نہ معجزہ کیا نہ پیشینگوئیاں بیان کی ہیں پس وہ دوسری شرط جو اِس باب کے اوائل میں سچے پیغمبر کا صدق معلوم ہونے کے لیئے ذکر کی گئی پوری نہیں ہوئی اور محمد کی رسالت کے لیئے کوئی دلیل پائی گئی ٭

لیکن محمدی لوگ احادیث کے رو سے نقل کرتے ہیں کہ محمد نے بہت معجزے اور بے شمار امور عجیبہ ظاہر کیئے ہیں مگر حدیثوں کی صحت میں کئی سبب سے شک ہی پہلا سبب یہہ کہ احادیث کے نقل کرنیوالے محمد کے ازواج و اصحاب اور خویش و اقربا تھے پس محمد کے حق میں انکی گواہی چنداں معتبر نہیں ہی اور صرف اس حال میں

دلیل ٹھہرتی کہ معلوم و یقین ہو جاے کہ اُنہوں نے تعصب و طرفداری
نہیں کی ھی اور وے باتیں جو اُنہوں نے نقل کی ہیں فی الحقیقت انکی
دیکھی ہوئی ہیں لیکن غیر ملت کے ہر عارف و عاقل کے نزدیک جو محمد
واصحاب وغیرہ کے حالات سے مخبر اور احادیث سے آگاہ ہیں اس بات
میں شک ہی اور محمد کے معجزات کی بابت غیر ملّت والوں کی گواہی
نہ قرآن میں پائی جاتی ہی نہ اَور قوموں کی تواریخ اور کتابوں میں بلکہ
اُنکا ذکر صرف محمدی حدیثوں میں ہی اور یہیں جاننا چاہیئے کہ مسیح
کے معجزوں کی بابت نہ صرف حواریوں اور دوستوں اور ہم مذہبوں کی
گواہی بلکہ غیروں اور دشمنوں کی شہادت بھی موجود ہی چنانچہ علماے
یہود کی گواہی انجیل میں جابجا وارد ہی اور بت پرست عالموں کی
شہادت اُس زمانہ کی بعض تواریخ میں مذکور ہی جیسا کہ بیان ہوچکا
اور توریت کی صحت و حقیت کے واسطے مسیح کا قول کافی گواہ ہی
چنانچہ یہہ بھی مذکور ہوا * دوسرا سبب یہہ کہ احادیث کے راوی ایسے
لوگ ہیں کہ وے معجزات جو اُنہوں نے نقل کیئے ہیں اپنی آنکھوں
نہیں دیکھے تھے بلکہ محمد کی وفات سے سو دو سو برس بعد تواتر سے
محمد کے معجزے سنکر جمع کیئے پھر بے اعتباری کے سبب اُن میں سے
ایک نصف حذف کر دیئے مابقی کو معتبر جانکر اپنی کتابوں میں ضبط
و مرقوم کیا چنانچہ ابن الشہاب طبری اور ابن عبداللہ محمد ابن اسمعیل
بخاری اور کلینی کہ مشہور راویوں میں سے ہیں مثلاً بخاری نے کہ دو سو
برس محمد کے بعد تھا دو لکھہ احادیث جمع کی تھی مگر اُن میں سے
صرف سات ہزار دو سو پچہتر معتبر سمجھکر اپنی کتاب میں یعنی صحیح
بخاری میں داخل و مسطور کیا ہی اس صورت میں کہ راویوں نے
معجزات جو اپنی کتابوں میں نقل کیئے ہیں اپنی آنکھہ سے نہیں دیکھے
اور حدیثیں جو لکھی ہیں محمد کی زبان سے نہیں سنیں بلکہ تواتر کی
راہ سے جیسا کہ بیاں ہوا احادیث اُنھیں بہم پہنچی ہیں پس حدیث

کی بابت اُنکی گواھی کمتر اعتبار کے لائق ھی پوشیدہ نرھے کہ مسیح کے معجزے اُنھیں اشخاص یعنی حواریوں نے لکھے ھیں جو ھر وقت مسیح کے ساتھہ دیکھتے رھتے تھے سچ ھی کہ علماے محمدی ناقلان احادیث کو اسماً ذکر کرتے ھیں اور اکثر حدیثوں کی سند محمد کے اصحابوں تک پہنچاتے ھیں پس فرض کریں کہ حدیث کی سند صحیح و درست ھو تو بھی اِس سے ثابت نہیں ھوتا ھی کہ ناقلان یعنی نقل کرنیوالوں نے یا سہواً یا قصداً غلط نہیں کہا ھی اور جب تلک کہ یہہ بات مثبت نہیں ھوئی وہ حدیث صحیح و معتبر نہ ٹھہریگی اور یہہ بات کہ ناقلان نے نہ صرف بعضی وقت بلکہ بہت دفعہ غلط کہا اور خلاف نقل کیا ھی اِس مرحلہ سے ظاھر و ثابت ھی کہ ایسی احادیث بہت ھیں کہ ایک دوسرے سے ضد اور قرآن کی آیتوں سے برخلاف ھیں ٢ تیسرا سبب یہہ ھی کہ اکثر احادیث کے معنی ایسے ھیں کہ ھر ایک عاقل و عارف اگر تعصب اور جانبداری کو چھوڑدے تو آسانی سے سمجھہ لیگا کہ اِن سب باتوں کا سچ اور درست ھونا محال ھی چنانچہ اُن حدیثوں سے جو کتاب حق الیقین اور عین الحیات و مشکات و غیرہ میں مرقوم ھیں معلوم ھوتا ھی کہ بہشت و دوزخ کی کیفیت اُن حدیثوں میں اِس طرح بیان ھوئی ھی کہ بہشت کی نہروں کے کنارے پھولوں کی طرح لونڈیاں اُگتی ھیں جتنی مومنوں کو درکار ھوں اُکھاڑلیں اُنکی عوض پھر اُگ آتی ھیں اور مومنوں کے پاس کئی سو حور اور کئی ھزار زوجہ ھونگی اور جس وقت وے خواھش کرینگے بہشت کے بُھنے ھوئے پرند اُنکے دسترخوانوں پر حاضر ھو جائینگے جب وے اشتہا کے موافق اُن میں سے کھا چکینگے تو وے پرند پھر زندہ ھوکر اُڑ جائینگے اور طرح طرح کے کھانے اور شراب اور میوے اور بیش قیمت پوشاکیں اور طلا و جواھر سے آراستہ مکان اور اَور بہت سی چیزیں بہشت میں موجود ھیں جو بالکل مجازی و جسمانی ھیں اور محبت حقیقی سے کچھہ مناسبت ھی نہیں رکھتیں اور دوزخ کی بابت یوں بیان

هوا هی که هزار سال اُسے دهونکا تب وہ بهڑکا هی اور دوزخ کے لوگ بڑي بڑي آتشی زنجیریں گردن میں اور آتشي جوتیاں پانو میں پہنے هیں جنکی گرمي سے اُنکا دماغ اُبلتا هی اور پانی کی جگهه اُنهیں دوزخ کا زرد آب اور زناکاروں کا چرک اور پیپ جو دوزخ کی هانڈیوں میں اُبالا گیا هی پلانے هیں اور وهاں بڑے بڑے سانپ اور بچهو رهتے هیں جو اهل جہنّم کو کاٹتے اور ستاتے هیں چنانچه یے سب باتیں ابو بصیر کے قول سے که اُسنے امام جعفر سے نقل کي هیں کتاب عین الحیات کے ۱۶۴ ورق سے ۱۷۱ تک مرقوم هیں اور اِسي طرح وہ حدیث بهي نامناسب هی جو آدم کی پیدایش کے باب میں امام جعفر سے بدین مضمون منقول هی که جبرئیل نے آدم کا کالبد بنانے کو ایک مٹهی خاک زمین سے اُٹهانی چاهی زمین نے انکار کیا آخر الامر ملک الموت نے اُٹها لي چنانچه یهه حدیث کتاب حیات القلوب کے ۱۲ ورق کے اول صفحه میں مفصل لکهي گئی هی اور اِسی منوال پر وہ حدیث بهی هی که گویا فرشتوں نے آدم کي پیدایش کي بابت خدا سے مباحثه کیا چنانچه امام محمد باقر کے قول سے کتاب مذکور کے اُسي ورق کے دوسرے صفحه میں بالتفصیل مرقوم هی پهر یهه که گویا آسمان میں خروس کي صورت کا ایک بڑا فرشته رهتا هی جس کے پانو زمین کے ساتوں طبقه پر اور سر عرش تک هی اور بازو مشرق سے مغرب تک پهیلتے هیں صبح کو جس وقت وہ فرشته اپنے بازو پهڑ پهڑاتا هی اُسی وقت زمین کے خروس بهي بازو پهڑ پهڑاکر بانگ دیتے هیں چنانچه حیات القلوب کي دوسري جلد کے ۱۷۵ ورق کے دوسرے صفحه میں محمد کے قول سے مفصل مرقوم هی اور ایسی هي وہ حدیث هی جو ابن بابویه نے علي سے روایت کي هی که اِتنے اِتنے بڑے فرشتے هیں که اگر ان میں سے ایک فرشته زمین پر آوے تو زمین میں اُسکي سمائی نهو اور ایک فرشته ایسا هی که اُسکے کاندهوں سے کان کي لو تک سات سو برس کي راہ هی اور بعضا ایسا هی که ایک بازو سے آسمان کو بهر دیتا هی اور

بعضا ایسا ھی که آسمان اُسکی کمر تک ھی اور بعضا ایسا ھی که سارے جہان کے دریا اسکے انگوٹھے کی گھائی میں سما جائیں چنانچہ کتاب عین الحیات کے ۲۶ ورق کے دوسرے صفحه میں مفصل مرقوم ھی پھر عوج ابن عنق کا حال حدیث میں یوں مرقوم ھی که گویا وہ آدم کا نواسا تھا اور اُسکا قد تیئیس ہزار اور تین سو تینتیس گز کا تھا اُسنے دریا کی ته سے مچھلی پکڑی اور سورج کے قریب پہنچاکر اُسے بھونکر کھا گیا اور نوح کا طوفان اُسکے زانو تک آیا جیسا که حیات القلوب کی پہلی جلد کے ۱۶۱ ورق کے پہلے صفحه میں مرقوم ھی پھر یہه که الله تعالی نے کتّے کو شیطان کے منہه کے پانی سے پیدا کیا ھی چنانچه علي اور محمد کے قول سے اُسی کتاب کی پہلی جلد کے ۳۹ ورق میں مسطور ھی اور اِسی طرح یہه حدیث بھي امام جعفر کے قول سے اُسی کتاب کے ۱۲ ورق کے دوسرے صفحه میں لکھي ھی که شیاطین انڈے دیتے ھیں پھر بچّے نکلتے ھیں پھر ایک یہه حدیث بھي اُسي کتاب کے ۱۴۵ ورق کے پہلے صفحه میں مرقوم ھی که امام صادق نے فرمایا که ابلیس ملعون نے آدم کی وفات کے بعد انگور کے درخت تلے پیشاب کیا اِس سبب سے انگور کا شیرہ بدبو اور نشه‌دار ھوتا ھی اور کتاب مشکوۃ میں بھي اِسي طرح کي حدیثیں ھیں چند حدیث اُن میں سے بھي ھم ذکر کرینگے چنانچه عذاب القبر کے باب میں کہا ھی که منکر و نکیر ریاکار آدمي کے بدن کو آھنی گرز سے اِس قدر کوٹتے ھیں که وہ اپنی قبر میں ایسا غل مچاتا ھی که مشرق سے مغرب تک اُسکي آواز سني جاتی ھی مگر جانوروں کے سوا کوئي نہیں سنتا اور باب الحشر میں لکھا ھی که ابو ھریرہ نے روایت کي ھی که حشر کے دن آدمیوں کو اِتنا پسینا آئیگا که ستّر گز زمین میں اُتر جائیگا اور خود اُنکے منہه تک پہنچیگا پھر صفة النار و اھلھا کے باب میں ابو ھریرہ کی روایت سے کہا گیا ھی که کفار کے دونوں کاندوں کے درمیان دوڑتے گھوڑے کی تین دن کي راہ ھوگي اور اُنکے دانت کوہ اُحد کي مانند اور بدن کے چمڑے کي موٹائي تین

رات کی راہ کے برابر ہوگی پھر باب بدء الخلق وذکر الانبیا کی دوسری
فصل میں جابر سے مروی ہی کہ ملائکہ حاملان کرسی اِتنے عظیم الجثہ
ہیں کہ انکے کاندھوں سے کان تک کی مسافت ستّر برس کی راہ ہی پھر
باب معجزات میں مذکور ہی کہ جابر نے کہا مدینہ میں جب کبھی
محمد خطبہ پڑھتا تھا تو مسجد کے ستون کا تکیہ لگاتا تھا بعد ازان جبکہ
منبر پر پڑھا تو وہ ستون رویا اور قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہو جاے محمد
نے بمشکل تمام اُسکی تسکین کی اور اِسی باب میں ابن عمر سے روایت
ہی کہ محمد نے درخت سلمہ کو حکم دیا کہ خدا کی وحدانیت پر گواہی
دے درخت اُسی وقت زمین سے اُکھڑکر پاس آیا اور تین بار گواہی
دیکر لوٹ گیا پھر ابن عباس نے کہا ہی کہ ایک دن محمد کے حکم سے
کھجور کے گُچّھے نے اسکی رسالت پر گواہی دی خلاصہ اِن احادیث کی
مانند اَور بھی بہت سی نامناسب حدیثیں ہیں مگر نمونہ کے لیئے اِتنی
ہی بس ہیں * چوتھا سبب یہہ ہی کہ بہت سی حدیثیں قرآن کے
برخلاف ہیں مثلاً قرآن میں مرقوم ہی کہ محمد سے کوئی معجزہ نہیں ہوا
مگر احادیث کی رو سے یوں نقل کرتے ہیں کہ محمد سے بیشمار معجزے
ظاہر ہوئے پھر قرآن میں بیان ہوا ہی کہ محمد گنہگار تھا لیکن اکثر
احادیث کے مضمون بموجب محمدی لوگ اِسکے برخلاف یہہ دعویٰ
کرتے ہیں کہ محمد معصوم تھا یعنی اُس سے کوئی گناہ نہیں ہوا اور وہ
ساری مخلوقات میں افضل تھا اور کہتے ہیں کہ ساری دنیا کے پیدا ہونے کا
سبب وہی ہی پھر قرآن میں بیان ہوا ہی کہ محمد لڑکپن میں نادان و
گمراہ تھا جیسا کہ سورۃ الضحیٰ میں مرقوم ہی کہ * * الم یجدک یتیما
فآویٰ و وجدک ضالا فہدیٰ * * یعنی کیا تجھے (خدا نے) یتیم نہیں پایا
کہ تیری پرورش کی اور کیا تجھے گمراہی میں نہیں پایا کہ ہدایت کی
* اور ایسا ہی سورۂ شوریٰ میں لکھا ہی کہ * * ماکنت تدری ما الکتاب
ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا * * یعنی (اے

محمد) تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب و ایمان کیا چیز ہی لیکن ہم نے اُسے نور بنایا تاکہ اُسکے سبب ہدایت کریں اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں * لیکن احادیث اِن آیات کے برخلاف بیان کرتی ہیں کہ محمد نے ایمان کی حالت میں تولّد پایا اور اِسی جہت سے لڑکپن میں بہت سے معجزہ اُس سے ہوئے * پانچواں سبب یہہ ہی کہ احادیث آپس میں بھی مختلف ہیں چنانچہ سنیوں میں کچھہ اَور حدیثیں ہیں اور شیعیوں میں کچھہ اَور ہیں علاوہ اِسکے شیعیوں کی احادیث میں بھی حدیثیں آپس میں مختلف ہیں جیسا کہ امام زین العابدین کی اُس دعا کے مضمون سے جو کتاب حق الیقین کے ۲۶۸ ورق کے پہلے صفحہ میں بیان ہوئی ہی معلوم ہوتا ہی کہ آدمی کا گناہ نہ گریہ و زاری سے معاف ہوتا ہی نہ عبادت اور رکوع و سجود سے نہ روزہ اور ریاضت سے بلکہ خدای تعالی صرف اپنی مرضی اور اپنے اِرادے سے معاف فرمائیگا دیکھو یہہ بات اُن احادیث سے بالکل برخلاف ہی جن میں کُھلا کُھلی کہا گیا ہی کہ قرآن کی تلاوت اور روزہ و زکوۃ کے وسیلہ سے گناہ کی معافی اور بیحد ثواب حاصل ہو سکتا ہی پھر اُسی کتاب کے ۱۸۷ ورق کے دوسرے صفحہ میں لکھا ہی کہ قیامت کے دن کوئی آدمی مقام حساب تک نہ پہنچیگا جب تک کہ بہت سی مشقت نہ اُٹھا لیگا سو یہہ مطلب بھی اُن احادیث کے برخلاف ہی جن میں بیان ہوا ہی کہ شیعیوں اور مومنوں کی ایک گروہ ایسی ہوگی جو بیحساب بہشت میں داخل ہوگی پھر اُسی کتاب کے اُسی صفحہ میں ایک حدیث سند کالصحیح سے علی ابن ابراھیم نے امام محمد باقر سے روایت کی ہی کہ قیامت کے دن جسے کہ اول بلائینگے وہ محمد ہوگا لیکن اُسی کتاب کے ۱۸۸ ورق کے ۲ صفحہ میں کلینی نے معتبر سند کے ساتھہ امام جعفر سے یوں روایت کی ہی کہ قیامت کے دن جسے کہ اول بلائینگے وہ نوح ہوگا اور کتاب حیات القلوب کی دوسری جلد کے ۱۷۵ ورق کے پہلے صفحہ میں خود محمد کے قول سے مرقوم ہی کہ

معراج کي رات میں نے یسوع کو دوسرے آسمان پر دیکھا لیکن اُسي کتاب
کے ۱۸۰ ورق کے پہلے صفحہ میں ابن بابویہ نے امام محمد باقر سے اُسکے
برخلاف اِس طرح روایت کي هی کہ گویا محمد نے یسوع کو ساتویں آسمان
پر دیکھا هی بہر حال احادیث جو آپس میں مختلف هیں نہ یہہ کہ
صرف اِتنی هی هیں جو یہاں لکھی گئیں بلکہ اَور بھی بہت هیں جنکی
خود اهل تشیع اُنکي صحت اور غیر صحت کی بابت شک و شبہہ میں
پڑے هیں چنانچہ یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ صحیح حدیث کونسی هی اور
سُنّیوں کی احادیث بھی ایسي هي هیں جیسي شیعیوں کی احادیث
* × اور شیعیوں کی احادیث بموجب علي ابن ابراهیم ابن هاشم نے
حدیثوں کے اختلاف کي بابت علي ابن ابیطالب سے سوال کیا علي نے
اُسے یہہ جواب دیا کہ اگر تو حدیثوں کی معتبری اور غیر معتبری کو نہ
سمجھہ سکے اور شک میں پڑے تو بہتر یہہ هی کہ امام مہدي کے ظہور تک
منتظر رہ کہ وہ آنکر اِن باتوں کو ظاهر کریگا چنانچہ شیخ جعفر کے رسالہ
کے ۵۳ باب میں اِس حدیث کا اشارہ ہوا هی اور یہی حدیث کتاب
کافی کے باب اختلاف احادیث میں اِس طرح مرقوم هوئي هی کہ علي
اِبن ابراهیم سے منقول هی کہ ایک دفعہ علی سے میں نے پوچھا کہ اِن
حدیثوں کے حق میں جو محمد کا قول هی میں ایسا سنتا هوں کہ حدیثیں
آپس میں بھی مختلف هیں اور قرآن کے بھی برخلاف هیں یہاں تک کہ
تو بھی اُنھیں معتبر نہیں جانتا اِسکا کیا سبب هی اور صحیح حدیث کو
کیونکر پا سکتے هیں علي اِبن ابیطالب نے صحیح اور غیر صحیح حدیث کی
پہچان کے کئی ایک قانون مجھے بتائے مگر میری دلجمعی نہوئي چند سوال
و جواب کے بعد علي سے کہا کہ اگر بالفرض دو حدیثیں باهم مختلف هوں
اور سب آدمی اُنکي صحت کے قائل هوں تو کیا کرنا چاهیئے علی نے
جواب دیا کہ اُن دونوں میں جس پر حکما اور قاضي زیادہ اعتبار کریں
اُسے قبول کر دوسری کو ترک کر دے میں نے پھر پوچھا کہ اگر حکما و قاضي

بالاتفاق دونوں کو معتبر سمجھتے هوں تب کیا کروں علی نے جواب دیا که اولی واسب تو یہه هی که جب تک تمهارا امام ظهور کرے تو صبر کر کیونکه شک و شبهه در صدر کرنا خلاف سمجهنے سے بهتر هی که هلاکت کا سبب هی چنانچه کتاب کافي میں اِس حدیث کا آخر اِس طرح لکها هی * * فان وافقها الخبرین جمیعا قال ینظر الی ما هم الیه امیل حکامهم و قضاتهم فیترک و یاخذ بالآخر قلت فان وافق حکامهم الخبرین جمیعا قال اذ کان فارجه حتی تلقی امامکم فان الوقوف عند الشبهات خیر من الاقتحام فی الهلکات * * پس ایسے ایسے اختلاف سے جو قرآن اور حدیث اور خود حدیثوں میں باهم هیں بیقین کلي معلوم هوتا هی که اگر احادیث سب کی سب خلاف نه بهی هوں تب بهی اُنکا اِتنا اعتبار نهیں که اعتقاد کی بابت یا دینی مباحثه میں انهیں دلیل لاسکیں *

خلاصه اگر بالفرض هم قبول کریں که گویا محمد نے امور عجیبه اور معجزے دکهائے هوں تب بهي اُسکا قرآن حق نهیں اور نه وه خود پیغمبر صادق هوگا کیونکه قرآن تو انجیل کے ضد و برخلاف هی اور یہه هم نے سابقا ثابت کر دیا که انجیل خدا کا کلام هی اور نه وه منسوخ هوئی نه تحریف اور انجیل میں گلتیوں کے پہلے باب کي ۸ و ۹ آیتوں میں یہه حکم هی که * اگر هم یا آسمان سے کوئي فرشته سوا اِس انجیل کے جو هم نے تمهیں سنائی دوسری انجیل تمهیں سناوے ملعون هووے جیسا هم نے آگے کہا ویسا هي اب میں پهر کہتا هوں که اگر کوئی تمهیں کسي دوسری انجیل کو سوا اِسکے جسے تم نے پایا سناوے وه ملعون هووے * اور اِسی سبب سے مسیح نے اپنے تابعین کو تاکید کرکے منع فرمایا هی که جهوٹهے پیغمبروں سے بچتے رهنا جیسا که متي کے ۲۴ باب کی ۲۴ آیت میں لکها هی که * جهوٹهے مسیح اور جهوٹهے نبی ظاهر هونگے اور ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکهاوینگے که اگر هو سکتا تو وے چُنے هوؤں کو بهی گمراه کرتے * پس پیغمبری کي صداقت کو صرف علامات عریبه هی دلیل کافي نهیں هو سکتیں بلکه جو

شخص کہ پیغمبری کا دعوی کرے اُسکو صرف اُس وقت قبول کر سکتے ھیں
کہ اُسکی تعلیم انجیل کے موافق ھو اور ساری وے شرطیں اور وے علامتیں
جو دیباچہ میں اور اِس کتاب کے تیسرے باب کے اوائل میں ھم نے ذکر
کیں خود اُسمیں اور اُسکی تعلیم میں پائی جائیں و اِلّا فلا *

اور محمد کے ان خواص و صفات کی بابت جو آیہ آیتوں میں مرقوم
ھیں کیا کہیں اور کیا گمان کریں مثلاً سورۂ احزاب میں واقع ھی کہ * *
یا ایہا النبی انا احللنا ازواجک اللاتی اتیت اجور ھن و ما ملکت
یمینک مما افاء الله علیک و ایضا و امرۃ مومنة ان وھبت نفسہا النبی
ان اراد النبی یستنکحہا خاصة لک من دون المومنین قد علمنا ما فرضنا
علیہم فی ازواجہم و ما ملکت ایمانہم لکیلا یکون علیک حرج * * یعنی
ای پیغمبر ھمنے تیری بیبیاں تجھپر حلال کیں جنکا مہر تو نے دی دیا ھی
اور تیرا دست راست جنکا مالک ھی اور جو کہ خدا نے تجھے غنیمت
میں دی ھیں اور ھر ایماندار عورت جو اپنے تئیں پیغمبر کے حوالہ کرے
بشرطیکہ پیغمبر بھی اُسے نکاح میں لینے کا اِرادہ رکھتا ھو اور یہہ ایک
خاص اِذن ھی جو سارے ایمانداروں سے علیحدہ صرف تجھی کو دیا گیا ھی
کیونکہ ھم جانتے ھیں کہ اُنکی عورتوں اور اُنکی لونڈیوں کی بابت ھم نے
اُسے کیا کہا ھی تاکہ تیرا کچھہ حرج نہو * مشہور ھی کہ اِس آیات کے
ظاھر ھوتے تک لونڈیوں کے سوا محمد کی کئی ایک بیبیاں تھیں اور اپنی
ساری عمر میں بعض مورخین کے قول بموجب گیارہ عورت اور بعض کے
قول بموجب تیرہ اپنے نکاح میں لایا تھا اور چونکہ قرآن کے اُس قول
کے موافق جو سورۂ نسا کے اوائل میں ھی نہی ھوئی تھی کہ تابعان محمد
میں کوئی شخص چار عورت سے زیادہ نکاح میں نلاوے پس محمد نے
سورۂ احزاب کی آیۂ مذکورہ میں اپنے لیئے ایک خاص اذن وارد کر لیا
تاکہ اُسکی سب بیبیاں اور لونڈیاں اُسپر حلال ھوں بلکہ آیت کے مضمون
سے یہہ بھی سمجھہ سکتے ھیں کہ محمد کو ایک خاص حکم دیا گیا ھی کہ

لونڈیوں اور عورتوں میں سے جتنی اُسکا جی چاہے نکاح میں لاے پس محمد نے جو سورۂ نسا کي آیت کے حکم سے تجاوز کرکے چار عورت سے زیادہ اپنے نکاح میں لی تھیں اِسواسطے سورۂ احزاب کی یہہ آیت وارد کرکے اپنے تجاوز پر پردہ ڈالا * * پھر یہہ کہ محمدي اپنی شریعت کے موافق اِس بات کے مقید ہیں کہ اپني عورتوں میں کچھہ تفاوت منظور نرکھیں لیکن محمد نے اِس مطلب کے لیئے کہ اپنے تئیں اِس حکم کی قید سے بھي آزاد کردے یہہ آیت وارد کی تاکہ معلوم ہو کہ اُسکو اذن دي دیا گیا ھي کہ اپني بیبیوں کے ساتھہ جیسے اُسکا جی چاہے سلوک کرے جیسا کہ سورۂ احزاب میں مرقوم ھی کہ * * ترجي من تشاء منهن وتؤدی الیک من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک * * یعني تو اپني عورتوں میں سے جسے چاہے لاسکتا ھی اور جسکا تو ارادہ کرے اپنے پاس رکھہ سکتا ھی اور اُنمیں سے جس سے تو چاہے جدا ھو جا تجھپر کچھہ گناہ نہیں ھی * * اور محمد کے تابعین میں یہہ قاعدہ بھی مقرر ھی کہ ایک شخص کي طلاق دي ھوئی عورت کو دوسرا اپنے نکاح میں لاسکتا ھی لیکن محمد کی عورتوں کے حق میں یہہ حکم دیا گیا ھی کہ اُسکے بعد کوئي اُسکي عورت کو نکاح میں نلاوے چنانچہ اِسی سورہ میں مرقوم ھوا ھی کہ * * وما کان لکم ان تؤذو رسول الله ولا تنکحوا ازواجه من بعد ابداً * * یعنی تمھیں لائق نہیں ھی کہ پیغمبر خدا کو رنجیدہ کرو اور چاھیئے کہ اُسکی عورت کو کبھی کوئي نکاح میں نلاوے * * پھر سورۂ التحریم میں مسطور ھی کہ * * یا ایها النبی لم تحرم ما احل الله لک تبتغي مرضات ازواجک والله غفور رحیم قد فرض الله لکم تحلة ایمانکم * * یعني اي پیغمبر تو اپنے اُوپر کیوں حرام کرتا ھی اُس چیز کو جو خدا نے تجھپر حلال کي ھی کیا تو اپنی عورتوں کی خوشنودی چاھتا ھی اور الله غفور و رحیم ھی تحقیق کہ خدا نے تمھارے لیئے تمھاري قسموں کا توڑنا مقرر کردیا ھی * * کتاب حیات القلوب کی دوسری جلد کے

۵۵ باب کی روایت کے موافق اِس آیت کے وارد ہونے کا سبب یہہ ہی کہ محمد ایک روز حفصہ کے گھر میں تھا اور ماریہ قبطیہ اُسکی خدمت میں حاضر تھی اتفاقا حفصہ کسی کام کو گئی محمد نے ماریہ سے مقاربت کی جب حفصہ کو اِس بات کی خبر ہوئی تو اُسنے غضبناک ہوکر کہا کہ آیا میری نوبت کے دن میری جگہہ ایک لونڈی سے تو مقاربت کرتا ہی محمد نے شرمندہ ہوکر فرمایا کہ اِس بات سے درگذر ماریہ کو میں نے اپنے اوپر حرام کیا پھر اُسکے پاس نجاؤنگا فقط لیکن چونکہ محمد کا دل نچاہتا تھا کہ ماریہ کو چھوڑدے تو اپنے عہد سے پشیمان ہوکر آیۂ مذکورہ کو وارد کیا تاکہ اُسکے مضمون سے قسم توڑ ڈالنا اُسپر جائز ہو جاے اور اِس طریقہ سے حفصہ کو بھی ساکت کردے * * پر زید جو محمد کا آزاد کیا ہوا غلام تھا اور محمد نے اُسے فرزندي میں رکھا تھا ایک دن محمد اُسے دیکھنے کو اُسکے گھر گیا جوں ہي حجرہ کا بردہ اُٹھایا زید کي جورو زینب پر اُسکی آنکھہ پڑی اُسکے حسن و جمال پر تعجب کرکے دل سے اُسکا مائل ہو گیا اور یہہ کلمات اُسکي زبان سے نکلے * * سبحان اللہ خالق النور و تبارک اللہ احسن الخالقین * * جب زید گھر میں آیا تو زینب نے حال بیان کیا زید نے یا تو خوف سے یا اخلاص کے سبب جو اُسے محمد کے ساتھہ تھا زینب کو طلاق دي بعدہ محمد اُسے اپنے نکاح میں لایا چنانچہ کتاب حیات القلوب کي دوسری جلد کے ۵۳ باب میں یہہ قصہ بالتفصیل مذکور ہوا ہی پس محمد نے پھر ایک ایسی آیت وارد کی کہ گویا اُسکے ضمن میں زینب کے نکاح کا حکم خدا کی طرف سے اُسے ملا ہی چنانچہ سورۂ احزاب میں مرقوم ہی کہ * * و اذ تقول الذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک و اتق اللہ و تخفي في نفسک ما اللہ مبدیہ و تخشي الناس و اللہ احق ان تخشیہ فلمّا قضي زید منہا وطرا زوجناکہا لکیلا یکون علی المومنین حرج في ازواج ادعیاءہم اذا قضوا منہن وطرا و کان امر اللہ مفعولا * * یعني اُس بات کو یاد کر جو

تو نے کہی کہ جس کسی کو خدا نے انعام دیا ھی اور تو نے بھی اُسکی پرورش
کی ھی اور اُس سے کہا ھی کہ اپنے ابنے اپنی عورت کو نگاہ رکھہ اور خدا
سے ڈرتا رہ اور تو اپنے دل میں اُس چیز کو چھپاتا تھا جسے خدا ظاھر
کیا چاھتا ھی اور تو لوگوں سے ڈرتا ھی حال انکہ ڈرنا خدا سے چاھیئے
بس جب کہ زید نے حاجت تمام کی اور اپنی عورت کو طلاق دی تو
ھم نے اُسے تیری زوجیت میں دیا تاکہ مومنین کو اپنے لیپالک کی عورتوں
نکاح میں لینے سے گناہ نہو جب کہ وے حاجت تمام کرکے انھیں طلاق
دے دیں اور چاھیئے کہ خدا کے حکم پر عمل کریں * لیکن آیتوں کے وارد
ھونے کا اصل سبب یہہ ھی کہ جب محمد نے چاہا کہ زینب کا ماجرا
لوگوں میں مشہور ہو گیا اور لوگ اِس سبب سے شک میں پڑے ھیں
کیونکہ اُس زمانہ کے عربوں کی رسم و عادت کے موافق لیپالک کی عورت
کو نکاح میں لینا جائز نہ تھا تو اُسنے زینب کا عشق اپنے دل میں چھپایا
آخر کار جب عشق کا غلبہ ھوا تو عیب چھپانے کو یہہ آیت وارد کی
کہ گویا خدا سے اُسے اذن ملا ھی کہ زینب سے نکاح کر لے اور ظاھر ھی
کہ اگر اِس بات میں کوئی عیب و نقصان نہوتا اور زینب کا نکاح کسی
طرح اُس زمانہ کی عادات و آداب اور حیا کے برخلاف نہ سمجھا جاتا
تو اُسکے حلال ھونے کے لیئے ایسی آیت کے ورود اور ایسے ایک اذن
مخصوص کی کیوں ضرورت پڑی اور اگر اھل عرب اِس معاملہ میں مدشکی
نہ تھے تو محمد نے زینب کی محبت کیوں چھپائی اور کس واسطے لوگوں
سے ڈرا * * اب جو کوئی اِن باتوں کی بابت تھوڑی سی بھی فکر کریگا
اسے معلوم و یقین ھو جائیگا کہ یے آیتیں اور یے مقدمے صاف گواھی
دیتے اور ثابت کرتے ھیں کہ محمد کا دل نفسانی خواھشوں سے بھرا تھا
اور ہوا و ھوس ایسی غالب تھی کہ چار عورتوں پر قناعت نکرکے اَور
عورتیں کرنے کو آیات مذکورہ اپنے لیئے ظاھر کیں مگر ایسے پیغمبر کے
حق میں ھم کیا کہیں جو اپنی نفسانی خواھش عمل میں لانے کو اور

اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لیئے دعویٰ کرے کہ خدا نے اپنے احکام سے
تجاوز کرنے کا مجھے حکم دیا ہی اور قسم کا توڑڈالنا میرے لیئے جائز رکھا
ہی اور بیگانی عورت کا عشق میرے واسطے حلال کر دیا ہی آیا ممکن ہی
کہ خدا اپنے حکموں سے عدول کرنے کا اذن دیوے اور قول و قسم توڑڈالنا
جائز کردے اور بیگانی عورت کا عشق حلال ٹھہرادے یہہ ہرگز ہونے کا نہیں
بلکہ عادل و مقدس خدا سے ایسی بات نسبت دینا کفر کی برابر ہوگا
پس درحالیکہ خدا کی جانب سے ایسی باتوں کا ہونا محال ہی تو ظاہر
ہی کہ آیات مذکورہ محمد نے اپنی طرف سے کہیں اور بیجا خدا سے
منسوب کردی ہیں اور جس صورت میں کہ محمد نے مذکورہ مقاموں
میں جھوٹھہ سے الہام کا دعویٰ کیا ہی تو قرآن کی اَور آیتوں کی بابت
بھی اُسکے دعویٰ کا کچھہ اعتبار نہیں ہی اور جب ایسا ہی تو یقین ہو
گیا کہ قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ صرف محمد کا خیال و کلام ہی اور
بس * * ای اِس رسالہ کے پڑھنےوالے ہرچند کہ یہے باتیں تیری نظر میں
ناگوار معلوم دینگی پھر تو غضبناک مت ہو اور جان لے کہ یہہ رسالہ اِس
لیئے نہیں لکھا گیا کہ محمد بے دلیل اور بے سبب جھوٹھا ٹھہرایا جاے
بلکہ حق حق بھی تھا جو ہم نے بیان کیا اور ہم اپنے تئیں خدا کے روبرو
اِس بات کا مدیوں جاننے تھے کہ حقیقت کو تجھہ پر بیان کریں اِس لیئے
بیغرضانہ یہہ رسالہ لکھا پس تو بھی غیرت اور طرفداری برکنار رکھکر صاف
دل سے دعا مانگ کہ اللہ تعالیٰ نور ہدایت تجھے بخشے اور تو اِس رسالہ
کو غور سے پڑھکر انجیل و قرآن کا مقابلہ کرے اُس وقت خدا کے فضل سے
تجھے معلوم ہو جائیگا کہ قرآن و محمد کی نسبت جو کچھہ ہم نے لکھا
ہی سب حق اور راست ہی *

محمد کی صفات میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ صاحب فہم و فراست
اور باریک بین اور دانا اور دنیوی کاموں میں ماہر اور اُسکا ظاہری چال
چلن بھی خوب اور پسندیدہ اور فقرا و مساکین پر مہربان اور اپنے یار و

اصحاب اور خویش و اقربا پر صاحب احسان تھا لیکن داغی اور دلی
پاکی سے بیگانہ اور دشمنوں کے حق میں سخت اور کینہ‌ور تھا چنانچہ یہہ
آخر صفت آئیہ گزارشوں سے ظاهر و ثابت هوتی هی مثلاً غزوۂ بدر سے
کچھہ پہلے محمد نے قریش سے بدلہ لینے کو عبداللہ ابن جحش کے نئیں
آٹھہ آدمی کے ساتھہ روانہ کیا اور اُسے ایک خط دیکر حکم دیا کہ تیسرے
دن اِسے کھولکر پڑھیو جو کچھہ اِسمیں لکھا هی اُسپر عمل کیجیو عبداللہ نے
تیسرے دن وہ خط پڑھا اُسکے مضمون بموجب بطن نخلہ کو جو مکہ و طائف
کے درمیان میں هی روانہ هوا اور وهاں پہنچکر قریش کے قافلہ کا منتظر
رها جوں کہ وہ رجب کا مہینا تھا جو عربوں میں شہر حرام کہلاتا تھا
اور عرب کی عادت کے موافق اُس مہینے میں لڑائی منع تھی بس قریش
کا قافلہ ویسے هی بے‌ڈر بے اندیشہ چلا آتا تھا اور شتربانوں کے سوا قریش
کے صرف چار اشخاص قافلہ کے همراہ تھے عبداللہ نے یہہ حال دیکھکر اپنے
همراهیوں میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ اپنے بال منڈوا ڈال تاکہ
قریش جانیں کہ یے حاجی هیں کہ مکہ میں عمرہ کرکے آئے هیں بس
اِس طریقہ سے اُنکو زیادہ‌تر بے اندیشہ کر دیا اور فرصت پاکر اپنے رفیقوں
سمیت یکایک اُنپر حملہ کرکے ایک کو تو مار ڈالا اور دو کو اسیر کر لیا اور
ایک جسکا نام نوفل تھا بھاگ گیا عبداللہ انکا سارا مال و متاع ضبط کرکے
مدینہ کو لوٹ آیا لیکن جس وقت یہہ بات مشہور هوئی تو نہ صرف
قریش بلکہ اکثر محمدی بھی ناراض هوئے کہ حرام مہینے میں محمد کے
حکم سے خونریزی اور لڑائی عمل میں آئی اور اِسی جہت سے محمد نے
اُس مال کا خمس لینے سے انکار کیا تاکہ لوگ گمان کریں کہ محمد بھی
عبداللہ کے کام سے ناراض هی مگر تسپر بھی عربستان کے سب لوگ یہاں
کہتے تھے کہ مسلمان حرام مہینے میں بھی لڑائی اور لوٹ مار کرتے هیں
اور محمد کے خمس نہ لینے سے عبداللہ اور اُسکے رفیق بہت رنجیدہ هوئے
آخر کار محمد نے اُنکے خوش کرنے اور عربوں کی تہمت مٹانے اور اُس

مال کی خمس اپنے لیئے جائز ٹھہرانے کو یہہ آیت نازل کی جو سورۂ بقر میں اِس طرح مرقوم هی کہ * * یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر و صد عن سبیل الله و کفر به و المسجد الحرام و اخراج اهله منه اکبر عند الله و الفتنة اکبر من القتل * * یعني تجھسے پوچھتے هیں حرام مہینے اور اُس میں لڑنے کی بابت تو کہہ اُس مہینے میں لڑنا بڑا گناہ هی اور خدا کی راہ کو روکنا اور خدا کا انکار کرنا اور مسجد الحرام سے باز رکھنا اور مسجد الحرام کے لوگوں کو وهاں سے نکال دینا خدا کے نزدیک اُس سے زیادہ بڑ گناہ هی اور دین سے بچلادینا قتل سے بھي زیادہ هی * پس اِس آیت کے وارد کرنے سے محمد نے حرام مہینے میں بھی لڑائي حلال کرلی اور اِس طور سے اپنے تئیں تہمت سے بچایا اب یہہ ایک ایسا معاملہ هی جیسا زینب کا کیونکہ اُسکے حق میں بھي محمد نے ایک آیت اُتارکے اُسکا نکاح اپنے واسطے حلال کرلیا تھا اور منہہ بولے بیٹے کی جورو حرام هوتا جو عربوں کی عادت تھی منسوخ کردیا تھا * پھر غزوۂ بدر کے بعد محمد نے راستہ میں حکم دیا کہ اسیروں میں سے نضر اور عقبہ کو مارڈالو کیونکہ نضر نے اکثر حقارت کی راہ سے قرآن کو افسانہ و قصص کا مجموعہ کہا تھا اور عقبہ نے ایک دن مکہ میں محمد کو وعظ کہتے وقت مارنے کا قصد کیا تھا مگر ابوبکر مانع هوا * پھر مدینہ میں مراجعت کر آنے کے بعد عصمہ بنت مروان جسنے محمد کی هجو کی بھي یا تو محمد کے حکم سے یا اُسکے اِشارہ و آگاهی سے عمیر ابن ادیع کے هاتھوں رات کے وقت اپنی خوابگاہ میں مقتول هوئي * پھر غزوۂ بدر کے کئي ایک مہینے بعد کعب ابن اشرف صرف اِس جہت سے کہ بدر کے مقتولوں کی اُسنے تحسین و آفرین کی تھي اور مکہ کے لوگوں کو مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیئے اُکسایا تھا ابونابلہ کے هاتھوں رات کے وقت مارا گیا اور جس وقت ابونابلہ نے کعب کا سر محمد کے آگے رکھا اُسنے کہا الحمد لله * پھر غزوۂ اُحد کے بعد جب محمد نے دیکھا کہ حمزہ بہت سے زخم

کھاکر مقتول ہوا ھی تو غصہ ہوکر کہا کہ اگر خدا فرصت دیوےگا مجھے فتح دیگا تو میں بھی اُنکے ستّر آدمی اِسی طرح مجروح و مقتول کرونگا * جس وقت کہ محمد نے یہود بنی قریظہ سے محاربہ کرکے انکے قلعوں کا محاصرہ کیا تو وے اِس اُمید پر کہ قبیلہ اَوس کی منت سماجت کے سبب محمد ہماری جان بخشی کریگا قلعہ سے نکل آئے اور سب نے اپنے تئیں مسلمانوں کے سپرد کیا اور اسیری میں دی دیا اَوسیوں نے اُنکے لیئے محمد کی منت کی مگر محمد نے اُنھیں نہ بخشا اور جواب دیا کہ اِس امر میں سعد حکم دیگا جب کہ سعد سے پوچھا تو اُسنے فرمایا کہ سب کو قتل کرو محمد نے کہا یہی خدا کا حکم ھی اور وے سب کے سب جو سات سو کے قریب تھے شہر مدینہ کے ایک میدان میں قتل ہوئے * پھر تھوڑے عرصہ کے بعد خیبریوں میں سے ایک شخص جسکا نام سُلم ابن ابی الحقیق اور ابو رافع لقب تھا محمد کے حکم سے اِس طرح مارا گیا کہ محمد نے عبداللہ ابن رواحہ نامی ایک شاعر کو کئی ایک مسلمانوں کے ساتھہ خیبر کو بھیجا تاکہ سلم کی دعوت کرکے کہے کہ تو مدینہ میں محمد کے پاس چل وہ تجھے تیری قوم کا رئیس کردیگا لیکن عبداللہ کو ایک خاص حکم یوں دیا کہ راستہ میں اُسے مار ڈالے اور اُسنے ایساھی کیا * یہ سب گزارشات ڈاکٹر ویل صاحب کی کتاب سے اخذ کرلی گئی ہیں اور اُسنے اُنھیں کتب انسان العیون اور جامس اور سیرت الرسل کتاب سے نکالا ھی اور اِن کتابوں میں یہ گزارشات مفصّل بیان ہوئی ہیں * * اب اہل انصاف غور کریں کہ ایسی ایسی باتیں پیغمبر خدا کے لائق ہیں یا نہیں کیونکہ کسی سچے نبی نے ایسے کام کبھی نہیں کیئے * مؤرخین کہتے ہیں کہ ستائیس غزووں میں تو خود محمد شامل تھا اور اُنیس سریہ اُسکے حکم سے کیئے گئے *

الحاصل اِس فصل کے ساتھہ اُن باتوں کو ملحق کرینگے جو ڈاکٹر ویل صاحب نے کہ ایک علماے فرنگ میں سے ھی اور عربی زبان سے خوب

واقفیت رکھتا هی محمد اور خلفا کي گزارشات کے بیان میں عربی کی معتبر اور قدیم کتابوں سے نکالکر جرمن زبان میں کئی ایک کتابیں تصنیف کي هیں اور اُن میں سے ایک میں محمد کي بابت یوں لکھا هی که قرآن اور عربی کتابوں سے ایسا معلوم هوتا هی که محمد نے اوائل حال میں گمان کیا که فی الحقیقت خدا نے اُسے بهیجا هی که عربستان میں سچا دین مقرر کرے اور اُن خواب و خیالات سے جو کبهي کبهی اُسے دکهائی دیئے اپنے اُس گمان کی تائید پائی غالبا وے خواب و خیالات صرع کي بیماری سے تهے جو عهد جوانی سے محمد کو لاحق تهي اور بعض مورخین نے اُسے اغمی کي بیماري کہا هی چنانچه کتاب اِنسان العیون میں مرقوم هی که اِبن اسحاق نے اپنے مشائخوں سے نقل کي هی که نزول قرآن سے پہلے جس ایام میں که محمد مکه میں تها نظر بد کے رفع هونے کا اُسکا علاج کیا گیا اور جب که قرآن نازل هوا تو پهر اُسکي وهی حالت هوئی یعني کبهی کبهی ایک قسم کی بیهوشی مثل اغمی ایک خوف و لرزہ کے ساتهه اُسکو هوئي ایسا که آنکهیں بند هو گئیں اور منهه سے کف نکلے اور جوان اُونٹ کی سی آواز دی پهر اُسي کتاب میں عائشه کے قول سے مرقوم هی که جس وقت که جبرئیل حضرت پر نازل هوا تو حضرت ایسے بوجهل هو گئے اور بدن سے پسینا بهه نکلا اور آنکهیں سرخ هو گئیں اور بعض اوقات جوان اُونٹ کی سی آواز دي پهر زید اِبن ثابت سے منقول هی که جس وقت که نبي پر وحی نازل هوئی تو اُسکا ایسا حال هو گیا که گویا جان کنی کي نوبت هی اور بیهوش هوکر نشه کي سی حالت هو گئي پهر ابوهریرہ سے منقول هی که جس وقت که حضرت رسول پر وحی نازل هوئی هم میں سے کوئی آدمي اُسکي طرف نظر بهرکر نه دیکهه سکا اُسکا منهه کف سے بهر گیا اور آنکهیں بند هو گئیں اور بعض اوقات اُونٹ کی مانند آواز دي پس اِن حدیثوں کے مضمون کے موافق شک نهیں هی که محمد کو صرع کی بیماری تهي کیونکه یے حالات جو حدیثوں میں محمد کي بابت

منقول ہیں سب آسی بیماری کی علامتیں ہیں اور پوشیدہ نرہے کہ ایسی بیماریوں کا مریض کبھی کبھی عجیب و غریب خواب و خیال بھی دیکھا کرتا ہی چنانچہ محمد نے رویا اور وحی گمان کیا اور اِسی جہت سے اُسکو یہہ گمان ہوا کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں پھر رفتہ رفتہ محمد نے دیدہ و دانستہ اپنے خیال و فکر کو وحی اور کلام اللہ کہا اور اپنے تابعین کو بھی ایسا ہی بتایا اور جس وقت کہ محمد نے مدینہ میں ہجرت کی اور قریش کے جور و ظلم سے رہائی پاکر صاحب اختیار ہو گیا اور قوم کا رئیس و حاکم ہوا اور اُسکے اعمال و احکام سے بھی صاف معلوم و ثابت ہوتا ہی کہ وہ کینہور اور غدّار اور شہوت‌پرست اور اپنے افعال میں دلمطابق تھا اور اگرچہ دانا بھی تھا لیکن پھر ایک کوتہ نظر آدمی و حاکم تھا چنانچہ ابتدائے حال میں تو یہودیوں سے اُسنے چاپلوسی کی اور اُنکی خاطرداری کے لیئے کئی ایک حکم جاری کیئے جیسے نماز میں یروشلیم یعنے بیت المقدس کی طرف منہہ کرنا پھر جب کہ معلوم ہوا کہ یہود دوست نہ بنینگے تو ان احکام کو منسوخ کرکے اُنکا دشمن بن گیا پھر عبداللہ سے ڈرکے بعض کی جان بخشی کی اور آوروں کو خدا کے حکم کا عذر ٹھہراکے قتل کیا (یہہ اس بات پر اِشارہ ہی جو محمد نے عبداللہ ابن ابیّ ابن سلول کی خاطرداری کو بنی قینقاع کی جان بخشی کی اور بنی قریظہ کو سعد کے کہنے سے قتل کیا) پھر کبھی تو نکاح کے لیئے ایک حد مقرر کی پھر آپ ہی اُس حد سے تجاوز کیا اور قتل کے مقدمہ میں کہا ہی کہ خدا کا حکم یوں ہی کہ اگر کوئی کسی کو مقتول یا مجروح کرے تو قاتل کو فدیہ دینا چاہیئے بشرطیکہ مقتول یا مجروح کے اقربا راضی ہوں ایک چور کے ہاتھہ قطعًا کاٹے جاوینگے ٭٭ جس وقت مشکلیں پیش آئیں تو آوروں سے صلاح لی اور اپنی عقل چھوڑکر اُنکی صلاح پر کام کیا چنانچہ غزوۂ اُحد میں اپنی رائے کے خلاف لڑنے کے لیئے باہر گیا یعنے وہ خود تو یہہ چاہتا تھا کہ مدینہ ہی میں رہکر لڑیں لیکن اُسکے بعض تابعین نے خصوصًا اُن

لوگوں نے جو غزوہٴ بدر میں شریک تھے اسکی صلاح قبول نکی اور غزوہٴ
خندق میں اُسنے تو صلح کرنا چاہا لیکن سعد ابن عبادہ اور سعد ابن معاذ
مانع ہوئے اور جنگ طائف میں محمد نے اپنے لشکر کي خواہش بموجب
حملہ کرنے کا حکم دیا اگرچہ بعض روایات کے موافق جانتا تھا کہ حملہ
کرنا بیفائدہ ہوگا (سعد کے ساتھہ صلاح کرنے کی تفصیل اِس منوال پر ھی
کہ محمد نے چاہا تھا کہ بنی غطفان کو مدینہ کے ثلث خرما دیکر صلح
کرلیں لیکن جس وقت سعد ابن عبادہ اور سعد ابن معاذ کو جو اہل
اَوس و خزرج کے رئیس تھے اِس بات سے آگاہ کیا تو وے بولے کہ اگر تم
یہہ کام وحي الہي کے بموجب کرتے ہو یا اگر اپنا خاص حکم دیتے ہو
تب تو اطاعت ہمپر لازم ھی اور اگر ہماري خاطرداری کے لیئے ایسا کرنا
چاہتے ہو تو مت کرو محمد نے جواب دیا کہ اگر خدا حکم دیتا تو میں
تمسے صلاح نکرتا خدا کي قسم یہہ تو میں نے ھی تجویز کیا ھی تاکہ دشمنوں
میں پھوٹ پڑجاے مگر سعد اِس بات پر راضي نہوا اور اِسي طرح غزوہٴ
بدر میں بھي محمد نے آوروں کي صلاح پر عمل کیا یعنے محمد نے چاہا
تھا کہ مدینہ کي جانب والے کنوئیں پر اپنا لشکر اُتارے لیکن خباب نے
کہا کہ اگر خدا نے اِسي جگہہ اُترنے کا حکم دیا ھی تب تو البتہ آگے نہیں
بڑھہ سکتے اور جو صرف اپنی ھي صلاح ھی تو بہتر یہہ ھی کہ اُس کنوئیں
پر چلکر اُتریں جو سب سے آگے بڑھکر ھی پس ایسا ھي کیا * پھر محمد
کی کوتہ نظری اور ضعف کي ایک بڑی دلیل یہہ ھی کہ خلافت کي بابت
کچھہ حکم ندیا اور اِسلام کي سلطنت برآرہ چلایا اور ممکن ھی کہ اِس
معاملہ میں وہ خود بھي متردد تھا دل تو اُسکا اپني بیٹي کے شوہر علي
کو چاہتا تھا لیکن عقل کا تقاضا یہہ تھا کہ حکومت کي لیاقت ابوبکر
میں زیادہ ھی اِسي حیص بیص میں موت آگئي اور یہہ امر بے
بندوبست رہ گیا * * اور مکہ میں نبوت کا دعویٰ کرنا اِتنا مشکل نہ تھا
کیونکہ محمد کي تعلیم اہل مکہ کي بت پرستي کي نسبت بہت اعلیٰ

تھي علاوہ برین محمد خوش اخلاق اور فصیح کلام اور فقرا اور غلام وغیرہ پر
مہربان تھا چنانچہ اِس وسیلہ سے بھي لوگوں کا دل اُسکی طرف کھچ گیا
اور مدینہ میں اُسکي حکومت ہونے اور تابعین کے بڑھنے کا اصل سبب
یہہ تھا کہ بنی اَوس اُسکے رشتہ‌دار تھے اور وہ اپنے تابعین کو غنیمت اور
بیت المال کي امید بھی دلاتا تھا اور عرب کی قومیں بھی باہم اتفاق
نرکھتي تھیں اور محمد زیرک اور باریک بین تھا پھر یہہ کہ مخالفوں کے دفع
اور قتل کرنے یا اُنمیں پھوٹ ڈالنے کے لئے ہر ایک طرح کا وسیلہ و بہانہ
اُسے پسند تھا اور اُسکی زیرکی و بہادري ایک اِس امر خاص میں بھی
کہ ہر ایک چیز اور قریب و بعید کے ہر ایک احوال سے اپنے تئیں آگاہ
کیا اور ناگہان دشمنوں پر جا پڑا اور حملہ کیا چنانچہ صرف جنگ طایف
میں اپنے تابعین اور لشکر سے اپنا مطلب و مقصد آگے سے بیان کردیا تھا
اور اِن سببوں سے ایسا اتفاق پڑا کہ محمد کے آخر زمانہ میں اگرچہ عرب
کے دور دور اضلاع کے لوگ اُسکے مطیع ہوئے پھر مدینہ میں اُسکي حقارت
کرتے تھے (یہہ بات غزوۂ طایف کا اِشارہ ھی جو ھجرت کے نویں برس
واقع ہوا اور محمد کے بہت تابعین اِس لڑائي سے ناراض ہوئے اور محمد
کی عدول حکمي کرکے لشکر کے ساتھہ شامل نہوئے اور بعض تو مثل عبداللہ
ابن ابی کے اپنے لشکر سمیت پھر گئے) اور یہہ بات کہ اکثر عرب نہ دلی
اعتقاد سے بلکہ صرف ڈر کے مارے محمد کے تابع ہو گئے تھے عایشہ کے اِس
قول سے بھي معلوم ہوتی ھی کہ اُسنے کہا ھی کہ جس وقت محمد نے
وفات پائی تو عرب برگشتہ ہو گئے اور یہود و نصاریٰ نے سرکسی کی اور
منافقوں نے اپنا نفاق ظاہر کیا اور مسلمان ایسے سرگردان رہے جیسے جاڑوں
کي رات میں گلہ آخر کار ابوبکر نے انھیں پھر جمع کیا اور ابوعبیدہ نے
بھی نقل کی ھی کہ جس وقت محمد کي وفات کی خبر مکہ میں پہنچی
اکثر اہل مکہ نے اِرادہ کیا کہ محمد سے اور اِسلام سے منحرف ہو جائیں
چنانچہ اطّاب جو اُن ایام میں مکہ کا رئیس تھا کئی دن تک گہر سے باہر

نہ نکل سکا لیکن ابوبکر اور عمر کے عہد خلافت میں کہ لشکر اِسلام کي فتح بر فتح ہوئی تو اِسلام کي سلطنت قائم اور پایدار ہو گئی اور دین محمدی مشہور و مستحکم ہوا تب تو وے قصور و نقصان اور سہو و نسیان جو محمد سے ہوئے تھے ان فائدوں کے سبب جو عربوں نے محمد اور اُسکي تعلیم سے حاصل کیئے تھے چھپ گئے اور خلفا اور محمد کے تابعین فتح کے سبب نہ دشمن کے ضعف و اختلاف میں اور نہ سرداروں کي حکمت و فراست میں اور نہ لشکر کي بہادری میں جانتے تھے اگرچہ فتحیابی کے اصل سبب یہي تھے لیکن اُنکو یہہ گمان ہوتا تھا کہ یہہ فتحیابی صرف اِس جہت سے ھی کہ خدا محمد اور محمدیوں پر مہربان ھی اور اِسی لیئے عرب کے وحشمند لشکر کے خیال میں محمد ایسا اعلیٰ و افضل معلوم دیتا تھا کہ اُنہوں نے اُسے ایسا عالي مرتبہ جانا کہ گویا وہ ساري مخلوقات کا افضل اور کل کائنات کا مالک اور جمیع انبیا سے برتر اور مومنین کا شفیع اور پاک و معصوم اور صاحب معجزات تھا اگرچہ قرآن میں ایسي صفات کا اِشارہ بھي نہیں ھی لیکن پہلے خلیفوں کو بخوبی معلوم تھا کہ محمد کی اِس تعظیم و تکریم سے بڑا مطلب نکلیگا اور بہت فائدہ حاصل ہوگا کیونکہ وے جانتے تھے کہ اہل عرب جتني محمد کی تعظیم و تکریم کرینگے اور جس قدر کہ قرآن و محمد پر اُنکا اعتقاد بڑھیگا اُتناھي وے لوگ بخوشي تمام جنگ و جہاد پر قوی دل ہونگے اور جان دینے سے بھي دریغ نکرینگے چنانچہ لشکر اِسلام کی فتح کا بڑا سبب یہي تھا کہ قرآن کي اُن آیتوں پر جنکے ضمن میں جہاد کا حکم آیا اور مقتولوں کو رتبهٔ شہادت اور بہشت کي نعمتوں کا وعدہ دیا گیا ھی اُن لوگوں کو ایک اعتقاد اور اعتماد تھا *

پانچویں فصل

دین اسلام کے مشہور و معروف ہونے کے بیان میں

جاننا چاهیئے کہ علاوہ اُسکے جو فصل گذشتہ کے آخر میں دین اسلام کے پهیلنے کی بابت بیان ہوا ہی محمد نے اپنے کلام میں فصاحت و بلاغت اور شیرینی عبارت بهي خرچ کی کہ لوگوں کا دل پهرکر اپنا مطیع کر لے اور کئی عورتیں کر لینے اور بهرے حرم و قصور انهیں طلاق دی دینے کا قاعدہ نکال کر اور بہشت میں نفسانی عیش و عشرت حاصل ہونے کا وعدہ کرکے اپنا دین عربوں کو پسند کروانے میں بڑی کوشش کي اور اُسکے سواے قدیم عربوں کي عادت اور کتب عہد عتیق و جدید کی بعضي گزارشات اور کچهہ یہود کي احادیث سے بهي اخذ کرکے اپني کتاب میں لکها دیا کہ اِس طریق سے اپنا دین رائج کرکے خلق کو قبول کرواے اور اپني امت کو صرف تهوڑی سي ظاهری باتوں کي هدایت کي مثل غسل و طهارت اور حج و روزہ اور خمس و زکوہ اور نماز اور کلمہ لااله الاالله محمد رسول الله کا زبان پر جاری کرنا اور دین کے لیئے جنگ و جهاد کرنا و علی هذالقیاس اور حکم دیا کہ بت‌پرستی اور قتل و زنا اور ظاهرکے بُرے کاموں سے کنارہ کریں جب محمد نے اِس طرح پر چند آدمی کو اپنا مرید کیا اور پهر مکہ میں نرہ سکا اور مدینہ والوں اور اهل مکہ کي باهم دشمنی هونا اُسے معلوم تها اور یہہ بهی سمجهہ گیا تها کہ مدینہ کے لوگ میری طرف مائل هیں پس مکہ سے هجرت کرکے مدینہ کو چلا گیا جاننا چاهیئے کہ تین برس میں صرف دس بارہ آدمی محمد پر ایمان لائے تهے اور تیرهویں سال جو هجرت کا پہلا سال تها محض سو اشخاص اهل مکہ سے اور چهتر آدمي اهل مدینہ سے اس پر ایمان لائے تهے اور جب کہ اُسکے تابعین مدینہ میں بڑهہ گئے اور محمد کو دشمنوں سے لڑنے اور بدلہ لینے کی طاقت

حاصل ہو گئی تو بے تامل جہاد کي آیت وارد کرکے لڑنا شروع کردیا اور قریش کے قافلوں کی لوٹ مار کی اور بدر کی لڑائي میں اُن پر غالب ہوکر صاحب لشکر بن گیا اور جن لوگوں نے کہ اُس سے برخلافي کرکے اُسکی اطاعت میں سہل انگاري کی اُنھیں قتل کیا جیسا کہ گذشتہ فصل میں بیان ہوا پس ایسا حال دیکھہ کر بہت سے لوگ عزت و دولت حاصل کرنے کي اُمید میں اُسکے جھنڈے تلے آگئے اور اُسکے تابعین روز بروز بڑھا کیئے اور اَوْر لوگ جو مقابلہ و مجادلہ کی طاقت نرکھتے تھے وے اِس خوف کے مارے کہ مبادا ہمارا مال و اسباب بیت المال میں ضبط ہوے اور لڑکے بالے اسیر ہو جائیں اور مفت جان جاتی رہے بضرورت اُسکی رسالت کے قائل ہو گئے مثلاً جس وقت کہ آٹھوں سال ہجری میں محمد اپنے لشکر کے ساتھہ مکہ کے نزدیک پہنچا اور عباس نے ابوسفیان کو جو مکہ کے رئیسوں میں سے تھا محمد کے آگے حاضر کیا تاکہ اسکی جان بخشی کرے محمد نے ابوسفیان سے پوچھا کہ اب تو یقین لاتا ھی کہ میں رسول الله ہوں اُسنے جواب دیا کہ یوں تو ما باپ سے زیادہ تو مجھے عزیز ھی لیکن رسالت کي بابت ابتک میرے دل میں شک ھی عباس نے چیخ کر اُس سے کہا افسوس تجھپر تو مسلمان ہو اور قبل اُس سے کہ تیرا سر کاٹا جاے کلمہ پڑھہ کہ لا اله الا الله محمد رسول الله یہہ بات سنکر ابوسفیان ایمان لایا اور اِس طریقہ سے مسلمان ہوا اور محمد نے اُسکي جان بخشی کي چنانچہ یہہ قصہ کتاب سیرت الرسل میں مفصل مرقوم ھی اور جس طرح کہ ابوسفیان بخوف جان مسلمان ہو گیا اُسي طرح مالک ابن عوف کو جو لشکر عرب کا سردار تھا اور حنین کي لڑائي میں محمد سے لڑا تھا محمد نے بخشش و ریاست کا وعدہ دیکر مسلمان کیا اِس تفصیل سے کہ بعد ازآنکہ حنین کي لڑائي میں مسلمانوں نے عرب کے لشکر پر فتح پائی اور عرب کا سردار مالک ابن عوف بھاگ کر طائف کو چلا گیا محمد نے اپنے تابعین میں سے ایک شخص بھیجکر اُسے کہلا بھیجا کہ اگر تو مسلمان

هو جائیگا تو جو کچهه لڑائی میں تیرا مال ضبط هو گیا هی تجهے پهیر دونگا اور اِسکے سوا سو اُونٹ اَور انعام دونگا مالک محمد کے پاس آکر مسلمان هو گیا محمد نے اُسے سواے بخشش مذکورہ کے بعض قوموں کا جو مسلمان هو گئے تهے سردار بهي کر دیا * پهر ایک روز ایک محمدی اور ایک یهودی لڑتے هوئے محمد کے حضور گئے اُسنے یهود کا حق ٹهہرایا محمدی راضي نهوکر عمر کے پاس گیا عمر جب صورت حال سے آگاہ هوا تو بولا ایک ذرا صبر کر اور اندر جاکر اپنی تلوار باهر لے آیا اور محمدی کا سر کاٹ ڈالا اور کہا کہ جو لوگ خدا و رسول کے مطیع نہوں اُنکی یہہ سزا هی چنانچہ تفسیر جلال الدین میں سورۂ عمران کی ۵۸ آیت کے بیان میں یہہ قصّہ مرقوم هی * پهر اهل مکہ نے بهی محمدي دین اِس راہ سے قبول کیا کہ محمد نے هجرت کے بعد اُنسے لڑنا شروع کرکے بدر وغیرہ میں قریش پر فتح پائی آخر الامر آٹهویں سال هجری میں دس هزار لشکر سے یکایک مکہ پر آگیا قریش لڑائي کے لیئے کچهہ آمادہ نہ تهے اِس سبب سے محمد نے آسانی کے ساتهہ مکہ کو فتح کر لیا اور فتح کے بعد اهل مکہ میں سے کئي ایک آدمی کے حق میں جنهوں نے اُسکی هجو کی تهی قتل کا حکم دیا اور بعضوں کی جان بخشي بهي کي اور اب کہ قریش کو لڑائي کا قابو نرها تو اطاعت اختیار کرکے دین محمدی قبول کر لیا چنانچہ یہہ سب بات تواریخ کی کتابوں میں اور حیات القلوب کی ۲ جلد کے ۲۳ باب میں بهی جو مکہ کے فتح کے بیان میں آئی هی تفصیلاً مسطور اور مذکور هوئی هی * * اور یہہ بات کہ اصحاب و انصار اور اَور تابعان محمد غنیمت اور بیت المال کي فکر میں رها کرتے تهے محمدی تواریخ سے صاف معلوم هوتی هی اُن میں سے ایک گزارش یہاں بیان کی جاتی هی مثلاً حنین اور اوطاس کی لڑائی میں جو مکہ کی فتح کے چند روز بعد واقع هوئي محمد کے لشکر نے دشمنوں کے زن و فرزند اور مال و متاع کو بہت لوٹا جب لڑائی کے بعد بنی هوازن مطیع هو گئے تو محمد سے عرض کیا کہ همارے

زن و فرزند اور مال و متاع پھیر دو محمد نے جواب دیا کہ میں نے اپنا حصہ اور بني عبدالمطلب کا حصہ تمھیں بخشا مہاجرین اور انصار نے بھی یہہ بات سنکر ایسا هي کیا فقط ایک بنی تمیم اور فصارہ نے انکار کیا لیکن جب محمد نے اُنسے وعدہ کیا کہ کسی اَور لڑائی میں اِس سے چھہ گونہ تمکو دیا جائیگا تو وے بھی پھیر دینے پر راضی هو گئے پھر جب محمد نے مال و متاع بانٹنے میں دیر کی تو مسلمان اپنے دل میں ڈرے کہ ایسا نہو محمد یہہ مال بھي پھیر دے سو اپنا حصہ اُنھوں نے ایسي تندی و هجوم سے مانگا کہ محمد کی قبا لے لي اور محمد نے اپنے تئیں ایک درخت کے پیچھے چھپایا جب وے ذرا ساکت هوئے تو اُن سے کہا کہ لوگو میری قبا مجھے دی دو و اللہ اگر تم اِس قدر چوپائے لوٹ میں لائے هو جو شمار میں ملک تہامہ کے درختوں کے برابر هوں تب بھی میں تم سے دریغ نہ کرونگا و واللہ میں نے بیت المال میں سے خمس سے زیادہ کبھی کچھہ نہیں لیا اور همیشہ تمھارے هی لیئے خرچ کیا هی بعدہ سب مال تقسیم کرکے اپنے خمس میں سے سو اُونٹ اور چالیس اوقیہ نقرہ ابوسفیان کو دیا اور اِسی قدر اُسکے بیٹوں یزید و معاویہ کو بھی دیا اور حکیم ابن حسام اور حارث ابن حسان اور سہیل ابن عمرو اور صفوان ابن اُمیہ وغیرہ کو بھي سو سو اُونٹ اور اَوروں کو پچاس پچاس اور چالیس چالیس اُونٹ دیئے اُن میں سے شاعر عباس ابن مرداس ایک شخص تھا کہ وہ پچاس اُونٹ پر راضی نہوا تو اُسے پچاس اَور دیئے لیکن انصار اِس بات سے بہت ناراض هوئے کہ قریش اور اَور لوگوں کو جو انصار میں سے نہ تھے اِتنا اِتنا دیا چنانچہ انصار میں سے ایک نے کہا کہ واللہ یہہ بڑے تعجب کی بات هی کہ هنوز همارې تلواروں میں سے قریش کا خون سوکھا بھی نہیں هی اور محمد غنیمت کا مال اَوروں کو بخشے دیتا هی اگر خدا کا حکم یہي هی تب تو همیں صبر کرنا چاهیئے اور اگر رسول اللہ اپنی خواهش سے ایسا کرتے هیں تو فرماویں کہ همنے کیا قصور کیا هی جو همکو

الگ کر دیا محمد نے یہہ بات سنکر انصار کو بلایا اور کہا کہ کیا تم ضلالت میں نہ تھے اور میرے وسیلہ سے ہدایت پائی اور کیا تم مسکین نہ تھے اور میرے ذریعہ سے دولتمند ہوئے الخ چنانچہ دے گذارشیں کتاب سیرت الرسل اور کتاب خامس میں مفصل مرقوم ہیں اور آخر کتاب مدن کہا ہی کہ تین قسم کے لوگ تھے جنھیں محمد نے چاہا کہ بخشش اور انعام سے اُنکے دل اپنی طرف کھینچ لے بعض کو تو اِس قصد سے کہ وے مسلمان ہو جائیں مثل صفوان ابن اُمیہ کے کہ اُس وقت تک مسلمان نہوا تھا اور بعض کو اِس مراد سے کہ وے اسلام میں قائم ہو جائیں مثل سفیان ابن حربس کے جو بکراہیت مسلمان ہوا تھا اور بعض کو اِس ارادہ سے کہ شرارت سے باز رہیں مثل ابینیہ اور اقراء اور عیاض ابن مرواس * * خلاصہ محمد نے اپنی زندگی میں ایسے ہی وسیلوں سے عربستان کے اکثر ملکوں میں دین جاری کیا اور اُسکے مرنے کے بعد خلفا بھي اِسي طرح پر دین اسلام کے پھیلانے میں متوجہ ہوئے اور اَوْر ولایتوں پر لشکر کشي کرکے تلوار کے زور سے دین اِسلام کی حقیت ثابت کي اور لوگوں کو بجبر قرآن کے حکم میں لائے مثلا ابوبکر نے تخت خلافت پر بیٹھکر ذوالقصہ میں لسکر اِسلام جمع کیا اور گیارہ سردار مقرر کرکے روانہ کیئے تا کفار اور منحرف لوگوں سے لڑیں اور اُن میں سے ہر ایک کو ایک حکم نامہ دیا کہ پہلے یہہ نامہ کفار کو پڑھہ سنانا اور اُس حکم نامہ میں اَوْر مطالب کے سوا یہہ بھي لکھا تھا کہ جو کوئی نامہ کو مانے اور اِسلام کا معتقد ہو اُسکی حمایت کرنا اور جو لوگ اِنکار کریں اُن سے لڑنا تاکہ خدا کی راہ میں آجائیں اور منحرف لوگوں پر کسی طرح رحم مت کرنا بلکہ اُنہیں آگ میں جلا دینا اور ہر طرح قتل کرنا اور اُنکے زن و فرزند کو غلام بنانا پس جو شخص کہ ضرب شمشیر کی دلیل پر سکوت اختیار کرتا تو بہتر ورنہ گردن مارا جاتا تھا یا اسیر ہوکر خدمت میں رہتا تھا چنانچہ اِنہیں وسیلوں سے اِسلام کا جھنڈا متفرق ولایتوں اور شہروں میں بلند ہوا اور ہنوز

هجرت سے ایک سو برس نگذرے تھے که عربستان و ولایت شام و ایران و مصر اور بعضی روم کی ولایت نے بھی سپاہ عرب سے مغلوب هوکر محمد کا دین قبول کیا چنانچه تاریخ دانوں پر روشن و آشکار هی مثلا اهل ایران نے دین محمدی اِس طریق سے قبول کیا که جب عمر کی خلافت هوئی تو اُسنے عرب کے لشکر کو یه حکم دیکر ایران پر بهیجا که اگر اهل ایران دین محمدی کو بخوبی و بخوشی قبول کرکے مطیع هو جائیں تو بهتر ورنه اُن سے محاربه و مقاتله کرکے اُنهیں بجبر قرآن کا معتقد بناوں جب ایرانیوں نے دین اِسلام قبول کرنے سے اِنکار کیا تو عرب کے لشکر نے لڑائي شروع کردي تین دفعه تو سپاه عرب ایرانیوں سے مغلوب هوئی مگر چوتھي دفعه اُن پر غالب هوکر رود فرات کے گرد نواح کا ملک اپنے قبضه میں کر لیا بعد اِس واقعه کے جب یزدجرد ابن شهریار جو ملوک ساسانیه کا آخري بادشاه تها ایران کا تخت نشین هوا تو سعد ابن ابی وقاص نے جو لشکر عرب کا سردار تها یزدجرد کے پاس اِس مطلب سے ایلچي بهیجا که دین محمد کے قبول کرنے کي اُسے هدایت کریں اگر قبول نکرے تو لڑائي کا پیغام دیں یزدجرد نے ایلچی کي باتوں پر کچهه توجهه نکي بلکه اُسکے پیغام سے اَور ناخوش هو گیا اور لڑائي کي طیاری کا حکم دیکر بهت سي سپاه جمع کی دونوں طرف کي فوجیں مقام قادسیه کے نزدیک مجتمع هوئیں جب فریقین کا مقابله هوا اور ایران کا لشکر شکست کهاکر بهاگا اور کاویاني درفش عربوں کے هاتهه لگا اور سنه ۲۱ هجري میں نهاوند کے میدان میں شهر همدان کے نزدیک لشکر عرب نے سپاه ایران کو پهر شکست دیکر ساری ایران پر قبضه کر لیا اور یزدجرد مرو کی طرف بهاگ گیا اور اُسي شهر کے نزدیک ایک آسیابان کے هاتهه سے مارا گیا اور اِس منوال سے ایران کا سارا ملک خلفا کے زیر حکم هو گیا اور دو سو برس تک اُس ملک میں عربوں کي حکومت رهي اِس عرصه میں اکثر ایرانیوں نے خلفا کے خوف اور اُنکے لشکر کي دهشت سے لاچار هوکر عربوں کا دین قبول کر لیا اور جن لوگوں

نے سرکشي کرکے محمدی دین قبول کرنے میں پس و پیش کیا وے لوگ یا تو عربوں کے ہاتھہ سے قتل ہوئے یا جلاوطني اختیار کرکے بلوچستان اور ہندوستان کو بھاگ گئے چنانچہ اِن ملکوں میں ابتک اُنکي نسل باقی ہی کہ زردشتي اُنکا مذہب ہی اور گبر کہلاتے ہیں اور جیسا کہ سعد نے لشکر کي مدد سے اہل ایران کو مطیع کیا ایسے ہی خالد اور معاویہ نے شام کا ملک اور عمر و ابن العاص نے مصر کا ملک عمر کے عہد خلافت میں فتح کرکے وہاں کے لوگوں کو محمدی دین میں کر لیا *

پوشیدہ نرہے کہ ہجرت سے پہلے تھوڑے سے لوگ محمد کے مطیع تھے جیسا کہ مذکور ہوا اور اکثر وقت قریش و یہودي اور مسیحی محمد کے ساتھہ مخالفانہ گفتگو کیا کرتے تھے اور اُسکي رسالت کا ثبوت طلب کرتے تھے جیسا کہ قرآن کي مذکورۃ الصدر آیتوں سے ظاہر ہی اور سورۃ الحجر کي اوائل آیتوں سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ اہل مکہ محمد کو مجنون کہا کرتے تھے چنانچہ مرقوم ہی کہ * * قالوا یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون * * پھر سورۃ الانبیا کے بموجب مفہوم ہوتا ہی کہ اہل مکہ نے کہا کہ قرآن ایک خواب ہي اور محمد نے اُسے آپ بنایا اور شاعروں کی مانند خوب بندش کی ہی چنانچہ مرقوم ہي کہ * * بل قالوا اضغاث احلام بل افتریہ ہو شاعر فلیاتنا بآیۃ کما ارسل الاولون * * لیکن جب محمد نے مدینہ کی طرف ہجرت کي اور وہاں لشکر جمع کر لیا اور قریش پر غالب ہوکر مکہ بھی فتح کیا اُس وقت اکثر عربوں نے لاچاری سے دین محمد کو قبول کیا اور درحالیکہ محمد نے اپنا کام اِس مرتبہ کو پہنچایا تو پھر کسی کو اُسکي مخالفت اور رسالت کی بابت حجت و مباحثہ کی طاقت نرہی کیونکہ لشکر کی کثرت و قوت کے ماسوا محمد کو اُسکے کہنے بموجب خدا کي جانب سے بھي جہاد کا حکم نازل ہوا تھا چنانچہ جہاد و قتال کی بعض آیتیں سابقا مذکور ہوئیں کہ اُنکے معنی کی نسبت بے ایمانوں پر قہر و غضب کرنا جائز اور فرض ہوا پس جاہوں نے محمد

کو قبول نکیا یا اُسکے خلاف بر بات چیت کی تو شمشیر سے اُنکا جواب دیا گیا اور خلفا و سلاطین بھی اُس وقت سے ابتک اِسی قانون پر چلتے رهتے هیں چنانچه اب بھی اگر کوئی شخص محمدی ملکوں میں قرآن کے خلاف و باطل هونے کی بابت مسلمانوں سے کچھه گفتگو اور رد و بدل کرے تو اهل اِسلام اُسے قتل کرتے هیں اِس لیئے محمد کے زمانه سے آج تک کسی سے نہوسکا که محمدیوں کے ملک میں بے خوف و هراس هوکر قرآن کی تشخیص کرے که آیا سچ هی یا خلاف اور ممالک اِسلام میں یہه بھی ممکن نہیں هی که کوئی شخص قرآن اور محمد کا غیر حق هونا دریافت کرکے بے دغدغه اُسے ظاهر و بیان کرے اور دین اِسلام سے برگشته هوکر دوسرا دین قبول کرے کیونکه قرآن کا حکم یہه هی که جو شخص دین محمدی سے پھر جاے اُسے بے تامل قتل کریں * * مگر ظاهر هی که حقیقت اور حقیقت تلوار کے زور سے ثابت نہیں هوتی اور آدمی کو جبر سے اُس درجه پر پہنچانا محال هی که وه دل سے خدا پر ایمان لاے اور دل و جان سے اُس سے محبت رکھے بلکه جبر و ظلم تو دلی ایمان کو آڑ روک دینا هی پس دین کی راه میں جبر ظلم و جهاد برا ناقص کام اور واضح دلیل هی که وه دین خدا کی جانب سے نہیں پس دین اِسلام کی شہرت اور پھیلنا که بزور شمشیر هوا هی یہه بھی ایک دلیل هی که یہه دین خدا کی جانب سے نہیں هی جاننا چاهیئے که دین مسیحی اِس طرح نہیں پھیلا هی چنانچه اُسکے مشہور هونے اور پھیلنے کا سارا حال اِس کتاب کے دوسرے باب کی ساتویں فصل میں هم نے ذکر کیا جو کوئی اُس مقام کی طرف رجوع کریگا خوب سمجھه لیگا که اِس بات میں بھی انجیل کو قرآن پر فوقیت هی *

اِسلام کے بعضے علما اُس جدال و قتال کو جو بنی اسرائیل نے کنعانیوں کے ساتھه کیا اور داؤد کے غزوات کو درمیان لاکر کہتے هیں که جیسا کنعانیوں کا قتل کرنا بنی اسرائیل کو جائز و حلال تھا اِسی طرح دین

محمدی میں بھي جہاد جائز ہوا لیکن ایسا دعویٰ صرف توریت کے مطالب کي بیخبري کے سبب سے ھی کیونکہ خدا نے توریت میں بني اسرائیل سے یہہ نہیں کہا تھا کہ پہلے اُنھیں ایمان کي خبر کرو پھر اگر نمانیں نو قتل کرو بلکہ خدا کا حکم یہہ تھا کہ اُنھیں اُنکے بیشمار گناھوں کے سبب سے عموما قتل کرو پس بني اسرائیل کي لڑائي کا مدعا یہہ نہ تھا کہ کنعانیوں کو ایمان پر لاویں بلکہ وہ ایک غضب الہی تھا جو خدا نے بني اسرائیل کے واسطہ سے اُنکے بد اعمال کی سزا میں اُن پر نازل کیا تھا چنانچہ موسیٰ کی ۵ کتاب کے ۷ فصل کی ۱–۵ آیت اور ۲۰ فصل کی ۱۴ و ۱۷ و ۱۸ آیت اور ۹ فصل کی ۴ و ۵ آیت میں اور پھر موسیٰ کي ۳ کتاب کے ۱۸ فصل کي ۲۴–۲۸ آیتوں میں مرقوم ھی اور اِسي طرح داؤد کي لڑائیاں بھي دین کي راہ میں نتھیں بلکہ بادشاھوں کي مانند اپني سلطنت قائم کرنے کو دشمنوں سے لڑتا تھا * * بالجملہ ان مطالب اور اُن دلیلوں سے جو اِس باب میں قرآن و محمد کی بابت مذکور ہوئیں بالتمام ظاھر ہوا کہ قرآن کے معني میں اور محمد کی صفات میں وے نشانیاں ھرگز نہیں پائي جاتیں جو اِس کتاب کے دیباجہ میں اور تیسرے باب کے اوائل میں کلام الہی اور سچے پیغمبر کی تصدیق کے لیئے ھم نے ذکر کي ھیں اور اِس باب میں جو دلائل مرقوم ہوئیں اُنسے بھي بے شک و شبہ معلوم و یقین ھو گیا کہ محمد کا خدا کی طرف سے آنا محال اور قرآن کا کلام الہي ھونا غیر ممکن ھی *

لیکن اگر کسي محمدي کے دل میں یہہ خیال آوے کہ درحالیکہ دین اِسلام سچ مچ خلاف ھی تو خدا نے اُسکے شہرت پانے اور اینک برقرار رہنے کو کیوں نہ روکا اِسکا جواب یہہ ھی کہ بت‌پرستي کا دین باوجودیکہ محمد کے دین سے پُرانا اور شمار میں چوگنے ھی اور اُسکا غیرحق ھونا بھي سب عقلا پر اظہر من الشمش ھی تو بھي خدا اُسکے ظاھر ھونے اور پھیلنے اور اینک قائم رہنے کا مانع نہیں ہوا پس ظاھر ھی کہ کسي دین کا ظاھر ھونا

اور برقرار رهنا اُسکي حقیقت کي دلیل نہیں هوتا لیکن اِس صورت میں
که خدا نے اپني معرفت کے بموجب مصلحت نجانا که عالم کے فرقوں اور
قوموں کے تغیّر و تبدّل کا مطلب اور سبب هر وقت بیان کرے تو اِسي
سبب سے آدمي اکثر اوقات امور الهي اور گردش ایام کے درک و دریافت
میں حیران رهتا هی خلاصه اِسي باتوں کے بهید خدا هي جانتا هي اور
بس هاں انجیل کے کلام بموجب اِتنا کهه سکتے هیں که خداے تعالیٰ دین
محمد کے ظاهر هونے اور پهیلنے کا دو سبب سے مانع نهوا اوّلاً یهه که اِس
طریق سے عربستان اور شام و مصر وغیره کے مسیحیوں کو جو محمد کے زمانه
میں انجیل کے طریقه سے دور پڑگئے تهے تنبیهه کي جاے تاکه اَور زیاده دور
و مهجور نهوں ثانیاً یهه که جهان میں بت‌پرستي کا دین زیاده مشهور اور
دو باره زورآور نهو جاے لیکن معین وقت میں اور جب مسیحي لوگ
پهر سچے ایمان کی طرف رجوع لاوینگے اور اکثر اُن میں سے انجیل کے
گرویده هوکر اُسکے حکم پر چلینگے تب خداے تعالیٰ اِس تنبیهه کو اُتها لیگا
اور ان وعدوں کے بموجب جو خدا نے کتب عهد عتیق و جدید میں
خصوصاً یشعیاه کے ۶۰ باب کي ۶ و ۷ آیتوں میں اور ۱۹ باب کي ۲۳ و ۲۴
و ۲۵ آیتوں میں کیئے هیں آخر زمانه میں اکثر محمدي مسیح پر ایمان
لاکر مسیحي جماعت میں مل جائینگے اور یشعیاه کے دوسرے باب کي پهلی
آیت سے ۵ تک اور ۴۹ باب و ۶۰ باب میں مفصل مرقوم هي که آخر الامر
انسان کا تمام سلسله کیا بت‌پرست کیا محمدی اور کیا یهودی مسیح پر
ایمان لاکر جانینگے که راه اور حقیقت اور حیات صرف وهي هی اور بس
اور اُس وقت مسیح کا وه قول پورا هوگا جو اُسنے یوحنا کے ۱۰ باب کی
۱۶ آیت میں فرمایا هی که ایک گله اور ایک گلهبان هوگا پهر فلپیوں کے
۲ باب کي ۱۰ و ۱۱ آیتوں میں مرقوم هي که * یسوع کے نام پر کیا آسماني
کیا زمیني اور کیا جو زمین کے تلے هیں هر ایک گهتنا تیکے اور هر ایک
زبان اقرار کرے که یسوع مسیح خداوند هي تاکه خدا باپ کا جلال هووے *

اور متی کے ۲۴ باب کی ۱۴ آیت میں مسیح نے فرمایا هی که * بادشاهت
کی اِس خوش خبری کی منادی تمام دنیا میں هوگی تاکه سب قوموں
پر گواهی هو تب آخر هوگا * پس اِس آیت کے مضمون بموجب آخر
زمانه کی نشانیوں میں سے ایک یهه هی که انجیل کا وعظ سب قوموں
میں جاری هو لیگا بعد ازاں آخری زمانه آئیگا چنانچه آخری زمانه کی
یهه علامت اب ظاهر هوئی هی کیونکه همارے زمانه میں صدها واعظ انجیل
کا وعظ کهنے کو فرنگستان سے نکل کر سب بت پرستوں کے ملک میں جاتے
اور اُنهیں ایمان کی هدایت کرتے هیں اور اُنکے وعظ میں خدائے تعالی نے
ایسی قوت و تاثیر دی هی که تهوڑے عرصه میں ولایت افریکه اور هندوستان
اور چین و امریکه اور سمندر کے جزیروں میں لاکهوں آدمی صرف انجیل
کا وعظ سنکر اور تعلیم پاکر بت پرستی اور بد اعمال سے دست کش هوئے
اور مسیح پر ایمان لائے اور اب خدائے واحد کو مانکر انجیل کے حکموں پر
چلتے هیں اور اِسی طرح مسیح پر ایمان لانیوالوں کی روز بروز ترقی هوتی
جاتی هی اور فرنگستان اور هندوستان وغیره میں یهودیوں اور محمدیوں
میں سے بهی وعظ سننے اور انجیل کے پڑهنے سے مسیح پر ایمان لاکر اُسکے
طریق پر چلتے هیں * * اور محمدیوں کو یهه بهی معلوم هو که آخر زمانه
میں مسیح پهر ظاهر هوگا اور بڑی قدرت و جلال کے ساتهه آسمان سے زمین
پر نزول کریگا تاکه اپنے سچے تابعین کو نجات و سعادت بخشے اور جنهوں
نے انجیل کو قبول نهیں کیا اور مسیح پر ایمان نهیں لائے اُنکو سزا دے
چنانچه دوسرے تسلونیقیوں کے پهلے باب کی ۶ آیت سے ۹ تک وارد هی
که * خدا کے نزدیک انصاف یهه هی که جو تمهیں اذیت دیتے هیں
اُنهیں اذیت اور تمهیں جو اذیت پاتے هو همارے ساتهه آرام دے اُس
وقت که خداوند یسوع آسمان سے اپنے زبردست فرشتوں کے ساتهه بهڑکتی
آگ میں ظاهر هوگا اور اُن سے جو خدا کو نهیں پهچانتے اور همارے
خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو نهیں مانتے بدلا لیگا وے خداوند کے چهره

سے اور اُسکی قدرت کے جلال سے ابدی ہلاکت کی سزا باوینگے * پھر وحی الٰہی کے بموجب مکاشفات کے ۱۹ باب کی ۱۱ آیت سے ۲۱ تک یوحنا حواری نے کہا ہی کہ * پھر میں نے آسمان کو کھلا دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نقرہ گھوڑا اور اُسکا سوار امانت دار اور سچا کہلاتا ہی اور وہ راستی سے عدالت کرتا اور لڑتا ہی اور اُسکی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند اور اُسکے سر پر بہت سے تاج اور اُسکا ایک نام لکھا ہوا ہی جسے اُسکے سوا کسی نے نجانا اور خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا اور اُسکا نام خدا کا کلام ہی (کہ مسیح سے مراد ہی) اور آسمانی فوجیں صاف اور سفید اور مہین لباس پہنے ہوئے نقرے گھوڑوں پر اُسکے پیچھے ہو لیں اُسکے منہہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہی کہ وہ اُس سے قوموں کو مارے اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکمرانی کریگا اور وہ قادر مطلق خدا کے قہر و غضب کے شراب کے کولھو میں روندھتا ہی اور اُسکے لباس اور ران پر یہہ نام لکھا ہی بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند پھر میں نے ایک فرشتہ سورج میں کھڑا دیکھا اُسنے تمام پرندوں کو جو آسمان کے بیچوں بیچ اُڑتے ہیں یہہ کہکے بلند آواز سے پکارا آؤ اور بزرگ خدا کی مہمانی میں جمع ہوؤ تاکہ تم بادشاہوں کا گوشت اور سپہسالاروں کا گوشت اور زورآوروں کا گوشت اور گھوڑوں کا گوشت اور اُنکے سواروں کا گوشت اور آزادوں اور غلاموں اور چھوٹے بڑوں کا گوشت کھاؤ پھر میں نے دیکھا کہ وہ حیوان اور زمین کے بادشاہ اور اُنکی فوجیں اکٹھی ہوئیں تاکہ اُس سے جو گھوڑے پر سوار تھا اور اُسکے لشکر سے لڑیں اور وہ حیوان پکڑا گیا اور اُسکے ساتھہ وہ جھوٹھا نبی جسنے اُسکے حضور وے کراماتیں دکھائیں جنسے اُسنے اُنکو جنھوں نے اُس حیوان کا نشان اپنے پر قبول کیا اور اُنکو جو اُسکی صورت کو پوجتے تھے گمراہ کیا یے دونوں آگ کی جھیل میں جو گندھک سے جل رہی ہی جیتے ڈالے گئے اور جو باقی تھے سو اُس گھوڑے کے سوار کی تلوار سے

جو اُسکے منہہ سے نکلتی تھی قتل ہوئے اور سارے پرندے اُسکے گوشت سے سیر ہو گئے *

القصہ ای محمدی لوگو اور اِس کتاب کے مطالعہ کرنیوالو تم یقین کرو کہ جو کچھہ ہم نے قرآن اور دین محمدی کی بابت ابتک ذکر و ثابت کیا عداوت کی راہ سے نہیں بلکہ خالص محبت کی راہ سے ہی جس محبت کے سبب سے مسیح کے لیئے تمکو دوست سمجھکے تمہاری ہلاکت کے حال پر دل سے ہمیں افسوس آیا ہی اِسی واسطے قرآن کا خلاف ہونا تم پر ظاہر و بیان کر دیا کہ شاید تم خواب غفلت سے بیدار ہوکر ضلالت سے راہ حق پر آؤ اور مسیحی دین کو قبول کرلو اور اپنے خطرناک حال اور ابدی ہلاکت سے خلاصی پاکر نجات سرمدی تک پہنچ جاؤ اور چونکہ مسیح کے حکم بموجب جو متی کے ۲۸ باب کی ۱۸ آیت سے ۲۰ تک وارد ہی عیسائیوں پر واجب ہی کہ سب قوموں کو انجیل کا وعظ کریں اِس لیئے ہم نے یہہ کتاب لکھکر اپنا دین ادا کیا پس اگر تم غفلت و غرور کی راہ سے اِس کتاب کی باتوں کا تحمل نکرکے مسیح کی نجات کو قبول نکرو تو خوب جان لینا کہ قیامت کے دن پروردگار کے حضور تمہیں اپنی بے ایمانی کا جواب دینا پڑیگا اور اگر تمہارا دل صاف ہی اور تم طرفداری کو چھوڑکر حق کے طالب ہو تو اُن دلیلوں اور اُن مطلبوں سے جو ابتک ہم نے ذکر کیئے تم انصاف اور غور کرکے کہوگے کہ البتہ قرآن و محمد کی حقیت کے لیئے کوئی دلیل بیان نہ ہوئی بلکہ قرآن کے مضامین اور محمد کی صفات و رفتار سے بالکل واضح ہو گیا کہ قرآن خلاف ہی اور محمد خدا کا پیغمبر نہیں پس تمہارا دین باطل ہی اگر اُس سے نہ پھروگے تو بالیقین ابدی ہلاکت و بدبختی میں پڑوگے * * خلاصہ ای محمدی اور اِس کتاب کے پڑھنیوالے تو میری آخری نصیحت کان دھرکے سن اور اپنے دل میں اُسے جگہہ دے یعنی سابقا مذکور ہوا کہ آدمی ایسی طاقت نہیں رکھتا کہ آپ اپنے تئیں گناہوں کے عذاب سے چھڑائے بلکہ ایک چھڑانیوالے اور نجات

دینیوالے کا محتاج هی اور وہ نجات دینیوالا جیسا کہ کتب مقدسہ سے
مثبت هوا یسوع مسیح هی کہ صرف اُسي کے وسیلہ سے آدمي اپنے گناهوں
کے عذاب سے خلاصي پا سکتا اور خدا کي درگاہ کا مقبول هو سکتا اور حقیقي
و جاوداني سعادت کو پہنچ سکتا هی پس تو اپني همیشہ کي نیکبختي اور
ابدي سعادت کے واسطے هماری نصیحت اور عرض پر متوجہ هوکر هلاکت
ابدي کے بهنور سے خلاص هونے کي فکر کر اور نجات حاصل کرنے میں غافل
مت هو بلکہ اِس بات میں بڑي سعي و کوشش کر اور اِس کتاب کو
کئي بار پڑهکر اُن باتوں پر جو نجات کي بابت مرقوم هوئي هیں دل سے
متوجہ هوکر خوب ملاحظہ کر اور انجیل اگر تیرے هاتهہ لگے تو بہت سعي
و دقّت سے پڑهہ اور رات دن خدا سے دعا مانگ کہ اپني هدایت اور
توفیق کا نور تجهے عنایت کرے اور تجهے راہ حق پر لاوے اور جس حالت
میں کہ خدا کي توفیق سے هدایت کا نور تجهے حاصل هو گیا تب تجهے
خود دریافت هو جائیگا کہ سچي راہ کي هادي انجیل هی اور مسیح تیرا
نجات دینیوالا اور سعادت عطا کرنیوالا هی اُس وقت صبح و شام خدا سے
یہہ دعا مانگ کہ مسیح پر ایمان لانا تجهے بهی نصیب کرے اور اُسکي
رحمت اور موت کي خاطر تیرے سب گناهوں سے درگذرے اور تیرے دل
میں آرام اور خوشحالی دے اور جاودانی نیکبختي میں تجهے شریک کرے
اور اگر تو اِس قسم کي دعا و مناجات همیشہ کیا کریگا تو یقین هی کہ
خدا تیرے سیاہ دل کو روشن کردیگا اور تجهے حقیقي آرام اور سکوت کو
پہنچائیگا اور مسیح کو تو اپنا نجات دینیوالا اور سعادت بخشنیوالا جانکر
حقیقي خوشحالي اور روحانی نیکبختي حد سے زیادہ پائیگا اُس وقت وے
سب باتیں جو اِس کتاب کے دوسرے باب کي ۵ فصل میں سچے مسیحی
کی نیکبختي کے بیان میں مذکور هوئي هیں تو اپنے میں دیکهیگا اور اگر
ایسا بهی هو کہ تجکو مسیح کي راہ میں دکهہ اور مصیبت اُتهانی پڑے اور
صبر و ایمان سے اُسکا متحمل هوگا اِس راہ سے بهي توفیق الهي تیرے دل

میں روز بروز زیادہ ہوگی ایسا کہ تو کسی طرح کے رنج و عذاب سے بلکہ قتل کے سبب بھی دین مسیحی سے دست بردار نہوگا اور جب کہ دنیاے فانی سے رحلت کرنے کا وقت آئیگا تو تُو سرور و خوشحالی کے ساتھہ دنیا سے کوچ کرکے عالم بقا کو جائیگا کیونکہ اُس سے نہایت نیکبختی اور جلال کو جو یسوع مسیح کے واسطہ سے تیرے لیئے طیار ہوا ھی تو جان چکا ھی اور اب موت تجھے وہاں پہنچادیگی اور تو خداے تعالیٰ کا مقرب ہوکر ابدالاباد تک ھمیشہ کی نیکبختی اور جلال و خوشحالی دیکھا کریگا جیسا کہ انجیل میں مرقوم ھی کہ خدا نے اپنے چاھنیوالوں کے لیئے وے چیزیں طیار کیں جنھیں نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ آدمی کے دل میں آئیں * پس تو بڑی احتیاط کر کہ کہیں ایسے جلال و نیکبختی کو ھاتھہ سے نہ کھو بیٹھے جو تیرے لیئے اور سب آدمیوں کے واسطے موجود ہوئی اور مسیحی ایمان سے حاصل ہوتی ھی اور جس حالت میں تو نے خوب دریافت کر لیا کہ راہ حق انجیل ھی اور نجات دھندہ مسیح تو لوگوں کے ڈر سے یا دکھہ اور عذاب کے خوف سے مسیحی ایمان کو اپنے دل میں پوشیدہ مت رکھہ کیونکہ اگر حقیقت کو آدمیوں کے خوف سے کوئی پوشیدہ رکھیگا اور تقیہ کی راہ سے مسیح کا اِنکار کریگا تو ایسا شخص خدا کی رحمت سے محروم ہوکر اُسکے غضب میں پڑیگا چنانچہ متی کے ۱۰ باب کی ۲۸ و ۳۲ و ۳۳ آیتوں میں مسیح کے قول سے مرقوم ھی کہ × اُن سے جو بدن کو قتل کرتے پر جان کو قتل نہیں کرسکتے مت ڈرو بلکہ اُسی سے ڈرو جو جان اور بدن دونوں کو جہنم میں ھلاک کرسکتا ھی اِس لیئے جو کوئی لوگوں کے آگے میرا اِقرار کریگا میں بھی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر ھی اُسکا اِقرار کرونگا پر جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا اِنکار کریگا میں بھی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر ھی اُسکا اِنکار کرونگا × اور پھر متی کے ۵ باب کی ۱۱ و ۱۲ آیتوں میں مسیح نے فرمایا ھی کہ × مبارک ہو تم جب میرے واسطے تمھیں لعن طعن کریں اور ستاویں اور ھر

طرح کی بُری باتیں جھوٹھہ تمھارے حق میں کہیں خوش هو اور خوشی
کرو کیونکه آسمان پر تمھارے لیئے بڑا بدلا هی اِس لیئے که نبیوں کو جو
تمسے آگے تھے اِسي طرح ستایا هی * اور اگر تو غفلت و مغروری سے دین
مسیح اور اُسکی نجات کو رد کریگا تو جان لے که آسمان و زمین میں
مسیح کے سوا کوئی اَور چھڑانیوالا نہیں هی اور نه هوگا چنانچه یوحنا کے
۳ باب کی ۳۶ آیت میں کُھلا کُھلی بیان هوا هی که * جو بیٹے پر ایمان
لاتا هی همیشه کي زندگی اُسکی هی اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا
حیات کو ندیکھیگا بلکه خدا کا قہر اُسپر رهتا هی *

حکایات

یے حکایتیں جنمیں سچی سچی گزارشات منقول ہیں اِس کتاب کے ساتھہ ملحق کی گئیں تاکہ پڑھنے والے کو اِن سے بھی انجیل کے کلام کی قوت اور مسیحی دین کی خوبی معلوم ہو جاے

پہلی حکایت

ایک مسیحی عالم کی سرگذشت جو ایمان سے منحرف ہوکر پھر انجیل پر ایمان لایا

ولایت نمسستان کے ایک شہر میں ایک سوداگر تھا اور اُسکا ایک لڑکا تھا باپ نے بیٹے کو زیرک اور فہیم اور نیک خلق دیکھکر اپنے دل میں اِرادہ کیا کہ اُسے علم الہی تحصیل کرواے پس جس مدرسہ میں کہ اُس علم کے مبتدی پڑھنے والے داخل ہونے تھے وہاں اُسے بھیجدیا لڑکا بھي بشوق دل تحصیل علوم میں مشغول ہوا پھر شہر بینا اور لیپسک کے بڑے بڑے مدرسوں میں گیا تاکہ تحصیل میں اپنی خاطر خواہ کمال کے درجہ پر پہنچے ابتداً تو اُسکا چال چلن بہت خوب تھا اور علم الہی کی تحصیل میں بڑی سعی و کوشش کیا کرتا تھا لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ایسے ہمدرسوں کی صحبت میں پڑا جو مسیحی دین کا اعتقاد چھوڑکر بے ایمان ہو گئے تھے اور انجیل کو غیر حق جانکر اور مسیحی اعتقاد کو ذلیل سمجھکر ٹھٹھوں میں اُڑاتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ اپنے اِس نئے رفیق

کو بھی نجات کی راہ بھلاکر اپنی طرح گمراہی اور بے ایمانی کی راہ میں
لے آویں آخر الامر ایسا ہی ہوا کہ وہ بھی اپنے رفیقوں کے فریب میں آگیا
اور اُسکے اعتقاد میں تزلزل پڑا اور بے ایمانی و گمراہی کے امور میں یاروں
کا یار بن گیا اور مسیحی عقیدہ میں شک کرکے علم الٰہی کی تحصیل
بھی ترک کی اور علم حکمت پڑھنا شروع کیا خلاصہ رفتہ رفتہ یہاں تک
نوبت پہنچی کہ دین مسیحی اور انجیل اور سب کتب مقدسہ کو ناحق
اور نکمّی جاننا اور اِلہام الٰہی کا بھی معتقد نہوتا تھا اِسی حالت میں
اپنے باپ پاس آیا اور مسیحی مذہب کے شک اور اُسکے رد کرنے کا ارادہ
جو اُسکے دل میں تھا باپ کے آگے بیان کیا اور اُس سے درخواست کی
کہ ای باپ اگر تو مجھے اِجازت دے تو علم اِلٰہی چھوڑکر علم طب تحصیل
کروں اسکا باپ جو ایک سچا مسیحی تھا فرزند کا یہہ پریشان حال دریافت
کرکے بہت غمگین ہوا اور قرین صلاح نجانا کہ میرا بیٹا علم طب تحصیل
کرے پس نصیحت کرکے اُس سے کہا کہ ای میرے پیارے بیٹے تو علم
اِلٰہی پڑھنے سے غافل مت ہو بلکہ کلام اِلٰہی کو بڑی منّت و دعا سے پڑھ
اور اُسکا مطلب سمجھنے میں خدا سے مدد مانگ اور دیکھہ تو کہیں اپنی
عقل یا دوسرے کے فہم کو معرفت اِلٰہی سے زیادہ مت جانیو ایسا نہو کہ
تو اِس بات سے فریب کھاکر خدا کے کلام کا اِنکار کرنے لگے بیٹے نے جب
دیکھا کہ باپ کی اور میری راے میں اِختلاف ہی تو لاچار باپ کی
صلاح پر عمل کرکے ایک کراہیت کے ساتھہ علم اِلٰہی کی تحصیل میں
رہا جب اُس علم میں ایسے مرتبہ پر جو منظور تھا پہنچ گیا تو اپنے شہر
میں باپ کے پاس لوٹ آیا وہاں دو کشیش تھے دونوں بڑے نیک
خصلت خوش طبع مسیحی مذہب میں ثابت قدم انمیں سے ایک کے
ساتھہ اُس کے باپ کو کمال محبت تھی اور وہ اکثر انکے وعظ میں جایا
کرتا تھا باپ کے ساتھہ بیٹے کو بھی وعظ سننے کے لئے جانا پڑتا تھا اور
جس وقت اُنکی نصیحت آمیز باتیں سنتا تو یہہ نہوتا تھا کہ وے باتیں

اُسپر نادر کرتیں ھوں بلکہ اُسے اُسے اَوْر دفرت ہوتی تھی اور اپنے گھر جاکر وہی حکمت کی کتابیں دیکھنے میں مشغول ھو جاتا تھا کیونکہ انجیل کی تعلیمات سے حکمت کی باتیں اُسے اچھی لگتی تھیں لیکن اُسکا باپ ازبس بیقراری سے ھمیشہ دعا مانگا کرتا تھا کہ ای قادر علی الاطلاق تو میرے جگرگوشہ کا دل ضلالت سے سعادت کی طرف پھیر دے' اِس عرصہ میں ایک دفعہ ایسا اتفاق ھوا کہ دیہات کے ایک کشیش نے اُس طلبہ سے درخواست کی کہ اِتوار کے دن آپ میرے بدلے وعظ کہیے اور عادت کے موجب لازم تھا کہ یوحنا کے ۳ باب کی اوائل آیات پر جنکا مطلب مسیح کے واسطے سے قلباً خدا کی طرف بازگشت کرنا ھی وعظ کہے حال آنکہ وہ طلبہ اِس بات کا قائل نہ تھا پس اُسنے اِس طرز کا وعظ کہا کہ خدا کی رضامندی حاصل کرنے کو آدمی صرف اپنی عقل پر چلے تو بے شک خدا کی رضامندی اپنے شامل حال کریگا گانو کے لوگ اُسکی نصیحت سے کچھ فیضیاب نہوئے اور نہ اُسے کچھ سمجھے اور جو سمجھے بھی تو پسند نکیا طالبہ اِس بات کو پہچان گیا اور شرمندہ و پشیمان ھوکر اپنے باپ سے بہت ناخوش ھوا اور دل میں اُسکا گلہ‌مند ھوا کیونکہ اُسکا باپ ھی اِس علم کی تحصیل اور اِس کام میں اُسکے دخیل ھونے کا باعث تھا الحاصل طلبہ ایسا ھی خیال کرتا ھوا کلیسیا سے باھر نکلکر کشیش کے پاس گیا کشیش اُسکی بے ایمانی سے کچھ آگاہ ھو گیا تھا پس دینی گفتگو اُسکے ساتھ شروع کی طلبہ اپنے غرور میں اُسکی باتوں کو بیوقوفی سمجھتا تھا سو ابتدا میں تو کشیش کی باتوں پر بہت کم توجہی کی اور سخت سخت جواب دئے آخرکار جب دونوں کی صحبت دیر تک رھی تو اِتنا ھوا کہ کشیش کی صحبت اور اُسکی عاقلانہ باتیں طلبہ کو اچھی لگیں اور بے پروائی کے ساتھ انجیل کی تعلیمات کی بابت کشیش سے کچھ کرتا اور پوچھتا رھا کشیش بھی ھر بات دلیل کے ساتھ اُسے بتاتا رھا آخر طلبہ کو اپنی بے ایمانی پر کچھ شک ھوئی اِسی حالت میں دروازہ

پر کوئی آدمی آیا اور اُسنے طلبه کو کچهه باتیں کرنے کے لیئے باهر بلایا وہ
گهر سے باهر نکلا کیا دیکهتا هی که ایک اجنبی دیہاتی آدمی دروازہ پر کهڑا
هی اُس سے پوچها که ای دوست کیا کام هی وہ بولا که آبکے آج کے وعظ
کي بابت کئی ایک باتیں مجهسے پوچهنی هیں یهه جو آپ نے آج نصیحت
کي که خدا کي رضامندی حاصل کرنے کو عقل کے بموجب پیروی کرنا
بس هی اور یسوع مسیح کی بابت آپ نے کچهه بهي نکہا سو هم دیہاتی
لوگوں کو بڑا تعجب هوا هی کیونکه همارے کشیش نے خوبی و درستي سے
انجیل کے رو سے همیں سمجهایا اور ثابت کیا هی که آدمي صرف خداوند
یسوع مسیح کے وسیله اور اُسکي خاطر و ثواب کي جهت سے خدا کي
رضامندي حاصل کر سکتا اور اُسکی عنایت و توفیق سے سرفراز هو سکتا هی
اور روح القدس کو جو احکام الهی کے پورا کرنے کي ایماندار کو طاقت دیتا
هی صرف یسوع مسیح کے وسیله سے خدای تعالیٰ آدمي کو عنایت فرماتا
هی اور اِس طرح آدمی مرنے کے بعد همیشه کي نیکبختي کو پہنچتا هی
لیکن آپ نے آج کچهه اَوْر هي نصیحت و هدایت کي هی اب میری
غرض یهه هی که کیا سچ مچ آپ کو یقین هی که ایهیں آج کي باتوں کے
بموجب مرنے کے وقت خوشحالی کے ساتهه مر سکتے هو اور خداوند عادل
کے حضور خوشدلی کے ساتهه حاضر هو سکتے هو آپ مجهسے رنجیدہ مت
هو جانا میں تو ایسا جانتا هوں که آج کي نصیحت آپ نے خلاف کی
هی کیونکه اگر آپ کی بات حق اور درست هوتی تو کتب عهد عتیق
و جدید کی رو سے البته اُسے ثابت کرتے لیکن کتب مقدسه کی آپ ایک
آیت بهی نلائے همارا کشیش اِس طرح نهیں کرتا بلکه هر ایک بات اور
هر ایک مطلب کو کتب مقدسه سے ثابت کر دیتا هی اور هم بهی جب
اپنے گهر میں اُن کتابوں کو دیکهتے هیں تو ویساهي پاتے هیں خلاصه همیں
ایسا معلوم هوا که آپ کي تعلیمات خلاف هیں بس محبت کی راہ سے
میں آپ کي منت کرتا هوں که بعد ازاین اپنے اعتقاد کو کتب مقدسه

کے موافق تشخیص کرکے وعظ کہتے طلبہ اُس دیہاتی کی باتوں سے ایسا
حیران ہوا کہ کچھ جواب ندے سکا آخر الامر اُسے رخصت کرکے کشیش
کے حجرہ میں آیا اور سارا ماجرا اُس سے بیان کیا کشیش یہہ حال سنکر
جان گیا کہ طلبہ کا سخت دل اُسکی صحبت سے نرم ہو گیا پس مسیحی
اِعتقاد کی بابت اُس سے اَوْر بھی گفتگو کرکے اُسکے وحشت انگیز حال
سے اُسے آگاہ کیا اور جتلایا کہ اگر تو اِسی بے ایمانی اور انجیل کی مخالفت
میں رہیگا تو بلاشک خدا کے غضب میں گرفتار ہوگا طلبہ اِن باتوں سے
بہت ملائم ہوا اور اپنے دل میں ایسا گھبرایا کہ پھر کشیش کے پاس نہ
ٹھہر سکا بس اُٹھکر اپنے گھر چلا راستہ میں آپ ہی آپ مباحثہ کرکے
اپنی عقل سے کشیش کی دلیلوں کو رد کرتا تھا اور وہی خیال اور دلیل
جنکی رو سے اِلہام الہی اُسے معقول و مرغوب نہوتا تھا پھر اُسے حق و یقین
معلوم دیتی نہیں لیکن اُسکا اِنصاف ہر دم اُسے یہی کہتا تھا کہ تو بڑی
بدبختی و ناامیدی کی حالت میں ہی اور اِنصاف کے اِس جتلانے سے
طلبہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ اگر بالفرض الہام الہی سچ مچ واقع ہوا ہو
اور انجیل خدا کی الہامی کتاب اور اُسکی ساری تعلیمات حق و درست
ہوں اور خدا نے اپنی حکمت کی راہ سے یہی مصلحت جانی ہو کہ تمام
عالم کو انجیل کی تعلیمات پر رجوع کرے اور اُسکی رضامندی صرف اُنھیں
لوگوں کے لیئے شامل حال ہوتی ہی جو کتب مقدسہ کے معتقد ہوکر
مسیح پر ایمان لائے ہیں آیا اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا اور خدا کو تو
اپنی بے ایمانی کا کیا جواب دیگا یے سب باتیں سوچتا سوچتا شہر
میں داخل ہوا اور اپنے گھر گیا اپنی خاطر کی خلش اور دل کا بھید گھر
کے لوگوں سے چھپایا جب رات ہوئی تو اپنے حجرہ میں جاکر بغیر کھانا
کھائے سو رہا اور دلائل عقلی و حکمی کو اپنے دل کی آگ بجھانے کے لیئے
سوچ سوچ کر درمیان میں لایا لیکن اُسکے دل کو کچھ آرام نہ ملا بلکہ اندر کی
گھبراہٹ اَوْر زیادہ ہوئی آخر سو گیا اور ایک بڑا دہشت ناک خواب

دیکھا کہ گویا اپنے ایک دوست کے ساتھہ گرمی کے موسم میں ایک ہوادار دن باغچہ میں سیر کرتا ھی اور ھر ایک طرح کی صحبت اور نامناسب باتیں کرتے ہوئے دین کا تذکرہ بھی درمیان لائے اور مسیحی مذھب اور انجیل کی تعلیمات کو ٹھٹھوں میں اُڑانا شام کو گھر کی طرف معاودت کرتے وقت دیکھا کہ اندھیرا ہو گیا تھا اور بادل اُمنڈکر بجلی چمکنے لگی تھی یہاں تک کہ گویا آگ برستی تھی اور بادل کی گرج سے زمین پانو کے تلے لرزتی تھی اِسی حالت میں ایک درخت پر جو اُسکے قریب تھا بجلی پڑی اور وہ خوف و دھشت سے بے ہوش ہوکر گرپڑا ایک لمحہ کے بعد خون اُسی پر بجلی پڑی اور وہ مرگیا مرتے ہی اُسنے اپنے تئیں جہان کے حاکم کے حضور دیکھا اور ازبس خوف و لرزہ چڑھا جب آنکھہ کھولکر دیکھا تو وھی یسوع مسیح جسے ذلیل جانتا تھا بڑے جاہ و جلال کے ساتھہ تخت پر بیٹھا عالم پر حکومت کر رہا ھی اور وھی انجیل اُسکی شریعت ھی جسے وہ بے مصرف اور نکمّی جانتا تھا یہہ حال دیکھکر حد سے زیادہ حیران و پریشان ہوا اور اپنے منہہ کے بل گرکے رحمت کی درخواست کی مگر فرصت نپائی اور اُسی خوفناکی و وحشت کی حالت میں حکم کا منتظر تھا کہ اِتنے میں آنکھہ کھل گئی اور اپنے تئیں اِسی جہان میں پاکر حد سے زیادہ خوش و خرم ہوا اور اُٹھکر یہہ دعا کرنے لگا کہ اے رحمان و رحیم خدا تیرا شکر ھی کہ میں ابھی تک ایسے عالم میں ہوں کہ تیری طرف رجوع و بازگشت کرنا ممکن ھی مجھہ عاجز پر رحم کرکے میرے گناہوں کے بموجب مجھپر حکم مت کر اور اے مسیح جو سارے عالم کا اور میرا تو ھی حاکم ھی مجھے اپنی نظر سے مت ڈال چاہیئے کہ سب کے گھٹنے تیرے ھی آگے ٹیکے جائیں اور ھرچند کہ تیرا کلام نادینا اور مغرور عقل کی نظر میں بیوقوفی دکھائی دیتا ھی لیکن جیسا کہ تو سچا ھی تیرا کلام بھی ویسا ھی سچا ھی اور جیسا کہ تو ھی الحقیقت سب کا حاکم ھی ایسا ھی تیرا کلام بھی جو انجیل سے مراد ھی سب کا حاکم ھی

اب میں بڑي فروتني سے تیرے آگے گھٹنے ٹیکتا ہوں اور شکستہ دل اور غمگین خاطر سے تیری بندگی کرتا ہوں یہہ پہلی دفعہ ہی کہ میں اپني اُسي زبان سے جو کفر بکا کرتی تھی اور تیرے اُس نام کی جسے مقرب فرشتے بڑی تعظیم و ادب سے لیا کرتے ہیں ٹھٹھا کرتی تھي تیرا حمد و شکر کرتا ہوں ای رحمان و رحیم اِس حقیر و گنہگار بندہ پر رحم کر اور میرے گناہوں پر بخشش کا قلم پھیر دے اور میری ایسي مدد کر کہ بعد از این میں تیری اُس موت کی حکمت کو پہچانوں جو تو نے گنہگاروں کے لیئے صلیب پر اختیار کی ہی اور میری عزت و حرمت اِسي میں ہو کہ تیرے کلام کی حقیّت پر اُن لوگوں کے سامھنے جنکے سانھہ پہلے تیرے نام کي بے عزتی کیا کرتا تھا گواہی دوں الحاصل خاک پر گرکے اور اِس طرح کي دعا مانگکے اپنے دل میں اُسنے ایسی فراغت وخوشحالی پائی کہ نہ کبھي دیکھی نہ سنی تھی اور اِسي طرح اُسے یقین ہوا کہ خدا کی عنایت اُسکے شامل حال ہو گئی صبح اُٹھکر شہر کے ایک کشیش پاس گیا اور ساري حقیقت حال اُس سے بیان کی کشیش نے بھی یہہ حال سنکر طلبہ کے سانھہ خاک پر گرکے خداے تعالی سے اُسکے لیئے دعا مانگی کہ یا قاضي الحاجات اپنی رحمت کی نظر اِس طلبہ سے دریغ مت کر اور اپنی ہدایت کے نور سے اُسکا دل بھر دے اور اپنی راہ میں اُسے ثابت قدم کر اِس دعا کي تاثیر سے اُسکا دل ایسا بھر آیا کہ زار زار رونے لگا اور اپني پہلی گمراہی کا حال کشیش کو جتلاکر اُس سے اِستدعا کي کہ ای آقا میں اُمیدوار ہوں کہ انجیل کے احکام پر چلنے کے لیئے دعا و نصیحت سے میري مدد کیجیئے اُسنے جواب دیا کہ ای عزیز اب تجھے یہی لازم ہی کہ دلی دعا سے ہدایت کا نور طلب کرکے انجیل کا مطالعہ کر اور اُسکے مطالب کو اپنے دل میں جگہہ دے طلبہ نے بھی اُسکي نصیحت قبول کرکے انجیل کو اِس مدعا سے مطالعہ کیا کہ نصیحت و تسلّي اُس سے حاصل کرے سو اِسی طرح سے دین مسیحی کے حق اور من جانب اللہ ہونے کا یقین

حاصل کر لیا اور روز بروز انجیل کے مطالب پر زیادہتر رسائي بہم پہنچائی
حتیٰ کہ ساري کتابوں سے انجیل ھي اُسے شیرین اور خوشگوار معلوم دیتي
تھي بس دل سے اُسکے حکموں پر چلنے لگا اور اکثر اوقات اُس دیہاتي
شخص کي صحبت یاد کیا کرتا تھا اور انجیل کي تعلیمات کا وعظ بڑی
خوبی و تدبیر کے ساتھہ کرتا تھا خلاصہ طلبہ ایک سچا مسیحي اور ایک امانت
دار کشیش بن گیا اور اُسکے باپ نے بھي اپني دعا کي اِجابت کا اثر
دیکھکر خدا کا شکر کیا *

دوسری حکایت

ابک ظاھري مسیحي کا حال جو آخر عمر میں دل سے مسیح کي طرف
بازگشت کرکے مسیحي حقیقي ھو گیا

ایک متدیّن و نیک کردار اور خوش رفتار کشیش نقل کرتا ھی کہ میری
جماعت میں ایک جوان تھا جو ایمانداری کے امور میں ھر ایک کو پیارا
لگتا تھا چنانچہ شہر کے سب لوگ اُسے عزیز جانتے تھے وہ ایک خفیف
سي بیماری میں مبتلا ھو گیا تھا اور ھرچند کہ اُسکي ظاھری حرکات
و سکنات اچھي تھیں اور اُسکی بیماری بھی چنداں سخت نتھی تو بھی
میں نے بھی لازم جانا کہ جاکر اُسے دیکھوں اور اُسکے دلی حال کی بابت
کچھہ گفتگو کروں کہ آیا جیسا کہ خدا کے حضور ھونا چاھیئے ویسا ھی ھی
یا نہیں اور اِس بات پر کہ مسیح کے وسیلے سے گناھوں کی معافی حاصل
کرکے ھمیشہ کی نیکبختي کو پہنچونگا یقین کلی حاصل کیا ھی یا نہیں
سو ایسا ھوا کہ جب میں نے اُس سے اِس قسم کی گفتگو کي تو ھرچند
کہ اُسکے بشرہ سے معلوم ھوا کہ یے باتیں اُسے بہت پیاري معلوم دیں مگر
اپنا باطنی حال مجھسے کچھہ نکہا میں اُسی حال میں اُسے چھوڑکر رخصت

ھوا صبح کو اُسنے مجھے پھر بلوایا میں گیا اور رسم و عادت کے موافق اُسکا
حال پوچھا تب اُسنے اِس بات کی درخواست کی کہ اُس مکان میں
میرے اور اُسکے سوا کوئی نرہے کہ کشش کے ساتھہ مجھے خلوت میں کچھہ
باتیں کرنی ھیں چنانچہ سب لوگ باھر چلے گئے صرف دونوں میں اور
وہ ھی رہ گئے تب اُسنے مجھسے کہا کہ ای آقا میں خداے تعالیٰ کے حضور
بڑا ریاکار و گنہگار ھوں اور ھرچند کہ خدا کو فریب دینے کی قدرت
مجھے نتھی مگر اپنے دوست آشناؤں کو تو میں نے فریب دیدیا چونکہ
اپنی ظاھری رفتار و گفتار کا مجھے بہت خیال رھتا تھا پس جو شخص
مجھے دیکھتا تھا یہی گمان کرتا تھا کہ باطن میں بھی بڑا متقی اور سچا
مسیحی ھی حال آنکہ قلباً میں اِس حالت سے کہیں دور و مہجور تھا
حتیٰ کہ جو فعل ناشایستہ کہ میرے دل میں آیا اور اُسکے کرنے کی طاقت
بھی مجھہ میں ھوئی اُسکے بجالانے اور پورا کرنے میں بڑی کوشش کی ہے
دانیں کرکے اُسنے اپنے بعضے اعمال قبیحہ مجھسے بیان کیئے اُنھیں سنکر
میرا بدن کانپ اُٹھا اور بڑا تعجب کرکے میں نے کہا سبحان اللہ کیونکر
ھو سکتا ھی کہ آدمی باوجود ایسے بُرے فعلوں کے پھر خلق کی نظر میں
ایسا ظاھر کرے کہ گویا بڑا نیک و ایماندار آدمی ھی بولا ھاں میں نے اِس
بات میں بڑی کوشش کی ھی کہ میری بُری خواھش اور بد افعال سے
کوئی آگاہ نہو اِسی لیئے دینداری کا ردائی لباس پہنکر اکثر اوقات کلیسیا
میں جاتا تھا اور غریب غربا پر احسان کرتا تھا اور جس طرح کہ ھو سکتا
تھا لوگوں کی مدد کرنے میں بڑی سعی کیا کرتا تھا خلاصہ ھر بات میں
مجھے یہی منظور نظر تھا کہ خلق کی نظر میں بہارا معلوم ھوں اور ھمیشہ
اِسی بات پر متوجہہ رھتا تھا کہ ایسا نہو کسی کے آگے کوئی نامناسب
حرکت مجھسے سرزد ھوجاے پس ابتک میں اِسی طریق سے ریاکار اور
مردم فریب تھا اللہ مجھپر رحم کرے میں بولا افسوس بہت کیا اسرار اور
کیسے بُرے اعمال ھیں جو تجھسے ھوئے اب تجھے لازم ھی کہ اپنے تئیں

بدترین خلائق اور بڑا گنہگار سمجھکر خدا کے حضور فریاد کر کہ تجھپر رحم کرے پھر میں نے اِس سے پوچھا کہ ای دوست عزیز کیا تو سچ مچ اپنے اِن بدکاموں سے پشیمان هی اور جان گیا هی کہ تیرا دل اور اعمال کس قدر بُرے هیں اور تو کس مرتبہ شیطان کا قیدی هو گیا هی اور اپنے اعمال کي سزا میں کس طرح عادل و مقدس خدا کے غضب کے سزاوار هوکر هلاکت میں پڑیگا بولا هاں کچھہ خبردار هو گیا هوں اور قوت انصاف نے بهی اِس سیہ‌کاری کے نشہ سے مجھے هوشیاری بخشی هی لیکن قلب کی شکستگی اور توبہ جیسی کہ چاهیئے نہیں هی از بس آرزومند هوں کہ میری ایسی هی حالت هوجاے لیکن دل کی سختي ایسا نہیں هونے دیتی بہرحال اگر میری روح ابدی هی اور قیامت کا هونا سچ اور روز جزا برحق هی تو میرے حال پر واویلا هی کیونکہ خدا سے همیشہ دور رهنا اور هلاکت ابدی میں گرفتار هونا میری سزا هوگی میں نے کہا تو تو خود بخود اپنے حق میں اِس حالت کا حکم کرتا اور ایسا معلوم هوتا هی کہ جہنم میں جانے اور هلاک هونے پر تو راضی هی بولا حاشا میں کیونکر ایسی بات پر راضی هو سکتا هوں حال آنکہ هر آدمي اپنی حالت کے موافق سعادت ابدی اور همیشہ کي نیکبختي حاصل کرنے کے درپے رهتا هی میں نے اُس سے کہا کہ اگر یہہ صورت هی تو تو مایوس و آزردہ خاطر مت هو کیونکہ کلام الهي کے بموجب میں تجھسے صحیح صحیح کہہ سکتا هوں کہ اگرچہ تو هلاکت کے لائق هی مگر خداے تعالی تجھے نجات دے سکتا هی کس واسطے کہ یسوع مسیح تمام خلق کے لیئے نجات دینیوالا هی چنانچہ اُسنے مجھے اور تجھے بلکہ سب آدمیوں کو گناہ و جہنم سے چھڑاکر همیشہ کی نیکبختي سب کے لیئے طیار کی هی اور جو کوئی کہ اُسکا معتقد اور پشیمان هوکر شکستہ دلي سے اُسکی طرف رجوع کرے اور دل سے ایمان لاوے کیسا هی گنہگار هو وہ اُسے قبول کرکے اپنے لطف سے محروم نکریگا پس تو بهي اُسکي جانب رجوع هوکے اور اپنی تقصیریں اُسکے آگے ظاهر کرکے رحمت اور مغفرت کي

درخواست کر اور دعا و مناجات سے غافل مت ہو تاکہ تو مسیح کی معرفت اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرے اور اِس وسیلہ سے جہنم کے عذاب سے خلاصی پاکر ہمیشہ کی نیکبختی کا مالک ہو جاے وہ بولا ہاں اگرچہ آپ کی باتیں سچ اور دل پسند اور کلام الٰہی کے موافق ہیں اور آپکو اِس بات کا ظاہر کر دینا لازم ہی مگر میں اِن باتوں کا معتقد نہیں ہوں اِس جہت سے آپ کی نصیحت و وعظ کی اپنے حق میں کچھہ تاثیر نہیں دیکھتا میں ایک محض گنہگار آدمی ہوں خداوند ارحم الراحمین مجھپر رحم کرے اور یہہ بے ایمانی اور سنگ دلی بُری کتابوں کے پڑھنے سے ہوئی ہی میں نے کہا تیرا عقیدہ تو اُن لوگوں کا سا ہی جو صرف اپنی عقل کے اعتبار پر اور اپنے خراب دل کی خواہش پر چلکر کلام الٰہی کا اِنکار اور دین مسیحی کو رد و برکنار کیا کرتے ہیں ای دوست کیا تو نہیں چاہتا کہ ضلالت کی راہ سے منہہ پھیرکر پھر کبھی اُس راہ میں نہ چلے اور کیا تو میری صلاح پر عمل کریگا بولا ہاں اگر مجھسے ہوسکیگا تو بہت خوشی سے آپ کی صلاح مانونگا میں نے کہا اب میں جاکر ایک گوشہٴ تنہائی میں قاضی الحاجات کی درگاہ میں تیرے لیئے دعا و مناجات کرونگا تو بھی سچے دل سے دعا کرکے اور خدا کے حضور اپنی حالت ظاہر کرکے بڑے عجز و نیاز سے دعا و منت کرکے کہہ کہ ای خداوند یسوع مسیح اگر سچ مچ تو لوگوں کے گناہ مٹانے کو دنیا میں آیا ہی اور ہمارے لئے اپنی رحمت کی راہ سے زحمت اور دکھہ قبول کرکے صلیب پر مر گیا ہی اور اگر خدا کا بیٹا اور سب آدمیوں کا نجات دینیوالا تو ہی ہی تو مجھپر بھی تو اپنے تئیں ایسا ظاہر کر اور ایسا ایمان مجھے عنایت کر کہ میری امید تجھی پر ہو جاے اور تیرے وسیلہ سے گناہوں کی معافی حاصل کرکے ہمیشہ کی نیکبختی کو پہنچ جاؤں یے باتیں اُسے تلقین کرکے اُسکی حالت پر مجھے ایسا رحم آیا کہ میں نے باہر جاکر پروردگار کے حضور اِس طرح دعا مانگی کہ ای قادر علی الاطلاق یسوع مسیح کی خاطر سے اپنی رحمت کی

نظر اِس گمراہ سے دریغ مت کر اور ابدی ہلاکت سے اُسے چھڑا دے وہ بھی صدق دل سے خدا کے ہاں مناجات کرکے اور رو رو کے اپنے گناہوں کا اِقرار کرتا اور کہتا تھا کہ ای قادر و رحیم خدا اگرچہ فی الحقیقت مسیح تیرا فرزند اور اُلوہیت کے مرتبہ پر اور گنہگاروں کا نجات دینےوالا ہی تو مجھپر بھی یہہ بھید کھول دے اور مجھے ایسا ایمان عنایت کر کہ میں بھی مسیح کو سارے عالم کا شفیع اور اپنا نجات دینےوالا جانوں اور اُسی کا امیدوار ہو جاؤں اور ہرچند کہ اُسکی دعا کا مضمون تمام و کمال تو میں نسمجھا لیکن جس وقت کہ میں اُسکے لئے دعا و مناجات میں مشغول تھا میرے دل کو ایسی خوشحالی حاصل ہوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی اور اُسکو میں نے سنا کہ راز و نیاز کی حالت میں بڑی خوشی سے کہتا تھا کہ ہاں ای میرے خداوند یسوع مسیح اب میں تجھے پہچانتا ہوں اور دل سے تیرا معتقد ہوں کہ تو خدا کا اِکلوتا بیٹا ہی جو ساری خلائق کے چھڑانے کو آسمانی عظمت و جلال ترک کرکے دنیا میں آیا اور مصلوب ہوا اور پھر جی اُٹھا تاکہ اِس طریقہ سے سب آدمیوں کو بلکہ مجھے بھی گناہوں سے چھڑاوے اور حیات ابدی بخشے اور اب مجھے یہہ بھی یقین ہو گیا کہ خدا کی عنایت اور ہمیشہ کی نیکبختی تو نے میرے شامل حال کردی ہی سو میں بھی تیرا شکر اور تیری حمد و ثنا کرتا ہوں اب سے میں تیرا دوست ہوکر ہر چیز سے زیادہ تجھے پیار کرونگا میری خوشحالی اور میری دولت و عزت تو ہی ہی تیرے سوا مجھے کسی کی احتیاج نہیں اِس مناجات کے بعد پھر میں اُسکے پاس گیا اور اُسے دیکھکر اُسکی صورت سے پہچان گیا کہ اُسکا دل حقیقی خوشحالی اور تسلی سے بھر گیا ہی تب وہ مجھسے کہنے لگا کہ ای کشیش اب میری یہہ خواہش ہی کہ خدا کی حمد و شکر میں آپ بھی میرا ساتھہ دیجیئے کیونکہ اُس عنایت کے سبب جو خدا نے مجھہ بندہ حقیر کے شامل حال کی ہی مجھے حد سے زیادہ خوش وقتی حاصل ہوئی اور اب میں جانتا ہوں کہ مسیح خدا کا

بیتا اور سب آدمیوں کا نجات دهندہ هی جو سب گنهگاروں کے واسطے حتیٰ کہ میرے لیئیے بهی مرا هی اور آدمی اُسی پر ایمان لانے سے نجات پا سکتا هی اور میں جانتا هوں کہ خدا نے اُسی کی خاطر سے میرے گناہ معاف کرکے مجهے مقبول کیا هی اب میری آرزو یهہ هی کہ اِس محنت آباد دنیا میں اِس سے زیادہ نرهوں بلکہ اگر اُسکی مرضی هو تو جلدی سے مسیح کے حضور چلا جاؤں اور همیشہ اُسی کے ساتهہ رهوں بعدہ اُسنے اپنے دوستوں کو بلاکر اُن سے کہا کہ تم ابتک مجهے نیک جانتے تهے اور حال یهہ تها کہ میں خدا کے حضور بڑا گنهگار تقصیروار تها اور تمکو اور آپ کو فریب دیتا تها مگر اب خدا نے میری روحانی آنکهیں منور اور میرے دل کا حقیقی حال مجهپر روشن کر دیا هی چنانچہ میں اپنے باطنی حال سے اب خبردار هوکر خوب جانتا هوں کہ میں خدا کے حضور بڑا گنهگار هوں اور اپنے نجات دهندہ کو بهی جو مسیح هی پهچان گیا اور دل سے اُسپر ایمان لایا هوں اور خدا کی بے انتها رحمت سے گناہ کی معافی اور جاودانی نیکبختی مسیح میں حاصل کی هی اب میرا دل آرام پاکر حد سے زیادہ مسرور هی سو اب میں کمال آسانی کے ساتهہ اُن سب چیزوں سے جو اِس دنیا میں مجهے عزیز و دل پسند تهیں هاتهہ کهینچتا هوں کیونکہ حقیقی و اُخروی نیکبختی اور خوشحالی کو میں نے دریافت کرلیا هی اور هرچند کہ بعض اوقات درد دکهہ کی اُسپر شدت اور زیادتی هوتی تهی پهر بهی مرتے دم تک اُسی خوشحالی میں رهکر مرتے وقت اپنی روح نہایت آرام و استراحت سے اپنے آسمانی باپ خدا کے سپرد کردی اور عالم بقا کو رحلت کر گیا *

تیسری حکایت

ایک یہودی عالم کی سرگذشت جسنے دین مسیحی قبول کیا

فرنکفورط شہر میں جو نمسستان میں دریاے اودر کے نزدیک ھی ابراھیم عشل نامی ایک یہودی تھا بڑا عالم و فاضل اور جوھری مالدار خداے عز و جل نے سنہ ۱۷۹۱ مسیحیہ میں اُسے ایک بیٹا دیا اُسنے یوسوع اُسکا نام رکھا اور جونکہ اُسکا بھی ایک لڑکا تھا ماں باپ اُسے از بس عزیز رکھتے اور اُسکی تربیت اور تعلیم میں بڑی کوشش کرتے تھے حاصل کہ باپ نے مذھب یہود کے سارے علوم و آداب اُسے آپ تعلیم کیئے تھوڑی مدت میں بیٹے کی فہم و فراست اور عقل و کیاست اُس درجہ پر پہنچی کہ اُسکا کوئی ھم سبق اُسکی برابری نہیں کر سکتا تھا اِسی عرصہ میں اُسکا باپ مر گیا چند روز بعد اُسکی ماں کی یہہ صلاح ھوئی کہ میرا بیٹا تجارت کا کاروبار کرے لیکن بیٹے کو تحصیل علوم کا ایسا شوق تھا کہ کسی طرح اُس سے دست بردار نہوسکا اور یہی چاھتا تھا کہ علوم میں کمال کے درجہ پر پہنچوں اِس عرصہ میں ایسا اتفاق ھوا کہ شہر یروشلیم یعنے بیت المقدس سے کئی ایک یہودی اُس شہر میں آئے اور شہر یروشلیم اور اپنے باپ دادے کے حالات جو اُنھوں نے ذکر کیئے تو سنکر یوسوع کو وھاں کی سیر کا شوق ھوا اور چاھا کہ جلاوطنی اختیار کرکے اُس شہر کو اور اپنے باپ دادا کی ولایت کو دیکھہ آوے اپنی ماں کی منت سماجت کرکے سفر کی رخصت چاھی ماں نے بڑی مشکل سے بیٹے کی جدائی پر راضی ھوکر اجازت دی یوسوع ایک یہودی عالم کی رفاقت میں بڑے اشتیاق سے روانہ ھوا لیکن اُسکی یہہ خوشحالی و شوق جلد غم و رنج سے مبدل ھوگیا کیونکہ جب ولایت لہ سے گذرکر ولایت قریم میں جہاں تاتاریوں کا عمل تھا پہنچے تاکہ وھاں سے کشتی پر بیٹھکر بحر اسود سے عبور کرکے

منزل مقصود کو پہنچے جائیں راستہ میں تاتاری قزاقوں نے اُنہیں لوٹ لیا
اور یوشوع کو پکڑ لیگئے اور دین اِسلام قبول کرنے کے لیئے حد سے زیادہ اُسکے
درپی ہوئے جب یوشوع نے انکار کیا تو ایک عثمانلو کے ہاتھہ اُسے بیچ ڈالا
اُسنے بھی اُسے شہر ایسمر میں لیجاکر یہودیوں کے ہاتھہ بیچا اِس طرح
یوشوع رنج و زحمت کی شدت اور اسیری سے خلاصی پاکر استنبول میں
آیا وہاں سے شہر لوبلین میں کہ اُسکا خالو وہاں تھا گیا اُسکے خالو نے اُسے
تحصیل علم کا شائق دیکھکر شہر قراکو میں کہ وہاں یہودیوں کا مدرسہ تھا
تحصیل علم کے لیئے اُسے بھیج دیا یوشوع وہاں اپنی تحصیل کو کمال کے
درجہ پر پہنچاکر شہر پراگ کے مدرسہ میں گیا اور چونکہ یہودیوں میں
علم کے مراتب کی اُسے ایک برتری حاصل تھی وہاں کے لوگوں نے اُسکو
مدرسی کے لائق جانکر مدرس کر دیا اِس عرصہ میں اُسکو یہہ خیال ہوا
کہ مسیحی دین کے بطلان میں ایک کتاب بناوے کیونکہ یہودی طریقہ پر
اُسے اعتقاد اور یقین کلی تھا اور مسیحیوں کے ساتھہ عداوت دینی شدت
سے رکھتا تھا الحاصل ولایت ہولند اور المانیس اور ایتالیا کی طرف گیا
تاکہ وہاں کے یہودی عالموں سے ملاقات کرکے علم میں اَور زیادہ کمال
حاصل کرے اور مسیحی دین رد کرنے کا زیادہ زور و طاقت بہم پہنچاے
سو اِس ارادہ سے سفر کرکے پہلے اپنے شہر میں آیا اور اپنی ماں کو
صحیح سلامت پاکر چند روز وہاں رہا پھر ماں سے رخصت ہوکر شہر
سوندرسحوسن میں پہنچا وہاں بیمار ہوکر ٹھہر رہا اِس عرصہ میں وطلیک
نام ایک یہودی جو بڑا دولتمند اور اُس شہر میں امیر تھا یوشوع کی
سرگذشت سنکر اُسے اپنے گھر لیگیا یوشوع اپنی فہم و فراست کے سبب
وہاں کے یہودیوں میں مشہور و معروف اور معزز و مکرم ہو گیا اور ایسا
ہوا کہ رینہارد نام ایک کشیش جو اُس شہر کا معلم تھا یوشوع کے دل میں
اُسکی ملاقات کی تمنا ہوئی اور ملاقات کرکے دیکھا کہ فی الحقیقت وہ
ایک شخص ملاقات کرنے کے لائق ہی کیونکہ علم و کیاست اور فہم و فراست

میں ایک کمال کو پہنچا ہوا اور اخلاق حسنہ میں مشہور و معروف تھا
اور سواے اس اخلاق و صفات کے یہودي علم و زبان سے بھي بخوبی خبردار
تھا یوشوع خوش ہوکر اچنبھے میں رہ گیا کہ آیا کیونکر ہو سکتا ھی کہ
مسیحي عالم ہر فن میں اِس مرتبہ پر ہو رینہارد معلم نے گفتگو شروع کرکے
کتب عہد عتیق کي اُن آیات کو جن میں یسوع مسیح کا اِشارہ اور
پیشینگوئي ھی ذکر کرکے دلائل کے ساتھہ ثابت کردیا کہ وے سب یسوع
مسیح میں پوری ہو گئیں اور توریت میں وعدہ کیا ہوا مسیح وھي مسیح
ھی جسپر مسیحی لوگ ایمان لائے ہیں لیکن یوشوع حجت پر آمادہ ہوکر
اُسکي دلائل کو قبول نہیں کرتا تھا خلاصہ یوشوع نے اِس سے کچھہ پہلے
یشعیاہ پیغمبر کي کتاب کی تفسیر لکھنے میں مشغول ہوکر اپنے دل میں
ٹھہرا لیا تھا کہ اُسے تمام کرونگا جب ۵۳ فصل پر پہنچا تو اُسکي تفسیر
میں اُسے بڑی حیراني ہوئي کسي طرح اُسکا مضمون ادا نہوسکتا تھا ہرچند
یہودي مفسرین کي کتابوں پر رجوع کیا کسي میں ایسي تفسیر جو اُسے
پسند آوے نپائي اور چونکہ اُ[illegible]لوم نہوتا تھا کہ اِس فصل کے حقیقی
معانی کیا ہیں اور وہ شخص جسکي بابت اِس فصل میں نبي نے گفتگو
کي ھی کون ھی اِس لیئے سرگردان ہوکر اپنے دل میں مقرر کیا کہ تفسیر
موقوف رکھے اِس میں رینہارد معلم اُسے یاد آگیا دل میں کہا کہ چلکر
اِس فصل کي تفسیر اُس سے بھي پوچھوں اور دیکھوں کہ مسیحي اِس
فصل کي کیا تفسیر کرتے ہیں پھر سوچا کہ شاید مسیحي اِس فصل کو یسوع
مسیح کی طرف منسوب کرتے ہونگے اِس تردد و شک میں پڑ کے اُسکے
پاس جانا موقوف رکھا مگر اُسکا خدشہ دل سے نگیا ہمیشہ فکر و اندیشہ
میں رہتا تھا آخر رینہارد معلم کے پاس جاکر اپنا مطلب اُس سے بیان
کیا وہ بھی اِس امر سے خوشحال اور ممنون ہوکر بولا کہ میں نے یہودی
علم بھي تحصیل کیا ھی اور اِس فصل کي تفسیر کو اُنکي کتابوں میں پڑھکر
مسیحیوں کی تفسیر سے مقابلہ کیا ھی سو اب متوجہ ہوکر میری تفسیر

کی تقریر بر کان لگائیے یوشوع اِس بات سے خوش اور راضي هوکر اپنے
دل میں سوچا که میں اِن دونوں قسم کي تفسیر سے ایک علاحده تفسیر
نکال لونگا جو فصل کے بھی مطابق هو اور یہودیوں کي راے سے بھی موافق
هو ربنهارد معلم نے فصل مذکور کي تفسیر آغاز کرکے دلیل دلائل سے ثابت
کردیا که وه شخص جسکے حق میں یشعیاه پیغمبر نے اِس فصل میں گفتگو
کی هی چاهیئے که یا تو یسوع مسیح هو جسنے اپنے دکھه اور موت اور
قیام سے اِس فصل کی پیشینگوئیوں کو پورا کیا هی یا هنوز وه شخص ظاهر
نہیں هوا هی خلاصه هرچند که اِس مسیحی معلم کي دلیلیں یوشوع کو
صحیح اور قوی معلوم دیتي تھیں لیکن اِس نظر سے که اُسکے دل میں یہه
بات بھر رهي تھی که کیونکر هو سکتا هی که وه نجات دهنده یعنے مسیح
جسکا عہد عتیق میں وعده هوا هی حقیر و ذلیل اور زحمت کش هو
ربنهارد کي دلیلوں پسند نہیں کرتا تھا ربنهارد نے اُسکی شک دریافت
کرکے اُس پر ثابت کیا که کتب مقدسه کے وعدوں کے بموجب ضرور هی
که مسیح حقارت اور زحمت کشي کي [illegible] میں هو لیکن چونکه اَور
یہودیوں کی طرح یوشوع بھی گمان کرتا تھا که توریت کا موعوده نجات
دهنده یعنے مسیح جب کبھی ظاهر هوگا تو دنیوی بزرگی و جلال میں
اور عظیم الشان بادشاه کي مانند هوگا اِس جہت سے اُسنے ربنهارد کے
برخلاف گفتگو کي مگر اپنے دل میں مشوش هوکر اُس سے رخصت هوا
اور اُن باتوں سے جو ربنهارد اور اُسکے درمیان میں هوئي تھیں از بس
پشیمان تھا اور اکثر اوقات اُسکی باتیں اور دلیلیں سوچا کرتا تھا اور جتنا
که اُن میں غور کرتا تھا اُسي قدر اچھی لگتي تھیں جب اُن باتوں کو
سوچتے سوچتے اُسکا دل نہایت بے آرام هوا تو اُسنے اُن خیالات کو اپنے
دل سے نکال ڈالنے میں بڑی سعي کي لیکن کسی طرح رفع نہوسکے بس
خاک پر گرکے سچے دل سے خداے تعالیٰ کي درگاه میں مناجات کرنے لگا
که اې حیرت زدوں کے رهنما مجھے حقیقت کی راه بتا اِس دعا سے

اُسکے دل کو کچھ آرام آیا اور اُس امر کے کرنے پر آمادہ ہوا جو حقیقت
کے طالبوں کو کرنا چاہیئے یعنے اِرادہ کیا کہ کلام الہی کو اللہ تعالیٰ کی عون
و عنایت سے مطالعہ کرے سو تعصب و طرفداری کو چھوڑکر صداقت و
انصاف سے کوشش کی کہ موعودہ نجات دہندہ کی اصل کیفیت کو
دریافت کرے پس اُن سب وعدوں کو جو کتب مقدسہ میں یسوع
مسیح کی طرف مرجوع ہیں باہم مقابلہ کیا تب اُسے یقین ہوا کہ مسیح
نہ تھا کہ صرف جسمانی نجات دہندہ ہو بلکہ نبوت کی آیات کے
بموجب ضرور ہی کہ روحانی نجات دہندہ ہو مگر اس جہت سے کہ
اُسکی روحانی آنکھہ پر غرور کا پردہ پڑا تھا اِس سے زیادہ نہ دیکھہ سکا صرف
اِتنا ہی معلوم کیا کہ ابھی تک میں اندھیرے میں پڑا ہوں سو اب باطنی
اندھیرے سے نکلنے کی خواہش نے اُس پر زور کیا پس بڑے صدق سے کتب
عہد عتیق کا رات دن مطالعہ کیا کرتا تھا اور اُن آیتوں کے پڑھنے سے جنمیں
مسیح کے ظہور کا اِشارہ ہے   واضح ہو گیا کہ لازم تو یہی ہے کہ
موعودہ مسیح آچکا د   کہ یوشوع جس قدر اُن آیتوں اور
اُن وعدوں کی بابت غور کر   اُتنا ہی اپنے مذہب کی بابت شک
میں پڑتا جاتا تھا آخر الامر اُسے خوب یقین ہو گیا کہ وہ نجات دینیوالا
مسیح جسکا کتب مقدسہ میں وعدہ ہوا ہی یہی ناصری مسیح ہی اور
باوجودیکہ اِس نور کی ایک چمک عجیب سے اسکے دل میں پڑگئی تھی
لیکن اِس بات کی فکر نے اُسکو از بس متحیر کر دیا تھا کہ اب میں کیا
کروں اور کونسا طریقہ اختیار کروں آخر کار اِس مشکل کے آسان ہونے کو
اپنے خداے تعالیٰ سے جسے اپنا ہادی اور جاے پناہ جانتا تھا مدد مانگکر
یہہ مناجات کی کہ ای قادر خدا کہ بنی اسرائیل کا بھی خدا تو ہی
ہی تو نے اپنی بے انتہا رحمت سے ان زنجیروں کو جنمیں میں جکڑا ہوا
تھا توڑکر ٹکڑے ٹکڑے کیا اور شریروں کے قبضہ سے چھڑاکر ہلاکت سے مجھے
نجات دی اب اے مجھہ بیچارہ پر رحمت کی نظر کرکے اِس سے

آرامی کی حالت سے جو میرے دل میں بھری ہی مجھے خلاصی دے اور
ہدایت کی راہ میں پہنچاکر ثابت قدم کر جب یوشوع اِس دعا سے
فارغ ہوا تو اپنے دل کو فارغ البال پایا اور اُس اصلی نور کی آرزو جسنے
اُسکے دل میں دلیر کی تھی ایسی ایسی غالب آئی کہ فی الفور اُٹھکر
ربنہارڈ معلم کے پاس چلا گیا اور اپنا دلی حال اور باطنی خواہش جو
دین مسیحی کی طرف تھی اُسکے آگے بیان کی وہ بولا ای عزیز کیا آپ
نے اِس امر میں خوب غور کر لی ہی اور کیا آپ راضی ہیں کہ مسیح
پر ایمان لاکر اپنے مذہب اور اُس حرمت و عزت سے جو اپنی ملت
میں آپ کو حاصل ہی دست بردار ہوکر لوگوں کے ٹھٹھے اور ملامت کی
برداشت کریں اور کیا آپ میں اِس بات کی طاقت ہی کہ مسیح کی
خاطر اپنے ملک و مال سے علحدہ ہوکر غربت و ذلت میں پڑیں اگر دل
و جان سے ان تکلیفوں کا تحمل نہوسکے تو بہتر یہہ ہی کہ مسیحی مذہب
کے خیال میں مت پڑیئے اور عیسا[illegible] ہیں مت جلیئے اِن باتوں
سے یوشوع مایوس ہوکر بولا کہ ای [illegible] اگر میں دنیا کے فائدوں کا
طالب ہوتا تو اپنے ہی مذہب میں رہتا اب تو نہ مجھے اپنی بیاری
ماں کی خواہش ہی نہ دولت کی تمنا نہ اپنی قوم میں اعزاز و اکرام
کی پروا یہاں تک کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہی جو یسوع مسیح کا طالب
ہونے سے مجھے مانع ہوسکے اور اُسکی پیروی سے مجھے روک لے ربنہارڈ اِن
باتوں سے بہت خوش ہوا اور جانا کہ یوشوع کا دل سچائی سے مسیح کی
طرف آگیا اور وہ فی الحقیقت مسیحی ہونا چاہتا ہی لیکن پھر بھی اُس
سے یہی کہا کہ ای عزیز اس عمدہ کام میں آپ اَور بھی فکر کرکے خدا
سے دعا مانگیئے اور فلانے دن میرے پاس پھر آکر اپنے دل کی بات ظاہر
کیجیئے اُس وقت ہم تم اِس معاملہ کی پھر گفتگو کرینگے یوشوع وہاں
سے اُٹھکر غمگین و شکستہ دل اپنے گھر کو گیا گھر پہنچنے کے بعد اُسکے دل
میں بہت فکریں اُٹھیں اور ایک ایسا مجادلہ واقع ہوا کہ ایک طرف سے

ماں کي جدائي کا درد اور خويش و اقربا کی مفارقت کا غم اور قوم کے ٹھٹھے اور عداوت کا خيال اور مسيحی مذهب قبول کرنے کے سبب تنگی و مفلسي ميں پڑنے کا انديشه دامنگير تها اور دوسری طرف سے اُسے يقين هو گيا تها که نجات اور حقيقي نيکبختي صرف يسوع مسيح ميں مل سکتي هی آخر کار مسيحی هونے کی آرزو هي اُن سب چهوٹے چهوٹے خيالوں پر غالب آئي اور وه مجادله رفع هو گيا اور يوشوع کو آرام آيا تو روز معينه تک صبر کرکے معلم مذکور پاس گيا اور خوش خوش اُس سے کها که يهوديوں کي آينده عيد کے دن ميں اُنکي عبادت گاه ميں جاکر انهيں چهوڑدونگا اور اپنا مسيحي ايمان اُن سے ظاهر کرونگا پادری بولا بهت خوب ميں بهی آپ کے ساتهه چلونگا پس روز موعوده کو يوشوع نے يهوديوں کے عبادت خانه ميں جاکر پهلے طريقه پر وعظ نکها بلکه اُنکي طرف منهه کرکے کها که ای بني اسرائيل ميرے عزيز دوستو تم سب کو معلوم هی که ابتک ميں بڑے استحکام سے [illegible] يقه کی پيروي کرکے مسيحی دين کے ساتهه بڑي عداوت رکه[illegible]ه بهی جانتے هو که ميں بوالهوس لوگوں ميں سے نهيں هوں جو کسي چيز کو بغير سوچے سمجهے قبول کرلوں بلکه اِس ارادہ پر که حق دريافت هو ميں نے بهت سے سفر کرکے اپنے مذهب کے علما کو ديکها اور اُن سے ملاقات کی اور ابتک مجهے ايسا گمان تها که حقيقت کو ميں پا گيا هوں اور يهه اِراده تها که مسيحی مذهب کے بطلان ميں ايک کتاب بناؤں مگر ای بهائيو وهی کوشش جو اِس امر کي بابت ميں کيا کرتا تها ميری راے فاسد کے بطلان اور حق باتی کا سبب هو گئی اور جيسا که ميں ايک خلاف ميں پڑا تها اب تم بهی خلاف و تاريکی ميں پڑے هو ديکهو وه يگانا نجات دهنده وهی يسوع مسيح هی پس ای ميرے عزيزو تم بے فائده دوسرے مسيح اور اَور نجات دهنده کے انتظار ميں مت رهو کيونکه وه مسيح جسکا وعده تها آ گيا اور کيونکر هو سکتا هی که مسيح ابتک نه آيا هو حال آنکه داؤد کي وه نسل

جسکے سلسلہ سے اُسکا ظہور ہونا چاہیئے تہا ایک مدت ہوئي کہ وہ سلسلہ منقطع ہو گیا چنانچہ اب یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ داؤد کي نسل کونسي ہی اور کیا وہ زمانہ جو دانیال پیغمبر نے مسیح کے ظہور کے لیئے مقرر کیا ہی گذر نہیں گیا اور کیا شہر بیت‌لحم جس میں مسیح کا تولد ہونا چاہیئے تہا خراب نہیں ہو گیا اور ہیکل دوبارہ تعمیر نہیں ہو گئي اور لازم یہہ تہا کہ اُسکے دوسري بار خراب ہونے سے پہلے مسیح آ جاے سو کیا اُس زمانہ سے بہت قرن پہلے بادشاہ روم کے لشکر سے ہیکل منہدم نہیں ہوئي اور اُس دن سے آج تک قربانی کرنا اور کاہنوں کا قانون وہاں موقوف نہیں ہی حال آنکہ کتب مقدسہ کے مضامین بموجب اور ہمارے علما کي کتابوں کے موافق ضرور ہی کہ اِن باتوں کے ہونے سے پہلے مسیح آ جاے بس ای میرے پیارے بہائیو خوب جان لو کہ وہ شخص جسے داؤد نے نبوت کی رو سے ہمارے گناہوں کے بدلے صلیب پر کھنچا دیکھا اور یشعیاہ پیغمبر نے اُسے ہماری عوض مردہ دیکہ حقیقت آ گیا ہی اور میں تم سب کے آگے بے دغدغہ اور بے قرار کرتا ہوں کہ میں اُسي یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ جانتا ہوں جو کتب مقدسہ کے وعدوں بموجب فی الواقع آ گیا ہی ای میرے بہائیو مجہے کیا خوشی ہوتی جو اِن باتوں سے تمہیں بہی میں اپنا رفیق کر سکتا اور مجہے کس مرتبہ پر مسرت ہوتی جو دین مسیحی اور انجیل میں بیان کي ہوئي نجات کی حقیقت تمکو بہی میں یقین کروا سکتا لیکن وہ تاریکي جسمیں ابتک تم پڑے ہو اِس امر کي مانع ہی اب میں صرف اِتنا کر سکتا ہوں کہ رات دن تمہارے لیئے خداے تعالی سے مناجات کروں کہ عالم بالا سے تمہارے دلوں کو منور کر دے اور اپني حقیقت کي راہ وہ آپ تمہیں بتلاکر تم کو اُس میں ثابت قدم کرے اور وہ ایمان مجہے سب جو چیزوں سے دیتا اور دنیا کے سارے مال سے گران بہا لگتا ہی تمہیں بہي عنایت کرے ای میرے پیارے بہائیو بني اسرائیل میں تمہارے اُس محبت کا جو تم

نے میرے ساتھہ کی ھی بہت احسان مند ھوں اب میں اُسکا عوض نہیں
کچھہ نہیں دے سکتا کیونکہ میں اپنے باپ کے سارے مال سے دست
بردار ھوا ھوں میری دعا یہہ ھی کہ اللہ تعالی اُسکا اجر نیک عطا کرے
اور ھرچند کہ اب میں تمسے مفارقت کرتا ھوں لیکن تم خوب آگاہ رھنا
کہ میں تمہاری محبت ھرگز نہ بھولونگا اور تمہارے حق میں میری دعا
کبھی کم نہوگی اور میری اِس بات کا خدا گواہ ھی کہ تم سے جدا ھونے
کا سبب کچھہ اَور نہیں ھی بلکہ صرف وھی حقیقت ھی جو میں نے
انجیل میں پائی ھی اور باوجودیکہ تمہاری مفارقت جسمانی مجھپر از بس
دشوار ھی لیکن اُس حقیقت سے جو میں نے انجیل میں پائی ھی روگرداں
نہیں ھو سکتا کیونکہ وہ میرے لیئے ھر چیز سے بلکہ جاں سے بھی پیاری
ھی خلاصہ خدا کی برکت تم پر ھو اور وہ خود تمہاری ھدایت کرے۔ یے
باتیں کرکے اُسکی باطنی محبت ایسی جوش میں آئی کہ پھر گفتگو نکر
سکا حاضرین کو بھی ان ب رقت ھوئی کہ بے اِختیار رونے
لگے اور بعضے آدمی یوشوع ایسے متعجب ھوئے کہ حیران رہ
گئے کچھہ نہ بول سکے آخر کا س جاکر بعض نے منت کی اور
بعض نے دنیوی دولت و شوکت کا وعدہ دیا اور بعض نے لعنت ملامت
کرکے اُس سے درخواست کی کہ تم سے جدا مت ھو اور اپنے باپ دادے
کا مذھب مت چھوڑ لیکن بہتیرا کہتے رھے اُسنے کچھہ نہ سنا خلاصہ کسی
کی بات کا اُسکو اثر نہوا آخر کار یہی ھوا کہ اُسنے الگ ھوا اُسکے الگ
ھونے اور پھر جانے سے بعضے یہودیوں نے بھی مسیح پر ایمان لائے میں اُسکی
موافقت کی اور اگر دنیا کی محبت اور خلق کی لعنت ملامت مانع
ہوتی تو اَور بھی بہت سے یہودی مسیحی دین کو قبول کر لیتے الحاصل
ربی یارد معلم یوشوع کو اپنے گھر لایا اور انجیل کے مطالب اور ھدایت اَور
بھی اُس سے بیان کیئے اور تھوڑی مدت بعد اُسے اصطباغ دیا اور وہ مسیحی
نام الہی تحصیل کرنے کے بعد ایک گاؤں کا کشیش ھوکر انجیل کا ایسا وعظ

کیا کرتا تھا کہ اکثر سامعین اُسکے وعظ سے فیضیاب ہوکر نجات ابدی کی سر منزل پر پہنچ گئے اور بوشوع آخر عمر تک اِسی طریقہ پر دینداری میں مضبوط اور ثابت قدم رہکر ۹۹ برس کی عمر میں بڑی خوشحالی کے ساتھ مسیحی ایمان پر اُس جہان کو رحلت کر گیا *

چوتھی حکایت

عبدالله و سَبَط کا احوال جو اِس سے تیس برس پہلے واقع ہوا

یہہ دونوں شخص عرب کے رئیسوں میں سے اور شریف نسل کے تھے اور عبدالله و سَبَط دونوں میں بڑی دوستی و محبت تھی دونوں کو ملکوں کی سیر کا شوق ہوا اور دونوں نے [illegible] ت کا اِرادہ کیا اتفاقاً کہ دونوں شخص دین اِسلام میں ذاتت [illegible] نفولی و دیانت میں ساعی تھے پس اول تو مکہ و مدینہ کی زیارت کی بعدہ سیر کے ارادہ سے ایران کو چلے وہاں سے کابل میں وارد ہوئے وہاں پہنچکر عبدالله کے دل میں آیا کہ کابل ہی میں رہوں سو وہ تو امیر کابل کی خدمت میں رہا سَبَط اُس سے رخصت ہوکر بخارا کو چلا گیا اور ایسا اتفاق ہوا کہ جن دنوں عبدالله کابل میں تھا ایک ارمنی سوداگر سے عربی زبان کی ایک کتاب اُسے ملی جس میں کتب مقدسہ عہد عتیق و جدید سب جمع تھیں عبدالله نے اِس کتاب کے مطالب و احکام غور سے جو دیکھے تو اُسکی روحانی آنکھیں کھل گئیں دل سے دین مسیحی کو قبول کر لیا لیکن اپنے اِس ایمان کو لوگوں سے چھپانے کے لیئے بہت کوشش کرتا تھا جب دیکھا کہ چھپنا ممکن نہیں تو روس کی ولایت کو بھاگ جانے کا قصد کیا بھیس بدل کر کابل سے بخارا میں پہنچا وہاں ایک دن شہر کے کوچوں میں پھرتے ہوئے

اپنے قدیمی دوست سبط سے دو چار ہو گیا سَبط نے اسے فوراً پہچان لیا اور
چونکہ عبداللہ کے مسیحی ہو جانے سے آگاہ تھا سو اُسے ملامت کرنا شروع
کیا عبداللہ نے جب دیکھا کہ میرا پرانا رفیق میرے حال سے خبردار ہی
تو اُسے قسم دلاکر کہا کہ یہہ بھید کسی پر ظاہر مت کر اور مجھے بھاگنے سے
مت روک لیکن سبط ایک صاحب کے آگے اقرار کرکے کہتا تھا کہ میں نے
اُسکے حال پر کچھہ رحم نکیا بلکہ مجھے ایسا غصہ آیا کہ میں نے اپنے
خدمتگاروں کو حکم دیا کہ عبداللہ کو قید کرکے شاہزادہ مراد کے پاس جو
بخارا کا امیر تھا لیجاؤ شاہزادہ نے سارا حال سنکر اُسکے قتل کا حکم دیا اور
کوچہ و بازار میں اُسکے قتل کے روز کی منادی کروادی جب وہ دن آیا تو
اُس شہر کے چھوٹے بڑے ایک مجمع کثیر میدان میں تماشا دیکھنے آئے
میں بھی گیا اور عبداللہ کے پاس کھڑا ہوا اِس میں جلاد ننگی تلوار لیئے
اسکے برابر آیا تب شاہزادہ ک ۔ طرف سے ایک شخص نے آکر کہا کہ شاہزادہ
کا یہہ حکم ہی کہ اگر تو ۔۔۔ انکار کرکے پھر اپنے باپ دادے کا
مذہب اختیار کرے تو ۔۔۔ ے درگذر کرکے تجھے چھوڑ دینگے ورنہ
قتل کرینگے عبداللہ بولا ۔۔۔ ے نہو سکیگا کہ حیات روحانی کو
جسمانی زندگانی سے بدلکر مسیح کا منکر ہوجاؤں تب جلاد نے اُسکا ایک
ہاتھہ کاٹ ڈالا وہ اِس حالت میں بھی ویسا ہی ثابت قدم رہا بعد
شاہزادہ کی طرف سے ایک جراح نے آکر کہا کہ اگر تو مسیحی مذہب سے
پھرکر دین اِسلام میں معاودت کرے تو البتہ شاہزادہ تیری تقصیر سے درگذر یگا
اور تیرے حال پر بہت سی عنایت کریگا اور میں بھی مرہم لگاکر تیرے
زخم کا علاج کروں اُسنے کچھہ جواب ندیا اور آسمان کی طرف دیکھکر آنسو
بھر لایا پھر بڑی مہربانی سے میری طرف متوجہ ہوکر رحم دلی اور میٹھی
نظر سے مجھے دیکھا اِس حالت میں اُسکا دوسرا ہاتھہ بھی کاٹا گیا لیکن
وہ اپنے اُسی پہلے ثبات و قیام پر رہا اخر الامر اُسکا سر بھی کاٹ ڈالا
اس وقت سارے اہل بخارا اُسکے قرار و ثبات پر متعجب ہوکر کہنے لگے کہ

آیا یہہ کیسا امر تھا اور سبط کی یہہ غرض نہ تھی کہ اُسکا دوست قتل
ہو جاے بلکہ وہ یہہ چاہتا تھا کہ عبداللہ حاکم کی تہدید و تعذیب سے
ڈرکر اور قتل سے اندیشناک ہوکر مسیحی دین کا انکار کرے لیکن جب کہ
برعکس معاملہ ہوا اور اُسنے اپنے قدیمی یار اور دلی دوست کو مقتول
دیکھا تو اپنے فعل سے بہت پشیمان ہوا اور دل کی بیکلی سے بخارا میں
نرہ سکا اور ہرچند سیاحت کرتا اور شہر بشہر پھرتا رہا تو بھی اُسکے دل
کو تسکین نہوئی آخرکار ہندوستان کو سفر کرکے شہر مدراس میں پہنچا
تھوڑے دن بعد ایک صاحب کی خدمت میں جاکر اپنی اصل کی شرافت
و کمال کے سبب شہر مسلاپٹن کا قاضی ہو گیا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اُس
شہر میں عربی زبان کی ایک انجیل اُسکے ہاتھہ لگی بڑی فکر و غور سے اُسے
پڑھکر اور مذہب کے تعصب کو برکنار رکھکر قرآن کے ساتھہ مقابلہ کیا آخر
الامر خدا کے فضل سے اُسے آشکار و یقین ہوا کہ حق طریق انجیل کا طریق
ہی نہ قرآن کا پھر تو چند روز بعد میں معاودت کرکے ایک
کشیش سے اصطباغ پاکر کُھلا کُھلی ، قبول کیا لیکن افسوس کہ
وہ اپنے دوست عبداللہ کی مانند مسیحی ن میں ثابت قدم اور ثبات
کے اِس طریق میں مستحکم نرہا چنانچہ انجام کار ضعیف الاعتقاد ہوکر اور
مسیحی دین سے پھرکر ہندوستان سے عربستان میں پہنچا مگر اِس جہت
سے کہ دین مسیحی کے اِنکار کے سبب اُسکا دل آرام نپاتا تھا اُسنے اِرادہ کیا
کہ ہندوستان میں چلکر پھر دین مسیحی قبول کرے اور دین محمد کے
بطلان میں ایک رسالہ لکھے مگر اجل نے اُسے امان ندی غضب الہی میں
گرفتار ہوکر دریا میں ڈوب مرا *

پانچویں حکایت

عبدالمسیح کی سرگذشت جسنے اِسی زمانہ میں اِسلام سے پھرکر مسیحی دین قبول کیا

شہر دہلی میں ایک شخص کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور صالح اسکا
نام رکھا گیا اور چونکہ اُسکا باپ بڑا عالم و فاضل اور دین اِسلام میں بڑا
استوار تھا بیٹے کو بھی تربیت کرکے بہت کوشش کرتا تھا کہ دین اِسلام
کے اُمور اُسے خوب سکھاوے اِس لیئے اسے عربی و فارسی علوم کی تحصیل
میں رکھا صالح اِن علوم میں ترقّی کرکے شیخ صالح کہلانے لگا اور بیس
برس کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھہ لکھنؤ گیا وہاں ایک صاحب کے
بڑھانے پر نوکر ہوا اُن [illegible] ین اِسلام اور شیعہ طریقہ پر ایسا
پایدار تھا کہ اُس صا [illegible] نو نوکر کو مسلمان کرلیا آخر کار
اُس صاحب سے کچھہ [illegible] تو اُسکی نوکری چھوڑکر عہد کیا
کہ پھر کبھی مسیحیوں [illegible] ر صحبت نکروںگا پھرتے پھرتے
باپ کی ملاقات کا اُسے شوق ہوا کانپور میں اپنے باپ پاس آیا وہاں
اُسنے سنا کہ ہنری مارٹن کشیش جسنے شیراز میں انجیل کو فارسی زبان
میں ترجمہ کیا ہی بت‌پرستوں کو نصیحت کیا کرتا ہی چاہتا کہ اُسکا
نصیحت کرنا جو اُس وقت تک اُسکی دانست میں ایک کھیل سا تھا
دیکھے اور جس وقت کہ اُسکے وعظ کی مجلس میں پہنچا مارٹن کشیش
موسیٰ کی ٢ کتاب کے ٢٠ باب کے احکام لوگوں سے بیان کر رہا تھا شیخ
صالح نے خوب کان لگاکر سنا تو خداوند کے وے احکام اور مارٹن صاحب
کی نصیحت اُسے بہت پسند و مقبول و لازم دین اور توریت و انجیل
کی تعلیمات جو اس کتاب میں ہے سنکر قرآن کی تعلیمات سے اور مسلمانوں
کی اَور کتابوں سے جو اُسنے پڑھی تھیں زیادہ پسند آئیں یہاں تک کہ مسیحی

دین کی خواہش اُسپر غالب ہوئی یہہ حال اپنے باپ سے بیان کرکے
کہا کہ ای باپ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے یہان رہنے کی اجازت
دیجیئے تاکہ دین مسیحی کی تعلیمات سے آگاہ ہونے کی مجھے کچھہ فرصت
ملے باپ نے آخر اِس بات پر راضی ہوکر اُسے اِذن دیا تب شیخ صالح
اُس کشیش کی خدمت میں جاکر جس قدر اُسے فرصت ملتی تھی
انجیل کی تعلیمات سے خبردار ہونے میں کوشش کرتا تھا اُنہیں دنوں ایک
اُردو انجیل جلد باندھنے کے لئے شیخ صالح کے پاس آئی وہ خوش ہوکر
رات دن اُسکے مطالعہ میں مشغول رہا الحاصل انجیل کی باتیں اُسکے
دل میں اثر کر گئیں اور دل کا حقیقی حال اُسپر واضح ہوا تو انسان کے
دل کا حال جیسا کہ انجیل میں لکھا ہی ویسا ہی پایا اور خدا کے حضور
نامقبول پایا اور درحالیکہ اپنے گناہوں سے ناامید و غمگین ہوگیا تو انجیل
کی تعلیم کہ یسوع مسیح گنہگاروں کے لئے کفارہ ہی اُسکے لئے ایک تسلی
دہندہ خوشخبری اور دل کے زخم ... اِس لئے بڑے استحکام و
خوشحالی سے اُسے قبول کیا بعدہ تاکہ ... ، ایک کشیش سے اصطباغ
پایا اور عبدالمسیح اپنا نام رکھواکر مسیحی ...عت میں مل گیا وہاں کے
مسلمان اُسکے احوال سے آگاہ ہوکر اپنے مقدور بھر مزاحم ہوئے اور اُسے بڑی
لعنت ملامت کی لیکن اُسنے سب کی برداشت کر لی جب لوگوں نے
دیکھا کہ اِس سے کچھہ نہیں ہوتا تو اُسے مال و دولت دینے کا وعدہ
کیا کہ شاید اِس طرح دین مسیحی سے اُسے پھیردیں لیکن ہرچند اُسے
سمجھایا یسوع مسیح پر ایمان جو اُسے آگیا تھا اُس سے نہ پھرا بلکہ اِس
بہکانے کا اَور اُلٹا نتیجہ ہوا کہ وہ پہلے سے زیادہ حقیقی ایمان میں پایدار
اور مسیحی مذہب میں برقرار ہوکر انجیل کی تعلیمات کے سمجھنے میں
کمال کو پہنچ گیا خلاصہ جیسا کہ آگے دین اِسلام میں ساعی تھا اب اُس
سے زیادہ انجیل کی تعلیمات پر دل لگاکر اُنکا تابع ہو گیا اور اُسکی
رغبت و خواہش یہہ تھی کہ اُس توفیق اور اُس ہدایت کو جو انجیل

پر ایمان لایے سے من جانب الله اُسکے دل میں اثر کرگئی هی مسلمانوں اور بت‌پرستوں دونوں سے بیان کرکے انجیل کے طریقه پر اُنهیں هدایت کرے اور مرتے دم تک جو اِنهیں دنوں واقعه هوا هی بڑی سعی و کوشش سے اِسی کام میں مشغول رها اور خدا نے بهی اُسکی نصاحت میں ایسی برکت و قوت دی که اُسکے وسیله سے کئی ایک مسلمان اور کئی ایک بت‌پرست اپنی گمراهی سے منحرف هوکر اور نجات کی راه میں ثابت قدم ہوکر دل سے مسیح پر ایمان لائے ॥

اب وے باتیں جو عبدالمسیح نے مسلمانوں سے کی تهیں تهوڑی سی ایک کتاب سے نکالکر یہاں لکهتے هیں اُن میں سے ایک یهه هی که ایک روز لوگوں نے عبدا‌ا   کا احوال ایک بڑے غني و مشهور طبیب کے آگے جو اهل اِسلام سے تها نقل کیا وه سنکے بولا که یهه تو ممکن نهیں که شیخ صالح جو میرا همدرس تها   هی ایسا کام کرے شاید یهه شخص جهوٹها هوگا سو اُسکا ج   لیئے میں اُسے بلواتا هوں پس اُسی وقت آدمی بهیجکر   بلوایا دیکها تو فی الواقع وهي شیخ صالح هی جو اُسکے ساتهه د   تها تعجب میں ره گیا اِس مقدمه میں باهم صحبت هوئی انجیل و قرآن کي بابت بهت گفتگو درمیان آئي آخر الامر یهه هوا که طبیب نے عبدالمسیح سے کها که اُن دلیلوں کو جنکي رو سے تو نے دین محمد سے رو گردانی کرکے دین مسیحي قبول کیا هی کسی طرح سے میں رد نهیں کر سکتا اور مجهے معلوم هو گیا که قرآن انجیل کي برابر نهیں هو سکتا اور حقیقت انجیل هی میں پائی جاتی پس اُسنے عبدالمسیح سے ایک انجیل مانگي اُسنے انجیل دی اور خدا حافظ کهکر چلا گیا ॥ دوسری یهه که اُس ملک کے ایک امیر کا طبیب جب اُن اختلافوں کی جهت سے جو محمدیوں میں دین محمدی کي حقیت کی بابت شک میں پڑا اور قرآن میں بهي اُسنے دیکها تها که یسوع کو روح الله کها هی تو اُسنے جانا که ایسے بزرگوار شخص کے حال سے زیاده تر

معتبر ہو جاے بس شہر آگرہ میں جاکر ایک انگلسی واعظ سے انجیل کے حق
میں اور مسیحی دین کی بابت بہت سی گفتگو کی اور اُس سے ایک
انجیل لیکر بڑے غور سے اُسے پڑھا کیا آخر سچائی اور حق دریافت ہو کر
لیا لیکن کُھلا کُھلی مسیحی ہونا نچاہا اِس عرصہ میں عبدالمسیح کا ماجرا
سنکر اپنے بیٹے سمیت اُسکے پاس آیا اور انجیل کے مطالب کی بابت
اُس سے گفتگو کرکے مسیح کو اپنا اور کل بنی آدم کا نجات دہندہ جانکر
بیٹے سمیت مسیحی ہو گیا ۰ ۰ پہر اُسی کتاب میں لکہا ہی کہ اُنہیں
دنوں ملا فتح اللہ اور ایک اَور ملا جو دونوں بڑے عالم و فاضل تھے شہر رامپور
میں انجیل و قرآن کی بابت عبدالمسیح کی باتیں سنکر یہاں تک قائل
ہوئے کہ قرآن کے خلاف ہونے اور انجیل کے حق و [illegible] ہونے کا یقین
کرکے خوب جان لیا تہا کہ گناہ سے چھڑانیوالا صرف [illegible] مسیح ہی اور
بس آخر دونوں نے دین مسیحی قبول [illegible] مسلمان مزاحم ہوئے اور
جس طرح ہوسکا اُنکا امتحان کیا [illegible] پہر محمدی دین میں
لاویں مگر کچھہ مفید نہوا وے دونوں [illegible] دین میں ترقی کرنے
گئے ۰ ۰ پہر یہہ کہ خود عبدالمسیح نقل [illegible] کہ میں ایک دن میران
کی سراے کو گیا وہاں میر نور علی نامے یک سید سفید ریش میرے پاس
آیا اور سلام کرکے بیٹھہ گیا پہر مجھسے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں میں
بولا آگرہ سے کہا وہاں کا کیا حال ہی میں نے سنا کہ وہاں بہت لوگ
مسیحی ہو گئے ہیں اور کلکتہ سے ایک انگریز وہاں آیا ہی اور اُسکے ساتھہ
ایک شخص ہی جو پہلے مسلمان تہا اور دین اِسلام کے علوم سے بہی خوب
خبردار ہی چنانچہ بہت سے مسلمانوں کو دلیل دلائل کے ساتھہ محمدی
دین سے نکال کر مسیحی دین کی رغبت دلاتا ہی آپ کہ مرد مسلمان
ہیں اِس خبر کی حقیقت مجھسے بیان کیجیئے میں بولا خدا نکرے کہ
میں مسلمان ہوں ہاں یہہ تو سچ ہی کہ پہلے میں مسلمان تہا لیکن اب
خدا کے فضل و کرم سے مسیحی ہوں اور خدا سے میری یہی دعا ہی کہ

اسی اعتقاد اور اسی طریق میں مجھے رکھے وہ ایک تعجب کرکے بولا
شاید آپ بھی اُنہیں لوگوں میں سے ہیں میں نے کہا ہاں اُسنے پوچھا کہ
آپ کون سے سلسلہ سے ہیں میں نے کہا نسل کا شریف ہوں لیکن انجیل
پڑھکر اور اُسکے مطالب سمجھکر میں نے سمجھا کہ دین اسلام حق نہیں
ہی اور ابدی نیکبختی صرف یسوع مسیح کے سبب مل سکتی ہی اور
بس کیونکہ اگر کوئی شخص توریت و زبور اور انجیل یعنے مسیحیوں کی
کتب مقدسہ کو فکر و غور سے پڑھے تو البتہ دریافت کرلیگا کہ قرآن الہامی
کتاب نہیں ہی اور وے باتیں جو محمدی لوگ محمد سے منسوب کرتے
ہیں اُس پہ کچھ مناسبت نہیں رکھتیں بلکہ لازم یہہ ہی کہ یسوع مسیح
کے ساتھہ ہو [illegible] .ولا میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں اورآپ کو
قسم دیتا ہوں [illegible] محمد کا نام ان کتابوں میں لکھا ہی تو مجھسے کہیئے
میں نے کہا اگر آپ [illegible] مجھسے مکدّر نہوں تو میں سچ سچ
کہدوں کہ ان کتابوں [illegible] میں محمد کی کوئی خبر نہیں
لکھی ہاں مگر یہہ لکھا [illegible] فرمایا ہی کہ میرے بعد جھوٹے
پیغمبر بہت آوینگے اسر [illegible] کی طرف رجوع کرنا چاہو تو ہو سکتا
ہی وہ بولا کہ اگر یہی حال ہی تو بس ہمارا مذہب خلاف و باطل ہی
میں نے کہا ہاں اگر ایسا ہوتا تو میں ہرگز مسیحی نہوتا اب دوستی کی
راہ سے آپ کو میں یہہ صلاح دیتا ہوں کہ حقیقت کے طالب ہو جاؤ
اور اُسکے حاصل کرنیکو خدا سے دعا اور کوشش کرو بولا کس طرح کوشش
کروں اور حقیقت کو میں کہاں پاؤں میں نے کہا انجیل میں کہا انجیل
مجھے کہاں ملیگی میں نے کہا ایک جلد میں دونگا پھر بولا کہ دعا و
استعاذہ کس طرح کروں میں نے کہا اس طرح سے دعا کیجیئے کہ ای
خداے تعالیٰ یسوع مسیح کی خاطر مجھے حقیقت کی راہ پر ہدایت
کر اور اُس دین کی طرف جو تیرا مقبول اور نجات بخشندہ ہی مجھے
راہ دکھا وہ بہت خوش و ممنون ہوا اور خدا حافظ کہکر چلا میں نے

دی کہا کہ خدا کی توفیق و رحمت تیرے ساتھہ ہوجیو اُسنے کہا
آمین * [illegible]

[illegible]

[illegible] حکایت [illegible]

ایک ہندو عالم کی حقیقت حال جو بتپرستی کا طریق
چھوڑکر مسیحی ہو گیا

انگلشی واعظوں میں سے ایک شخص جو چند سال اِس سے پہلے
جزیرہ سیلان یعنے لنکا میں بتپرستوں کو انجیل کا وعظ کرنے گیا تھا نقل
کرتا ہی کہ تھوڑے روز گذرے کہ ہمیں بڑی خوشی ہے اِس سبب
سے کہ شہر ماطورہ مذہب بدھو کے عالموں میں سے [illegible] بتپرستی
کے طریق سے پانو کھینچکر مسیحی [illegible] اُسکی کیفیت اِس
منوال سے ہی کہ چھہ برس گذرے [illegible] ایک واعظ شہر ماطورہ کے
قیدخانہ میں اِس ارادہ سے گیا [illegible] کے آگے مسیح کی نجات کا
وعظ کہے وہاں بتپرستوں کے ایک [illegible] ملاقات ہو گئی جو ایک
بتپرست واجب القتل قیدی کے دیکھنے کو آیا تھا سلمون نے اُس سے
ملاقات کرکے بات چیت کے بیچ میں کہا کہ گناہ سے چھڑانیوالا کون ہی
اور اُسکی خبر کس کتاب میں ہی اور یہہ بھی کہا کہ تمہارے دین کی
کتابوں میں ایسے نجات دہندہ کے لیئے جو یسوع مسیح کی مانند گنہگاروں
کا نجات دینیوالا ہو کچھہ خبر نہیں ہی ہرچند کہ عالم مذکور عمر میں
جوان تھا لیکن کمال و علم کی نسبت اپنی ملت [illegible] مشہور و
معروف تھا اور چونکہ دین مسیحی کے ساتھہ اُسے ضد اور واعظوں سے
مخالفت تھی سو اِس بات سے خفا ہوکر اُٹھا اور اِس قصد سے اپنے
بتخانہ کو گیا کہ مذہب کی ساری کتابیں پڑھکر واعظ مذکور کی بات
جھٹلانے کو دلیلیں نکال لاوے سو دو برس تک اپنے مذہب کی کتابیں

دیکھا کیا مگر کسی میں ایسے نجات دہندہ کی خبر نپائی جو یسوع مسیح
کی مانند ہو اِس بات سے کچھ گھبراکر شہر گلّی میں آیا وہاں ایک اَور
واعظ سے اُسے انجیل ملی جو اُسی کی زبان میں تھی اُسکو وہ بڑی دقت
و غور سے پڑھکر اپنے مذہب کی بابت شک میں پڑگیا اور دل میں یقین
کیا کہ مسیحی دین حق و درست ہی لیکن اِس صورت میں کہ اپنی
ملت کا عالم اور صاحب رتبہ تھا لوگوں سے شرماکر اپنا دلی مطلب کئی
برس تک پوشیدہ رکھا آخر کار حق طلبی ایسی غالب ہوئی کہ پھر اپنا
ما فی الضمیر چھپانے کی طاقت اُسے نرہی سلمون واعظ کے پاس جاکر مسیحی
ہونے کا اِرادہ [illegible] کیا اور کئی بار پے در پے اُسکے پاس آیا گیا تاکہ
انجیل کی [illegible] گفتگو کرے تب تو لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا
کہ وہ مسیح [illegible] ہی اِس بات کا لوگوں میں ایسا چرچا
پھیلا کہ پھر [illegible] سکا بس وہاں سے بھاگ کر اُس
شہر کے واعظوں [illegible] سیحی ہونا مشہور اور سب کو
یقین ہو گیا تو [illegible] ت ہاتھ پانو پیٹے کہ پھر اُسے
اپنے مذہب میں لے [illegible] مشورہ کرکے اُسے اِس مضمون کا
خط بھیجا کہ اگر تو مسیحی [illegible] قبول کرلیگا تو ہم بہت مایوس و
غمگین ہو جائینگے اور ہمارے مذہب کو ایک زخم کاری لگیگا اور لوگ
ہمیں بےحرمت ٹھہراکے ٹھٹھوں میں اُڑائینگے اور ہمیں طعنے دینگے خلاصہ
اِس خط میں کسی بات کی کمی نکی اور دوبارہ اِس مضمون کا خط
بھیجا کہ اگر تو مسیحی نہو اور ہمیشہ بت پرستی ہی میں رہے تو دو بت
خانوں کا [illegible] اُنکی ساری آمدنی سمیت ہم تیرے ہی لیئے چھوڑ
رکھینگے جب اِس سے بھی اُنکی مراد حاصل نہوئی تو تیسری بار اِس
مضمون کا خط لکھا کہ جس وقت تو مسیحی ہو جائیگا تو جس طرح سے
ہو سکیگا ہم تجھے قتل کرینگے اول تو وہ اِس بات سے کچھ ڈرا لیکن آخر
کار یہی ہوا کہ اِس طور سے بھی اُسے لغزش ندے سکے اور نہ مسیح کی

محبت سے کچھ پھر سکے بلکہ وہ اَور زیادہ مشتاق ہوا کہ اب جلدی سے اپنے ایمان کو لوگوں کے آگے ظاہر کر دے پس انگلشی واعظوں سے انجیل کی تعلیمات میں زیادہ آگاہی بہم پہنچاکر اور بصدق دل مسیح کو اپنا نجات دہندہ جانکر اُسکے نام پر اِصطباغ لینا چاہا اور ایسا اِتفاق پڑا کہ اُسکے اِصطباغ کے دن وعظ سننے کے لیئے شہر و دیہات کے لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ جمع ہوئی اور جس وقت جماعت کلیسیا میں حاضر ہوئی اِس بت‌پرست عالم نے جماعت کے بیچ کھڑا ہوکر اُنکے رو برو اپنا بت‌پرستی کا لباس اور کنٹھی وغیرہ آثار پھینک دیا اور اِصطباغ پاکر کُھلا کُھلی اُن دلیلوں کو جنکے بموجب مذہب ہندو کو باطل و خلاف اور مسیحی دین کو حق جانا تھا جماعت سے بیان کیا لوگوں نے بڑا تعجب کیا اور اُنمیں سے بہتوں کا دل بھرگیا اور انجـ کی جستجو میں پڑے چنانچہ ابتک اُس ـ میں سے بہت آدمیوں نے مسیحی دین قبول کر

ساتویں حکایت

نئی دنیا کے ایک وحشی آدمی کے مسیحی ہو جانے کا حال

شخص مذکور نے ایک مسیحی جماعت کے آگے اپنا احوال اِس طرح نقل کیا ہی کہ میں بت‌پرست تھا اور بت‌پرستی ہـ میں بوڑھا ہو گیا ہوں سو بت‌پرستوں کی باتیں اور اُنکے احوال خو ہوں اور میں نے اچھی طرح جان لیا ہی کہ خدا کی توفیق سے د جیل کی یہی خوشخبری کہ یسوع مسیح گنہگاروں کا نجات دہندہ ہی اُنھیں نیک بنا سکتی ہی چنانچہ اب میں تمسے نقل کرتا ہوں کہ ایک وقت ایک کشیش تعلیم دینے ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خدا موجود ہی ہم نے کہا کہ

صورت پر چمڑے کا بنا ہوا تھا اپنی ماں کے کہنے بموجب خدا جانکر سجدہ کیا کرتا تھا لیکن جب کہ یسوع مسیح کی خبر سنکر دریافت کیا کہ بت پرستوں کا نجات دہندہ بھی وہی ہی تو میں نے بہت خوش ہوکر جانا کہ بت وغیرہ بے سب جھوٹے ہیں اور اب معلوم ہو گیا کہ اُسنے مجھے سب گناہوں سے چھڑا دیا اور میں نے دین کاملی حاصل کیا ہی کہ میرا نجات دینیوالا اور نیکبختی بخشنے والا وہی ہی اور ہرچند کہ اب میں اُسے [illegible] دوست رکھتا ہوں پھر ایک غم بھی ہی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ابھی تک میں ناقص ہوں اور پہلے تو پتھر کی مانند سخت اور برف کی مثل سرد تھا مگر اب اُسنے میرے دل کو [illegible] کر دیا ہی چنانچہ میری خوشحالی اور شادمانی صرف مسیح [illegible] مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں صرف اِسی بات کا [illegible] ہمیشہ اُسی کے حضور رہوں اور جو بات کہ [illegible] سب کو حق [illegible] اور میں جانب الله جانتا ہوں [illegible] ہوں کہ خدا کے احکام اُسی کی مدد سے عمل میں آسکیں [illegible] چند کہ شیطان بہت سے وسوسے دلاتا ہی کہ نجات کی راہ [illegible] کاکر پھر اپنے قبضہ میں کر لے لیکن یسوع مسیح کے وسیلہ سے میں [illegible] کا ہو گیا ہوں اور مرنے [illegible] تک اُسی کا رہونگا ۔ آمین ۔

ای مطالعہ کرنیوالے اِن حکایتوں کے مطالب سے تو بخوبی سمجھہ سکتا ہی کہ مسیحی اِعتقاد و ایمان بے قدرت و بے قوت نہیں ہی بلکہ اُس آدمی کو جو ایمان کے مرتبہ پر پہنچا ہی خدا کی [illegible] ایسی نعمت و قدرت بخشی جاتی ہی کہ بدی و گمراہی سے کنار[illegible] نیکی کا راغب اور نجات کے طریق کا سالک ہوتا ہی اور سچے دل سے [illegible] دوست اور اسکے احکام کا نگہبان ہوکر حضرت باری تعالی کی عنایت سے جب تک دنیا میں ہی حقیقی نیکبختی کا مالک ہو جاتا ہی اور آخری جلال کی بابت بڑی امیدواری سے یقین حاصل کرتا ہی پس ای مسلمان بھائی

تو بھي يسوع مسيح پر ايمان لانے ميں مذکورہ اشخاص کی مانند سعي
کرکے خدا سے دعا مانگ کہ تجھے بھي ايسا هی ايمان عنايت کرے اس
وقت تو بھی اپنے دل ميں وے نعمتيں پائيگا جو اِن لوگوں اور سارے
ايمانداروں نے ديکھي اور چکھي هيں اور اُنهيں کی طرح سے تو بھی گناہ سے
خلاصي حاصل کرکے حقيقي خوشحالی اور جاودانی نيکبختی پائيگا اب
تيرے حق ميں هماری يہہ دعا هی کہ تجھے بھي خداے تعالیٰ هدايت کا
نور بخشکر ايمان عطا کرے ×

تمام

فہرست

آدمی ۔ ح میں ایک ایسا تقاضا ہی جو مجازی چیزوں سے
رفع ہوتا بلکہ صرف روحانی و حقانی چیزوں سے یعنی
خدا شناسی اور حقیقی عبادت سے رفع اور ساقط ہونا ہی ۱ — ۴
معرفت الٰہی کے حاصل کرنے میں عقل قاصر ہی چنانچہ آ۔
عقل کے زور سے معرفت کے اُس مرتبہ پر
حقیقی نیکبختی حاصل کرنے کو لا و
صرف خدا کی الہامی کتاب ں ۴ — ۷
کتاب الہامی اور کلام ربانی کی . ر ین . . ۷ — ۱۴

پہلا ب

اِس بات کے ثبوت میں کہ انجیل کتب عہد عتیق
منسوخ و تحریف نہیں . ے ہیں

پہلی فصل

اِس بات کے بیان میں کہ قرآن بھی اقرار کرتا ہی
اور کتب عہد عتیق من جانب اللہ ہیں

قرآن کی کئی ایک آیتیں جن میں ذکر ہوا ہی کہ توریت و
انجیل خدا کا کلام ہی . . . . ۱۵ — ۱۷

2 26 ۴۳۴

لفظ توریت کا بیان اور اِس بات کا ذکر کہ انجیل قرآن کی
گواهي کی محتاج نہیں اور وے آیات جو مذکور هوئیں محض
محمدیوں کی خاطر لکھی هیں . . . . ۱۷—۱۸

دوسری فصل

اِس بیان میں کہ انجیل اور کتب عہد عتیق کسی
منسوخ نہیں هوئیں

نوریت بالکل موافق و مطابق هیں
نوری اور انجیل میں اُسکی
تکمیل . . . . ۱۸—۲۰
توریت م ور باطني سو طاهری
نو فروع هیں ظاهری احکام مسیح
ئے اور اُسکی تج ں میں پورے هو گئے
اِس واسطے مسی ن احکام کی محافظت
ضرور نتھی مگر ود ، اُنکو مسیح نے زیادہ
بیان کرکے اَور بھی . . . . ۲۰—۲۵
محمدیوں کا یہہ دعوی کہ ے نو توریت کو پھر انجیل
کے سبب زبور ن سے انجیل کو منسوخ کر دیا هی
خدا تعالا ے برخلاف هی ایسے کام صرف آدمی
اور باد ں نہ قادر مطلق خدا سے اور علم کی
ترقی یں آنا کیونکہ خدا کے کلام کو دنیا کے
علموں ہ نہیں هی اُسکا مطلب و مقصد تو یہہ
هی کہ آدمی کی روح کے تقاضہ کو رفع کرے اور روح کا وہ
تقاضا هر زمانہ میں اور هر ایک آدمی میں وہی هی جو هی ۲۵—۲۷

انجیل و توریت کی آیتوں میں صاف بیان ہوا ہے کہ کتب
عہد عتیق و جدید کسی زمانہ میں منسوخ نہونگی . . ۲۷—۲۸

تیسری فصل

۱ بات کے ثبوت میں کہ مسلمانوں کا یہہ دعوی کہ
گویا کتب مقدسہ تحریف و تبدیل
ہو گئی ہیں باطل ہے

تحریف کی بابت محمدیوں نے صرف باتیں ہی کی ہیں ثابت
ابتک نہیں کیا یوں تو مسیحی بطریق اولی ک
کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے او
محمدی کتابوں سے جنسے ثابت پر
و تبدیل واقع ہوئی ہے ۲۹—۳۵
قرآن کی وے آیتیں جنکے مف سی نہ یہود و
نصاری نے اپنی کتابیں مح بعد تحریف کی
ہیں نہ پہلے . . . . ۳۵—۳۷
یہودیوں اور مسیحیوں کو کوئی سبب اپنی کتابوں کو
تحریف کریں اور محال ہے کہ کوئی ب ایسا کام کرے ۳۷—۳۹
ایسا امر غیر ممکن تھا . . . . ۳۹—۴۱
یہہ بات کہ کتب مقدسہ محمد کے زمانہ م تحریف و تبدیل
نہیں ہوئی ہیں کتب مقدسہ کے قدیمی نسخے ابتک
موجود ہیں بخوبی ظاہر و ثابت ہوتا ہے . . ۴۱—۴۲
وہی مطلب اگلے مسیحی معلموں کی کتابوں سے
ہوتا ہے . . . . ۴۲—۴۵
کتب مقدسہ محمد کے زمانہ سے پہلے بھی تحریف نہیں ہوئی
ہیں . . . . ۴۵—۴۶

یہہ بات کہ کتب عہد عتیق نہ مسیح کے زمانہ میں تحریف
هوئی هیں نہ اُس سے پہلے انجیل کی آیتوں سے واضح اور
ثابت هوتی هی . . . . ۱۴۶—۱۴۹
اُن اعتراضوں کا جواب جو کتاب استفسار کے مصنف نے کتب
مقدسہ کی تحریف کی بابت پیش کئے هیں . —۵۲
اُس سبب اور وجہہ کا بیان کہ تحریف کا دعویٰ
کیوں کیا هی . . . . ۵۷—

سرا باب

تعلیمات کا بیان

انجیل اور کا بیان . . . ۵۱—۶۷

خدا کی صفات بیان جو وہ آدمی کی
هی

خدا کی صفات و ارادہ ت و انجیل کی آیتوں کے
بموجب . . . . - . ۶۷—۷۴

تیسری فصل

اِس کہ ابتدا آدمی کس حال میں تھا اور
ا میں هی اور نیکی و پاکی کے کس
حال میں اُسے پہنچنا چاهئے

آدم کا پہلا حال ۷۵—۷۱

وہ حال جس میں آدمي اب مبتلا هی اور کس طرح اِس بُرے حال میں پھنس گیا . . . . ۷۷—۸۱
خدا کا اِرادہ یہہ نہیں هی کہ آدمي شیطان کے قبضہ اور بدبختی کي حالت میں رهے بلکہ یہہ اِرادہ هی کہ نجات پاکر سعادت ابدی . . . بن جاے . . . . ۸۱—۸۲
اُن ا… جو خدا نے انسان کو نیکبختی حاصل کرنے کے لیئے . . . . ۸۲—۹۳
احکام الهي . . . ایسا کہ چاهیئے کوئي پورا نہیں کر سکتا اِس جہت سے سب گنہگار هیں . . . . . ۹۰—۹۴
گنہگاروں کي سزا اور یہہ کہ خدا اپنے . . . بموجب گنہگاروں پر بے شک . . . ۹۴—۹۶
آدمي کسي طرح اپنے تئیں گ… بلکہ وہ ایک ایسے بچانیوالے کا . . . ن کی جنس سے باهر اور بے گناہ اور کامل . . . نیوالا انجیل میں بیان هوا هی . . . . ۹۶—۹۷

تیسری

اُس نجات کے بیان میں … یح کے وسیلہ سے عمل میں آئی هی

مسیح کی نجات کي کیفیت انجیل کي آیات . . . ۹۸—۱۰۰
مسیح کی خبر اور اُسکی نجات کي کیفیت … عتیق میں اگلے انبیا کي پیشینگوئیوں میں بالتفصیل هوئی هی . . . . ۱۰۰—۱۰۶
اگلے پیغمبروں کي وے سب پیشینگوئیاں مسیح میں پوري هوئی هیں . . . . ۱۰۶—۱۱۴

پانچویں فصل

اُس شخص کے چال چلن کا بیان جو یسوع مسیح
پر ایم[1] لاا ھی

سچی رفتار خدا کی . . . . . ۱۴۲—۱۵۰
سچی رفتار اپنے پڑوسی کے ساتھہ . . . . . ۱۵۰—۱۵۳
سچی رفتار اپنی نسبت . . . . . .
اگر ب[illegible] سا چال چلن نہیں رکھتے تو بہہ [illegible]
کے نہ [illegible] دلیل نہوگی بلکہ اُنھیں کی
دلیل [illegible] . . —۱۶۰

بعض اُن دلائل [illegible] ہونا ھی
کہ ا[illegible]

پہلی دلیل آدمی کی روح کا تقاضہ . . ۱۶۰—۱۶۲
دوسری دلیل آدمی کے قلب اور ر[illegible] بدل ہونا ۱۶۲—۱۶۳
تیسری دلیل خدا کی صفات کا بیان . ۱۶۳—۱۶۵
چوتھی دلیل انجیل کی نصیحتیں اور احکام . ۱۶۵—۱۶۶
پانچویں دلیل وے پیشینگوئیاں جو کتب مق[illegible]
ہوئی ہیں . . . . ۱۶—۱۶۸
چھتی دلیل مسیح کے اور اُسکے حواریوں کے معجز[illegible] ۱—
ساتویں دلیل مسیح کا قیام و عروج . . . . . ا—۱۶۹
آتھویں دلیل انجیل کی تعلیم کا پھیلنا . . . ۱۶۹

دوسری فصل

اِس بات کی تحقیق میں که آیا قرآن کي عبارت اُسکے
من جانب الله هونے هو سکتي یا نهیں
چار سے ثابت هے که قرآن کي عبارت اُسکے
الله هونے کي دلیل نهیں هو سکتي . . ۲۰۷–۲۱۲

تیسری فصل

کلمے قرآن کے معن

قرآن کے اکثر مون
یهود سے سن مگر
توریت و انجیل کے بعض دا خلاف
واقع قرآن میں لکھے هیں . . . ۲۱۳–۲۱۶
قرآن ایک مجموعه هی عهد عتیق علیمات و
حکایات کا اور یهودیوں اور مس حدیثوں کا اور
عربوں اور مجوسیوں کے وقائع اور عاد . . . ۲۱۶–۲۱۹
قرآن تعلیمات انجیل کے اکثر مطالب کا هی ۲۱۹–۲۲۲
قرآن آدمي کي روح کا تقاضا رفع نهیں کرتا اور
حاصل کرنے کي کوئي راه نهیں بتاتا اور قرا
آیتوں اور حدیثوں کا ذکر جنمیں بیان هوا هے
گنهگار تها ۲۲۲–۲۲۸
قرآن میں نامناسب مطالب هیں مثلاً وے آیتیں جو بهشت
اور جهاد اور تعدد وغیره کي بابت اُس میں مرقوم هیں ۲۲۸–۲۳۳